پلاسٹک سرجری

فقہ اسلامی کی روشنی میں

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

جدید فقہی تحقیقات

پلاسٹک سرجری

فقہ اسلامی کی روشنی میں

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے اٹھارہویں فقہی سمینار منعقدہ
مؤرخہ ۲۸ فروری تا ۲ / مارچ ۲۰۰۹ء کو مدورائی میں
پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات ومناقشات کا مجموعہ]

ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	پلاسٹک سرجری فقہ اسلامی کی روشنی میں
صفحات	:	۵۵٦
قیمت	:	[redacted]/روپے
سن طباعت	:	جون ۲۰۱۰ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱٦۱-الیف، بیسمنٹ، جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

ای میل:ifapublications@gmail.com

فون:011-26983728, 26981327

مجلس ادارت

۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی

۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۳- مولانا بدر الحسن قاسمی

۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۵- مولانا عتیق احمد بستوی

۶- مولانا عبید اللہ اسعدی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۹

باب اول: تمہیدی امور

سوالنامہ		۱۵
تجاویز		۱۷
تلخیص	مفتی محمد سراج الدین قاسمی	۱۸
عرض مسئلہ	مولانا راشد حسین ندوی	۴۹

باب دوم: تعارف موضوع

پلاسٹک سرجری-اسلامی نقطۂ نظر	ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی	۷۱
پلاسٹک سرجری کی تعریف		۷۶

باب سوم: تفصیلی مقالات

تزیین وتحسین—شرعی اُصول وحدود	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۹۵
اسلام میں پلاسٹک سرجری کا حکم	مولانا صادق محی الدین	۱۳۹
پلاسٹک سرجری-تعارف اور شرعی احکام	مولانا راشد حسین ندوی	۱۴۴
پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام	مولانا حسین احمد کراچی	۱۷۸
پلاسٹک سرجری-اسلام کا نقطۂ نظر	مولانا ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی	۱۸۷
اسلام میں پلاسٹک سرجری کی حیثیت	مولانا نور الحق رحمانی	۲۱۱

پلاسٹک سرجری اور از سر نو اصلاحی سرجری - دینی نقطۂ نظر	ڈاکٹر مفتی زاہد علی خان	۲۲۳
پلاسٹک سرجری - صورتیں اور احکام	ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی	۲۲۹
پلاسٹک سرجری اور بیوٹی آپریشن کا شرعی حکم	مولانا سید اسرار الحق سبیلی	۲۳۷
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مولانا ڈاکٹر یاسر ندیم	۲۴۴
افزائش حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا	مولانا خورشید احمد اعظمی	۲۵۹
پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالنامہ کا جواب	مولانا ظفر عالم ندوی	۲۷۰
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مولانا خورشید انور اعظمی	۲۷۷
پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف	مولانا ارشد مدنی	۲۸۷
آئینۂ شریعت میں پلاسٹک سرجری کی تصویر	مولانا محمد ارشد فاروقی	۲۹۲
پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام	مفتی نذیر احمد کشمیری	۳۰۵
بغرض تجمیل و دفع عیب آپریشن کا شرعی حکم	مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی	۳۱۲
آپریشن بغرض زیبائش و برائے دفع عیب	مولانا عطاء اللہ قاسمی	۳۱۹
پلاسٹک سرجری اور شریعت کا موقف	مولانا محمد شوکت ثنا قاسمی	۳۲۴
پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت	مولانا ریاض احمد قاسمی	۳۳۰
پلاسٹک سرجری - مسائل و احکام	مولانا نعیم اختر قاسمی	۳۳۶
پلاسٹک سرجری اور اس کی شرعی حیثیت	مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی	۳۴۳
عیوب کے ازالہ کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم	مولانا اشتیاق احمد اعظمی	۳۴۸
بغرض تجمیل و دفع عیب آپریشن کرانے کا شرعی حکم	مولانا محبوب فروغ قاسمی	۳۵۳
پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام	مفتی عبد الاحد فلاحی	۳۵۸
پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام	مفتی عبد الرحیم قاسمی	۳۶۳
آپریشن بغرض تجمیل و دفع عیب	مفتی عارف باللہ قاسمی	۳۶۹

پلاسٹک سرجری اور اسلام	مولانا منور سلطان ندوی	۳۷۷
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مفتی تنظیم عالم قاسمی	۳۸۸
پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل اور احکام	مولانا ابوبکر قاسمی	۳۹۱
پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام	مولانا مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی	۳۹۶
پلاسٹک سرجری سے متعلق چند اہم سوالات	مفتی محمد ممتاز خاں ندوی	۴۰۴
پلاسٹک سرجری اور بعض اہم مسائل	مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی	۴۱۹
پلاسٹک سرجری اور اس کا حکم	مولانا جمیل اختر ندوی	۴۲۸
پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات	مولانا شاہجہاں ندوی	۴۴۲
میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں	مولانا محمد فاروق قاسمی	۴۴۹
پلاسٹک سرجری-صورتیں اور احکام	مولانا عبداللہ خالد لونا واڑوی	۴۵۴
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مفتی سید باقر ارشد قاسمی	۴۶۱

باب چہارم: مختصر تحریریں

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت	مفتی محبوب علی وجیہی	۴۶۹
پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام	مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی	۴۷۱
پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام	مولانا شیر علی	۴۷۳
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مولانا ابوسفیان مفتاحی	۴۷۴
پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۴۷۶
پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام	مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی	۴۷۸
آپریشن بغرض تجمیل ودفع عیب	حافظ شیخ کلیم اللہ عمری	۴۸۲
خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا	مولانا مبارک حسین ندوی	۴۸۴

آپریشن بغرض حسن ودفع عیب	مولانا افتخار احمد مفتاحی	۴۸۶
آپریشن اس کی صورتیں اور احکام	مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	۴۸۹
پلاسٹک سرجری اور اسلام	مولانا اسماعیل بھدکودروی	۴۹۲
افزائش حسن یا دفع عیب کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا	مفتی انور علی	۴۹۴
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مولانا شمس الدین مظاہری	۴۹۸
میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں	مولانا محمد سلمان پالنپوری	۵۰۱
جوابات بابت پلاسٹک سرجری	مولانا اقبال ٹنکاروی	۵۰۵
پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم	مفتی ظہیر احمد	۵۰۷
پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم	مولانا قمر عالم قاسمی	۵۰۹
پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام	مولانا محمد اشرف	۵۱۲
پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام	مولانا ذکاء اللہ شبلی	۵۱۴
پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات اور جوابات	مفتی جمیل احمد نذیری	۵۱۶
پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام	قاضی محمد کامل قاسمی	۵۱۸
آپریشن برائے تجمیل ودفع عیب	مفتی سراج احمد ملی	۵۲۲
پلاسٹک سرجری اور اس کا شرعی حکم	مولانا شاہد قاسمی	۵۲۵
پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف	مفتی احتشام الحق	۵۲۹
پلاسٹک سرجری - مسائل واحکام	مولانا عبدالتواب اناوی	۵۳۳
آپریشن بغرض تجمیل ودفع عیب	مولانا ریحان مبشر	۵۳۴
مناقشہ		۵۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین قالب میں پیدا فرمایا ہے: ''لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم'' (سورۂ تین:۴) اور اس کے حسن کو دوبالا کرنے کے لیے اس میں جذبہ آرائش بھی ودیعت فرمایا ہے، نیز اپنے آپ کو آراستہ کرنے کا ایک سے ایک سلیقہ بھی دیا ہے؛ چنانچہ انسان شروع ہی سے زینت وآرائش کے مختلف طریقے استعمال کرتا رہا ہے، قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جب حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جنت سے نکالا گیا اور انہیں لباس بہشت سے محروم کیا گیا تو بے ساختہ درخت کے پتوں سے وہ اپنے جسم چھپانے لگے، یہ آیت جہاں اس بات کو بتاتی ہے کہ شرم وحیا انسان کی فطرت کا بنیادی عنصر ہے، وہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت میں لباس وپوشاک کی خواہش رکھی گئی ہے اور لباس صرف جسم کو چھپاتا ہی نہیں ہے؛ بلکہ انسان کے لیے زینت کا باعث بھی ہے؛ چنانچہ خود قرآن مجید میں لباس کو ''زینت'' کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے: ''خذوا زينتكم عند كل مسجد'' (اعراف:۳۱)۔

پھر جیسے انسان نے زندگی کے دوسرے وسائل پر محنت کی اور اپنی ایجادی اور اختراعی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے، اسی طرح تحسین وتزئین کے بھی نت نئے طریقے ایجاد کیے گئے، اب تجارت اور علاج کی دنیا میں ان وسائل کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہوگئی ہے؛ بلکہ بعض مغربی ملکوں میں تو غذائی ضروریات سے زیادہ پیسے تحسین وآرائش کے جذبات کی تکمیل کے لیے خرچ کیے جاتے ہیں، ان میں بعض صورتیں ایسی ہیں جن کے ذریعے انسانی جسم میں مستقل اور دائمی

تبدیلی لائی جاتی ہے، بعض وہ ہیں جن کے ذریعہ عارضی طور پر تبدیلی آتی ہے، بعض صورتوں میں مصنوعی اور فطری کیفیتوں کا فرق باقی رہتا ہے اور بعض دفعہ یہ فرق نظر نہیں آتا اور ظاہر بیں نگاہیں دھوکہ کھا جاتی ہیں، کبھی اس کا مقصد غیر فطری عیب کو دور کرنا بھی ہوتا ہے اور کبھی حسن و جمال میں اضافہ مقصود ہوتا ہے؛ غرضیکہ تزئین و آرائش کی جو نت نئی صورتیں وجود پذیر ہوئی ہیں، ان میں خاصا تنوع ہے۔

انہیں صورتوں میں ایک ''پلاسٹک سرجری'' ہے، جس میں جسم کے ایک حصے سے چمڑہ، گوشت یا ہڈی لے کر جسم کے دوسرے حصے سے اس کو پیوستہ کیا جاتا ہے، اس کا مقصد کبھی اپنی شناخت کو چھپانا ہوتا ہے، کبھی عیب کو دور کرنا اور جسمانی تکلیف کا ازالہ ہوتا ہے اور کبھی طبعی تغیرات اور فطری طور پر انسان کے اندر موجود کمی کو دور کرنا یا اپنے آپ کو زیادہ خوب صورت ظاہر کرنا ہوتا ہے، ان مختلف مقاصد کے لیے پلاسٹک سرجری کا رواج بڑھتا جا رہا ہے اور چوں کہ اس دور میں صحت و علاج کے شعبہ نے ایک تجارت کی شکل اختیار کرلی ہے؛ اس لیے ایسے آپریشن کی تشہیری کوششوں کے ذریعے خوب حوصلہ افزائی کی جارہی ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

اسلام کا ایک امتیازی وصف اس کا اعتدال اور میانہ روی ہے، اس نے انسان کے اندر پائے جانے والے فطری جذبۂ تحسین کی رعایت بھی کی ہے اور اس میں غلو کو ناپسند بھی کیا ہے، شریعت نے عورتوں کو زیور، شوخ رنگوں کے اور ریشم کے ملبوسات اور مہندی کے استعمال کی اجازت دی ہے اور مردوں کو بھی چاندی کی انگوٹھی کے استعمال کی اجازت دی ہے، نیز کپڑوں کے رنگ اور وضع کے سلسلے میں بڑی حد تک آزاد رکھا گیا ہے۔ دوسری طرف سیاہ خضاب استعمال کرنے، اپنے بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو جوڑنے اور مصنوعی طور پر بھوؤں کو باریک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے؛ کیوں کہ مصنوعی طور پر تزئین و آرائش کے طریقے اکثر صحت کے لیے نقصان

دہ ہوتے ہیں، اس سے صارفیت بڑھ جاتی ہے اور لوگ حقیقی ضرورتوں کی بجائے اس طرح کے تکلفات میں اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی خرچ کرنے لگتے ہیں۔

اسی پس منظر میں اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مدورائی (۲ تا ۴ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ- مطابق ۲۸ ر فروری تا ۲ مارچ ۲۰۰۹ء) کے لیے جن عنوانات کا انتخاب کیا تھا، ان میں ایک پلاسٹک سرجری بھی ہے، اس موضوع پر آٹھ نکات پر مشتمل سوال نامہ جاری کیا گیا اور تقریبا ستر (۷۰) اہل علم نے ان کے جوابات لکھے۔ ان میں بعض نکات پر مقالہ نگاروں کے درمیان اختلاف رائے بھی تھا؛ لیکن باہمی تبادلۂ خیال کے بعد اتفاق رائے پیدا ہوگیا، جو تجاویز کی شکل میں اس مجموعہ میں شامل ہے، اس مجموعہ میں جہاں اس مسئلہ کے شرعی پہلوؤں پر مقالات شامل ہیں، وہیں فنی پہلوؤں پر بھی بعض تحریریں صورت مسئلہ کی وضاحت کے لئے شریک طبع ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر اتنا کم یا اتنا مختصر لکھا گیا ہے، جسے ''نہیں'' کے برابر قرار دیا جاسکتا ہے، اس لحاظ سے مضامین کا یہ مجموعہ علما اور اصحاب ذوق کے لیے بھی اور عام قاری کے لیے بھی ایک معلومات افزاء اور قیمتی اضافہ ہے، امید ہے کہ اکیڈمی کے دوسرے مجلّات کی طرح اسے بھی پذیرائی حاصل ہوگی۔ اس مجلّہ کی تصحیح وترتیب کی خدمت عزیز گرامی مولانا محمد سراج الدین قاسمی (رفیق شعبہ علمی) نے بڑی محنت ولگن سے انجام دی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیڈمی کی خدمات میں تسلسل کو باقی رکھے اور ان کو عند اللہ وعند الناس قبول عام وتام حاصل ہو۔

۵ رمحرم الحرام ۱۴۳۱ھ
۲۳ ردسمبر ۲۰۰۹ء

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ

پلاسٹک سرجری
(آپریشن بغرض تجمیل ودفع عیب)

انسان کا جسم اللہ تعالی کی امانت ہے اور ممکن حد تک اس کی حفاظت انسان کا فریضہ ہے، حفاظت میں بیماریوں کا علاج بھی ہے، بیماری وہ بھی ہے جس سے انسان کے جسم کا کوئی ضروری فعل متاثر ہو جائے یا کسی عضو کی منفعت ختم یا کم ہو جائے اور یہ بھی بیماری میں داخل ہے کہ انسان دیکھنے میں کسی خاص وجہ سے بدہیئت نظر آئے، اس دوسری قسم کے علاج کی طرف بھی ہمیشہ سے لوگ توجہ دیتے آئے ہیں، کیونکہ اس سے اگرچہ انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی، لیکن اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

آج کل علاج کی ایک نئی صورت "پلاسٹک سرجری" کی دریافت ہوئی ہے، جس میں مریض کے جسم ہی سے کوئی حصہ لے کر اس کے دوسرے حصہ کو درست کیا جاتا ہے، اور اب یہ طریقۂ علاج بہت مقبول ہو رہا ہے، اس سلسلہ میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا؛ لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہوجانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تا کہ وہ عیب دور ہوجائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

۶- کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

۷- بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

۸- کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہوپانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

اکیڈمی کا فیصلہ

پلاسٹک سرجری

۱- جسمانی عیب دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز ہے، اور عیب سے مراد جسم میں پائی جانے والی ایسی صورت ہے، جو معروف و معتاد اور عمومی تخلیقی کیفیت سے مختلف ہو، چاہے پیدائشی عیب ہو یا بعد میں پیدا ہو جائے۔

۲- جسمانی تکلیف کے ازالہ کے لئے — اگر ڈاکٹر کا مشورہ ہو — پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۳- درازی عمر کی وجہ سے طبعی طور پر انسان کی ظاہری حیثیت میں جو تغیر آتا ہے، جیسے جھریوں کا پیدا ہو جانا وغیرہ، ان کو ختم کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

۴- ناک اور دوسرے اعضاء، خلقی طور پر کم خوبصورت اور غیر متناسب ہوں؛ مگر انسان کی عمومی معتاد خلقت کے دائرہ سے باہر نہ ہوں تو زینت اور محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

۵- اپنی شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں، سوائے اس کے کہ مظلوم کو ظالم سے بچنے کے لئے ایسا کرنا پڑے۔

تلخیص مقالات

پلاسٹک سرجری
(آپریشن بغرض تجمیل و دفع عیب)

مفتی محمد سراج الدین قاسمی

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھارہواں فقہی سمینار منعقدہ مدورائی تامل ناڈو بتاریخ ۲۸ر فروری - ۲ر مارچ ۲۰۰۹ء کا ایک عنوان پلاسٹک سرجری سے متعلق ہے۔ اس موضوع سے متعلق آٹھ نکات پر مشتمل ایک سوالنامہ ملک و بیرون ملک کے مختلف علماء اور اسلامک اسکالرس کے پاس بھیجا گیا تھا، تادم تحریر جن حضرات کے جوابات موصول ہوئے، ان کی تلخیص پیش خدمت ہے:

پلاسٹک سرجری کی تعریف

مولانا راشد حسین ندوی ''پلاسٹک سرجری'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پلاسٹک Plastic کا ماخذ یونانی لفظ "Plastico" ہے جس کے معنی اصلاح و مرمت کے ہیں، اور سرجری اس طریقہ علاج کو کہتے ہیں، جس میں معالج اپنے ہاتھوں اور اوزار کی مدد سے علاج کرتا ہے (اردو انسائیکلو پیڈیا ۲ر ۴۲۲)۔

نیز ڈاکٹر الہام بنت عبداللہ باجنید کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة ووظيفته إذا ما طرأ عليه نقص أو تلف أو تشوه''۔

(وہ آپریشن جو جسم کے ظاہری اجزاء میں سے کسی جزیا اس کے فعل کو خوشنما بنانے کے لئے اس وقت ہوتا ہے، جب اس میں کوئی عیب، تلف یا بگاڑ پیدا ہوجائے) (بحوالہ الموسوعۃ الطبیہ الحدیثہ ۳؍۴۵۴) [نیز دیکھئے: مقالہ مفتی عارف باللہ قاسمی]۔

مولانا محمد احسن عبد الحق ندوی صاحب لکھتے ہیں: پلاسٹک سرجری کا تعلق مرمت، دوبارہ تعمیر، تبدیلی اور ظاہری نقائص سے ہے، خاص طور سے کھال، اعصابی نظام، دماغ کی بناوٹ، ہاتھ پاؤں، نسوانی نشیب وفراز اور موضع استنجاء کو مصنوعی طور پر خوبصورت بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (امریکن بورڈ آف پلاسٹک سرجری کی ویب سائٹ)۔

مولانا عبد اللہ خالد صاحب لکھتے ہیں:

پلاسٹک سرجری سے مراد ایسی سرجری ہے، جس کا مقصد جسمانی نقص کی اصلاح کرنا ہو، خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کا نتیجہ یا پھر اعضاء کی شکل میں تبدیلی پیدا کرکے اس کے حسن وجمال اور جذب وکشش میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔

سوال نمبر ۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگار نے اپنی تمہید میں پلاسٹک سرجری پر اصولی طور سے گفتگو کی ہے، اس ضمن میں اکثر وہ باتیں آگئی ہیں جن کا تعلق سوال کے پانچویں جزء سے ہے۔ تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات کا اتفاق ہے کہ اصولی طور پر پلاسٹک سرجری کرانا ناجائز ہے، کیونکہ یہ تدلیس وتزویر اور تغییر خلق اللہ سے عبارت ہے، البتہ بوقت ضرورت وحاجت اس کی اجازت ہوگی، چنانچہ مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں:

پلاسٹک سرجری میں جہاں ایک طرف انسان کے مریض اور عیب دار عضو کو درست کیا جاتا ہے وہیں اس کے کسی دوسرے عضو کو بھی چھیڑا جاتا ہے، پہلی صورت میں تغییر خلق اللہ کا عمل ہوتا ہے جو منشأ الٰہی کے خلاف ہے اور دوسری صورت میں انسان کے جزء سے انتفاع لازم آتا ہے، جو انسانی شرافت وکرامت کے سبب ممنوع وناجائز ہے، البحر الرائق میں ہے: لم يجز بيعه والانتفاع به، لأن الآدمي مكرم غير مبتذل فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهانا مبتذلاً (البحر الرائق ۶؍۱۳۳)۔

پلاسٹک سرجری کے عدم جواز پر اکثر مقالہ نگار نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے:

﴿ولآمرنهم فليبتكن آذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله﴾۔

اس آیت میں جس تغییر خلق اللہ کا ذکر ہے بعض حضرات نے اس کی تفسیر بھی کی ہے، چنانچہ مولانا راشد حسین ندوی صاحب لکھتے ہیں: اس کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں: مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد دین میں تبدیلی کرنا ہے، جب کہ حضرت عکرمہ، اور دیگر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد بدھیا کرنا، گودنا اور کانوں کو کاٹ کر خلق اللہ میں تبدیلی کرنا مراد ہے (معالم التنزیل ۲؍۱۵۹، روح المعانی ۵؍۱۵۰)۔

مولانا محمد فاروق صاحب امام قرطبی کے حوالہ سے ابوجعفر طبری سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ خلقت جس پر اللہ جل شانہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اس میں بغرض حسن کسی بھی طرح کی زیادتی یا کمی جائز نہیں، خواہ شوہر کے لئے ہو یا کسی اور کے لئے، اسی طرح اگر کسی عورت کو داڑھی یا نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان بال آگیا ہو اس کو حلق کرنا بھی جائز نہیں ہوگا (الجامع لأحکام القرآن ۳؍۲۶۹)۔

حافظ ابن حجر الطبری کے حوالہ سے لکھتے ہیں: لايجوز للمرأة تغيير شيء من خلقتها التي خلقها الله عليها بزيادة أو نقص، التماس الحسن لا للزوج ولا

لغيره، كمن تكون مقرونة الحاجبين فتزيل ما بينهما توهم البلج أوعكسه، ومن تكون لها سن زائدة فتقلعها أو طويلة فتقطع منها أو لحية أو شارب أو عنفقة فتزيلها بالنتف، ومن يكون شعرها قصيراً أو حقيراً فتطوله أو تغزره بشعر غيرها فكل ذلك داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله، قال: ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذى كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تؤلمها فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة (فتح الباری ۱۰؍ ۳۶۳) [مقالہ شاہ جہاں ندوی]۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری طبری کے اس قول پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے جاندار کو جس صورت معتاد پر پیدا کیا ہے، اس میں تغیر وتبدل کرنا ظاہری اعتبار سے تغییر خلق اللہ کا مصداق ہے نہ کہ مطلق تغییر، چنانچہ جس کو اللہ تعالی نے خلاف عادت صورت پر پیدا کیا ہے اس کو عادت کے موافق بدل دینا تغییر خلق اللہ نہیں، جیسے کسی عورت کو داڑھی یا مونچھ نکل آئے یا کسی کی ایک انگلی زائد ہو جائے تو داڑھی وغیرہ کا حلق کرنا اور زائد انگلی کو کاٹ دینا تغییر خلق اللہ نہیں ہے (بذل المجہود ۵؍ ۷۳) [مقالہ قاضی کامل صاحب، مولانا نعیم اختر قاسمی صاحب]۔

مولانا ممتاز خان ندوی ڈاکٹر عبد الرحمن السند کے حوالہ سے لکھتے ہیں: و لا يدخل في النهي ما كان داخلا في جملة العلاج والتداوي المأذون فيه، ولكن التغيير الذي لأجل التحسين بدون حاجة (البحوث الفقہیہ ؍ ۲۷۶)۔

اس سلسلہ میں بعض حضرات نے ان روایات کو بھی ذکر کیا ہے، جن میں کچھ مخصوص قسم کی عورتوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، مثلاً:

۱- لعن الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله (بخاری ۷؍ ۶۳) [مقالہ نعیم اختر مصباحی، قاضی کامل مولانا خورشید احمد اور مولانا عارف باللہ صاحبان]۔

۲- وعن ابن عباس قال: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء (ابوداؤد ۲/۵۷۴)[مقالہ مولانا اسرار الحق سبیلی]۔

۳- عن عبد الله بن مسعود إنی سمعت رسول الله ﷺ نهى عن النامصة والواشرة والواصلة والواشمة إلا من داء (مسند احمد)[مقالہ مولانا سید حسین احمد کراچی]۔

بعض مقالہ نگار نے شارحین حدیث کے حوالہ سے ان احادیث کی تشریح اور ممانعت کی علت بھی بیان کی ہے:

والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس (المغنی ۱/۶۸، قرطبی ۵/۳۹۲)[مقالہ مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی]۔

"المتفلجات" جمع متفلجة والتي تفرق ما بين ثنايا ها بالمبرد إظهارا للصغر وهي عجوز، لأن هذه الفرجة اللطيفة تكون للصغار غالبا وذلك حرام للحسن أي لأجل التحسين لما فيه من التزوير فلو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن فلا (بخاری کتاب التفسیر کا حاشیہ)[مقالہ قاضی کامل صاحب، مولانا خورشید انور اعظمی بحوالہ فتح الباری]۔

شامی (۵/۳۲۸) میں ہے: قوله: والنامصة، الخ ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب وإلاّ فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين إلاّ أن يحمل على ما لاَ ضرورة إليه لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء، وفي تبيين المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلاّ إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب، ولاَ بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث [مقالہ مفتی محبوب علی وجیہی صاحب]۔

علامہ نووی "لعن الله الواصلات کے ضمن میں فرماتے ہیں: وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به والله أعلم (شرح النووی علی مسلم ۲/۲۰۵)[مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا جمیل اختر صاحب، نعیم اختر قاسمی]۔

مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی صاحب فرماتے ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان احادیث سے متعلق بڑے بسط سے کلام کیا ہے اور بہت ساری روایات واقوال نقل کئے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ بعض حضرات نے نہی سے نہی تنزیہی مرادلیا ہے، تو بعضوں نے مطلقاً عدم جواز اور بعض نے جواز کا قول کیا ہے، بعض نے شوہر کی اجازت پر منحصر کیا ہے تو بعض نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے جواز کا فیصلہ کیا ہے، احقر بھی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواز کا قول کررہا ہے۔

مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی لکھتے ہیں: ان احادیث میں مذکورہ امور کے قابل لعنت ہونے کی وجہ تغییر لخلق اللہ بیان کی گئی ہے، اس کے برعکس ایسا تغیر جوفطرت کے مطابق ہو وہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

بعض مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ تغییر خلق اللہ سے ممانعت کی علت فقہاء نے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا قرار دیا ہے، تدلیس، تشبیہ، بلاضرورت تغییر۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها لما فيه من التزوير (شامی ۵/۲۹۲)۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: إن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس (المغنی لابن قدامہ ۱/۷۷)۔

علامہ شامی تاتارخانیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وفي التاتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث (شامی ۵/۲۶۴)۔

تیسری علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فقہاء لکھتے ہیں:

وأما في غيره من البهائم فلا بأس به إذا كان فيه منفعة، وإذا لم يكن فيه منفعة أو دفع ضرر فهو حرام (ہندیہ ۳۵۷/۵) [مقالہ مولانا راشد حسین صاحب، مولانا ممتاز خان ندوی]۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: تغییر خلق اللہ سے مراد وہ تبدیلی ہے جو نقص پیدا کرے، جیسے آنکھ پھوڑ دینا، کان کاٹنا وغیرہ جو بداعتقادی کی بنا پر زمانہ جاہلیت میں بے فائدہ کی جاتی تھی، یا ایسی کوئی تبدیلی جس میں تدلیس، دھوکہ اور تزویر پائی جائے، مطلقاً تبدیلی یا ایسی تبدیلی جس سے نقص دور ہو مراد نہیں ہے، کیونکہ تغییر خلق اللہ سے ایسی صورتیں مستثنی ہیں جو کمال وجمال پر دلالت کرتی ہیں، جیسے ختان، مونچھ کترنا وغیرہ۔

مولانا راشد حسین صاحب لکھتے ہیں:

بنیادی طور سے تغیرات تین طرح کے ہیں: جائز، ناجائز، مستحسن۔

مستحسن یا سنت: مثلاً غیر مختون بچہ کا ختنہ کرانا، اسی طرح مونچھوں کا ترشوانا، موئے زیر ناف اور بغل کی صفائی وغیرہ تغییر ہی کی ایک شکل ہے۔

جائز: مثلاً جانور کے بدن کے کسی حصہ میں داغ کر کوئی علامت لگانا جس سے اس کی پہچان ہو سکے، یا عورتوں کا زیور پہننے کے لئے کان میں سوراخ کرنا، جس کا رواج عہد نبوت میں بھی تھا (بخاری باب القرط للنساء)۔

ناجائز: جس تغییر پر حدیث میں مذمت آئی ہے۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں:

ایسی تحسین وتجمیل جو تغییر بخلق اللہ کے دائرہ میں ہو شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی، لیکن ایسی تحسین وتجمیل جو ضرورت کے درجہ میں ہو یا خارجی عوامل کی وجہ سے حاجت وضرورت کا درجہ اختیار کر رہی ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

سید حسین احمد صاحب لکھتے ہیں: عیب کو دور کرنے کے لئے ایسی صورت جس میں جسم

انسانی کے قطع برید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انتفاع بھی ہو اس کی تین صورتیں ہیں: عضو کو اپنی سابقہ جگہ لگانا، مریض کے بدن سے کوئی جزء لیکر اسی کے بدن میں دوسری جگہ لگانا، دوسرے شخص سے کوئی عضو لیکر لگانا، پہلی صورت اکثر فقہاء کے نزدیک جائز ہے، بدائع میں ہے: وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز، كما إذا قطع شيء من عضوه فأعاده إلى مكانه فأما سن غيره فلا يحتمل ذلک، نیز مغنی المحتاج میں ہے: وينبغي أن محل الامتناع بعظم نفسه إذا أراد نقله إلى غير محله، أما إذا وصل عظم يده بيده مثلاً في المحل الذي أبين منه فالظاهر الجواز، لأنه إصلاح للمنفصل منه ولمحله ويكون هذا مثل رد عين قتادة في أنه قصد به إصلاح ما خرج من عين قتادة برده إلى محله۔

مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی لکھتے ہیں: ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہو وہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے، جیسے عورت کے چہرہ پر داڑھی وغیرہ نکل آئے تو اسے زائل کرنا مستحب ہے، إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب (شامی ۵/۳۳۹)۔

مفتی محمد شوکت ثناء قاسمی لکھتے ہیں: زیبائش و آرائش انسان کی فطرت میں داخل ہے، اور شریعت نے اس کی ترغیب دی ہے، البتہ اس میں بے جا تکلفات زیب و زینت کے نام پر ایسی غیر معمولی تبدیلی جس سے تغییر خلق اللہ لازم آتی ہے اس پر سختی سے پابندی لگائی ہے، جیسے بھوؤں کو باریک کرنا، سامنے کے دانتوں کے درمیان فصل کرنا، چہرہ کے بالوں کو نوچنا، گودنا اور گدوانا وغیرہ کی ممانعت بھی درحقیقت اسی قبیل سے ہے، عام طور پر پلاسٹک سرجری تین مقصد کے لئے کی جاتی ہے: تدلیس و تغییر، اضافی حسن و جمال، علاج و معالجہ، چونکہ اس سلسلہ میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، اس لئے جواز اور عدم جواز کی بنیاد اس بات پر ہے کہ سرجری کس مقصد کے لئے کی جارہی ہے۔

[دیکھئے مقالہ: مولانا راشد حسین صاحب، مولانا افتخار احمد صاحب مفتاحی، مولانا

اقبال ٹنکاروی، مفتی ممتاز خان ندوی]۔

مولانا افتخار احمد صاحب مفتاحی لکھتے ہیں: جسم کے کسی عضو کے کانٹ چھانٹ سے جسم میں نقص کے بجائے کمال پیدا ہوتا ہو یا جسم میں کوئی بیماری ہو تو اس کو کاٹ دینا تغییر خلق میں داخل نہیں ہے، ولا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيه حصاة (ہندیہ)۔

مفتی عبد الرحیم قاسمی لکھتے ہیں: پیدائشی طور پر پایا جانے والا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اس کا آپریشن کرانا جائز ہے (فتاوی محمودیہ ۱۴/ ۲۲۵)۔

اسی طرح زائد انگلی کٹوانا جائز ہے: إذا أراد أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، لأنه تعريض النفس للهلاك، وإن كان الغالب هو النجاة فهو فى سعة من ذلك (فتاوی قاضی خان علی ہامش عالمگیری ۳/ ۴۱۰)۔

[مقالہ مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا راشد حسین صاحب، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا شاہد علی قاسمی]۔

مولانا ممتاز خان ندوی لکھتے ہیں: اگر عیب سے جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہو تو ایسی سرجری کی اجازت ہوگی۔

صورت مسئولہ کے جواز پر بعض حضرات نے ان احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جو علاج ومعالجہ سے متعلق ہیں، ذیل میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

۱- إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام (ابوداؤد: ۳۸۷۰)۔

۲- عن عبد الله بن مسعود أن رسول الله ﷺ قال: ما أنزل الله داء إلا وأنزل له دواء جهله من جهله وعلمه من علمه (مسند احمد)۔

۳- عن هلال بن يساف قال: دخل رسول الله ﷺ على مريض يعوده، فقال: أرسلوا إلى الطبيب، فقال قائل: وأنت تقول ذلک يا رسول الله؟ قال: نعم، إن الله عزوجل لم يزل داء إلا أنزل له دواء (مسند احمد)۔

۴- عن أسامة بن شريک قال: كنت عند النبي ﷺ وجائت الأعراب، فقالوا: يا رسول الله أنتداوى؟ فقال: نعم يا عباد الله تداووا فإن الله عزوجل لم يضع داء إلا وضع له شفاء غير داء واحد، قالوا: ما هو؟ فقال: الهرم (ابوداؤد:۲۸۱) [دیکھئے: مقالہ مولانا محمد ارشد فاروقی، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا ظفر عالم ندوی]۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں: اگر عام قانون فطرت سے ہٹ کر اگر کوئی عضو ہو یا کوئی عیب ہو جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو یہ مبتلی بہ کے لئے ایک قسم کا ضرر ہے، ضرر خواہ حسی ہو یا معنوی اس کا دور کرنا ممنوع نہیں ہے، عام فقہی قاعدہ ہے: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة (الاشباہ والنظائر للسیوطی ۸۸)۔

مولانا اشتیاق احمد اعظمی لکھتے ہیں: سوال میں مذکور عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا عند الاحناف جائز ہے، البتہ مالکیہ نے الم اور ضرر کو بنیاد بنایا ہے، اس لئے اگر عضو زائد باعث تکلیف نہ ہو تو پھر مالکیہ کے نزدیک آپریشن کرانا درست نہ ہوگا، علامہ قرطبی فرماتے ہیں: عن عياض أن من خلق بإصبع زائدة أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه لأنه من تغيير خلق الله إلا أن تكون هذه الزوائد تؤلمه فلا بأس بنزعها عند أبي جعفر (تفسیر القرطبی ۵/ ۳۹۲) [مفتی انور علی صاحب]۔

مولانا خورشید انور اعظمی لکھتے ہیں: یہ عیوب جسمانی طور پر اذیت و تکلیف کا سبب ہو یا نفسیاتی طور پر تکلیف واذیت کا باعث ہو، بشرطیکہ عمل جراحی سے مریض کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو بلکہ عیب سے نجات مل جانے کی ظن غالب ہو تو اس کا ازالہ درست ہوگا، فتح الباری میں ہے:

ویستثنی من ذلک ما یحصل به الضرر والأذیة کمن یکون لها سن زائدة أو طویلة تعیقها فی الأکل أو إصبع زائدة تؤلمه فیجوز ذلک، (فتح الباری ۱۰/ ۴۵۴)
[مقالہ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان]۔

نیز شیخ عبد اللہ ناصح علوانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ویستثنی من عملیات التجمیل ما یسبب ألما حسیا أو نفسیا کاستعمال الزوائد أو اللوزتین أو ما أمره به الشرع کنقص الشعر وتقلیم الأظفار وحلق العانة لدفع الحرج عن الناس واستحق بالنظافة وجمال الهیئة (تربیۃ الاولاد فی الاسلام ۲/ ۹۶۹)۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: اس طریقۂ علاج کو جائز قرار دینے کے لئے کچھ قیود وشرائط کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے: ۱- یہ علاج کسی ایسے عیب اور نقص کے ازالہ کے لئے کیا جارہا ہو، جس کا زائل کرنا ضروری ہو، ۲- اس مرض کا علاج پلاسٹک سرجری کے سوا دوسرے طرق علاج سے ممکن نہ ہو، ۳- ازالہ ضرر کسی دوسرے ضرر عظیم کو مستلزم نہ ہو، اس لئے کہ قاعدہ ہے: الضرر لا یزال بمثله البتہ بڑے ضرر کو زائل کرنے کے لئے چھوٹے ضرر کو برداشت کیا جاسکتا ہے، یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام (الاشباہ والنظائر/ ۱۲۱)۔

سوال نمبر ۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوجاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب فطری عیب کو درست کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے، تو بعد میں پیدا ہونے والے عیب کے ازالہ کے لئے آپریشن کرانا بدرجہ اولی جائز ہوگا، اس سلسلہ میں ان حضرات نے درج ذیل احادیث کو مستدل بنایا ہے:

۱- أن رسول اللہ ﷺ رمی عن قوسه حتی اندقت سیتها فأخذها قتادة

بن النعمان، فكانت عنده وأصيبت يومئذ عين قتادة بن النعمان حتى وقعت على وجنته، قال ابن إسحاق: ردها بيده فكانت أحسن عينيه وأحدهما (السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۳/ ۸۲)۔

[مقالہ مولانا باقر ارشد قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مفتی جمیل اختر ندوی، مولانا ظفر عالم ندوی، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی محبوب علی وجیہی صاحبان]۔

۲-عن رافع بن مالک قال: لما كان يوم بدر تجمع الناس على أبى بن خلف فأقبلت إليه فنظرت أقطعه من درعه قد انقطعت من تحت إبطه، قال: قطعت بالسيف فيما طعنه ورميت بهم يوم بدر ففقئت عيني فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعا لي فما آذاني منه شيء (السیرۃ النبویہ لابن کثیر ۲/ ۴۴۷)[مقالہ مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا ارشد مدنی جامعہ ابن تیمیہ چمپارن]۔

۳- عن عرفجة بن أسعد قال: أصيب أنفى يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فانتن علي، فأمرني رسول الله ﷺ أن اتخذ أنفا من ذهب (ترمذی باب ماجاء فی شد الأسنان)۔

[مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مفتی عبدالاحد فلاحی، محمد احسن عبدالحق، مفتی سید باقر ارشد]۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: اگر جسم انسانی میں ایسا کوئی عیب کسی حادثہ، تصادم اور جلنے کے سبب پیدا ہو جس سے وہ بدنما معلوم ہوتا ہو تو اس کے ازالہ کے لئے آپریشن جائز ہے، حضرت عرفجہ بن اسعد کو رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی تھی، امام محمد اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: لا بأس بذلک وكذلک إذا سقط سنه فلا بأس أن يتخذ سنا من ذهب أو يضبب أسنانه من ذهب (شرح السیر الکبیر ۱/ ۱۳۲)۔

[دیکھئے مقالہ قاضی کامل، مفتی محمد سلمان پالنپوری، مولانا محمد فاروق قاسمی]۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ جب فطری عیب کو درست کرنے کے لئے آپریشن کرانا

درست ہے تو بعد میں پیدا ہونے والے عیب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرنا بدرجہ اولی جائز ہوگا۔

[مقالہ مولانا مبارک حسین ندوی، مفتی عبد الاحد فلاحی، منور سلطان ندوی، قاضی محمد ہارون صاحبان]۔

شیخ کلیم اللہ عمری لکھتے ہیں: یہ ایک بیماری کے حکم میں ہے جس کا علاج کرنا ضروری ہے۔

مولانا سید حسین احمد لکھتے ہیں: ان عیوب کو دور کرنے کی کئی صورتیں محتمل ہیں: اس عیب کو دور کرنے کے لئے جسم میں کسی قطع وبرید کی ضرورت پیش نہ آئے، قطع وبرید کی نوبت آئے لیکن انسانی اجزاء کے استعمال کی نوبت نہ آئے، قطع وبرید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انتفاع بھی ہو، پہلی صورت کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، اس پر عرفجہ بن اسعد کی روایت دال ہے، دوسری صورت عام حالات میں ممنوع قرار دیا گیا ہے تاہم ضرورت کی بناء پر درست ہے۔

عن سعد بن ابراهيم قال: رأيت عروة أصابه هذا الداء يعني الآكلة فقطع منه عرقاً ثم كواه عليه (مسلم)۔

دیگر یہ کہ "کی" لگانا عام طور سے منع کیا گیا ہے لیکن بوقت ضرورت خود حضور ﷺ سے اور صحابہ کرام سے "کی" لگانے کا ثبوت ہے: عن جابر أن النبي ﷺ كوى سعد بن معاذ من رميته (ابوداؤد)۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے، لہذا کسی انسان کا اپنی اس معمول خوش ہیئتی سے ہٹا ہونا ایک استثناء ہے جس کو اس کے مسلمہ حسن وجمال کے عام دھارے میں لا دینا یقیناً ہر طرح سے بہتر اور پسندیدہ ہوگا۔

مولانا حفیظ الرحمن مدنی لکھتے ہیں: کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا شدہ عیب ہو یا پیدائشی طور پر ہو جب اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے لئے انتفاع بجزء جسمہ جائز ہے تو اس صورت میں بھی آپریشن جائز ہوگا۔

مولانا اقبال احمد ٹنکاروی لکھتے ہیں: ان عیوب کے علاج کے لئے اپنے ہی جسم کا کوئی

حصہ گوشت یا چمڑا وغیرہ استعمال کرنا درست ہے: ولو سقط سنه يكره أن يأخذ من ميت وكذا يكره أن يعيد تلك السن الساقطة مكانها عند أبي حنيفة ومحمد، وقال أبو يوسف لا بأس بسنه ويكره من غيره (بدائع الصنائع ۴/۳۱۶)۔

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی لکھتے ہیں: ماہر متدین سرجن کے مشورہ سے نیز آئندہ اسے کسی طرح کی پریشانی لاحق نہ ہونے پر آپریشن کی اجازت ملنی چاہئے۔

مولانا محبوب فروغ قاسمی لکھتے ہیں: فقہاء کی تصریح کے مطابق ایک انسان کا عضو خود اسی کے حق میں طاہر ہے، لہذا علاج کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو اپنے اعضاء کاٹ کر علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اصحاب شوافع کے یہاں بھی اجازت معلوم ہوتی ہے، علامہ محلی لکھتے ہیں: إلا الأنف والأنملة والسن فيجوز اتخاذها لا الإصبع، والفرق بين الأنملة والإصبع أنها تعمل بخلاف الإصبع واليد فلا يجوز اتخاذهما من ذهب ولا فضة (کنز الراغبین شرح منہاج الطالبین ۲/ ۲۴)۔

گویا مدار اس چیز پر ہے کہ کارگر ہو پاتا ہے یا نہیں۔

مولانا اشتیاق احمد اعظمی لکھتے ہیں: اگر سونا استعمال کر کے ناک درست کی جاسکتی ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ مبتلی بہ کے حصہ بدن کا کوئی گوشت کا ٹکڑا لے کر ناک یا دیگر اعضاء بدن کو درست کرنا بدرجہ اولی جائز ہونا چاہئے۔

مولانا نذیر احمد کشمیری نے جواز پر حضرت عبداللہ بن عتیک کے واقعہ سے استدلال کیا ہے، کہ جب وہ اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست فرمادی (بخاری قتل ابورافع)۔

مولانا ممتاز خان ندوی البحوث الفقہیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وقد توصل الباحثون المعاصرون على جواز هذا النوع من العمليات الجراحية ومشروعيتها: أولا: أن العيوب التي تعالجها هذه الجراحات تشتمل على

ضرر حسی ومعنوی، وهو موجب للترخيص بفعل الجراحة، لأنه يعد حاجة فتنزل منزلة الضرورة ويرخص بفعلها إعمالا للقاعدة الشرعية: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة۔

ثانيا: إن فعل هذا النوع من الجراحة كما يجوز فعل غيرها من الجراحات المشروعة بجامع الحاجة فی كل (البحوث الفقہیہ / ۳۱۲)۔

سوال نمبر ۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

اکثر مقالہ نگار حضرات کی رائے یہ ہے کہ عمر کے طبعی تقاضے سے پیدا شدہ عیوب جیسے چہرہ پر جھریاں پڑ جانا وغیرہ، اس سے جسم کے فطری کارکردگی متاثر نہیں ہوتی، اور عام طور سے اس کا مقصد جذبہ آرائش کی تسکین اور تزئین وخوشنمائی ہوتی ہے، اس لئے ان فطری عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہ ہوگا، البتہ بعض حضرات نے اس سوال کے شق دوم یعنی پیدائشی طور پر ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا، کو اس حکم سے مستثنی کیا ہے، اور بعض حالات میں اس کے آپریشن کی اجازت دی ہے۔

اس مسئلہ میں عام طور سے مقالہ نگاروں نے ان احادیث کو بنیاد بنایا ہے، جن میں جذبہ حسن کے تحت آرائش میں غلو کرنے والی عورتوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ان احادیث کو ذکر کر دیا جائے:

۱- لعن رسول اللهﷺ الواصلة، والمستوصلة، والواشمة، والمستوشمة (متفق علیہ)۔

۲- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله۔

علامہ طاہر پٹنی "المتفلجات للحسن" کے تحت تحریر فرماتے ہیں: قوله للحسن يشير إلى أنه لو فعله لعلاج وعيب لا بأس به (مجمع بحار الانوار ۴/۱۷۴) [مقالہ مولانا خورشید انور اعظمی]۔

۳- حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء (ابوداؤد ۴۱۷/۲، باب الترجل) [دیکھئے: مقالہ مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا شیر علی گجراتی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، محبوب فروغ قاسمی، مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا انور علی اعظمی وغیرہم)۔

۲- إن امرأة جاء ت إلى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله! إن لى ابنة عريساً أصابتها الحصبة فتمرق شعرها، أفأصلها؟ فقال عليه السلام: لعن الله الواصلة والمستوصلة (بخاری ۶۳/۷)۔

[مفتی محمد ممتاز خان ندوی، مولانا نعیم اختر مصباحی صاحبان]۔

۳- عن عائشة أن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها فاشتكت فتساقطت شعرها فأتت النبی ﷺ فقالت إن زوجها يريد أفأصل شعرها؟ فقال رسول الله ﷺ: لعن الواصلات (بخاری ۸۷۸/۲) [مولانا احتشام الحق قاسمی]۔

۵- عن ابن عباس عن رسول الله ﷺ قال: يكون قوم فى آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة (مشکوۃ) [مقالہ مولانا محمد احسن عبد الحق ندوی]۔

۶- كان رسول الله ﷺ يلعن القاشرة والمقشورة (مسند احمد، ۲۴۹۳۳) [مولانا عارف باللہ صاحب]۔

ان احادیث کو بنیاد بناتے ہوئے بعض علماء نے عورت کے بال میں کسی بھی چیز کے

جوڑنے کو ممنوع قرار دیا ہے: وقال مالک والطبری والأکثرون: الوصل ممنوع بکل شیء شعر أو صوف أو خرق أو غیرها (ارشاد الساری ۸/ ۴۶۵)۔

البتہ احناف کے یہاں ممانعت کا تعلق صرف انسانی بال سے ہے:

وأما الوصل بغیر شعور النساء فلا بأس، لأنه لیس فیه استعمال جزء الإنسان بل هو للزینة فقط (بذل المجہود ۵/ ۷۳)[مقالہ مولانا نعیم اختر مصباحی]۔

مولانا نعیم اختر مصباحی لکھتے ہیں:

"النامصة والمتنمصة" سے مراد امام ابوداؤد اور نووی کے نزدیک وہ عورت ہے جو خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے بھوؤں کا بال اکھاڑے اور اسے باریک کرے۔

مولانا خورشید احمد اعظمی امام رازی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وتفعل ذلک العجوز ومن قاربتها فی السن إظهارا للصغر وحسن الأسنان، لأن هذه الفرجة اللطیفة بین الأسنان تکون للبنات الصغار، وأما قوله المتفلجات للحسن فمعناه یفعلن ذلک طلباً للحسن، وفیه إشارة إلی أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إلیه لعلاج أو عیب فی السن ونحوه فلا بأس (شرح نووی ۱۴/ ۱۰۷، ۱۰۹)۔

مولانا نذیر احمد کشمیری لکھتے ہیں: ان صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ مرض نہیں ہیں، لہذا ان میں تغییر تغییر خلق اللہ ہے"

مولانا فضل الرحمن ہلال عثمانی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ابرو کے بال اکھاڑنے، اور گودنے کو منع کیا ہے [نیز دیکھئے مقالہ شوکت ثناء قاسمی]۔

ڈاکٹر ظفر الاسلام صاحب لکھتے ہیں: اس طرح کے عیوب کو دور کرنا ایک قسم کی تدلیس اور دھوکہ دہی ہے، اسی لئے تو تفلج کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے، کیونکہ عورتیں ایسا اس لئے کرتی ہیں، تاکہ کم سن معلوم ہو (فتح الباری ۱۰/ ۴۵۵)[مقالہ مولانا انور علی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

مولانا محمد جعفر ملی رحمانی لکھتے ہیں: وهذا النوع من الجراحة لا یشتمل علی دوافع ضروریة، ولا حاجیة بل غایة ما فیه تغییر خلقة الله تعالی، والعبث بها حسب

أهواء الناس وشهواتهم فهو غير مشروع ولا يجوز فعله (احکام الجراحۃ الطبیہ/ ۱۹۳)۔

مولانا سید باقر ارشد لکھتے ہیں: سوال میں مذکور پہلا عیب تو فطری ہے، مثلاً بڑھاپے میں چہرے پر جھریوں کا پیدا ہوجانا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ ہی یہ بدہیئتی میں شمار ہوتا ہے، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی، البتہ دوسرا عیب یعنی پیدائشی طور پر ناک کا کھڑی نہ ہونا وغیرہ، بعض اوقات یہ عیب کچھ مشکلات پیدا کرتا ہے بالخصوص لڑکیوں کی شادی کے مسئلہ میں، لہذا بوقت شدید ضرورت اس عیب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرنے کی اجازت ہوگی [دیکھئے مقالہ مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی]۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں: عمر دراز انسان اپنے جسم اور اس کی ساخت میں ایسی تبدیلی کرے جس سے وہ دوسروں کی نگاہ میں کم سن معلوم ہو یہ ایک دھوکہ اور غش ہے، اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے: من غشنا فليس منا (مسلم شریف حدیث: ۱۰۱) [مقالہ مولانا محمد احسن عبدالحق، مفتی جمیل احمد نذیری، شیخ کلیم اللہ عمری]۔

مولانا اشتیاق احمد اعظمی لکھتے ہیں: مذکورہ نوعیت کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جہاں برائے حسن وجمال ہے وہیں یہ چیز تغییر خلق اللہ میں بھی داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، علامہ قرطبی طبری کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وحديث ابن مسعود دليل على أنه لا يجوز تغيير شئى من خلق الله الذى خلقها عليه بزيادة أو نقصان التماس الحسن (۳۶۹/۵)۔

[مقالہ مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا سید احمد حسین احمد کراچی، مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا ارشد حسین ندوی، مولانا ارشد مدنی چمپارن، مولانا شاہ جہاں ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی]۔

مولانا خورشید انور اعظمی لکھتے ہیں: کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر کھڑی نہ ہونا عرف میں نقص تصور نہیں کیا جاتا ہے، اس لئے اس کا آپریشن کرانا جائز نہ ہوگا، کیونکہ اس میں نہ جسمانی اذیت ہے اور نہ نفسیاتی بلکہ حسن وجمال کی ایک مذموم کوشش ہے۔

[دیکھئے مقالہ مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا شمس الدین مظاہری، مفتی ارشد فاروقی، مولانا ریاض احمد قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

بعض مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ ٹیڑھی ناک کی اصلاح کے لئے آپریشن کرانا درست ہے، البتہ مفتی محبوب علی وجیہی صاحب کی رائے یہ ہے کہ مرد کے لئے آپریشن کرانا درست نہ ہوگا، البتہ عورت کے لئے درست ہے۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: اس طرح کے کسی عیب کو بھی آپریشن کے ذریعہ درست کرانا جائز ہے۔ اور یہ تغییر خلق اللہ کے دائرہ میں نہیں آئے گا۔

مولانا ارشد مدنی جامعہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہو تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق ان عیبوں سے ہے، جن سے انسان کو ذہنی تکلیف ہوتی ہے، لہذا اس کو حاجت وضرورت قرار دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے [مقالہ مولانا ابوسفیان مفتاحی]۔

مفتی محبوب علی وجیہی لکھتے ہیں: اس صورت میں مرد کے لئے تو آپریشن کرانا درست نہیں ہے مگر عورت کے لئے درست ہے، بشرطیکہ عورت کی نیت اس آپریشن سے شوہر کے لئے زینت حاصل کرنا مقصود ہو، شامی میں ہے: قوله والنامصة ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين الخ۔

سوال نمبر ۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تا کہ وہ عیب دور ہو جائے، یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

تمام مقالہ نگاروں کی رائے یہ ہے کہ انسان کے جسم کا ہر عضو اور ہر حصہ محترم ومکرم ہے،

اس کے ساتھ کوئی بھی ایسا معاملہ کرنا جس سے اس کی اہانت لازم آئے جائز نہیں، اس سلسلہ میں ان حضرات نے درج ذیل عربی عبارتیں تحریر کی ہیں:

علامہ کاسانی لکھتے ہیں: ولو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الأولى بالإجماع، وكذا يكره أن يعيد تلك السن الساقطة مكانها عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله، ووجه قولهما أن السن من الآدمي جزء منه فإذا انفصل استحق الدفن كله (بدائع الصنائع ۳۱۶/۴) [دیکھئے مقالہ: مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابوبکر قاسمی]۔

۲- علامہ سرخسی لکھتے ہیں: والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته، فكما يحرم التداوي بشيء من الآدمي الحي إكراماً له فكذلك لا يجوز التداوي بعظم الميت، قال ﷺ: كسر عظم الميت ككسر عظم الحي (شرح السیر الکبیر ۱۲۸/۱) [دیکھئے مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابوبکر قاسمی]۔

مذکورہ عبارات فقہیہ سے یہ وضاحت ملتی ہے کہ آدمی کے کسی جزء سے تداوی اور علاج درست نہیں ہے، لیکن کسی کے جسم میں ایسا عیب ہے جس سے اس کو تکلیف ہے جو اس کی متقاضی ہے کہ اس عیب کو زائل کیا جائے اور اس کا علاج پلاسٹک سرجری کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہ ہو اور آدمی کے جسم سے مطلوبہ حصہ کو لینے سے اس کو ضرر فاحش لاحق نہ ہو تو دفعاً للضرر والعیب ودرء المفسدۃ اس کی اجازت ہوگی اور اگر اس نقص یا عیب سے تکلیف نہ ہو تو درست نہیں ہے۔

[مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا ارشد فاروقی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا ریاض احمد قاسمی، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب، مولانا ارشد مدنی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

اس استثنائی صورت کا جواز ان حضرات نے درج ذیل فقہی عبارتوں سے اخذ کیا ہے:

۱- وإن اضطر ولم يجد شيئا فهل يجوز له أن يقطع شيئا من بدنه

ویأکله وجهان قال أبوإسحاق: یجوز، لأنه إحیاء نفس بعضو فجاز، کما یجوز أن یقطع عضوا إذا وقعت فیه الآکلة لإحیاء نفسه (شرح المہذب للنووی ۴۱/۹) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی]۔

۲- العضو یعنی الجزء المنفصل من الحی حقیقة وحکماً کمیتة کالأذن المقطوعة والسن الساقطة إلاّ فی حق صاحبه فطاهر وإن کثر وهو المختار (رد المحتار مع الدر ۳۱۸/۵) [مقالہ مولانا محبوب فروغ]

۳- أما إذا وصل عظم یده بیده مثلاً فی المحل الذی أبین منه فالظاهر الجواز، لأنه إصلاح للمنفصل منه ثم ظاهر إطلاق الوصل بعظم الآدمی، أی إذا فقد غیره مطلقاً أنه لاَ فرق بین کونه من ذکر أو أنثی فیجوز للرجل الوصل لعظم الأنثی وعکسه، ثم ینبغی أن لاَ ینتقض وضوءه ووضوء غیره بمسه (تحفۃ المحتاج ۱۲۶/۲) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی]۔

۴- وإعادة جزء منفصل إلی مکان لیلتئم یجوز کما إذا قطع شیء من عضوه فأعاده إلی مکانه، ولاَ إهانة فی استعمال جزء نفسه فی الإعادة إلی مکانه (بدائع الصنائع ۳۳۱/۵) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر مصباحی]۔

بعض حضرات نے اس کے جواز کے لئے حضرت قتادہ کے واقعہ کو بھی پیش کیا ہے کہ جب ان کی آنکھ تیر لگنے کی وجہ سے جسم سے جدا ہوگئی تو حضور پاک ﷺ نے اس جدا شدہ آنکھ کو اس کی سابق جگہ پر رکھ دیا (سیرت حلبیہ ۲۵۲/۲) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی]

مولانا شاہد علی قاسمی لکھتے ہیں: الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف (الاشباہ والنظائر ۱۴۳) کے تحت ایسی سرجری جائز ہوگی، مولانا نذیر احمد کشمیری نے یہ شرط لگائی ہے کہ خود اس حصہ میں کوئی حرج پیدا نہ ہونا یقینی ہو۔

بعض حضرات نے اس کے جواز پر قواعد فقہیہ: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة، الضرر يزال، إذا ضاق الأمر اتسع، اور المشقة تجلب التيسير وغیرہ سے استدلال کیا ہے [مولانا منور سلطان ندوی، مولانا راشد حسین ندوی]۔

مولانا راشد حسین ندوی صاحب نے مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری کا ایک فتوی بھی نقل کیا ہے:

استفتاء: جلے ہوئے حصہ کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ سرین یا کسی اور جگہ سے بقدر ضرورت کھال نکال لیتے ہیں اور اسی کھال کو جلے ہوئے حصہ پر لگا دیتے ہیں، ایسا کرنے سے وہ حصہ جلد ہی اچھا ہو جاتا ہے۔

جواب: اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے (فتاوی رحیمیہ ۱۰/۳۲۸، ۳۲۹)۔

مولانا عبدالاحد فلاحی لکھتے ہیں: اعضاء کی پیوندکاری کی صورت میں جو قباحتیں ذکر کی جاتی ہیں، وہ یہ ہیں: انسانی جسم کی بے حرمتی، انسانی جسم کا جب کوئی حصہ الگ ہو جاتا ہے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، پلاسٹک سرجری میں یہ دونوں قباحتیں نہیں پائی جاتی ہیں، اس لئے کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ بدن سے الگ ہونے کے بعد جدا شدہ عضو مردہ کے حکم میں ہے مگر جس کے بدن کا حصہ ہے اس کے لئے وہ اب بھی پاک ہے: في الاشباه: المنفصل من الحي كميتة، إلا في حق صاحبه فطاهر وإن كثر، وفي شرح المقدسي قلت: والجواب عن الإشكال أن إعادة الأذن وثباتها إنما يكون غالبا بعود الحياة إليها، فلا يصدق أنها أبين من الحي لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تبن، ولو فرضنا شخصا مات ثم أعيدت حياته معجزة أو كرامة لعاد طاهرا (ردالمحتار علی الدرالمختار ۱/۳۶۱) [دیکھئے: مقالہ مولانا محمد فاروق قاسمی]۔

اور جہاں تک اعضاء انسانی سے انتفاع کی صورت میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی اور

توہین کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں مولانا منور سلطان ندوی مولانا خالد سیف اللہ صاحب کی کتاب جدید فقہی مسائل کے حوالہ سے لکھتے ہیں: فقہاء نے اعضاء انسانی سے انتفاع کو بے شک منع کیا ہے، لیکن یہ ممانعت اس لئے تھی کہ اس زمانے میں اعضاء انسانی سے انتفاع کو اس کی توہین تصور کیا جاتا تھا، اور اس دور میں ایسے طریقے رائج نہیں تھے کہ شائستہ طور پر انسانی اعضاء سے انتفاع کیا جاسکے، ہمارے زمانے میں اس عمل کو انسان کی توہین نہیں سمجھا جاتا۔

سوال نمبر ۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اگر بوقت ضرورت وحاجت ازالہ عیب ومرض کے لئے ہو تو درست ہے، حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء (مشکوۃ ۲/۳۳)۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا عرفجہ بن اسعد کو سونے کی ناک لگانے کا حکم دینا، امام ابویوسف کا سن ساقطہ کو دوبارہ اسی جگہ لگانے کی اجازت دینا اور فقہاء کا بیماری کے سبب سڑے ہوئے عضو کو کاٹنے کا فتوی دینا اس کی واضح دلیل ہے۔

[دیکھئے: مقالہ مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا محمد احسن عبدالحق، مولانا نعیم اختر مصباحی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی سراج احمد ملی، مولانا ابوبکر قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

مولانا انور علی اعظمی لکھتے ہیں: آج مشینی دور میں بہت سارے مواقع پر پلاسٹک سرجری کے علاوہ دوسرے طریقے کامیاب نہیں ہیں، اس لئے ضرورت کے موقع پر یہ طریقہ علاج بالکل درست ہے، [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا ابوسفیان مفتاحی]۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: بلاضرورت شدیدہ پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہے [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا سید حسین احمد کراچی]۔

مولانا اسرار الحق سبیلی لکھتے ہیں: جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا، الضرر یزال (الاشباہ والنظائر ر ۱۳۹)۔

[نیز دیکھئے: مقالہ مولانا عبدالاحد فلاحی، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا محمد فاروق دربھنگوی، مولانا شیر علی گجراتی، مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مفتی محبوب علی وجیہی]۔

مولانا محمد ارشد فاروقی الفتاوی الشرعیہ فی المسائل العصریہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ما حکم جراحة التجميل؟ الجواب: يجوز إجراء العملية المذكورة، ولا يعد تغيير خلق الله (فتاوی علماء البلد الحرام ر ۲۵۸)۔

نیز علامہ ابن عثیمین کے حوالہ سے لکھتے ہیں: القاعدة في هذه الأمور: أن العملية لإزالة العيب جائزة والعملية للتجميل غير جائزة (فتاوی علماء بلد الحرام: ۱۶۹۱)۔

سوال ۶- کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

اس سوال کے جواب میں تین نقاط نظر ہیں:

اکثر مقالہ نگار کے نزدیک معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، بعض حضرات کے نزدیک جائز تو ہے، البتہ مستحسن نہیں ہے، بعض حضرات نے بوقت ضرورت آپریشن کو مستحسن قرار دیا ہے۔

پہلی رائے کے قائلین درج ذیل حضرات ہیں:

مولانا انور علی اعظمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر مصباحی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا تنظیم عالم بانکوی، قاضی کامل صاحب، مولانا محمد ذکاء اللہ، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا محمد احسن

عبدالحق ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا ارشد فاروقی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی، مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی، مولانا نذیر احمد کشمیری صاحبان۔

مولانا شوکت ثناء قاسمی لکھتے ہیں: پلاسٹک سرجری کا عمل ایسی کئی چیزوں پر مشتمل ہے، جو عام حالات میں جائز نہیں ہیں، جیسے ستر کا کھولنا، بڑی رقم کا خرچہ وغیرہ، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں: انسانی جسم کی ساخت میں معمولی کمی بیشی ایسی چیز ہے جو لوگوں کی نگاہ میں باعث تنفر نہیں ہوتی ہے، جبکہ پلاسٹک سرجری کی اجازت ضرورت وحاجت کی بنیاد پر ہے، اور یہاں ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

[مقالہ مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مفتی محمد ارشد فاروقی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی]۔

مولانا سلمان پالنپوری نے مذکورہ صورت کے عدم جواز پر حدیث کے اس ٹکڑے سے استدلال کیا ہے: "والمتفلجات للحسن" يفهم منه أن المذموة من فعلت ذلك لأجل الحسن (فتح الباری ۱۰/ ۳۸۵)۔

[مقالہ مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا انور علی اعظمی]۔

بعض حضرات نے ان قواعد فقہیہ سے استدلال کیا ہے: ما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها، الضرورات تبيح المحظورات (الاشباہ لابن نجیم/ ۱۴۰)۔

[مقالہ مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محبوب قاسمی]۔

مولانا راشد حسین ندوی لکھتے ہیں: مذکورہ صورت کا تعلق تحسینیات سے ہے نہ کہ حاجات سے، اور تحسین کے لئے صرف وہ اقدامات درست ہوسکتے ہیں جو وقتی ہوں اور جن سے تغییر ثابت نہ ہو، جیسے سرمہ لگانا، خضاب لگانا وغیرہ۔

مذکورہ رائے کے برخلاف مولانا شیر علی گجراتی اور مولانا عبدالاحد فلاحی مطلقاً جواز کے

قائل ہیں، البتہ مولانا عبدالاحد فلاحی لکھتے ہیں کہ احتراز کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی اور مولانا خورشید احمد اعظمی صاحبان نے بعض احوال میں اس کی اجازت دی ہے، چنانچہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صاحب لکھتے ہیں: ہندوستان کے بعض محکموں میں معمولی کمی بیشی سے بھی ملازمت نہیں ملتی ہے، اسی طرح اگر ظن غالب ہو کہ لڑکے اور لڑکیوں کے رشتہ ازدواج میں دقت ہوگی تو ایسی صورت میں جواز کا قول مناسب معلوم ہوتا ہے، پھر بھی احوط یہ ہے کہ یہ اجازت صرف مرئی اعضاء تک محدود ہو۔

مولانا خورشید احمد اعظمی نے حسی یا نفسیاتی اذیت وتکلیف لاحق ہونے کی صورت میں اس کی اجازت دی ہے، جبکہ مولانا مبارک حسین ندوی نے مطلقاً مستحسن قرار دیا ہے، البتہ مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب نے لکھا ہے کہ مصلحتیں مقتضی ہوں تو ایسی صورت میں مستحسن ہوں گے، البتہ مولانا فضیل الرحمٰن ہلال، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مفتی جمیل احمد نذیری اور مفتی سراج احمد ملی صاحبان نے ایسے اقدامات کو غیر مستحسن قرار دیا ہے۔

سوال نمبر ۷- بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کو کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو درست نہیں، اس لئے کہ اس میں تدلیس وتزویر اور فریب دہی بھی ہے، اور تغییر خلق اللہ بھی۔

[مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر مصباحی، سید حسین احمد کراچی، مفتی ارشد فاروقی، مولانا فاروق قاسمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی]۔

اس سلسلہ میں درج ذیل دلائل ذکر کئے گئے ہیں:

۱- من غشنا فليس منا (صحیح مسلم ۱/۵۷) [مقالہ مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی جمیل احمد نذیری، محمد احسن عبدالحق ندوی، مولانا انور علی اعظمی]۔

۲- عرب میں معمر عورتیں کم عمر نظر آنے کے لئے دانتوں میں کشادگی کرتی تھیں جس پر لعنت کی گئی ہے۔ ابن حجر عسقلانی ''المتفلجات للحسن'' کے تحت تحریر کرتے ہیں: وتفعله الكبيرة توهم أنها صغيرة، لأن الصغيرة غالبا تكون مفلجة جديدة السن يذهب ذلک في الكبر'' (فتح الباری ۱۰/۳۷۷) [مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی]۔

۳- قال الطبراني: لا يجوز للمرأة تغيير شئی من خلقتها بزيادة ولا نقص التماساً للحسن للزوج وغيره (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵/۲۷۳) [مولانا خورشید انور اعظمی]۔

۴- قال رسول الله ﷺ: يكون في آخر الزمان يخضبون بهذالسواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة (مشکوۃ ۲/۳۸۲)۔

اس وعید کی وجہ بھی یہی ہے کہ کالے خضاب کے ذریعہ بوڑھا آدمی خود کو جوان ظاہر کرکے دھوکہ دیتا ہے [مفتی جمیل احمد نذیری]۔

بعض مقالہ نگار نے مولانا تقی عثمانی صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے:

وتفصيل الكلام في ذلک أن الخضاب بالسواد يختلف حكمه باختلاف الأغراض على الشكل التالي: ..... والثاني أن يفعله الرجل للغش والخدع ليرى نفسه شاباً وليس بشاب فهذا ممنوع بالاُتفاق لِاتفاق العلماء على تحريم الغش والخداع (تکملۃ فتح الملہم ۴/۱۴۹) [مقالہ مولانا انور علی اعظمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی]۔

۵- امام نووی لکھتے ہیں: والمتفلجات للحسن الخ فمعناه يفعلن ذلک

طلباً للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن (شرح النووی ۱۴/۱۰۷)[مقالہ خورشید احمد اعظمی، اسرار الحق سبیلی]۔

مولانا شوکت ثناء قاسمی نے الفتاوی الشبکیہ سے ایک استفتاء اور جواب بھی نقل کیا ہے:

السوال: هل عملية التجميل من أجل الزواج حرام؟

الفتوى: إن عملية التجميل إذا كانت لإزالة عيب مشين مشوه للخلقة فلا بأس بها وسواء كان ذلک من أجل الزواج أو غيره، وإن كانت لزيادة الحسن لا لعيب زائد فلا تجوز (الفتاوی الشبکۃ الاسلامیہ فتوی: ۴۸۷۰۴)۔

مولانا نذیر احمد کشمیری لکھتے ہیں: اسلام نے علاج ومعالجہ کے باب میں ضرورت وحاجت کو بنیاد بنایا ہے نہ کہ تحسین وتجمیل کی غیر ضروری امر کو، اس لئے یہ صورت ناجائز ہوگی۔

اس کے برخلاف مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: اس مقصد سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے، البتہ شادی میں لڑکے ولڑکی دونوں کی عمر کو ہر حال میں صحیح بتایا جائے۔

سوال نمبر ۸-کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جزء اول کے جواب میں تقریباً تمام مقالہ نگاروں نے لکھا ہے کہ مجرم کے لئے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنی شناخت چھپانے کی کوشش کرنا ناجائز ہے، کیونکہ یہ دھوکہ

دہی اور عدالتی کارروائی سے فرار کی کوشش ہے، البتہ مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب کا خیال ہے کہ اگر مجرم صدق دل سے توبہ کر لے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

سوال کا جزء دوم جو مظلوم سے متعلق ہے، اس سلسلہ میں مقالہ نگار کی آراء الگ الگ ہیں، اکثر مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ ظالم کے ظلم کے خوف سے مظلوم کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا اور اپنی شناخت کو چھپانا ظلم کے دفاع کا ایک طریقہ ہے، لہذا ضرورۃً اس کی اجازت ہوگی، البتہ بعض حضرات نے اس میں یہ شرط لگائی ہے کہ اگر دفاع کے لئے کوئی متبادل صورت نہ ہو اور پلاسٹک سرجری کرانے کی صورت میں یہ یقین ہو کہ مظلوم ظالم کی گرفت سے بچ جائے تو پھر اس کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا۔

اس کے برخلاف بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ مظلوم کے لئے بھی پلاسٹک سرجری کرا کر اپنی شناخت چھپانے کی کوشش کرانا ناجائز ہے، کیونکہ مظلوم پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ظالم کی گرفت سے بچ جائے یہ ایک امر موہوم ہے، لہذا ایک امر موہوم کے لئے ناجائز کام کا ارتکاب کرنا درست نہ ہوگا، مظلوم کو دوسری کوئی متبادل صورت کے ذریعہ اپنی حفاظت کرنی چاہئے۔

اس خلاصہ کے بعد مقالہ نگار حضرات کی آراء درج ذیل ہیں:

مجرم کا اپنی شناخت مٹانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں حاکم کو دھوکہ دینا ہے اور جرم کو چھپانا ہے، بخلاف مظلوم کے کہ وہ اگر پلاسٹک سرجری ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لئے کرائے تو درست ہے، کیونکہ ظلم کا دفاع اور اس سے حفاظت ایک ضرورت ہے، لہذا ضرورۃً اس کی اجازت ہے "الأمور بمقاصدها، إنما الأعمال بالنيات"

[مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا انور علی اعظمی، مولانا شیر علی گجراتی، مفتی جمیل احمد نذیری، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا ابوسفیان مفتاحی صاحب، عقیل الرحمن قاسمی]۔

مولانا راشد حسین ندوی ڈاکٹر عبد الرحمن بن حسن النفیسہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: و من

هذه الصور عمليات التجميل الكبرى والصغرى التى يقصد منها تغيير معالم الوجه لإخفاء معالم جريمة ارتكبها صاحبها مثلاً فهذه الأفعال وأمثالها تعد تغييرا لخلق الله ويعد فاعلها مرتكباً لاثم كبير لكونه اتخذ الشيطان وليا من دون الله فخسر خسرانا مبينا (مجلة البحوث الفقهيه المعاصرة العدد الثالث والاربعون ۲۲۳)۔

بعض حضرات نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ نہ تو مجرم کو اس کی اجازت ہے اور نہ ہی سرجن کے لئے جائز ہے کہ ایسے مجرم کی سرجری کرے، البتہ مظلوم ظلم سے بچنے کی خاطر پلاسٹک سرجری کے علاوہ اور کوئی راہ نہ پائے تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کرا سکتا ہے۔

[مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مفتی سراج احمد ملی]۔

البتہ مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر مجرم اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے، الا یہ کہ وہ صدق دل سے توبہ کرلے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

بعض مقالہ نگار نے صرف اس سوال کے دوسرے شق کا جواب دیا ہے، ظلم کے خطرہ کی حالت میں ظالم سے شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہوگی، درمختار میں ہے: الكذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه، قال الشامي: وواجب إن وجب تحصيله كمالو رأى معصوماً اختفى من ظالم يريد قتله أو إيذاءه فالكذب هنا واجب (شامی ۵/ ۲۷۴) [مقالہ مفتی عبدالرحیم صاحب، مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی]۔

بعض حضرات نے مظلوم کو سرجری کرانے کی ایسی صورت میں اجازت دی ہے جب کہ مظلوم اپنی جان بچانے کے لئے پلاسٹک سرجری کے علاوہ کوئی دوسری راہ نہ پائے، قاعدہ فقہیہ ہے: الضرر يزال۔ [مولانا تنظیم عالم قاسمی، محمد سلمان پالنپوری، مفتی ارشد فاروقی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی]۔

البتہ بعض مقالہ نگار نے مطلقاً لکھا ہے کہ ظلم سے بچنے کی خاطر مظلوم کے لئے بھی

پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ سرجری کے بعد بھی مظلوم کی جان بچ جائے یقینی نہیں ہے، لہذا ایک امر موہوم کی خاطر ناجائز اقدامات نہیں کئے جائیں گے۔

[مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مولانا محمد اشرف گجرات، مولانا سید حسین احمد صاحب کراچی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید احمد اعظمی]۔

عرض مسئلہ:

پلاسٹک سرجری

مولانا راشد حسین ندوی ☆

راقم الحروف کو اٹھارہویں فقہی سمینار کے ایک اہم موضوع ''پلاسٹک سرجری'' سے متعلق آنے والے فاضل مقالہ نگاروں کے مقالات کی تلخیص اور عرض مسئلہ کا حکم دیا گیا ہے، اس موضوع پر اکیڈمی کی جانب سے کل ۴۲ مقالات بھیجے گئے تھے:

۱-۲: اس موضوع کا پہلا سوال ان پیدائشی عیوب سے متعلق تھا جن سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اور دوسرا سوال ان عیوب سے متعلق تھا جو کسی حادثہ کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں، دونوں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے مقالہ نگاروں کی تین آراء سامنے آئی ہیں:

پہلی رائے: اکثر مقالہ نگاروں کی ہے، ان حضرات نے ضرورت وحاجت کے پیش نظر پیدائشی وحادثاتی دونوں طرح کے عیوب کے ازالہ کے لئے آپریشن کو جائز قرار دیا ہے۔

ان حضرات میں سے مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا محمد شاجہاں ندوی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبد الحق ندوی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبد اللہ خالد لوناواڑی، مفتی عبد الاحد، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مفتی ریحان مبشر مئوی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا منور سلطان ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مفتی محمد

☆ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی، یوپی۔

شوکت ثنا قاسمی، مولانا شمس الدین مظاہری اور راقم الحروف راشد حسین ندوی نے ان نصوص کو بطور استدلال پیش کیا ہے:

۱-"عن عرفجة بن أسعد قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية۔ فاتخذت أنفامن ورق، فانتن علي، فأمرني رسول الله ﷺ أن اتخذ أنفامن ذهب" (نسائی کتاب الزینۃ باب من أصیب أنفہ......، أبوداؤد، الترمذی)۔

۲-"إذا أراد الرجل أن يقطع اصبعازائدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلک" (فتاوی ہندیہ ۵/۳۶۰)۔

جبکہ مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا سید حسین احمد، مولانا ارشد مدنی اور مولانا سید باقر ارشد قاسمی نے "السيرة الحلبية" اور "مستدرک على الصحيحين" کے حوالوں سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے:

"حديث قتادة......فقال يا رسول الله ان عندي امرأة أحبها وان رأت عيني خشيت تقذرها، فردها رسول الله ﷺ......" (السیرۃ الحلبیۃ ۲/۲۵۲)۔

کئی حضرات نے قواعد فقہیہ "الضرر يزال"، "الضرورات تبيح المحظورات"، نیز "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" سے بھی استدلال واستیناس کیا ہے (مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا ارشد مدنی، مولانا اقبال احمد ٹنکاروی، شیخ حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، راقم الحروف راشد حسین ندوی وغیرہم)۔

کئی حضرات نے ان احادیث کا بھی ذکر کیا ہے جن میں علاج معالجہ پر ابھارا گیا، مثلاً: "يا عباد الله تداووا فإن الله عزوجل لم يضع داءً ا إلا وضع له دواءً ا" (بخاری ر ۵۵۵) (مولانا اقبال احمد ٹنکاروی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی وغیرہم)۔

جبکہ مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی اور مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی نے ''الموسوعۃ الفقہیہ'' کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی ہے:''يجوز قطع اصبع زائدة.....عند الحنفية''(۱۱/۲۷۴)۔

اور مفتی عبد الاحد، مفتی ریحان مبشر مئوی، مولانا عبد التواب اناوی، مفتی عبد الرحیم قاسمی اور مولانا خورشید انور اعظمی وغیرہم نے فتاوی محمودیہ(۱۸/۳۳۴)الحلال والحرام للقرضاوی اور دیگر کتب کی عبارتیں بھی تائید میں پیش کی ہیں۔

دوسری رائے: مولانا احتشام الحق صاحب قاسمی کی ہے، موصوف نے دونوں طرح کے عیوب کے لئے آپریشن کو حرام قرار دیا ہے۔

تیسری رائے: مفتی محمد جعفر ملی رحمانی کی ہے، موصوف نے پہلی شکل کو ناجائز اور دوسری شکل کو جائز قرار دیا ہے، عدم جواز کے لئے ان حضرات نے مندرجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:

۱-''ولآمرنهم فليغيرن خلق الله''(سورۂ نساء:۱۱۹)۔

۲-''لعن الله الواشمات'' الحديث(بخاری ۲/۸۷۹)۔

۳-''لعن الله الواصلات'' الحديث(بخاری ۲/۸۷۸)۔

مولانا احتشام الحق صاحب فرماتے ہیں: ان احادیث میں جس ذہنی تکلیف کا ذکر ہے وہ سوالنامہ میں مذکورہ تمام ذہنی تکلیفوں سے بڑھ کر ہے۔

جبکہ مفتی جعفر ملی رحمانی صاحب نے دوسری صورت کے جواز کے لئے مندرجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:

۱-''ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة''(سورۂ بقرہ:۱۹۵)۔

۲-حدیث قتادہ ۳-قواعد فقہیہ۔

ان حضرات نے جن نصوص سے استدلال کر کے عدم جواز ثابت کیا ہے پہلی رائے

رکھنے والے کئی مقالہ نگاروں نے ان نصوص پر بھی بحث کی ہے، اور علامہ نووی، حافظ ابن حجر اور صاحب تکملہ نیز دوسرے شارحین کے حوالہ سے صورت مسئولہ کو اس عام ممانعت سے مستثنی قرار دیا ہے:"وأما قطع الإصبع الزائدة ونحوها فانه ليس تغييراً لخلق الله وانه من قبيل ازالة عيب أو مرض، فأجازه أكثر العلماء خلافاً لبعض" (تکملۃ فتح الملہم ۴/۱۹۵)۔

"هذا الفعل حرام إلا اذا نبتت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالتها" (نووی شرح مسلم ۱۴/۹۰)۔

"ويستثنى من ذلک ما يحصل به الضرروالأذية كمن يكون لها سن زائدة او طويلة تعيقها في الأكل أو اصبع زائدة تولمها فيجوز ذلک" (فتح الباری ۱۱/۵۷۵) (مولانا سلمان پالنپوری، مولانا فاروق دربھنگوی، مفتی محمد شوکت ثنا قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی اور دیگر حضرات)۔

مولانا خورشید احمد اعظمی صاحب نے اوپر درج جواز اور عدم جواز کے دلائل ذکر کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس لئے بلا ضرورت شدیدہ اس کو اختیار نہ کیا جائے۔

۳-تیسرا سوال ان عیوب سے متعلق ہے جو عمر کی زیادتی کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں، جیسے جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا، آیا اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں پانچ آراء ظاہر کی گئی ہیں:

پہلی رائے: مندرجہ ذیل حضرات نے تغییر لخلق اللہ اور خداع کے سبب اس طرح کے عیوب کے لئے آپریشن کو ناجائز قرار دیا ہے۔

مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا ارشد مدنی، مولانا اقبال احمد ٹنکاروی، مولانا شاہجہاں ندوی، قاضی احتشام

الحق قاسمی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی، مولانا عبدالاحد فلاحی، مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا ریحان مبشر مئوی، مولانا مفتی شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا عبدالتواب اناوی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا خورشید احمد اعظمی، راقم الحروف راشد حسین ندوی۔

اکثر حضرات نے مندرجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:

۱-"ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (سورۂ نساء:۱۱۹)۔

۲-"ان النبي ﷺ لعن الواشمات" (الحدیث)۔

۳-"لعن الله المتنمصات والمتفلجات" (نسائی/۵۰۵۰)۔

(مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا محمد ارشد مدنی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا سلمان پالنپوری، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی، مولانا عبدالاحد فلاحی، سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، راقم راشد حسین ندوی)۔

جبکہ مولانا احسن عبدالحق ندوی اور مفتی عبدالرحیم قاسمی نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے: "يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة" (ابوداؤد ۲/۵۷۸)۔

اور مولانا اقبال ٹنکاروی، حافظ شیخ کلیم اللہ عمری وغیرہ نے حدیث "من غشنا فليس

منا“ سے استدلال کیا ہے۔

مولانا شمس الدین مظاہری اور مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی نے ”ہندیہ“ کے اس جزئیہ سے استدلال کیا ہے:

”نتف الشيب مكروه“ (۳۵۹/۵)۔

جبکہ مولانا عطاء اللہ قاسمی صاحب نے اس جزئیہ کو استدلال میں پیش کیا ہے: ”ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام“ (ہندیہ ۳۵۹/۵)۔

مولانا خورشید انور اعظمی اور ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی نے شرح مسلم للنووی اور فتح الباری کی عبارات پیش کی ہیں۔

مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا ممتاز خاں ندوی نے یہ نکتہ بھی اٹھایا ہے کہ اس میں بلا ضرورت بے ہوشی کی دوا استعمال کرنی ہوگی۔

دوسری رائے: مولانا سید باقر ارشد قاسمی اور مولانا ابوسفیان مفتاحی کی ہے، ان حضرات کے نزدیک جھریوں کے آپریشن کی اجازت نہیں ہے، البتہ لڑکیوں کی شادی میں دقت ہو رہی ہو تو ناک اور ہونٹ وغیرہ کے آپریشن کی اجازت ہے۔

تیسری رائے: مولانا محمد فاروق دربھنگوی اور مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی کی ہے، ان حضرات کے نزدیک جھریوں کے آپریشن کی اجازت نہیں ہے، البتہ ناک اگر عام عادت اللہ کے خلاف ہو تو ازالۂ عیب کی نیت سے آپریشن کی اجازت ہوگی۔

چوتھی رائے: مفتی محبوب علی وجیہی صاحب کی ہے کہ یہ آپریشن مرد کے لئے ناجائز ہے، عورت جب شوہر کو مائل کرنے کی غرض سے کرائے تو جائز ہے: ”ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه الخ“۔

پانچویں رائے: قاضی محمد ہارون مینگل کی ہے، موصوف کے نزدیک اس طرح کے عیوب کے ازالہ کے لئے آپریشن جائز ہوگا، اس لئے کہ اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)، ہیئۃ کبار

العلماء، المجمع الفقہی مکہ مکرمہ وغیرہ کی قراردادوں سے اس کا جواز نکلتا ہے، مثلاً: ''یجوز نقل العضو من مکان من جسم الإنسان إلی مکان آخر من جسمه الخ''۔

۴- چوتھا سوال یہ ہے کہ انسان کے جسم کے کسی حصہ سے دوسرے حصہ میں ہڈی یا گوشت عیب دور کرنے کے مقصد سے لگانے کا کیا حکم ہے؟

۵- جبکہ پانچواں سوال یہ ہے کہ جسمانی عیوب اور نقائص دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا کیا حکم ہوگا؟

اکثر حضرات نے ان دونوں شکلوں کو جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو، اور آپریشن کا کوئی متبادل موجود نہ ہو، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا محمد ارشد المدنی، مولانا اقبال ٹنکاروی، مولانا محمد شاہجہاں ندوی، مفتی ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبد الحق ندوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا محمد فاروق دربھنگوی، مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی قاسمی ندوی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبد اللہ خالد لوناواڑی، مولانا عبد الاحد فلاحی، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا عبد التواب اناوی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، شیخ حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا جمیل اختر ندوی۔

کئی حضرات نے سوال نمبر ۵ کے جواب میں اس کی صراحت بھی کی ہے کہ ازالہ عیب کے لئے ہونا چاہئے محض تجمیل کے لئے ہوتو آپریشن جائز نہ ہوگا (مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا احسن عبد الحق ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا خورشید انور اعظمی، راقم السطور راشد حسین ندوی وغیرہم)۔

مولانا منور سلطان ندوی نے ایک جگہ سے دوسری جگہ گوشت وغیرہ کو منتقل کرنے کی اجازت کو چار شرط پر مشروط قرار دیا ہے:

۱-مریض کو ضرورت ہو، ۲-دوسرا علاج میسر نہ ہو، ۳-طبیب کو ظن غالب ہو کہ اس علاج سے عیب دور ہو جائے گا، ۴-اس عمل سے دھوکہ دینا لازم نہ آئے۔

راقم السطور راشد حسین ندوی نے مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے:

۱-عمل کرنے والا اپنی فن میں مہارت رکھتا ہو، ۲-کسی مسلمان طبیب حاذق نے بتا دیا ہو کہ اس عیب کا ازالہ بغیر آپریشن ممکن نہیں، ۳-آپریشن کی کامیابی کا یقین یا ظن غالب ہو، ۴-آپریشن خواہ دفع مرض کے لئے ہو یا دفع عیب کے لئے ضرورت وحاجت کے تحت آتا ہو، صرف تحسین کے لئے نہ ہو۔

بہر حال گوشت یا ہڈی منتقل کرنے کے عمل میں چونکہ جسم انسانی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنی پڑتی ہے، لہذا ان جائز قرار دینے والے فاضل مقالہ نگاروں نے جسم انسانی میں تصرف کے مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ بھی لیا ہے اور اپنے موقف پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

۱-"واعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز" (بدائع)۔

۲-"ولا اهانة في استعمال جزء ٥" (بدائع ۱۳۳/۵)۔

(مولانا سید حسین احمد کراچی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا اقبال ٹنکاروی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد فاروق دربھنگوی قاسمی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا عبد اللہ خالد لوناواڑی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید انور اعظمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی)۔

۳-"يجوز نقل العضو من مكان من جسم الإنسان إلى مكان آخر من جسمه مع مراعاة التأكد من أن النفع المتوقع ـ الخ" (مجلة الفقه الإسلامي)۔

(مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۴-"لا بأس بأن يسعط الرجل بين المرأة ويشربه للدواء"(ہندیہ ۵/۳۵۵)
(مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا راشد حسین ندوی)۔

۵-"لا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة"(ہندیہ ۵/۵۵۶) (مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا عبدالاحد فلاحی، مولانا شاہد علی قاسمی)۔

۶-"المنفصل من الحي كميتة إلا في حق صاحبه فطاهر"(درمختار)۔
(مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد فاروق دربھنگوی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی، مولانا عبدالاحد فلاحی)۔

۷-"حديث عرفجة"(مولانا محمد ارشد المدنی، مولانا اقبال ٹنکاروی، مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی، مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۸-آیات کریمہ:"فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه"(سورۂ بقرہ:۱۷۳)۔
"وقد فصل لكم ماحرم عليكم إلا ما اضطررتم إليه"(سورۂ انعام:)۔
اور اس کے تحت آنے والے فقہی قواعد:"الضرورات تبيح المحظورات، الحاجة تنزل منزلة الضرورة، الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف"(مولانا سید اسرارالحق سبیلی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا ارشد المدنی، مولانا شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا منور سلطان ندوی، راقم سطور راشد حسین ندوی)۔

۹-علاج و معالجہ کی حلت پر دلالت کرنے والی احادیث جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے
(مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی شوکت ثنا قاسمی)۔

۱۰-"قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده"۔الآية (مولانا شمس الدین مظاہری)۔

۱۱-مختلف فقہی اکیڈمیوں (فقہ اکیڈمی انڈیا، ہیئۃ کبار العلماء، وغیرہ) کی حلت پر دلالت کرنے والی قراردادیں اور مختلف علماء کے فتاوی (مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا عبد

اللہ خالد لوناواڑی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی)۔

دوسری رائے: ان دونوں سوالوں کے متعلق دوسری رائے یہ ہے کہ عام حالات میں سرجری ناجائز یا حرام ہے، البتہ جب اضطرار کی حالت ہوتو جائز ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے (مولانا احتشام الحق قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مفتی ریحان مبشر مئوی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مفتی عبدالرحیم قاسمی)۔

ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱-"لعن الله الواصلات"۔ الحديث۔

۲-"لعن الله الواشمات"۔ الحديث۔

۳-شراح نے ممانعت کی علت تدلیس وتغییر کو قرار دیا ہے اور یہ علت اس میں پائی جارہی ہے (مولانا احتشام الحق قاسمی)۔

۴-"والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته، فكما يحرم التداوی من الآدمي الحی۔ الخ" (شرح السیر الکبیر ۱/۱۲۸) (مولانا خورشید احمد اعظمی)۔

۵-"مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک فقال له رجل: اقطع يدی وكلها (إلی) لا يسعه أن يفعل ذلک" (ہندیہ ۵/۳۳۸)۔

۶-"الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز" (أيضا ۵/۳۵۴) (مفتی ریحان مبشر مئوی)۔

۷-"وصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها" (ہندیہ ۵/۳۵۸)۔

۸-"يكره له أن يعالجه بعظم الإنسان والخنزير" (فتاوی قاضی خان ۳/۴۰۴) (مفتی عبدالرحیم قاسمی)۔

مجوزین نے "بدائع" کے جس جزئیہ سے استدلال کیا ہے مفتی ریحان صاحب کے

نزدیک اس سے استدلال درست نہیں ہے، اس لئے کہ جس جگہ کا گوشت ہو جزئیہ میں وہیں لگانے کا ذکر ہے، یہ مرمت نہیں ہے جبکہ دوسری جگہ لگانا مرمت ہے۔

ان حضرات نے حالت اضطراب میں جو اجازت دی ہے اس کے لئے بطور تائید مفتی ریحان مبشر صاحب نے فتاوی رحیمیہ (۱۰؍۱۷۷)، اور احسن الفتاوی (۸۳۲۷۳) کی عبارت نقل کی ہے۔

تیسری رائے: مفتی محمد جعفر ملی رحمانی صاحب کی ہے، موصوف فرماتے ہیں: پیدائشی عیب کے لئے نقل عضو درست نہیں ہے، حادثاتی عیب کے لئے درست ہے، البتہ سرجری کے بارے میں موصوف کی رائے یہ ہے کہ ازالہ عیب کے لئے درست ہے، محض تجمیل کے لئے ناجائز ہے، موصوف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱-"ولآمرنهم فليغيرن۔ الآية"، ۲-"أحاديث لعن"، ۳-"ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة"، ۴-حدیث قتادہ (سیرت ابن ہشام ۳؍۸۴)۔

سوال ۶: چھٹا سوال یہ ہے کہ کیا معمولی کمی بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

اکثر مقالہ نگاروں نے اس شکل کو ناجائز قرار دیا ہے، ان حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا اقبال احمد ٹنکاروی، مولانا شاہ جہاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد سلمان پالن پوری، مولانا فاروق دربھنگوی قاسمی، مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی قاسمی ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی ریحان مبشر مئوی، مولانا محمد شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا عبد التواب اناوی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا

منور سلطان ندوی۔

ان حضرات نے عام طور سے یہ دلیل دی ہے کہ اس میں بلاضرورت جسم انسانی کی تراش خراش لازم آئے گی، جس کا مقصد ازالہ عیب کے بجائے تجمیل ہوگا، ساتھ ہی تدلیس کا بھی شائبہ ہوگا، اوراس مقصد سے آپریشن کی اجازت نہیں ہوسکتی، اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱-"ولآمرنهم فليغيرن خلق الله"(الآیۃ)۔

۲-"لعن الله الواصلة -الحديث -لعن الله الواشمة-الحديث"۔

(مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا اقبال ٹنکاروی، مولانا احتشام الحق قاسمی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا نعیم اختر قاسمی)۔

۳-اس میں اسراف ہے اور قرآن میں ہے:"لا تبذر تبذيراً، إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين"(اسراء/ ۲۷)۔

نیز:"إنه لا يحب المسرفين"(الآیۃ)۔

(مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا اقبال ٹنکاروی)۔

۴-"ما ابيح للضرورة يتقدر بقدرها"(الأشباہ/ ۱۴۰)۔

(مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا اسرار الحق سبیلی)۔

۵-"وفيه اشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس"(شرح نووی ۲/ ۲۰۵)۔

(مولانا احسن عبدالحق ندوی)۔

۶-"تفهم منه أن المذمومة من فعلت ذلك لأجل الحسن"(فتح الباری ۱۰/ ۳۵۸)(مولانا محمد سلمان پالنپوری)۔

۷-ستر کھولنا پڑے گا(مفتی شوکت ثنا قاسمی)۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ ایسا کرنا خلاف اولی اور غیر مستحسن ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل

حضرات کی ہے:

حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبداللہ خالدلوناواڑی، مفتی عبدالاحد فلاحی، راقم السطور راشد حسین ندوی۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ یہ عمل بلاضرورت ہے، اس لئے اصلاً ناجائز ہونا چاہے لیکن چونکہ ممانعت کی اصل علت تدلیس نہیں پائی جارہی ہے اس لئے بہرحال ممنوع تو نہیں ہے لیکن خلاف اولی ہے، عام طور سے دلائل کے لئے مقالہ نگار حضرات نے سوال نمبر ا اور نمبر ۲ کا حوالہ دیا ہے۔

تیسری رائے: اسی سے قریب قریب یہ ہے کہ یہ عمل جائز ہوگا:

یہ مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مولانا ارشد المدنی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مفتی ممتاز خاں ندوی۔

مولانا ارشد المدنی اور مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی نے اس کے لئے یہ دلیل دی ہے کہ جن نصوص سے اجازت ثابت ہے ان میں کمی بیشی کی کوئی بات ذکر نہیں کی گئی ہے۔

جبکہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی صاحب نے یہ دلیل دی ہے کہ معمولی کمی بیشی ہو تب بھی بعض ملازمتیں حاصل نہیں ہو پاتیں اور رشتہ ملنے میں دقت پیدا ہوتی ہے۔

مفتی ممتاز خاں ندوی نے حدیث عرفجہ نقل کرنے کے ساتھ ساتھ "البحوث الفقهية" سے یہ عبارت بھی نقل کی ہے: "فالتفلج لأجل الحسن مذموم لكن لو احتاجت إلى ذلك لمداوة جاز"۔

چوتھی رائے: مولانا خورشید احمد اعظمی کی ہے کہ اگر عرف میں عیب سمجھا جاتا ہو یا تکلیف ہو تو اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

پانچویں رائے: مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی کی ہے کہ یہ عمل مستحسن و بہتر ہے۔

سوال نمبر: ۷-ساتواں سوال یہ تھا کہ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے شریعت سرجری کی اجازت دیتی ہے؟

اکثر حضرات نے تدلیس وتغیر کو علت بناتے ہوئے اس مقصد سے سرجری کو ناجائز قرار دیا ہے، اور مندرجہ ذیل دلائل پیش فرمائے ہیں:

۱-"ولآمرنهم فليغيرن خلق الله"، ۲-"لعن الله الواشمات"، "لعن الله المستوشمات" (الحدیث)۔

(مولانا سید حسین احمد، مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا اقبال ٹنکاروی، مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا سلمان پالنپوری، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید احمد اعظمی، راقم السطور راشد حسین ندوی)۔

۳-"من غشنا فليس منا-الحديث" (مسلم ۱/ ۵۷)۔

(حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا احسن عبد الحق ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۴-"إن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها، فاشتكت، فتساقط شعرها، فأتت النبى فقالت: إن زوجها يريدها أفأصل شعرها؟ فقال رسول الله ﷺ: لعن الله الواصلات" (مسلم ۱۴/ ۱۰۵) (مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی)۔

۵-"ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام، الخ" (ہندیہ ۵/ ۳۵۸) (مولانا احسن عبد الحق ندوی)۔

۶-"وصل الشعر بشعر الآدمي حرام (إلى) لما فيه من التزوير" (شامی ۵/ ۲۶۳) (مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا لطیف الرحمٰن فلاحی، راقم راشد حسین ندوی)۔

۷-شراح ومفسرین کی وہ عبارات جن میں تغیر خلق اور وصل وغیرہ کی علت تدلیس وتزویر کو قرار دیا گیا ہے، مثلاً:

"لما فيه من الغش والخداع" (فتح الباری ۱۰/ ۴۶۷)۔

"والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعرلما فيه من التدليس" (المغنی لابن قدامہ ۱۰/ ۶۸)۔

"لاتفاق العلماء على تحريم الغش والخداع" (تکملۃ فتح الملہم ۴/ ۱۴۵)

(مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا راشد حسین ندوی)۔

۸-"قال الطبری: لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقتها بزيادة ولانقص التماسا للحسن للزوج وغيره" (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵/ ۲۷۳)

(مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۹-"يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد" (مشکاۃ ۲۵/ ۳۸۲)

(مولانا اسرار الحق سبیلی)۔

دوسری رائے: مولانا شمس الدین مظاہری اور مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی کی ہے، ان دونوں حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ عمل معمر افراد کے لئے جائز نہیں ہے، البتہ اگر اچھا رشتہ حاصل کرنے کے لئے نوجوان کرائیں تو اجازت ہوگی۔

تیسری رائے: مفتی محبوب علی وجیہی صاحب کی ہے، موصوف کی رائے یہ ہے کہ اس عمل میں تدلیس اور غش ہے، فریق ثانی کو دھوکا دینا ہے، لہذا شادی سے پہلے اجازت نہیں ہے، البتہ شادی کے بعد اجازت ہونی چاہئے۔

جبکہ مفتی محمد ممتاز خاں ندوی صاحب نے احادیث لعن وغیرہ کی وجہ سے اس کو ممنوع قرار دیا ہے، پھر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ شادی وغیرہ سے رکاوٹ ایک سماجی مسئلہ ہے، لہذا اس پر

غور کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۸: آٹھواں سوال یہ تھا کہ بعض مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لئے یا بعض مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں مجرم اور مظلوم دو الگ الگ شخصوں سے متعلق شرعی حکم دریافت کیا گیا ہے، جواب دیتے ہوئے اس پر تقریباً تمام ہی مقالہ نگار حضرات متفق ہیں کہ یہ عمل مجرم کے لئے ناجائز ہے، پھر مظلوم کے حق میں جائز ہے یا ناجائز؟ اس کے بارے میں ان کی دو آراء سامنے آئی ہیں:

پہلی رائے: یہ ہے کہ یہ عمل مجرم کے لئے ممنوع ہے، البتہ مظلوم کے لئے جائز ہے جبکہ اس کے لئے اس عمل کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا ارشد المدنی، مولانا شاہجہاں ندوی، قاضی احتشام الحق قاسمی، مولانا حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا سلمان پالنپوری، مفتی ممتاز خاں ندوی، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا محمد فاروق دربھنگوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی، مولانا عبدالاحد فلاحی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا عبدالتواب اناوی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، قاضی محمد ہارون مینگل، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، راشد حسین ندوی۔

مجرم کے لئے ناجائز ہونے کی ان حضرات نے عام طور سے یہی دلیل دی ہے کہ اس میں مقررہ سزاؤں سے فرار کے ساتھ ساتھ تدلیس بھی پائی جارہی ہے، جبکہ مظلوم کے لئے جواز کو ان حضرات نے اضطرار پر محمول فرمایا ہے، اسی لئے مولانا سلمان پالنپوری، راقم الحروف راشد حسین ندوی اور بعض دوسرے حضرات نے مظلوم کے لئے بھی صرف اس صورت میں اجازت دی ہے جب کوئی دوسرا جائز متبادل موجود نہ ہو۔

ان حضرات نے مجرم کے حق میں عدم جواز کے مندرجہ ذیل دلائل تحریر فرماتے ہیں:

"من غشنا فليس منا -الحديث" (مولانا ممتاز خاں ندوی)۔

۲-شریعت مجرم کو اقرار واعتراف کا حکم دیتی ہے، اس عمل کے بعد مقررہ سزائیں دینا ممکن نہ ہوگا: "يا أيها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على أنفسكم" (سورۂ نساء:۱۳۵) (قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا شاجہاں ندوی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مفتی انور علی اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا راشد حسین ندوی)۔

۳-"تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان" (مولانا محمد ارشد المدنی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا ابوسفیان مفتاحی)۔

اور مظلوم کے حق میں جواز کے مندرجہ ذیل دلائل دیئے گئے ہیں:

۱-"من كفر بالله بعد إيمانه إلا من أكره وقلبه مطمئن بالايمان" (سورۂ نحل:۱۰۶) (حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، قاضی محمد کامل قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا نعیم اختر قاسمی)۔

۲-"لا يحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم" (نساء:۱۴۸) (مفتی ممتاز خاں ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی)۔

۳-قواعد فقہیہ "الضرر يزال"، "الضرورات تبيح المحظورات" (مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی، مولانا عبدالاحد فلاحی)۔

۴-"الكذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه قال الشامي: وواجب إن وجب تحصيله كما لورأى معصوماً اختفى من ظالم يريد قتله أو إيذائه فالكذب هنا واجب" (شامی ۵/۲۷۴) (مفتی عبدالرحیم قاسمی)۔

۵-"قصة ابراهيم و سارة" (الکامل لابن الأثیر ۱/۵۷) (مولانا جمیل اختر ندوی)۔

۶-جان و مال کی حفاظت بنیادی مقاصد میں سے ہے، لہذا جب ازالہ عیب کے لئے

اس کی اجازت ہے تو بدرجہ اولی ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی اجازت ہوگی (مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مفتی ظفر عالم ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی)۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ مجرم کا مقصد جرم کا چھپانا ہے اور مظلوم کا مقصد ظلم سے نجات حاصل کرنا ہے لہذا "إنما الأعمال بالنيات" اور "الأمور بمقاصدها" کے تحت دونوں میں فرق ہوگا (مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی)۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ یہ عمل دونوں کے لئے ممنوع ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مولانا سید حسین احمد کراچی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی قاسمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مفتی ریحان مبشر مئوی، مفتی شوکت ثنا قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا منور سلطان ندوی۔

دونوں کے لئے اس کے ناجائز ہونے پر ان حضرات نے عموماً یہ دلیل پیش کی ہے کہ اجازت صرف ازالہ عیب کے لئے ہے، اس میں ضرورت وحاجت کا تحقق نہیں ہوتا، بلکہ تدلیس و تغریر ہے، مظلوم کے لئے دفع ظلم کے لئے ہجرت جیسے دوسرے متبادل موجود ہیں، اس کے علاوہ ان حضرات نے مندرجہ ذیل نصوص بھی پیش کئے ہیں:

١-"من غشنا فليس منا" (مسلم ١/٥٧) (مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا منور سلطان ندوی)۔

٢-"لعن الله الواشمات" (بخاری ٢/٨٧٩) (مفتی محمد جعفر ملی رحمانی)۔

٣-"كان رسول الله ﷺ يلعن القاشرة-الحديث" (احمد ٦/٢٥٠)۔
(مولانا سید اسرار الحق سبیلی)۔

تیسری رائے: ایک رائے مولانا عطاء اللہ قاسمی صاحب کی بھی ہے، موصوف لکھتے ہیں:

وہ شخص جسے ظالمانہ طور پر مجرم بنادیا گیا ہو، اسی طرح وہ مظلوم جسے ظلم کا خطرہ ہو سرجری کرا سکتے ہیں، اس لئے کہ دفع ظلم وشر کے لئے فقہاء نے رشوت جیسے حرام کام کی بھی اجازت دی ہے۔

ان الفاظ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک مجرم کے لئے بھی سرجری کی اجازت ہے، لیکن موصوف نے مجرم کی جو تعریف لکھی ہے اس کا خیال کریں تو ان کے نزدیک بھی یہ اجازت صرف مظلوم کو ہے۔ واللہ اعلم

دوسرا باب

تعارف موضوع

پلاسٹک سرجری ـــــ اسلامی نقطۂ نظر

ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی ☆

لفظ پلاسٹک Plastic یونانی لفظ Pladtikos سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کو موڑنا یا نئی شکل دینا۔ پلاسٹک سرجری سے مراد ایسی سرجری ہے جس کا مقصد جسمانی نقص کی اصلاح ہو، خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کا نتیجہ، یا پھر اعضاء کی شکل میں تبدیلی کرکے اس کے حسن و جمال اور جذب وکشش میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔

پلاسٹک سرجری کی تاریخ

پلاسٹک سرجری کی اصطلاح اگر چہ پہلی مرتبہ ۱۸۱۸ء میں Von Graefe نے استعمال کی لیکن یہ فن قدیم زمانہ سے ہی طب کی ایک شاخ کے طور پر متعارف رہا ہے، مؤرخین کا خیال ہے کہ پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں مصری ڈاکٹروں کو اولیت کا شرف حاصل ہے؛ چنانچہ Smith Papyrus Edwin جو تقریباً تین ہزار سال قبل لکھی گئی اس میں چہرہ سے متعلق عمل جراحی کی تفصیل موجود ہے، خاص طور پر جبڑے اور ناک کے فریکچر سے متعلق، اس زمانہ کے اعتبار سے یہ تفصیلات انتہائی ترقی یافتہ اور متاثر کن ہیں۔ اس سلسلہ میں دوسرے نمبر پر ہندوستان کا نام آتا ہے جہاں اس فن نے کافی ترقی کی، سنسکرت کی بعض کتابیں جو ۲۶۰۰ ق م میں لکھی گئیں، ان میں ناک، کان اور زبان کی سرجری کا ذکر کافی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

☆ مقیم ابوظہبی، متحدہ عرب امارات۔

ہندوستان اور اس کے قرب وجوار میں اس فن کے پھلنے پھولنے کی اہم وجہ وہاں کے مخصوص حالات تھے جس نے اس فن کو ضرورت بنادیا تھا، اس طرح کہ وہاں شکل کا بگاڑ دیا جانا، خاص طور پر ناک کا کاٹا جانا بڑا ہی عام تھا، یہ کام لٹیروں اور ڈاکوؤں کے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی عدالت بھی کرتی تھی، جن کی معروف سزاؤں میں مجرم کا عضو تناسل، ناک یا کان کاٹ دیا جانا شامل تھا۔ اس کی وجہ سے ہندوستان میں پلاسٹک سرجری کے میدان میں کافی تجربات ہوئے جس سے اس فن کو زبردست فروغ ملا، چنانچہ Sushruta کے ہندو مصنف نے پلاسٹک سرجری کی تکنیک کو کافی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کی بیان کردہ تکنیکوں میں بعض وہ ہیں جو کچھ عرصہ قبل تک استعمال ہوتی رہی ہیں، ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تحریر ۶۰۰ ق م سے ۴۰۰ ق م کے دوران کی ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں اس فن نے قدیم زمانہ میں کتنی ترقی کی تھی۔

ہندوؤں کی پلاسٹک سرجری سے متعلق یہ تکنیک دیگر ممالک تک پھیلی یا سربستہ راز کی حیثیت سے ہندوستان تک ہی محدود رہی، اس سلسلہ میں کچھ کہنا مشکل ہے، البتہ یہ بات ثابت ہے کہ طبی معلومات میں ہندوستان اور یونان کے درمیان اشتراک سکندر کے ہندوستان پر حملہ سے کافی پہلے شروع ہو چکا تھا، یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ مختلف یونانی اور رومی اطباء نے چہرہ کے مختلف عیوب کی اصلاح کا جو طریقہ بیان کیا ہے وہ بالکل وہی ہے جو Sushruta میں درج ہے۔

Aulus Cornelius جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے زمانہ کا بہت ہی معروف طبیب اور مصنف تھا اس نے اپنی کتاب Demedina میں کٹی ہوئی زبان، کان اور ناک کی درستگی کا جو طریقہ درج کیا ہے وہ وہی ہے جو ہندوستانی اطباء اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس طرح بیزنطینی حکومت کا طبیب خاص Oribasius جس نے Synagogue Medica کے نام سے طبی انسائیکلو پیڈیا مرتب کی ہے، اس میں دو ابواب چہرہ کی پلاسٹک سرجری سے متعلق ہیں، اس پر بھی ہندوستانی تکنیک کی گہری چھاپ ہے، لہٰذا ہندوستانی تکنیک کی

مغرب میں راست منتقل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس کے اثر ونفوذ سے انکار نہیں کیا جا سکتا، البتہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ فن عربوں کے یہاں متعارف نہیں تھا یا پھر بالکل ابتدائی شکل میں تھا، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں عرفجہ بن اسعد نے اپنی کٹی ہوئی ناک کی جگہ مصنوعی ناک لگوائی جو ابتداءً چاندی کی تھی اور پھر بعد میں سونے کی لگائی جب کہ اس سے کافی پہلے ناک کی حقیقی شکل میں تیاری وتنصیب کا فن وجود میں آ چکا تھا۔

پلاسٹک سرجری کی تکنیک میں غیر معمولی پیش رفت کے باوجود اسے طب کے دیگر شعبوں کی طرح قبول عام حاصل نہ ہوسکا، اس کا نتیجہ تھا کہ بیسویں صدی کے آغاز تک گنے چنے اطباء ہی اس میدان میں کام کر رہے تھے۔ اسے مقبول عام بنانے میں ڈاکٹر V.P.Blair کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ عالمی جنگ کے دوران غیر معمولی آپریشن کئے اور اس کی تصویریں شائع کرائیں جس سے لوگوں کو اس کی افادیت کا احساس ہوا اور اس کے نتیجہ میں اطباء اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ ڈاکٹر بلیر کے اہم کارناموں میں پہلی عالمی جنگ کے دوران امریکی ملٹری ہاسپٹل میں پلاسٹک سرجری کے مستقل شعبہ کا قیام بھی ہے جس کے بعد برطانیہ، فرانس، کناڈا اور دیگر ممالک میں اس طرح کے شعبے قائم ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں Microsurgery کے آغاز سے ماڈرن پلاسٹک سرجری کا آغاز ہوا اور اس کی مقبولیت اتنی بڑھی کہ صرف امریکہ میں میڈیکل بورڈ کے مصدقہ ڈاکٹروں کے ذریعہ ہر سال اس طرح کے ڈھائی ملین آپریشن کئے جانے لگے، فلمی ستاروں کی مقبولیت، مقابلۂ حسن میں شرکت اور کلب آرڈ سے منسلک لوگوں کی نقل کے جنون کی وجہ سے آج طب کا یہ شعبہ سب سے زیادہ مقبول شعبہ بن چکا ہے۔

پلاسٹک سرجری کی قسمیں

پلاسٹک سرجری عام سرجری کا ہی ایک جزء ہے جس کے تحت جسمانی عیوب ونقائص کی اصلاح کی جاتی ہے، چونکہ اس طرح کے مریضوں کی تعداد عام طور پر زیادہ نہیں ہوا کرتی اس وجہ

سے عرصہ تک یہ کام عام سرجن ہی کرتے رہے، جنگ عظیم کے موقع سے جنگ کی وجہ سے پہلی بار اس طرح کے مریضوں کی تعداد کافی بڑھ گئی جس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کے نام سے مستقل شعبہ کا قیام عمل میں آیا اور یہ شعبہ ڈاکٹروں کی توجہ کا مرکز بنا، البتہ دوسری جنگ عظیم کے کچھ دنوں کے بعد پلاسٹک سرجری کا کاروبار کافی حد تک محدود ہوگیا، کیونکہ مریضوں کی تعداد کافی کم ہوگئی، اس نے پلاسٹک سرجری کے شعبوں خاص طور پر اس کے لئے قائم شدہ پرائیویٹ کلنیکوں کے وجود پر سوالیہ نشان لگادیا۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری میں نئے شعبے کو متعارف کرایا گیا جس کا مقصد انسان کے خارجی حسن میں اضافہ کرنا ہے، یہ شعبہ کافی مقبول ہوا، خاص طور پر فلمی ستاروں کی مقبولیت، مقابلہ حسن کا مختلف سطح پر انعقاد اور کلب آرپ سے منسلک افراد کی نقالی کے رحجان نے اسے بہت زیادہ منافع بخش کاروبار بنادیا، اس طرح پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہوگئیں:

Reconstructive-۱

اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا یا کسی عضو کی کارکردگی میں اضافہ کرنا ہے۔

Cosmetic یا Aesthetic-۲

اس کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کرکے انسان کو حسین، پرکشش اور جاذب نظر بنانا ہے۔

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار انسان کا سارا جسم ہے اس طرح کہ کسی بھی عضو کے بیرونی نقص یا عیب کی اصلاح میں اس سے مدد لی جاسکتی ہے، البتہ آج کل یہ درج ذیل چیزوں کے لئے کافی معروف ہے:

۱- پیٹ، پیٹھ، کمر، کولہا، اور ٹھوڑی وغیرہ کے پاس مقامی طور پر سن کر کے زائد چربی کو زائل کر کے دبلا اور چھریرا بننے میں مدد دینا۔

۲-گال، ٹھوڑی، ہونٹ اور پستان کو حسب طلب بڑا یا چھوٹا کرنا۔

۳-عضو تناسل کو بڑا کرنا۔

۴-حمل کی وجہ سے لٹک جانے والے پیٹ کو درست کرنا۔

۵-جسم کی ڈھیلی کھال کو چست کرنا، خاص طور پر چہرہ کی جھریوں کو دور کرنا۔

۶- ناک، کان اور گردن کو خوبصورت شکل دینا۔

۷- آنکھ کے گرد سیاہ حلقے، دھبہ یا شکن کو دور کرنا۔

۸- ڈھلک جانے والی پلکوں کو درست کرنا۔

۹- سر کے پچھلے حصے سے بال سامنے منتقل کر کے جزوی یا کلی گنجاپن کا علاج کرنا۔

۱۰-جلد کو گورا کرنا۔

۱۱-بھنوؤں، پلک یا ہونٹ وغیرہ پر پرمانٹ میک اپ کرنا۔

پلاسٹک سرجری کی تاریخ

پلاسٹک سرجری کی تاریخ کے بارے میں شہادت چار ہزار سال پہلے کی ملتی ہے، لیکن ہندوستان میں نوتشکیلی (Reconstructive) سے متعلق سرجری کا عمل ۸۰۰ قبل مسیح میں رائج تھا۔

پلاسٹک کا لفظ یونانی لفظ پلاسٹی کوز سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے بنانا یا تشکیل دینا۔ بیشتر مورخین نے پلاسٹک سرجری (عمل جراحی) کے اصولوں کا خلاصہ مصر کے ناپختہ مخطوطات (پاپیری) اور قدیم ہندوستان کے سنسکرت مخطوطات میں سے کیا ہے۔

ان مخطوطات میں ہونٹ، ناک اور کان کو درست کرنے کی عکاسی کی گئی ہے اور اس کے لئے متعدد طریقے استعمال کئے گئے ہیں، سخت چیز سے دباؤ ڈالنے سے لے کر غیر روایتی اپنے ہی جسم سے پیوندکاری کا عمل شامل تھا۔

۱۸۱۸ء تک ناک کی سرجری شروع نہیں ہوئی تھی، اس کے چند سالوں بعد یہ جدید دور میں متعارف ہوئی۔

امریکہ میں ڈاکٹر جان پیٹر میتھیوز کو سب سے پہلا ممتاز پلاسٹک سرجن خیال کیا جاتا تھا جس نے پلاسٹک سرجری کی تاریخ کو تفصیل سے بیان کیا، اصلاحی عمل جراحی کو بھی ۱۷ویں صدی کے آخر میں امریکن میڈیکل سوسائٹی کی تائید حاصل ہوئی۔

امریکہ کے اس سرجن نے آلات جراحی کا استعمال کرتے ہوئے شمالی امریکہ میں پہلی بار ۱۸۲۷ء میں تالو میں شگاف کی سرجری کا عمل انجام دیا، پہلی جنگ عظیم نے بھی پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔

جنگ کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کو گہرے زخم آئے اور کئی کے چہرے جھلس گئے اور ان کا علاج ان عظیم پلاسٹک سرجنوں کے ذریعہ کیا گیا جنہوں نے پلاسٹک سرجری کی تاریخ میں ایک نیا باب رقم کیا، جدید ترین جنگی ہتھیاروں سے انسانی جسم اور اعضاء کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ بھی پلاسٹک سرجری کا خاصہ ہے۔

متعدد طبی ماہرین نے پلاسٹک سرجری کی تاریخ کا تعین کرنے کی بابت خود کو وقف کر دیا اور جنگ میں زخمی ہونے والے افراد کے علاج کے لئے سرجری کے جدید طریقے وضع کئے۔

بعد کے دور میں جمالیاتی سرجری کا دور شروع ہوا جس کی توجہ مریض کی ظاہری شباہت کو بہتر بنانے پر مرکوز ہوتی ہے، ۱۹۳۱ء میں امریکن سوسائٹی برائے پلاسٹک و نو تشکیلی سرجنز کے نام سے ایک انجمن قائم ہوئی جس کا دیگر تنظیموں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اس سوسائٹی کو اپنی سابقہ عظیم خدمات اور امریکن بورڈ آف سرجنز کی جانب سے تسلیم کئے جانے پر بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

اس ادارہ نے امریکہ میں پہلا امتحان برائے قابلیت جراحی منعقد کیا اور دیگر تنظیموں کے ساتھ پلاسٹک سرجری کی تاریخ کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ جدید ترین اور مقبول سرجری کا دور ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء میں شروع ہوا، پلاسٹک سرجنوں کو ان کی بیش بہا خدمات کے لئے اعزازات اور انعامات سے نوازا گیا۔ ماضی کے متعدد سالوں میں لوگوں میں پلاسٹک سرجری کے تجربات اور عمل کی بابت کافی بیداری پیدا ہوئی ہے۔

ابرو کی درستگی کے لئے پلاسٹک سرجری کا عمل

اسے پیشانی کی اصلاح کا عمل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بہترین طبی عمل ہے جس سے آنکھوں کے گرد و پیش کی جلد اور حلقہ پر کشش اور دلکش ہو جاتے ہیں۔ عمل جراحی کے ذریعہ جھریاں اور پھیلے ہوئے نقوش درست کر دئے جاتے ہیں اور جھکی ہوئی ابرو بھی چست ہو جاتی

ہے، جھکی ہوئی ابرو کے سبب مریض تھکا ہوا اور اداس دکھائی دیتا ہے۔

اس طبی عمل کے ذریعہ اعصاب اور خلیہ جات جن سے جھریاں اور خمیدگی پیدا ہوتی ہے بدل دیئے جاتے ہیں یا انہیں نکال دیا جاتا ہے، اس سے ابرو بہتر ہو جاتی ہے، جھریاں کم ہو جاتی ہیں اور پیشانی ملائم ہو جاتی ہے۔

پلاسٹک سرجری میں روایتی عمل جراحی کو بروئے کار لایا جاتا ہے جس میں شکستگی دکھائی نہیں دیتی، اسے عقب سے پورا کر دیا جاتا ہے یا پھر انڈوسکوپ (وہ آلہ جس سے اندرونی کیفیت کا معائنہ کیا جاتا ہے) کے ذریعہ یہ عمل کیا جاتا ہے۔

اس عمل جراحی کے بڑے حیرت انگیز نتائج سامنے آئے ہیں، مثلاً ابرو زیادہ سبک ہو جاتی ہے اور پیشانی کی جلد بہتر اور بہت پرکشش ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی پلاسٹک سرجری مندرجہ ذیل چیزوں کے لئے بے حد کارگر ہے۔

ابرو درست کرنے کی پلاسٹک سرجری عام طور پر ۴۰ اور ۶۰ سال کی عمر کے دوران کی جاتی ہے، تاکہ بڑھتی عمر سے ظاہر ہونے والے اثرات کو کم کیا جا سکے، اس سرجری سے ایسے لوگوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے جن کو ذہنی کشیدگی (ٹینشن)، دباؤ اور اعصابی کارکردگی کے سبب جھریاں اور کھینچاؤ نمایاں ہو جاتے ہیں، یا جن لوگوں کو موروثی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، یا جیسے جھریاں یا ہلکی یا بھاری ابرو جو ناک پر جھکی ہو، اس عمل جراحی کے ذریعہ انہیں درست اور پرکشش بنایا جا سکتا ہے۔ یہ عمل چہرہ کو پرکشش بنانے کے لئے پلاسٹک سرجری کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے تاکہ چہرہ پر ملائمت نمایاں ہو، ایسے مریض جو بالوں سے محروم ہوں یا اوپری ہونٹ خراب ہو جائیں یا بالوں کی کمی ہو وہ پلاسٹک سرجری سے پیشانی اور ابرو کو پرکشش بنا سکتے ہیں۔

ابرو کی درستگی کی پلاسٹک سرجری کے لئے خاکہ

جو شخص پیشانی کی جلد اور ابرو کو بہتر بنانے کی خاطر کسی پلاسٹک سرجن سے مشورہ کرتا ہے، اسے چہرہ، ہڈیوں اور اندرونی جلد کے بارے میں تشخیص کرانی ہوگی۔

مریض سے گفتگو کے دوران پلاسٹک سرجن پلاسٹک سرجری کے اثرات کا اندازہ کرے گا، اوران چند طبی مشکلات ومسائل سے مریض کوآگاہ کرے گا جوطبی عمل کے دوران یااس کے بعد ظاہر ہوسکتے ہیں، جیسے ہائی بلڈ پریشر جوغیر محدود ہوتا ہے، خون کے چکتے (انجماد) یا بڑے بڑے نشان پڑ جاتے ہیں، پلاسٹک سرجن مریض کو بعض اہم حقائق اور مسائل سے بھی باخبر کرے گا اوراسے کچھ ہدایات دے گا۔

ابروکوبہتر بنانے کی پلاسٹک سرجری سے پیدا ہونے والے خطرات یا پیچیدگیاں

ابرو کی درستگی کے لئے پلاسٹک سرجری جواحتیاط سے انجام دی گئی ہواس میں بہت کم خطرات یا چھوٹی یا معمولی پیچیدگیوں کا اندیشہ ہوتا ہے، لہذا مریض کوایسے سرجری عمل سے قبل ان کی بابت غور کرلینا چاہئے۔

متعدد کیسوں میں اعصاب جوابرو کی حرکات کو سہارا دیتے ہیں ایک سمت یا دونوں طرف سے مجروح ہوجاتے ہیں، جس سے ابروؤں کواٹھانے یا پیشانی کوسکوڑنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔

ایسی صورت میں ایک مستند پلاسٹک سرجن اس کی اصلاح کے لئے مزید عمل سرجری کا مشورہ دیتا ہے، ابرو کی پلاسٹک سرجری کے بعد جو دیگر پیچیدگیاں ظاہر ہوتی ہیں ان میں خون کا ضائع ہونا، چہرے کے تأثرات کاختم ہوجانا، متعدی اور چوڑے نشانات شامل ہیں۔

ٹھوڑی کی پلاسٹک سرجری

اس نوع کی پلاسٹک سرجری مینٹو پلاسٹی کے نام سے معروف ہے، یہ عمل جراحی ٹھوڑی کی تشکیل نو کے لئے کیا جاتا ہے، ہڈی کوکاٹ کر یا پھر پیوندکاری کے ذریعہ ٹھوڑی کو پیوست کیا جاتا ہے۔

ٹھوڑی کی بناوٹ ناک کی صحیح بناوٹ پر منحصر ہے بعض کیسوں میں ٹھوڑی کے عمل جراحی

سے چہرہ کو زیادہ توانائی ملتی ہے۔

ٹھوڑی کی بناوٹ سے چہرہ کو یکسانیت حاصل ہوتی ہے اور انسان کی ظاہری نمود پر اثر انداز ہوتی ہے، لہذا ناک کی شکل اور سائز پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

لیکن اکثر لوگ ٹھوڑی کے بارے میں زیادہ فکر نہیں کرتے بعض لوگوں کے لئے کمزور یا دوہری ٹھوڑی بھی ان کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتی۔

لہذا ماہر پلاسٹک سرجن جو ناک کی درستگی پر توجہ مرکوز کرتے ہیں، وہ مریض کو مشورہ دیتے ہیں کہ ٹھوڑی کی ساخت اور سائز میں تبدیلی سے چہرہ کے متناسب ہونے میں مدد ملے گی۔

مریض اور پلاسٹک سرجن کے باہمی رابطہ سے سرجری دشوار نہیں رہتی، پلاسٹک سرجری کے عمل کے دوران بہتر صحت اور عملی طور پر پرامید ہونے سے اس عمل میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔

ٹھوڑی کی پیوندکاری کے ذریعہ چہرہ کو پرکشش بنایا جاسکتا ہے، ایک سبک ٹھوڑی کی بناوٹ میں ہڈیوں کی حرکات بھی پلاسٹک سرجری سے درست کی جاتی ہیں۔اس نوع کی سرجری کے ذریعہ آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی یا زیادہ نمایاں ٹھوڑی یا چھوٹی سی ٹھوڑی کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

اس طبی عمل میں عموماً اضافی چربی رکھنے والے خلیے کو نکال دیا جاتا ہے، ٹھوڑی کو نئی شکل دی جاتی ہے یا پھر مریض کی گردن کی ساخت کو درست کیا جاتا ہے، اکثر کیسوں میں جبڑے کی ساخت میں کوئی پیدائشی نقص بھی اس کا باعث ہوتا ہے، لہذا جبڑے پر عمل جراحی کے ذریعہ چہرہ کی ساخت کو بہتر بنایا جاتا ہے۔

چونکہ مریض ایسی جراحی جمالیاتی مقاصد کے تحت کراتے ہیں، لہذا ایک تجربہ کار اور مستند سرجن کا ہونا بے حد ضروری ہے، سب سے پہلے معالج جبڑے اور ٹھوڑی کا پوری طرح معائنہ اور جانچ کرے گا اور مسئلہ کو سمجھ کر اس کے بعد مریض کو کوئی مشورہ دے گا۔ بعض اوقات سرجن اس نوع کی سرجری کا مشورہ دے گا تا کہ ناک کی ساخت کو بہتر بنایا جاسکے، ایک چھوٹی سی ٹھوڑی ناک کو طویل ظاہر کرتی ہے۔ پلاسٹک سرجن ان عوامل کو بھی پیش نظر رکھے گا جو عمل جراحی پر

اثر انداز ہوتے ہیں، مثلاً عمر، نفسیاتی عوامل اور جلد کی ساخت وغیرہ۔

آخر میں مریض کو ٹھوڑی کی پلاسٹک سرجری کے مناسب تخمینہ اور امکانی نتائج سے باخبر کیا جاتا ہے، اگر مریض نے سرجری کرانے کا فیصلہ کر دیا ہے تب پلاسٹک سرجن ایسے عمل جراحی کی سہولت، خطرات اور اخراجات، طریقہ کار اور بے ہوشی کے عمل کی بابت بتائے گا، ٹھوڑی کی پلاسٹک سرجری نہ صرف ظاہری بلکہ جسمانی فوائد کی بھی حامل ہے۔

کان کی پلاسٹک سرجری

کان کی سرجری کو اوٹو پلاسٹی بھی کہا جاتا ہے، اس سرجری کے ذریعہ کانوں کے سائز کو کم کیا جاتا ہے، اسے ایئر پننگ (Ear Pinning) بھی کہا جاتا ہے۔

اس عمل جراحی سے مریض کی ظاہری شباہت اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے، کانوں کی یہ سرجری عموماً ۴ سال سے لے کر ۱۴ سال کی عمر کے مریضوں پر کی جاتی ہے، بڑی عمر کے لوگوں پر بھی یہ عمل کیا جاتا ہے اور زیادہ عمر کے سبب اس سرجری کے کوئی مضر اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔ کانوں کی پلاسٹک سرجری بگڑی ہوئی ساخت یا آگے کو نکلے ہوئے کانوں کی درستگی کے لئے کی جاتی ہے، ان عیوب کی وجہ سے مریض نفسیاتی پیچیدگی اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔

کانوں کی مختلف قسم کی پلاسٹک سرجری

کانوں کی پلاسٹک سرجری کی متعدد اقسام ہیں جنہیں تجربہ کار اور مستند پلاسٹک سرجن انجام دیتے ہیں، کانوں کی پلاسٹک سرجری کا انحصار ہر مریض کے احوال پر ہوتا ہے، یہ سرجری کانوں کو درست کرنے اور جمالیاتی کشش کے مدنظر بھی کی جاتی ہے، اس سے مندرجہ ذیل خرابیاں دور کی جاسکتی ہیں: لمبے کان، چھوٹے کان، گول انداز کے کان، مڑے ہوئے کان، گوبھی جیسے کان، آگے کو نکلے ہوئے کان۔ کانوں کی نو تشکیلی سرجری کے ذریعہ ایک ڈاکٹر کان

کے ضائع ہو جانے والے اجزاء کو بھی دوبارہ جوڑ سکتا ہے، مریض سے مشورہ کر کے سرجن اس قسم کا طبی عمل انجام دے سکتا ہے۔

پلاسٹک سرجری کے اس عمل کے متوقع مریض

یہ جمالیاتی پلاسٹک سرجری عموماً ۵ سال سے چودہ سال کی عمر کے بچوں پر کی جاتی ہے، اس میں عمر کے مطابق کانوں کی ساخت بنائی جاتی ہے، یہ جراحی مریضوں میں احساس کمتری اور اذیت کا احساس دور کرنے کے لئے بھی کی جاتی ہے، دراصل بڑی عمر کے ایسے مریض جن کے کان کی لوئیں لمبی ہو جاتی ہیں یا جن کے بڑے اور آگے کو نکلے ہوئے کان ہوتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین سرجری ہے۔

کانوں کی پلاسٹک سرجری کا عمل

بچوں پر بے ہوشی کے عام طبی عمل کے ذریعہ اور بڑی عمر کے مریضوں پر ہلکے اور تسکین دہ عمل بے ہوشی کے بعد کانوں کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، ایک تجربہ کار پلاسٹک سرجن کان کے عقبی حصے میں ایک شگاف کر کے کرکری ہڈی کو نمایاں کر کے عمل جراحی انجام دیتا ہے۔ اس ہڈی کو ایک نئی ساخت دی جاتی ہے اور کھال کو ہٹا کر کان کو سر کے موزوں حصہ سے جوڑ دیا جاتا ہے، اور ٹانکے لگا دیئے جاتے ہیں، کانوں کی جمالیاتی سرجری میں ایک سے دو گھنٹے کا وقت لگتا ہے، یہ سرجری کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے۔

کانوں کی پلاسٹک سرجری میں خطرات اور پیچیدگیاں

کان میں خون کا انجماد، کرکری ہڈی میں انفیکشن، مواد وغیرہ پڑنا، ٹانکوں کا ڈھیلا پڑ جانا، کانوں کی ضرورت سے زیادہ اصلاح ہونا۔

یہ غیر معمولی پیچیدگیاں ہیں جن سے مریض دواؤں کے باضابطہ استعمال یا سادہ طبی

عمل کے ذریعہ راحت پاسکتا ہے، کانوں کی ہر دو قسم کی سرجری کے لئے مریض کو ایک تجربہ کار اور مستند پلاسٹک سرجن سے رابطہ قائم کرنا چاہئے تاکہ اس کی سرجری سے جو خطرات اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں انہیں کم کیا جاسکے۔

پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری

پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری کو بلے فاروپلاسٹی بھی کہا جاتا ہے، بالائی اور نچلے پپوٹوں کی چربی، کھال اور عصبی پھیلاؤ کو روکنے کے لئے یہ سرجری بے حد مفید ہے، پپوٹوں کے قبل از وقت خراب اور کمزور ہو جانے کے عمل کو روکنے کے لئے یہ ایک عام قسم کی سرجری ہے، لیکن یہ آنکھوں کے نیچے کالے دھبے ختم کرنے، جھریوں کو ہٹانے اور ڈھیلی ہونے والی ابرو کو اٹھانے میں معاون نہیں ہوتی۔

پپوٹوں کی سرجری دیگر عمل جراحی مثلاً چہرے کو پرکشش بنانے یا ابروؤں کو ابھارنے کے ساتھ کی جاتی ہے، تنہا بھی یہ سرجری کی جاسکتی ہے۔ اس نوع کی سرجری مندرجہ ذیل خرابیوں میں بے حد مفید ہے:

پپوٹوں کی سرجری مریض کی خودشناسی کو فروغ دینے اور ظاہری شباہت نکھارنے میں مفید ہے، لیکن اس سے مریض کی آنکھوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، اس نوع کی پلاسٹک سرجری کرانے سے قبل مریض کو اس کے بارے میں اچھی طرح غور کرنا چاہئے اور کسی ماہر پلاسٹک سرجن سے مشورہ کرلینا چاہئے۔

اس قسم کی سرجری ان ہی مردوں اور عورتوں کو کرانی چاہئے جو توانا، حقیقت پسند اور جسمانی طور سے مضبوط ہوں۔ اکثر افراد جو ۳۵ سال سے زیادہ عمر کے ہیں وہ پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری کراتے ہیں کیونکہ عمر بڑھنے کے ساتھ جلد کی لچک بھی بڑھ جاتی ہے، متعدد طبی مسائل اس سرجری کو کافی سنگین بنادیتے ہیں، مثلاً ہائی بلڈ پریشر، آنکھوں کی خشکی، شوگر، دل کی بیماریاں، دوران خون کی مشکلات اور تھائی رائڈ کے مسائل وغیرہ۔

پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری کا طریقہ

اس طبی عمل کے دوران پلاسٹک سرجن پپوٹوں کی عمومی لائنوں کے ساتھ شگاف لگاتا ہے، یہ پپوٹوں کے اوپری حصے کی جھریوں اور نچلے پپوٹوں کی پلکوں میں لگایا جاتا ہے، سرجن خلیوں اور موٹے اعصاب کو متمیز کر کے فاضل چربی کو نکال دیتا ہے، پھر جلد اور جھکے ہوئے پٹھوں کو کم کرتا ہے اور شگاف کو درست کرتا ہے۔

اس نوع کی سرجری میں غیر یقینی صورت حال اور پیچیدگیاں

پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری کرانے والے شخص کو کسی ماہر سرجن سے آپریشن کرانا چاہئے، اس میں پیچیدگی کے کم امکانات ہوتے ہیں، اگر سرجری کا عمل صحیح ڈھنگ سے انجام نہیں دیا گیا تو مریض کو پیچیدگیوں کا شکار ہونا پڑے گا، مثلاً انفیکشن یا بے ہوشی کی دوا کے مضر اثرات سرجری سے پہلے اور اس کے بعد سرجن کی ہدایات پر عمل کر کے مریض ان پیچیدگیوں سے بچ سکتا ہے، اس نوع کی سرجری میں دیگر خطرات بھی لاحق ہوسکتے ہیں، جیسے زخم کے بھرنے میں غیر معمولی سست رفتاری، نگاہ کا متاثر ہونا، دھندیا آنکھوں کے سامنے دھبے آنا، اس کے علاوہ بھی مریض کو بعض دیگر خطرات سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔

لبوں (ہونٹوں) کی پلاسٹک سرجری

اس قسم کی سرجری سے اچھا اور گداز لب بنایا جاسکتا ہے، یہ سرجری منہ کے اردگرد ہونے والی جھریوں کو مٹاتی ہے، چربی گھٹاتی ہے اور مریض کے جسم کے دوسرے حصوں سے کولاجن انجکشن ہونٹوں میں لگائے جاتے ہیں۔

جسم کولاجن اور چربی کو سیال بناتا ہے، حیرتناک نتائج کے حصول کے لئے اس طبی عمل کو جاری رہنا چاہئے۔

ایلوڈرم اور سافٹ فارم سے دیرپا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہونٹوں کو خوشنما بنانے

کے لئے لیزر کے ذریعہ ہونٹوں کو تروتازہ بنانا ایک اور متبادل ہے، جو قدرتی کولاجن کو لوچدار بناتا ہے اور ہونٹوں کے نیچے کے خلیوں میں لچک پیدا کرتا ہے۔

طریقہ کار

قدرتی یا مخلوط مادہ اور مریض کے جسم کی چربی کی مریض کے لبوں میں پیوندکاری کی جاتی ہے یا انجکشن کے ذریعہ اندر پہنچایا جاتا ہے، پلاسٹک سرجن ہونٹ میں صرف ایک انجکشن لگاتا ہے، جو مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے، یہ انجکشن وقتاً فوقتاً لگایا جانا چاہئے۔

چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری

جو عورتیں مختلف قسم کی پلاسٹک سرجری کی خواہاں ہیں ان کے لئے چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری ایک مفید طریقہ ہے۔ چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری میں چھاتیوں کا حجم کم کرنا، چھاتیوں کو ابھارنا اور بڑھانا وغیرہ شامل ہیں، چھاتیوں کو کم کرنے یا ان کی بناوٹ میں تبدیلی کے لئے پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے۔

چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری کی مختلف اقسام

چھاتیوں کو گھٹانا

اس طریقہ جراحی کے ذریعہ چھاتیوں سے فاضل ریشے اور خلیے ہٹا دیئے جاتے ہیں، اس نوع کی پلاسٹک سرجری کے بعد مریض عورتیں اور مرد گردن اور پشت میں درد محسوس کرتے ہیں، حرکات میں کمی ہوجاتی ہے اور وسیع پیمانے پر داغ پڑ جاتے ہیں۔

چھاتیوں کی سرجری کے عمل میں فاضل ریشے ہٹانا، جلد میں بڑے شگاف اور زخموں کو بند کرنا اور گھنڈی (نپل) کو بدلنا شامل ہے۔

پلاسٹک سرجری کے جدید طریقہ میں لیپوسکشن کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے، جس سے

مریض جلد صحت یاب ہو جاتا ہے اور جلد پر بہت کم یا بالکل نشان نہیں پڑتے۔

مریض کو اس سلسلے میں متبادل طریقے جو دستیاب ہیں اور جراحی کے بعد مطلوبہ نتائج یا خطرات کے بارے میں پلاسٹک سرجن سے مشورہ کرنا چاہئے۔

چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری میں خطرات اور پیچیدگیاں

انفکشن، ہیمرج (جریان خون)، موت، مستقل نشان/داغ پڑ جانا، طریقہ بے ہوشی کا استعمال۔

چھاتیوں کو بڑھانا

پیوندکاری کے ذریعہ خواتین اپنی چھاتیوں کو مطلوبہ سائز یا ساخت دے سکتی ہیں، اس پلاسٹک سرجری میں جمالیاتی اور نئی ساخت فراہم کرنے کی سرجری شامل ہے اس کے لئے ماسٹیک ٹومی کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔

حفاظت اور مناسب شبیہ فراہم کرنے کے لئے طبی عمل میں سیلامن انجکشن لگایا جاتا ہے، اس نوع کی پلاسٹک سرجری میں متعدد جدید ترین آلات، جراحی کے ساتھ سیلائن اور سلی کون کا بھی عام استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ سرجری جمالیاتی سرجری تسلیم کی جاتی ہے اور عمل جراحی سے قبل مریض پر بے ہوشی کا عمل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مریض پلاسٹک سرجری کی پیچیدگیوں اور خطرات سے بچنا چاہتا ہے تو اسے کسی ماہر پلاسٹک سرجن سے رجوع کرنا چاہئے اور ضروری و متعلقہ کاغذات اس کے ساتھ رکھنے چاہئیں۔ اگر چھاتیوں کے فروغ کی پلاسٹک سرجری ناکام ہو جاتی ہے تو چھاتیوں کو دوبارہ جوڑنا یا ان کی سابقہ ہیئت اور ساخت کو بحال کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس سرجری سے لوچ اور لچک پیدا ہوتی ہے اور مریض کی ظاہری شباہت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

چھاتیوں کو بڑھانے کی پلاسٹک سرجری کے خطرات اور پیچیدگیاں

درد ہونا، جلد کا پھٹنا، بدہیئت ہو جانا، انفیکشن اور ایک کیفیت جسے کیپسولر کونسٹر یکچر کہا جاتا ہے۔

چھاتیوں کی افزائش

جوان دکھائی دینے اور بھاری حجم کی چھاتیاں رکھنے کے شوقین مریض اس نوع کی پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، مریض مسٹوپکسی کے ذریعہ بھی متعدد فوائد حاصل کرسکتا ہے، اس سے ڈھیلی چھاتیاں بہتر ہو جاتی ہیں اور ان کی ساخت بھی درست ہو جاتی ہے۔

مرد اور عورتیں اس قسم کی پلاسٹک سرجری کرواتے ہیں اور امریکہ میں یہ بہت مقبول ہے یہ سرجری ایسے مرد اور عورتیں کراتے ہیں جو ذہنی اور نفسیاتی طور پر ٹھیک ہوتے ہیں اور اس سرجری سے انہیں بہتر نتائج کی امید ہوتی ہے، وہ خواتین جن کی بڑھتی عمر، حمل، موٹاپے وغیرہ کی وجہ سے چھاتیاں ڈھل جاتی ہیں وہ بھی اسی پلاسٹک سرجری کا سہارا لیتی ہیں۔

اس سرجری سے واقع ہونے والے خطرات اور پیچیدگیاں

نشان پڑ جانا، جلن ہونا، خون جاری ہونا، پیلا پڑ جانا، بے ہوشی کی دوا کا استعمال، وائرس۔

مہاسے اور پھنسیوں کے لئے پلاسٹک سرجری

آج کل بہت سے لوگ ہیں جن کے سخت یا ملائم مسے ہو جاتے ہیں، ہلکے قسم کے مسوں کا علاج ہو جاتا ہے لیکن سخت قسم کے مسے علاج کے بعد جسم پر اپنے نشانات چھوڑ جاتے ہیں، لہذا ان سخت مسوں اور ان کے نشانات مٹانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مسوں کا غیر جراحی علاج بھی ہے، مثلاً کیمیکل ادویہ کے ذریعہ انہیں مٹا دینا وغیرہ۔ جو مریض

سخت مسوں یا ان کے نشانات کا شکار ہیں ان کے لئے چہرہ کی پلاسٹک سرجری بہتر علاج ہے، جس سے مریض کی جلد کی جمالیاتی شبیہ بحال ہو جاتی ہے۔ مخصوص قسم کے لوشن کریم اور جیل اور مخصوص نوعیت کی دواؤں کے استعمال سے ہلکے مسے ٹھیک ہو جاتے ہیں، لیکن گہرے مسے کے نشانات مٹانے کے لئے پلاسٹک سرجری سے جلد اور بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

وہ حاملہ خواتین جن کے گہرے مسے ہیں ان پر یہ عمل جراحی نہیں کیا جانا چاہئے، مسے ہٹانے کے کیمیائی طریقہ علاج میں بہت سے محلول استعمال کئے جاتے ہیں جن میں تیزابی مادے بھی ہیں جو مسوں کو مٹانے میں معاون ہوتے ہیں۔ اس علاج کے بعد اس کے اثرات بھی ہوتے ہیں، مثلاً مریض کی جلد پر سرخی، ہلکی جلن، (کھال) سے چھلکے اترنا وغیرہ۔

کٹے پھٹے ہونٹوں اور تالو کی پلاسٹک سرجری

کٹے ہوئے ہونٹ سے دائیں یا بائیں ہونٹ پر دباؤ یا بوجھ سا رہتا ہے یا پھر ہونٹوں کے دونوں طرف یہ دباؤ رہتا ہے، کٹے ہوئے ہونٹ کی پلاسٹک سرجری کے دوران چھوٹے شگاف لگا کر ہونٹ کے منقسم حصے کو جوڑ کر ایک مکمل ساخت کا ہونٹ بنایا جاتا ہے۔

ہونٹ کا کٹا (شگاف) ایک ہی طرف ہے تو اس کے سدھارنے کے لئے صرف ایک ہی قسم کی پلاسٹک سرجری یعنی اس کی ساخت درست کرنے کا عمل کیا جاتا ہے، ہونٹ سے لے کر ناک کے نتھنے تک شگاف لگایا جاتا ہے اور پھر کٹے ہوئے ہونٹ کے دونوں حصوں کو ٹانکے لگا کر جوڑ دیا جاتا ہے، اگر ہونٹ دونوں طرف سے کٹا ہوا ہے تو اس کو دوبار پلاسٹک سرجری کی ضرورت پیش آئے گی اور مریض کو کئی ہفتوں تک اسپتال میں رہنا پڑ سکتا ہے۔

ہونٹ اور تالو دونوں میں شگاف ہو تو ان کی پلاسٹک سرجری کرانا لازمی ہے کیونکہ ان دونوں شگاف کے سبب قوت گویائی، چہرہ کے بڑھنے، وزن بڑھنے، کان کے درمیانی حصے اور کھانے کی صلاحیت پر اثر پڑتا ہے۔

ان دونوں کے اثرات عمر کے غیر متوازن دور میں دیکھے جاسکتے ہیں، بچپن میں بچے کو دودھ پلانے یا کھانے میں دشواری پیش آتی ہے نوزائیدہ اور چھوٹی عمر کے بچوں میں سماعت کی دشواری بھی ہوتی ہے، اور ۲ سال کی عمر کے بچوں میں بولنے میں مشکل کا پیش آنا بھی اسی کا مظہر ہوتا ہے۔

ہاتھوں کی پلاسٹک سرجری

ہاتھوں کی سرجری، جراحی کا ایک عام قسم کا عمل ہے جس کے لئے ہاتھوں کے متفرق انداز کے آپریشن کئے جاتے ہیں، ہاتھوں کی سرجری سے متعالج کا مقصد ہاتھوں کے کام کرنے کی صلاحیت بحال کرنا اور اسی کے ساتھ ان کی جمالیاتی پوزیشن کو بہتر بنانا بھی ہوتا ہے۔ ہاتھوں کی سرجری کے مختلف طریقے ہیں جنہیں مستند اور ماہر سرجن انجام دیتے ہیں۔ ہاتھوں کی سرجری مختلف اسباب کے تحت کی جاتی ہے مثلاً:

انفیکشن (زخم کا بگڑ جانا)، پیدائشی نقص ہونا، گٹھیا وغیرہ کے سبب ہاتھوں کی ہیئت میں فرق آجانا، ہاتھوں میں درد رہنا۔

ہاتھوں کی پلاسٹک سرجری کے مختلف طریقے

ٹینڈن کا علاج: ٹینڈن وہ ریشے (فائبر) ہیں جو ہڈیوں کے اعصاب سے جڑے ہوتے ہیں، ان کو فروغ دینے کے لئے ان ریشوں کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔ چوٹ لگ جانے یا زخم آنے کے سبب ٹینڈن کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے، کسی حساس زخم کے علاج سے یہ ایک یا دو دن میں ٹھیک ہوجاتا ہے، اس طریقہ عمل میں زخم کو آپریشن کے ذریعہ ٹھیک کرنا شامل ہے، چوٹ لگ جانے اور ثانوی نوعیت کی درستگی کے عمل میں دو سے پانچ ہفتے یا اس سے بھی زیادہ کا وقت لگ سکتا ہے۔

جوڑوں کو بدلنا

جوڑوں کی تبدیلی کے اس عمل کو آرتھروپلاسٹی بھی کہا جاتا ہے، جوڑوں کی تبدیلی کا عمل

ان مریضوں پر کیا جاتا ہے جو گٹھیا کی وجہ سے ہاتھوں کے عمل میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں، اس عمل میں اس قدرتی جوڑ کو جو متاثر ہو چکا ہے ایک مصنوعی جوڑ سے بدل دیا جاتا ہے، یہ مصنوعی جوڑ دھات، پلاسٹک سلی کون (مرکب) ربر یا مریض کے جسم کے ریشوں سے تیار کیا جا سکتا ہے۔

کھال کی پیوندکاری

مریض کی جلد (کھال) کی سطح کا ایک ٹکڑا جو جسم کے کسی دوسرے حصے سے لیا جاتا ہے اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اگرچہ دوسری جگہ کی جلد زیادہ صحت مند ہوتی ہے اور اس کا اپنا دوران خون ہوتا ہے۔ اس طریقہ عمل میں جلد کا جو حصہ استعمال کیا جاتا ہے اس میں پٹھے (اعصاب)، چربی اور خون کی رگیں شامل ہیں، اس مقصد سے جلد کا ایک حصہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ حصہ جہاں سے کھال ضائع ہوئی ہے وہاں خون کی رگوں کو نقصان پہنچنے کے سبب وہاں دوران خون بہتر نہیں ہے۔

متاثر اعضاء کو دوبارہ بنانا

کسی دیگر قسم کے حادثہ کی وجہ سے اگر انگلیوں یا ہاتھ میں نقص واقع ہو جائے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ان کو دوبارہ اگایا جا سکتا ہے، اس عمل میں مائیکرو سرجری کے ذریعہ متاثر حصہ کو تقویت پہنچائی جاتی ہے۔

ہاتھوں کی پلاسٹک سرجری میں ممکنہ خطرات اور پیچیدگیاں

بے حسی (سن کرنے) کا عمل، زخم خراب ہونا، خون جاری ہونا، ہاتھ یا انگلیوں کی حرکت کا متاثر ہونا، ان اعضاء کی حس ختم ہو جانا، خون کے چکتے (انجماد) بننا، شفا ہونے کے عمل میں سستی۔

پلاسٹک سرجری میں جدید ارتقاء

حالیہ برسوں میں پلاسٹک سرجری خصوصاً جمالیاتی پلاسٹک سرجری کے میدان میں

بہت زیادہ ترقی ہوتی ہے، ڈاکٹروں نے جدید ٹیکنک کا استعمال کر کے مفید، محفوظ اور بہتر پلاسٹک سرجری کے آپریشن کیے ہیں، اس طبی عمل سے جو موثر اور فطری انداز کے نتائج سامنے آتے ہیں، اس نے پلاسٹک سرجری کے میدان میں نئے ترقیات کے سبب اس کے بارے میں پرانی آراء (فکر) کو ایک ڈرامائی انداز سے تبدیل کر دیا ہے۔

آج کل پلاسٹک سرجری کے عمل کو چھپانے یا اس پر پردہ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس کے اثرات بہت ہی غیر نمایاں ہوتے ہیں اور بطور فیشن اس کا آزادانہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر پستان (چھاتی) میں ایک بہت اچھا (۳ سنٹی میٹر کا) شگاف کر کے سرجن ایک پستانی عضویاتی پیوندکاری کرتا ہے جو سائز میں ۳۶۰ سی سی کے کم وبیش ہوتی ہے جس سے پستان کی ساخت اور نمو میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے جس سے مریض میں خود اعتمادی اور نسوانی کشش بڑھ جاتی ہے، یہ درحقیقت ایک بڑا اہم نکتہ ہے، چہرے کو پرکشش بنانے کی پلاسٹک سرجری آج کل انڈوس کوپی (آلہ اندرون نما) کے ذریعہ کی جاتی ہے جسے ایک چھوٹے سے شگاف کے ذریعہ جسم میں داخل کیا جاتا ہے اس قسم کا عمل جراحی (سرجری) رخساروں، پپوٹوں اور چہرے کے خلیوں، ریشوں کے عمل کو سدھارنے، عمر کے سبب پیدا ہونے والے اثرات، چہرے کی ہڈیوں کو تقویت پہنچانے کے لئے مفید ہے، انڈوسکوپی کے ذریعہ یہ عمل جراحی کافی مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔

کان (گوش) کی درستگی۔ پھیلی ہوئی شکل کے کان یا بڑے سائز کے کان۔ سرجن ایک بہت چھوٹے سے شگاف کے ذریعہ انہیں نئی ساخت عطا کرتا ہے، اسی طرح ٹھوڑی اور پپوٹوں کی سرجری کی جاتی ہے، سرجن مریض کے جسم سے بھی کھال وغیرہ حاصل کر کے پیوندکاری کے ذریعہ اس نقص کی اصلاح کر دیتا ہے۔

مائیکرو سرجری کے ارتقاء نے اب ایسی سرجری (جراحی عمل) کو بھی ممکن بنا دیا ہے جو اس سے قبل ناممکن سمجھا جاتا تھا، جسم کے کسی نقص کو سدھارنے، چھاتیوں کو نئی ساخت عطا کرنے

میں، اب جسم کے خلیوں کو ایک حصہ سے دوسرے میں منتقل کرنا بھی ایک آسان عمل ہو گیا ہے۔

پلاسٹک سرجری میں جدید ارتقاء کے بعد سب سے اہم پلاسٹک سرجری جو اصلاح نئی ساخت اور اعضاء کی پیوند کاری کا عمل کرتی ہے، اس کی بنیاد محض ایک چھوٹے سے شگاف پر ہوتی ہے جو ایک سنٹی میٹر کے برابر ہوتا ہے، اسی طرح چربی کے نکالے گئے خلئے انجکشن کے ذریعہ جسم کے دوسرے حصے میں داخل کئے جاسکتے ہیں، ان کے لئے صرف ۲ ملی میٹر شگاف مطلوب ہوتا ہے، مریض کو اس سے ظاہر ہونے والے اثرات سے بڑی راحت نصیب ہوتی ہے، الٹراساؤنڈ بھی ایک اہم ارتقائی عمل ہے اس سے چربی کے نقصان دہ خلیوں کو برباد کیا جاسکتا ہے اور طبی عمل کے دوران چربی کو خارج کرنا آسان ہوتا ہے، اس عمل میں خون بہت کم نکلتا ہے اور کھال کے سکڑنے کا عمل زیادہ ہوتا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ انسان کو جوانی کی بڑی تمنا ہوتی ہے اور جوانی کو خوبصورتی کے مترادف سمجھا جاتا ہے، اور انسان خوبصورتی سے ہمیشہ ہی متاثر ہوتا ہے، خوبصورتی کے اس شعور کو بعض اوقات غلط طور پر سمجھا جاتا ہے لیکن یہ ایک مثبت انداز کی خودشناسی ہے جس کے تحت ایک انسان اپنی جسمانی خوبصورتی پر احساس مسرت سے گذرتا ہے، اس احساس سے عمومی عزت نفس کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور روحانی اعتبار سے بھی ایک نیا احساس فروغ پاتا ہے۔

☆☆☆

تیسرا باب

تفصیلی مقالات

تزیین وتحسین ـــــ شرعی اُصول وحدود

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین قالب میں پیدا کیا ہے: "لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم" (التین: ۵) انسان اپنے ناک نقشہ، رنگ وروپ اور جسمانی خوبصورتی کے اعتبار سے دنیا کی تمام مخلوقات میں امتیازی شان رکھتا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا؛ اپنے حسن کو نکھارنے اور مصنوعی وسائل کے ذریعہ اپنے آپ کو خوبصورت تر بنانے کا ذوق بھی اسے عطا فرمایا اور اس کا سلیقہ بھی اس کے اندر ودیعت فرمایا؛ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ حیوانات ونباتات اور جمادات تو قدرتی حسن و جمال پر قانع ہیں؛ لیکن انسان کی حوصلہ مند طبیعت اس پر قانع نہیں رہ سکی، اس نے سر کے بال سے پاؤں کے ناخن تک اپنے آپ کو سنوارنے اور اپنے جلوۂ حسن کو آب وتاب بخشنے کے لئے ایک سے ایک تدبیریں کر رکھی ہیں اور اب تو تحسین وتزئین کے لئے ایک مستقل سائنس وجود میں آچکی ہے اور اس سلسلہ میں کارآمد چیزوں کا مستقل مارکیٹ موجود ہے۔

شریعت اسلامی کا امتیاز ایسے احکام میں اعتدال ہے، وہ فطرت کا گلا بھی نہیں گھونٹتا اور ایک حد تک انسان کو اپنی خواہشات اور طبعی جذبات کو پوری کرنے کی اجازت دیتا ہے اور وہ ایسے غلو اور افراط کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اخلاقی حدیں پامال ہوجائیں، انسان اسراف میں مبتلا ہوجائے

☆ جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا و ناظم: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

اور جو چیزیں انسانی زندگی کے لئے ضروری نہیں ہیں، انسان ان کو ضرورت کا درجہ دینے لگے، یہی راہ اعتدال جو انسان کو افراط و تفریط سے بچائے رکھے، شریعتِ اسلامی کا اصل مزاج ہے اور تزئین و آرائش کے باب میں بھی اس نے اسی راہ پر چلنے کی تلقین کی ہے۔

تزئین و آرائش کی جائز صورتیں کیا ہیں؟ اور کن صورتوں کو اسلام میں منع کیا گیا ہے؟ اس پر گفتگو کرتے ہوئے تین باتیں پیش نظر رکھنی چاہئے، اول: یہ کہ فی زمانہ تزئین و آرائش کی کیا کیا صورتیں مروج ہیں؟ دوسرے: تزئین و آرائش کے سلسلہ میں شریعت کے بنیادی اُصول کیا ہیں؟ قرآن مجید سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے اور فقہاء نے اس سلسلہ میں کیا لکھا ہے؟ تیسرے: تزئین کی مختلف صورتوں کے الگ الگ کیا احکام ہیں؟

تزئین کی مختلف صورتیں

تزئین کے لئے جو وسائل استعمال کئے جاتے ہیں، وہ بنیادی طور پر دو طرح کے ہیں: ایک خارجی ذرائع، جن کا براہ راست جسم انسانی سے تعلق نہیں، دوسرے وہ ذرائع، جو انسانی جسم سے متعلق ہیں۔

خارجی ذرائع دو ہیں :

(الف) ملبوسات۔

(ب) زیورات۔

جو ذرائع براہ راست جسم سے متعلق ہیں، وہ بھی دو طرح کے ہیں :

(الف) عارضی۔

(ب) مستقل۔

عارضی ذرائع

عارضی ذرائع کی درج ذیل صورتیں اس وقت مروج ہیں :

(۱) بال کے ساتھ انسانی بال، حیوانی بال، یا مصنوعی بال کا استعمال۔

(۲) بال میں سیاہ یا کسی اور رنگ کا خضاب۔

(۳) چہرے پر کریم یا پاؤڈر کا استعمال۔

(۴) آنکھوں میں کاجل یا سرمہ۔

(۵) رُخسار پر مصنوعی تل۔

(٦) ہونٹوں پر لپ اسٹک۔

(۷) دانتوں میں مسّی۔

(۸) پیشانی یا چہرہ یا ہاتھوں یا پنڈلیوں سے بالوں اور رونگٹوں کو صاف کرانا۔

(۹) ہاتھوں پاؤں کے ناخنوں پر پالش۔

(۱۰) ہاتھوں پاؤں میں مہندی کا استعمال۔

(۱۱) بالوں کو خاص ڈیزائن دینے کے لئے کاٹنا، یا گھونگھریالا بنانا۔

(۱۲) بھنوؤں کا بال کاٹ کر یا اکھاڑ کر باریک کرنا۔

مستقل صورتیں

تزئین کی مستقل صورتیں بعض عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، بعض مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک، بعض کے لئے دوا یا غذا کا استعمال کافی ہے اور بعض کے لئے آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے، فی الجملہ اس کی حسبِ ذیل صورتیں ہیں:

۱- سروں پر بال نہ ہوں، اس لئے آپریشن کے ذریعہ سر پر بال کی کھیتی کی جائے۔

۲- آنکھیں ترچھی ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ درست کرایا جائے۔

۳- ناکیں پھیلی ہوئی ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ پتلی اور نوکدار بنایا جائے، یا زیادہ اونچی ہوں تو انھیں معتدل کیا جائے۔

۴- ہونٹ کٹے ہوئے ہوں، انھیں درست کرایا جائے، خواہ پیدائشی طور پر کٹے ہوئے ہوں یا بعد میں کٹ گئے ہوں۔

۵- ہونٹ موٹے ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ باریک کیا جائے۔

۶- رخسار چپکے ہوئے ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ اُبھارا جائے، یا چہرہ چوڑا ہو، انھیں آپریشن کے ذریعہ گول بنایا جائے۔

۷- ٹھوڑیوں کو ہموار اور خوبصورت بنایا جائے۔

۸- پستان زیادہ اُبھرے ہوئے ہوں، انھیں کم کیا جائے، یا چھوٹے ہوں، انھیں اُبھارا جائے۔

۹- پیٹ پر چربی کی جو تہیں جم جاتی ہوں، انھیں نکالا جائے؛ تاکہ بدن سڈول محسوس ہو۔

۱۰- کولہوں سے آپریشن کے ذریعہ چربی نکالی جائے؛ تاکہ بھدا پن دور ہو۔

۱۱- جسم کے مختلف حصوں میں عمر کے ساتھ ساتھ جو جھریاں پڑ جاتی ہیں، انھیں آپریشن کر کے کسا جائے اور جھریوں کو دور کیا جائے۔

۱۲- جسم میں کسی بھی جگہ پر جلنے، کٹنے یا زخم ہونے کی وجہ سے جو نشانات پڑ گئے ہوں، انھیں دور کیا جائے۔

۱۳- ہاتھ یا پیٹھ وغیرہ پر گودوایا جائے۔

۱۴- کان کی وضع کو درست کرنے کے لئے آپریشن کرایا جائے۔

یہ مختلف صورتیں ہیں، جو حسن کو بڑھانے یا کسی عیب کو دور کرنے یا ظاہری طور پر کبرسنی کے نشانات واثرات کو کم کرنے اور ختم کرنے کے لئے اختیار کی جاتی ہیں اور عام طور پر ان کے لئے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔

بنیادی شرعی اُصول وقواعد

تزئین وآرائش کے سلسلہ میں شریعت کے عمومی اُصول جو کتاب اللہ، سنتِ رسول اور کتاب وسنت سے ماخوذ فقہی قواعد اور فقہاء کے اجتہادات سے مستنبط ہوتے ہیں، وہ اس طرح ہیں:

۱- شریعت میں علاج نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ ضرورت کے اعتبار سے کبھی مستحب اور کبھی واجب بھی ہوجاتا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کرنے کا حکم فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علاج کراؤ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے، ''فان اللہ لم یضع داء إلا وضع له دواء غیر داء واحد: الھرم'' (دیکھئے: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب الرجل یتداوی، حدیث نمبر:۳۸۵۵)۔

آپ نے مختلف طریقۂ علاج کی بھی نشاندہی کی ہے، جیسے داغنا، پچھنا لگانا، — جو علاج ہی کی ایک صورت ہے — اور غسل کرنا وغیرہ، علاج جسم کے اندرونی حصہ کا بھی ہوتا ہے اور جسم کے ظاہری حصہ کا بھی، علاج کا مقصد تکلیف کو دور کرنا ہے، تکلیف جسمانی بھی ہوتی ہے، جیسے بخار، درد، جلن وغیرہ، اور تکلیف نفسیاتی بھی ہوتی ہے، یعنی شرمندگی، احساسِ کمتری، یہ تکلیف بھی جسمانی تکلیف سے کم درجہ کی نہیں ہوتی؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے انسان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی ہمت نہیں پاتا، کبھی کبھی تو ان احساسات کی وجہ سے انسان کا دماغی توازن متاثر ہوجاتا ہے یا وہ دل کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس نفسیاتی تکلیف کو بھی معتبر مانا گیا ہے؛ چنانچہ حدیث میں بنی اسرائیل کے واقعہ کا ذکر موجود ہے، جس میں ایک اندھے، ایک گنجے اور ایک مبروص کے فرشتہ کی طرف سے امتحان اور پھر اس کی شفایابی کا ذکر ہے، ان میں سے گنجے اور مبروص کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی، وہ صرف نفسیاتی تکلیف اور احساس کمتری میں مبتلا

ہوتا ہے، اسی طرح نابینا بھی گو بعض مشکلات سے دوچار ہوتا ہے؛ لیکن کسی ایسی جسمانی تکلیف سے دوچار نہیں ہوتا، جو اسے بے چین رکھے اور تڑپائے؛ اس کی تکلیف بھی زیادہ تر نفسیاتی جہت سے ہی ہوتی ہے، اس طرح شریعت کی جانب سے جسمانی عیب کو وزن دینا تو ضرور ہی ثابت ہوتا ہے۔

اسی کی ایک مثال حضرت عرفجہ کی پہلے چاندی پھر سونے کی ناک بنوانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی اجازت دینا ہے:

"عن عرفجة بن أسعد قال أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فانتن علی فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن اتخذ أنفاً من ذهب" (ترمذی: ۱/ ۳۰۷، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد الأسنان بالذہب، حدیث نمبر: ۱۷۷۰)۔ (حضرت عرفجہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جنگ کے دن میری ناک کٹ گئی، میں نے چاندی کی ناک بنالی، اس میں بدبو پیدا ہوگئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ناک بنوالوں)۔

بلکہ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی حلال شی کافی نہ ہو تو حرام چیز کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سونے کو حرام قرار دیا ہے اور سوائے انگوٹھی کے ان کے لئے چاندی بھی حلال نہیں، لیکن ناک کو درست کرنے کے لئے آپ نے چاندی اور سونے کی مصنوعی ناک کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حاصل یہ ہے کہ ایسا جسمانی عیب جو بدنمائی اور احساس کمتری پیدا کرتا ہے، بیماری میں شامل ہے اور اس کا تدارک علاج کے دائرہ میں آتا ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے اصل خلقت میں تغیر پیدا کرنے سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ قرآن مجید نے اس کو شیطانی عمل قرار دیا ہے، شیطان کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"ولأضلنهم ولأمنينهم ولآمرنهم، فليبتكن آذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (النساء:۱۱۹) (میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا، انھیں خواہشات میں مبتلا کروں گا اور انھیں حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیر دیں اور انھیں حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کریں)۔

اس آیت میں اللہ کی خلقت سے کیا مراد ہے؟---اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس، ابراہیم نخعی، امام مجاہد، حسن بصری، قتادہ وغیرہ نے یہاں "خلق" سے اللہ کا دین مراد لیا ہے (البحر المحیط لابی حیان الاندلسی ۳/ ۳۵۳، النساء:۱۱۹)---امام ابوجعفر طبری نے اسی کو ترجیح دیا ہے اور ان کے نزدیک دین کے تمام احکام اس میں شامل ہیں (دیکھئے: تفسیر طبری ۲/ ۵۶۰-۵۶۱)---یہی علامہ ابن کثیر نے بھی لکھا ہے (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۶۷۸)---یہی قول سعید بن جبیر، سعید بن مسیّب، ضحاک وغیرہ کا بھی ہے (دیکھئے: مفاتیح الغیب ۵/ ۴۵۲)---امام فخر الدین رازی نے اس پر قرآن مجید کی آیت "فطرة الله التی فطر الناس عليها" (الروم:۳۰) اور حدیث "كل مولود يولد على الفطرة الخ" (سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی ذراری المشرکین، حدیث نمبر:۴۷۱۴) سے استدلال کیا ہے؛ کیوں کہ فطرت اور خلق ہم معنی الفاظ ہیں (دیکھئے: مفاتیح الغیب ۵/ ۴۵۲) الفاظ کے فرق کے ساتھ اسی کو علامہ قرطبی نے بھی لکھا ہے (دیکھئے: الجامع لاحکام القرآن ۵/ ۲۵۲) علامہ ثعالبی نے ابن زید کو بھی اسی کا قائل قرار دیا ہے (الجواہر الحسان: ۲/ ۳۰۲) دوسرے اہل علم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے (دیکھئے: احکام القرآن لابن العربی: ۱/ ۶۳۱، معالم التنزیل للبغوی: ۵/ ۱۰۶)۔

اس رائے کے مطابق "تغییر خلق" پورے دین میں تغیر سے عبارت ہے؛ اسی لئے علامہ طبری کے بقول تمام وہ باتیں اس میں شامل ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کوئی انسان ان کا ارتکاب کرتا ہے: "واذا كان ذلك المعنى، دخل في ذلك فعل كل ما نهى الله عنه" (تفسیر طبری: ۲/ ۵۶۱) اور آیت کا سیاق بھی اس تفسیر کے خلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ

اس سے پہلے ایک مشرکانہ فعل یعنی بتوں کے نام پر جانور کو چھوڑنے اور علامت کے طور پر اس کے کان کو چیرنے کا ذکر آیا ہے اور ظاہر ہے کہ شرک سے بڑھ کر اللہ کے دین میں تبدیلی کی کوئی اور صورت نہیں ہوسکتی۔

تغییر کے سلسلہ میں دوسری تفسیر ''جسمانی تبدیلی'' سے کی گئی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جس وضع پر انسان یا حیوان کو پیدا فرمایا ہے، اس میں تبدیلی لائی جائے؛ چنانچہ حسن بصری نے اپنے بال کے ساتھ دوسروں کے بال جوڑنے اور گودانے وغیرہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے، امام فخر الدین رازی نے حضرت انس، شہر بن حوشب، عکرمہ اور ابوصالح سے جانور کو خصی کرنے، کان کاٹنے اور آنکھیں پھوڑنے سے اس کی تفسیر نقل کی ہے، یہاں تک کہ اسی وجہ سے حضرت انس بکرے کے خصی بنانے کو جائز نہیں سمجھتے تھے'' ...... ان معنی تغيير خلق الله ههنا هو الاخصاء وقطع الأذان وفق العيون ولهذا كان انس يكره اخصاء الغنم'' (مفاتیح الغیب ۵/ ۴۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں بھی مروی ہے کہ وہ گودانے کو بھی تغییر خلق قرار دیتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ، عکرمہ، ابوصالح اور قتادہ سے تغییر خلق سے مراد خصی کرنا بھی منقول ہے (البحر المحیط ۳/ ۳۵۳، نیز دیکھئے: الکشاف ۱/ ۲۹۹) اسی کو مفسر ابوسعود نے ترجیح دیا ہے اور اس کی تنقیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''(ولآمرنهم فليغيرن) ممثلين به (خلق الله) عن نهجه صورة أو صفة، وينتظم فيه ما قيل من فق عين الحامي، وخصاء العبيد والوشم والوشر ونحو ذلک، وعموم اللفظ يمنع الخصاء مطلقاً، لكن الفقهاء رخصوا فى البهائم ثم لمكان الحاجة'' (تفسیر ابی السعود ۱/ ۲۳۴) (اور ہم انھیں حکم دیتے ہیں؛ چنانچہ وہ بدل ڈالتے ہیں) مثلہ کرتے ہوئے (اللہ کی تخلیق کو) اس کے اصل نہج سے صورت کے اعتبار سے یا سیرت کے اعتبار سے اور اس میں وہ صورتیں شامل ہیں جن کا ذکر کیا گیا، یعنی ایسے اونٹ کی آنکھ کا پھوڑ دینا جس سے دس حمل قرار پاچکے ہوں، غلاموں کا آختہ کردینا، جسم پہ گودنا، دانت

کو باریک بنانا وغیرہ اور لفظ کے عموم کا تقاضا تو یہ ہے کہ جانور کو خصی کرنا مطلقاً ممنوع ہے؛ لیکن فقہاء نے ضرورت کی بنا پر جانوروں میں اس کی اجازت دی ہے۔

اس تفسیر کے لئے بھی آیت کے سیاق میں قرینہ موجود ہے؛ کیوں کہ جہاں تغییر خلق کا ذکر ہے، اس سے پہلے جانور کے جسم میں تصرف یعنی اس کے کانوں کے چیرنے کا تذکرہ آیا ہے ---حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے؛ کیوں کہ پورا دین معنوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی معنوی تخلیق ہے اور جسمانی وضع یہ اللہ تعالیٰ کی مادی تخلیق ہے اور دونوں طرح کی تبدیلیاں ''فليغيرن خلق الله'' میں شامل ہیں؛ اسی لئے علامہ ابن عربی نے ''خلق اللہ'' سے ''دین اللہ'' مراد ہونے کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اگر چہ اس معنی کا بھی احتمال ہے؛ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس آیت کی مراد یہی ہے: ''وان كان محتملاً فلا نقول : أنه المراد بالآية'' (احکام القرآن لابن العربی ۱/۶۳۱)۔

جسمانی تبدیلیوں کے اس آیت میں شامل ہونے کی ایک واضح دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن، والمغيرات خلق الله تعالى" (بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، حدیث نمبر:۵۹۳۱) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والے، گودانے والی پر، بال اُکھاڑنے والی، اُکھڑوانے والی پر، خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے والی پر اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

ایک دوسری روایت میں ہے :

"لعن النبی ﷺ الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة" (بخاری، کتاب اللباس، باب الموصولۃ، حدیث نمبر:۵۹۴۰) (رسول اللہ ﷺ نے بال جوڑنے والی، جوڑوانے والی، گودنے والی اور گودوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے)۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جسمانی تبدیلی کی تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں: بالوں کا جوڑنا، بدن کا گودنا اور دانتوں کو کشادہ کرنا اور اس کے بعد ایسا کرنے والی عورتوں کو اللہ کی خلقت میں تغیر کرنے والا قرار دیا گیا ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مذمت میں جسمانی تغییر بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیدائشی وضع ہو، اس میں تبدیلی کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اگر ہر تبدیلی کو ناجائز قرار دیا جائے، تو اس سے بڑی دقت اور مشقت پیدا ہو جائے گی؛ اسی لئے اس کی تشریح وتوضیح میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں چند نکات کی وضاحت مناسب محسوس ہوتی ہے:

(الف) ایسی تغییر جس سے کسی جائز منفعت کا حصول مقصود ہو، تغییر حرام کے دائرہ میں نہیں آتی اور شریعت میں اس کی کئی نظیریں موجود ہیں؛ چنانچہ ہدی کے جانور کے اِشعار کی اجازت دی گئی ہے (بخاری، کتاب الحج، باب أشعار البدن، حدیث نمبر: ۱۶۹۹)۔ حالاں کہ یہ بھی جسمانی تغییر کے دائرہ میں آتا ہے، اسی طرح جمہور کے نزدیک جانور کو خصی کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ حلال جانوروں کا ایک مقصد گوشت کا کھانا بھی ہے اور خصی کرنے کی وجہ سے جانور فربہ ہوتا ہے اور اس کے گوشت کی لذت بڑھ جاتی ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت انسؓ کے نقطۂ نظر کو فقہاء نے قبول نہیں کیا ہے کہ جانور کو خصی کرنا جائز نہیں، اسی طرح ختنہ کو بھی تغییر مباح؛ بلکہ تغییر مطلوب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(ب) دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ خلق اللہ سے ہر شخص کی انفرادی تخلیقی وضع مراد ہے یا عمومی تخلیقی وضع؟ یعنی عادۃً انسان جس وضع اور ہیئت پر پیدا ہوتا ہے وہ مراد ہے؟ --- اس سلسلے میں جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے وہ وضع وہیئت مراد ہے، جو عامۃً انسان کے اندر پائی جاتی ہے، مثلاً انسان کے ایک ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں، اگر کسی کو پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں اور وہ چھٹی انگلی کو آپریشن کے ذریعہ علاحدہ کردے تو اس کا شمار تغییر خلق

میں نہیں ہوگا؛ کیوں کہ عام تخلیقی وضع ایک ہاتھ میں پانچ ہی انگلی کی ہے؛ چنانچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

"فإن الظاهر أن المراد بتغيير خلق الله سبحانه و تعالى حيوانا على صورته المعتادة لا يغير فيه؛ لا أن ما خلق على خلاف العادة مثلا كاللحية للنساء أو العضو الزائد فليس تغييره تغيير خلق الله" (بذل المجہود ۵/۷۲-۷۳) بظاہر جانور کی تخلیق میں تغیر سے مراد یہ ہے کہ اس کی معتاد صورت میں تبدیلی نہ کی جائے، اگر کوئی خلاف عادت صورت پر پیدا ہوا ہو، جیسے عورت کو داڑھی نکل آئی ہو یا کوئی زائد عضو نکل آیا ہو تو اس میں تبدیلی اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہے۔

(ج) تغییر جسم اس وقت ممنوع ہے، جب اس کا واحد مقصد حسن افزائی اور حسن نمائی کا جذبہ ہو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں "للحسن" کی قید لگائی ہے؛ چنانچہ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نوویؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"فيه إشارة إلى ان الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج او عيب فى السن ونحوه فلا باس به" (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۹۵) (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرام وہ فعل ہے جو خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو، اگر علاج یا دانت کے عیب وغیرہ کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں)۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی کا بیان ہے:

قوله "للحسن" اللام فيه للتعليل احترازاً عما لو كان للمعالجة ومثلها (عمدۃ القاری ۱۵/۱۱۴، باب الوصل فی الشعر)۔

"للحسن" میں "لام" علت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر یہ عمل علاج اور اس طرح کی کسی غرض کے لئے ہو تو وہ اس ممانعت میں شامل نہیں

ہے۔

(و) جسم میں ایسا تغیر ناجائز ہے، جو بہ تکلیف کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''متفلجات'' یعنی دانتوں کے درمیان مصنوعی طور پر فصل پیدا کرنے کو منع فرمایا، یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس میں ''تفعل'' کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جس میں '' تکلف'' کا معنی پایا جاتا ہے، اگر تکلف کے بغیر تحسین وتجمیل کے لئے کوئی تدبیر اختیار کی جائے، جس میں دھوکہ دہی کی صورت نہ پائی جائے، تو اس کی گنجائش ہے؛ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ لڑکیوں کے ناک اور کان کے چھیدنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے؛ چنانچہ ابن البزار کردری رقم طراز ہیں :

''ولا باس بثقب أذن البنات وحلقها راسها لوجع، لایکرہ، وإن تشبهاً بالرجل تحرم'' (بزازیہ علی ہامش الہندیہ: ۶/۳۷۱، باب التاسع فی الحظر قات) (لڑکیوں کے ناک چھیدنے میں مضائقہ نہیں ہے اور تکلیف کی وجہ سے اس کا سر منڈانا مکروہ ہے، ہاں! اگر مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ہو تو سر منڈانا حرام ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواتین ناک اور کان کے زیورات استعمال کیا کرتی تھیں، متعدد روایات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

(ہ) تغیر کی ایسی صورت جس کا مقصد لوگوں کو دھوکہ دینا اور سچائی کو چھپانا ہو، جائز نہیں ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کے بال کو جوڑنے سے منع فرمایا ہے؛ کیوں کہ اسے دیکھنے والا دھوکہ کھاتا ہے اور اسے بال کی کثرت کا گمان ہوتا ہے، اسی طرح دانتوں کو باریک کرنے اور ان کے درمیان ہلکا فاصلہ پیدا کرنے سے دانت کی اصل وضع کے بارے میں لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب استعمال کرنے سے منع فرمایا، (دیکھئے: نسائی، باب النہی عن الخضاب بالسواد، حدیث نمبر: ۵۰۷۹) کیوں کہ اس سے انسان اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرتا ہے؛ چنانچہ علامہ خطابی بال جوڑنے سے متعلق حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"فأما القرامل فقد رخص فيها أهل العلم وذلک أن الفرق لا يقع بها، لأن من نظر إليها، لم يشک فی أن ذلک مستعار (معالم السنن: ۴/۱۹۴، کتاب الترجل، باب صلۃ الشعر) (بہرحال قرامل اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے اور وہ اس لئے کہ اس کے بغیر چوٹی ٹھہر نہیں پاتی؛ کیوں کہ جو بھی اسے دیکھے اسے شک نہیں ہوتا کہ یہ الگ سے لگائی ہوئی چیز ہے)۔

اسی طرح علامہ ابن قدامہ کا بیان ہے:

والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس (المغنی ۱/۱۳۰) (اور ظاہر ہے کہ بال سے بال کا جوڑنا حرام ہے؛ کیوں کہ اس میں دھوکا دہی ہے)۔

جسم میں مستقل تصرف خواہ بہ طور علاج کے ہو یا اس کا مقصد تحسین وآرائش ہو، کے لئے بنیادی طور پر پلاسٹک سرجری کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری میں انسانی جسم کے ایک حصہ سے چمڑا یا گوشت حاصل کرکے اسی کو جسم کے دوسرے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے کیوں کہ انسانی جسم خود اپنے کسی حصہ کو نسبتاً زیادہ آسانی سے قبول کرتا ہے، غرض کہ پلاسٹک سرجری کا عمل دو باتوں کو شامل ہے، ایک آپریشن، دوسرے جسم کے ایک حصہ کا دوسرے حصہ کے لئے استعمال۔

جہاں تک آپریشن کی بات ہے تو اگر اس سے جان جانے یا فائدہ سے زیادہ نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو تو اس کے جائز و درست ہونے پر فقہاء متفق ہیں؛ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لا باس بقطع اليد من الآكلة وشق البطن ...... إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصيرؒ: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک؛ فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة، فهو في سعة من

ذلک، رجل أو إمرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده، قال بعضهم: لا يضمن ولهما ولاية المعالجة وهو المختار ...... جراح اشترى جارية رتقاء فله شق الرتق وإن ألمت كذا في القنية، ولا باس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة، وفي الكيسانيات في الجراحات المخوفة والقروح العظيمة والحصاة الواقعة في المثانة ونحوها، إن قيل: قد ينجو وقد يموت، أو ينجو ولا يموت، يعالج، وإن قيل : لا ينجو أصلاً لا يداوى؛ بل يترک کذا في الظهيريه" (ہندیہ: ۵/ ۳۶۰، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی والعشر ون فیمایسع من جراحات بنی آدم والحیوانات)۔

(عضو کو کھا جانے والی بیماری کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پیٹ چیرنے میں ...... جب آدمی چاہے کہ کوئی زائد انگلی یا کسی اور شی کو کاٹ دے اور نصیر نامی فقیہ کا بیان ہے کہ اگر ایسا کرنے میں غالب گمان ہلاکت کا ہو تب تو نہ کرے اور غالب اُمید بچ جانے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے، کوئی مرد یا کوئی عورت اپنے بچے کی زائد انگلی کو کاٹ دے، تو بعض فقہاء نے کہا (نقصان پہنچنے کی صورت میں) وہ ضامن نہیں ہوگا؛ کیوں کہ ان دونوں کو بچوں کے علاج کی ولایت حاصل ہے، اور یہی قول مختار ہے...... جراح نے ایسی باندی خریدی جس کی شرمگاہ ملی ہوئی تھی (یعنی اس سے مباشرت نہیں کی جا سکتی تھی) تو اسے رتق یعنی اس کیفیت کو ختم کرنے کے لئے آپریشن کرنے کا اختیار ہے، اگرچہ کہ اس کی وجہ سے اس کو تکلیف ہو "قنیہ" میں ایسا ہی لکھا ہے، نیز مثانہ میں پتھری ہو تو اس کا آپریشن کرنے میں مضائقہ نہیں اور " کیسانیات" میں ہے کہ بڑے اور تشویشناک زخم اور مثانہ میں پیدا ہونے والی کنکری میں یہ حکم ہے کہ اگر اندازہ ہو کہ مرض سے نجات مل سکتی ہے اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے، یا نجات مل سکتی ہے اور اس سے موت کا اندیشہ نہیں، تب تو علاج کیا جائے گا اور اگر کہا جائے کہ صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں تو علاج نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا)۔

اور جہاں تک اپنے ہی عضو کو استعمال کرنے کی بات ہے تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ

حسب ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

"عن قتادةؓ أنه قال: كنت يوم أحد أتقي السهام بوجهي عن وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان آخرها سهماً ندرت منه حدقتي، فأخذتها بيدي، قلت: يارسول الله! إن لي امرأة أحبها وأخشى أن تراني تقذريني، قال: إن شئت صبرت ولك الجنة، وإن شئت رددتها ودعوت الله تعالىٰ لك، فقال: يا رسول الله! إن الجنة لجزاء جميل وعطاء جليل، وإني مغرم بحب النساء وأخاف أن يقلن: أعور، فلا يردنني، ولكن تردها وتسأل الله تعالىٰ لي الجنة، فردها ودعا لي بالجنة" (السیرۃ الحلبیۃ: ۲/ ۲۵۲، قصۃ غزوۃ احد، نیز دیکھئے: طبقات ابن سعد: ۱/ ۱۲۵، طبقہ نمبر: ۱، نیز دیکھئے: زاد المعاد: ۳/ ۱۹۷-۹۸، فصل فی غزوۃ احد، نیز دیکھئے: البدایہ والنہایۃ: ۴/ ۳۴، الفصل الثانی من باب فیما یتقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ من المشرکین قبحہم اللہ)۔

(حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن میں اپنے چہرے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو تیروں سے بچارہا تھا تو اخیر میں ایک ایسا تیر آیا جس سے میری آنکھ کی ڈلی گر پڑی، میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے دیکھے گی تو مجھ سے نفرت کرنے لگے گی، آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور اس کے بدلہ تمہیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں اسے لوٹا دوں اور تمہارے لئے اللہ سے دُعاء کروں، انھوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! جنت تو عظیم الشان جزاء اور بڑی عطا ہے؛ لیکن میں عورتوں کی محبت میں فریفتہ ہونے والا آدمی ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں گی کہ یہ کانا ہے اور مجھے نہیں چاہیں گی؛ لیکن آپ اس آنکھ کو لوٹا دیں اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے جنت کی دُعاء کردیں؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کو لوٹا دیا اور میرے لئے جنت کی دُعاء فرمائی)۔

یہ اس لئے بھی جائز ہے کہ دوسرے انسان کے اجزاء کو استعمال کرنا اس کی تکریم کے

مغائر ہے؛ لیکن خود اپنے جسم کے اجزاء کا استعمال تکریم کے مغائر نہیں۔

مذکورہ روایت میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جن صحابی کے حلقۂ چشم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ کو رکھا اور جس کی انھوں نے درخواست کی، اس میں تحسین وتزئین کا پہلو بھی پیش نظر تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری اپنی اصل کے اعتبار سے ایک جائز عمل ہے، اب انحصار سرجری کرانے والے کے مقصد پر ہے، اگر مقصد علاج ہو تو جائز ہے اور مقصد خلق اللہ میں تغییر ہو تو جائز نہیں۔

۳- شریعت کا ایک عام قاعدہ حرج کو دور کرنے اور انسانی ضرورت کی رعایت کرنے کا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ما جعل علیکم فی الدین من حرج" (سورۂ حج:۷۸)۔

یہی مزاج پوری شریعت اسلامی میں کارفرما ہے کہ واقعی حرج کو دور کیا جائے؛ چنانچہ قرآن وحدیث کے احکام اور شریعت اسلامی کے مذاق ومزاج کو سامنے رکھتے ہوئے، فقہاء نے قاعدہ مقرر کیا ہے: "الضرورات تبیح المحظورات" یعنی ضرورت کی وجہ سے ناجائز چیزیں بھی بقدر ضرورت جواز کے دائرہ میں آجاتی ہیں۔

جو چیزیں جسم کو خوبصورت بنانے یا بھدا پن کو دور کرنے کی ہوں، وہ عام حالات میں ضرورت کے دائرہ میں نہیں آتی ہیں؛ لیکن بعض خصوصی حالات میں ممکن ہے کہ ان کا شمار ضرورت میں ہو، مثلاً ایک لڑکی کی ناک بہت پھیلی ہوئی ہو اور اس سے اس کا چہرہ بدوضع معلوم ہوتا ہو، جس کی وجہ اس کے لئے مناسب رشتہ نہیں مل پا رہا ہو، تو گو اس کی وجہ سے وہ کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا نہیں ہے؛ لیکن رشتہ نہ ملنے کی تکلیف یا مختلف لوگوں کا لڑکی کو دیکھنے کے بعد اس عیب کی وجہ سے رشتہ کو رد کر دینے کی جو اذیت اسے پہنچتی ہے، وہ کسی طرح جسمانی تکلیف سے کم نہیں؛ اس لئے یہ بات فقہاء اور ارباب افتاء کے لئے قابل غور ہے کہ ایسی حالت میں اس لڑکی کے ناک کی

پلاسٹک سرجری جائز ہوگی یا نہیں؟ اور اسے اس کے حق میں ضرورت سمجھا جائے گا یا نہیں سمجھا جائے گا؟

شریعت کے ان اُصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اب تحسین و تجمیل کی مختلف صورتوں کے احکام بیان کئے جاتے ہیں:

تزئین کے خارجی وسائل

تزئین کے خارجی وسائل جیسا کہ عرض کیا گیا دو ہیں: ملبوسات اور زیورات، ملبوسات کے سلسلے میں مردوں یا عورتوں کے لئے کسی خاص وضع یا رنگ کی تعیین نہیں ہے؛ البتہ چند اُصولی نصیحتیں کی گئی ہیں:

۱- ریشم کا خالص کپڑا صرف عورتوں کے لئے جائز ہے، مردوں کے لئے جائز نہیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عن انس بن مالکؓ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لبس الحرير فی الدنيا لم يلبسه فی الآخرة" (مسلم، باب تحریم لبس الحریر، حدیث نمبر: ۵۴۲۶، نیز دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب اللباس، باب فی لبس الحریر، حدیث نمبر: ۲۴۶۳۳، مستدرک حاکم: ۴/۲۱، کتاب الأشربۃ، حدیث نمبر: ۲۱۶، اعلاء السنن: ۱۷/۳۳۱، باب حرمۃ الحریر) (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا)۔

البتہ اگر کپڑے کی بناوٹ میں ریشم کے ساتھ کوئی اور دھاگہ بھی شامل ہو اور مقدار کے اعتبار سے ریشم مغلوب ہو، تو حنفیہ اور بعض فقہاء نے اس کے استعمال کی اجازت دی ہے:

وأما ما كان لحمته حريرا وسداه غير حرير فانه يباح لبسه فی حالة الحرب بالإجماع وإن كان سداه حريراً ولحمته غير حرير فلا باس بلبسه

بلاخلاف بین العلماء وهو الصحیح وعلیه عامة المشائخ رحمهم الله تعالیٰ".

(الفتاویٰ الہندیہ:۵/۳۳۱، ردالمحتار:۹/۵۰۶، فصل فی اللبس)۔

(جس کپڑے کا بانا ریشم ہو اور تانا غیر ریشم ہو، تو بالاجماع حالت جنگ میں اس کا پہننا جائز ہے اور جس کا تانا ریشم ہو اور بانا غیر ریشم تو بالاتفاق اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں، یہی صحیح ہے اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہے)۔

۲- مردوں کے لئے شوخ رنگ خاص کر زعفرانی رنگ کے استعمال کی ایک روایت کے مطابق ممانعت ہے، عورتوں کے لئے جائز ہے؛ چنانچہ حضرت علی ﷺ سے روایت ہے:

"نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن لبس القسی والمعصفر" (ترمذی، حدیث نمبر:۱۷۲۵، باب ماجاء کراہیۃ المعصفر ...... کتاب اللباس) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسّی اور معصفر کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا) (قسّی مصر وشام میں بُنا جانے والا ایک کپڑا تھا جس پر کرنج کی شکلیں بنی ہوتی تھیں اور عُصفُر زرد رنگ کی بوٹی ہوئی تھی جس سے کپڑے رنگے جاتے تھے اور ایسے کپڑے کو معصفر کہتے تھے)۔

ایک اور روایت میں ہے: "إن عبد الله ابن عمرو أخبره أنه راٰه رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیه ثوبان معصفران، فقال: هذه ثیاب الکفار فلا تلبسها" (نسائی، ذکر النہی عن لبس المعصفر، حدیث نمبر:۵۳۱۸، کتاب الزینۃ) (حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان پر زرد رنگ کے دو کپڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کافروں کے کپڑے ہیں انھیں نہ پہنو)۔

مردوں کے لئے سرخ رنگ کا لباس جائز ہوگا یا نہیں؟ --- اس میں اختلاف ہے، بعض فقہاء نے اسے بھی منع کیا ہے اور بعض نے اجازت دی ہے:

"ففي جامع الفتاویٰ: قال أبو حنیفة والشافعي ومالک: یجوز لبس

المعصفر، وقال جماعة من العلماء: مکروه بکراهة التنزيهة، وفی الحاوی الزاهدی: يكره للرجال لبس المعصفر والمزعفر والمورس والمحمر: أی الأحمر حريراً كان أو غيره إذا كان فی صبغه دم وإلا فلا" (ردالمحتار ۹/۵۱۵)۔

(جامع الفتاویٰ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے فرمایا کہ معصفر کپڑے کا پہننا جائز نہیں اور اہل علم کی ایک جماعت نے اسے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، نیز علامہ زاہدی کی "حاوی" میں ہے کہ معصفر زعفرانی ورس نامی پودے سے رنگا ہوا کپڑا جو زرد سرخی مائل ہوتا تھا اور سرخ کپڑے کا پہننا مکروہ ہے، چاہے یہ سرخ کپڑا ریشم کا ہو یا غیر ریشم کا ہو؛ بشرطیکہ اس کے رنگائی میں خون شامل ہو، اگر خون شامل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں)۔

۳- لباس کی وضع کے سلسلہ میں ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ عام طور پر جس وضع کے کپڑے خواتین ہی پہنتی ہیں، مردان کا استعمال نہ کریں، اسی طرح جو لباس مرد استعمال کرتے ہیں، خواتین کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں، یعنی مرد و عورت ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے گریز کریں اور اپنی اپنی شناخت کو قائم رکھیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے:

"عن ابن عباس رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم لعن الواصلة والموصلة والمتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (الفتح الربانی ۱۷/۲۹۹)۔

(عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورتوں پر، نیز عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

۴- لباس کا بنیادی مقصد ستر اور جسم پوشی ہے؛ لہٰذا جو لباس اس ضرورت کو پوری نہ کرتا

ہو، وہ نہ مردوں کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے ؛ جیسے جن حصوں کو چھپانا واجب ہے، وہ چھپائے نہ جائیں، کپڑا اتنا باریک ہو کہ جسم کی رنگت جھلکنے لگے، لباس اتنا چست ہو کہ اعضاء کی ساخت نمایاں ہو جائے ، افسوس کہ مغربی تہذیب نے تمام لوگوں کو اور خاص کر خواتین کو ایسا لباس پہنا کر حقیقت میں بے لباس کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پس منظر میں ارشاد فرمایا کہ بہت سے کپڑے پہننے والیاں بے لباس شمار کئے جانے کے لائق ہیں : "رب کاسية في الدنيا عارية في الآخرة" (بخاری، باب العلم والعظة باللیل، حدیث نمبر:۱۱۵)۔

زیورات عورتوں کے لئے جائز ہیں ، مردوں کے لئے نہیں ؛ البتہ عورتیں بھی لوہا اور پیتل کے زیورات نہیں پہن سکتیں ؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے زیورات سے منع فرمایا ہے :

حدثنا عبد الله بريدة عن أبيه، أن رجلاً جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من حديد فقال: "مالي أرى عليك حلية أهل النار " فطرحه ثم جاءه وعليه خاتم من شبه فقال : " مالي أجد منك ريح الأصنام" فطرحه، قال : يا رسول الله ! من أي شئ أتخذه؟ قال: "من ورق، ولا تتمه مثقالاً" (بخاری، حدیث نمبر:۵۹۸، نیز دیکھئے: سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی خاتم الحدید، حدیث نمبر:۴۲۲۳)۔

(حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تمہارے اوپر اہل دوزخ کا زیور دیکھ رہا ہوں ، پھر وہ پیتل کی انگوٹھی پہن کر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے بتوں کی بو محسوس کرتا ہوں، انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی اور وہ بھی ایک مثقال سے کم)۔

سونا، چاندی، پتھر، شیشہ اور لوہے اور پیتل کے علاوہ کسی بھی اور چیز کا زیور استعمال کر سکتی ہیں--- مردوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک مثقال چاندی کے وزن کی حد تک انگوٹھی

کا استعمال کرنا جائز ہے؛ جیسا کہ اوپر حضرت عبداللہ بن بریدہؓ کی روایت میں گذر چکا، انگوٹھی کا بھی اگر مُہر کے لئے اس کا استعمال نہ ہو، تو نہ پہننا بہتر ہے؛ کیوں کہ جب تک آپ کو مہر کا استعمال نہیں کرنا پڑا، اس وقت تک آپ نے انگوٹھی کا استعمال نہیں فرمایا؛ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں:

"وإنما يتختم القاضي والسلطان لحاجته إلى الختم، فأما غيرهما فالأفضل أن يترك لعدم الحاجة إليه" (ہدایہ آخرین:۴۵۹) (قاضی اور سلطان مہر کی ضرورت کی بناء پر مہر لگائے گا، ان دونوں کے علاوہ کے لئے افضل یہ ہے کہ مہر نہ لگائے؛ کیوں کہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے)۔

تزئین کے عارضی ذرائع

تزئین وآرائش کے لئے بعض ایسے داخلی ذرائع بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جو وقتی اور عارضی نوعیت کے ہیں، ان میں سے بعض صورتیں قدیم زمانہ سے مروج ہیں اور احادیث میں بھی ان کا ذکر ہے، اور بعض وہ ہیں کہ موجودہ دور میں ان کا چلن ہوا ہے، ذیل میں نمبر وار ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

○ ایک اہم مسئلہ انسانی بال کے ساتھ بال یا بال جیسی چیزوں کے جوڑنے کا ہے، تاکہ بال گھنے اور بڑے محسوس ہوں، اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر اللہ کی لعنت ہو:

"لعن الله الواصلة والمستوصلة" (مسلم، باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة الخ حدیث نمبر:۵۵۲۱)۔

بال جوڑنے کی تین شکلیں ہوسکتی ہیں:

(الف) دوسرے انسان کا بال جوڑا جائے۔

(ب) کسی حیوان کا بال جوڑا جائے۔

(ج) بال کے علاوہ کوئی اور بال نما شئی یا کپڑا وغیرہ جوڑا جائے۔

ان میں سے پہلی صورت کے حرام ہونے پر تمام فقہاء متفق ہیں؛ کیوں کہ یہ دوسرے انسان کے جز سے استفادہ کرنا ہے اور یہ کرامت انسانی کے مغائر ہے؛ چنانچہ ملا علی قاری امام نووی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

"الأحاديث صريحة في تحريم الوصل مطلقاً، وهو الظاهر المختار، وقد فصله أصحابنا، فقالوا: إن وصلت بشعر آدمي فهو حرام، بلا خلاف؛ لأنه يحرم الانتفاع بشعر الآدمي وسائر أجزائه لكرامته" (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۹۵)۔

(مطلقاً بال جوڑنے کے حرام ہونے پر صریح حدیثیں موجود ہیں اور یہی قول ظاہر اور پسندیدہ ہے اور ہمارے اصحاب نے اس کی تفصیل کی ہے، انھوں نے کہا کہ اگر آدمی کا بال جوڑے تو بالاتفاق حرام ہے، اس لئے کہ انسان کے بال اور اس کے تمام اجزاء سے نفع اٹھانا اس کی شرافت کی وجہ سے حرام ہے)۔

دوسری صورت — یعنی انسانی بال کے علاوہ کسی اور حیوان کا بال استعمال کیا جائے — کے سلسلہ میں دو نقطۂ نظر ہیں: ایک یہ کہ یہ صورت بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ بال میں وہ بھی داخل ہے، دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے؛ بشرطیکہ بال ناپاک نہ ہو، یہ رائے بعض شوافع کی بھی ہے اور احناف کے یہاں تو یہی قولِ راجح ہے؛ کیوں کہ انسانی بال جوڑنے میں جزء انسانی سے انتفاع کا پہلو پایا جاتا ہے اور جانور وغیرہ کے بالوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی، چنانچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

"قلت: لعل الفقهاء حملوا النهي في الوصل على أن حرمة الوصل محمول على ما إذا كان بشعر النساء، لأن استعمال جزء الآدمي حرام، أما الوصل بغير شعور النساء، فلا باس به؛ لأنه ليس فيه استعمال جزء الانسان، بل هو للزينة فقط" (بذل المجهود ۵/۷۳، باب فی صلۃ الشعر)۔

(میں کہتا ہوں شاید فقہاء نے بال جوڑنے کی ممانعت کو عورتوں کے بال جوڑنے کی حرمت پر اس لئے محمول کیا ہے کہ انسان کا جزء استعمال کرنا حرام ہے، عورتوں کے علاوہ دوسرے کا بال جوڑنے میں حرج نہیں، اس لئے کہ اس میں انسان کے جزء کا استعمال نہیں؛ بلکہ یہ محض زینت کے لئے ہے)۔

اسی طرح انسانی بال اور غیر انسانی بال میں چوں کہ خاصا فرق ہوتا ہے؛ اس لئے بعض حضرات نے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

”والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر، لما فيه من التدليس، واستعمال الشعر المختلف فی نجاسته وغير ذلک لا يحرم، لعدم هذه المعانی فيها وحصول المصلحه من تحسين المرأة لزوجها من غير مضرة“ (المغنی ۱/۱۳۱)۔

(بظاہر بال کو بال سے جوڑنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں دھوکہ دہی ہے اور ایسے بال کا استعمال ہے جس کے ناپاک ہونے میں اختلاف ہے اس کے علاوہ دوسرے بال کا استعمال حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں یہ اسباب نہیں پائے جاتے ہیں اور بغیر کسی نقصان کے عورت کے اپنے شوہر کے لئے سنورنے کی مصلحت پائی جاتی ہے)۔

تیسری صورت یعنی بال کے ساتھ بال کی بجائے کوئی اور چیز جوڑی جائے، جیسے: کپڑا اور موجودہ دور میں نائیلون کے بال، اس سلسلے میں بھی دو نقاط نظر ہیں: ایک یہ کہ بال کے ساتھ مطلقاً کسی بھی چیز کا جوڑنا ناجائز ہے، چاہے بال ہو یا کوئی اور شئی ہو، حافظ ابن حجر نے اسے جمہور کا موقف قرار دیا ہے؛ کیوں کہ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنے بال کے ساتھ کوئی بھی چیز جوڑنے سے منع فرمایا: ”زجر رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تصل المرأة برأسها شيئاً“ (مسند احمد ۳/۲۹۶، حدیث نمبر: ۱۴۳۸)۔

دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ بال کے علاوہ کوئی اور چیز جوڑنے میں مضائقہ نہیں؛ کیوں کہ سعید بن جبیر سے منقول ہے: ''لا باس بالقرامل'' (سنن ابی داؤد: ۴۱۷۱، باب فی صلۃ الشعر) ''قرامل'' قرمل کی جمع ہے، جو نرم اور دراز شاخوں والے پودے کو کہتے ہیں، یہاں اس سے مراد ریشم یا اون وغیرہ کے دھاگے ہیں، یہی نقطۂ نظر امام احمد اور لیث بن سعد کا ہے، نیز ابوعبیدہ نے بھی بہت سے فقہاء سے یہی نقطۂ نظر نقل کیا ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۱۰/ ۴۳۵، باب الوصل بالشعر، عمدة القاری: ۱۵/ ۱۱۵، عون المعبود: ۱۱/ ۱۴۹)۔

بہر حال حنفیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر انسانی بال نہ ہو اور ناپاک جانور کا بال نہ ہو، تو اس کو جوڑنے میں قباحت نہیں، خواہ حیوانی بال ہو یا ریشمی دھاگے وغیرہ:

''ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها أو شعر غیرها ولا بأس للمرأة أن تجعل فی قرونها وذوائبها شیئا من الوبر'' (عالمگیری: ۵/ ۳۵۸، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الاظفار، کتاب الکراہیۃ)۔

(انسان کے بال کے ساتھ بال کا جوڑنا حرام ہے، خواہ اسی کا بال ہو یا کسی اور عورت کا، مگر عورت اپنی چھوٹی یا جوڑے میں اونٹ کے بال رکھ لے اس میں کوئی حرج نہیں)۔

یہی رائے شریعت کے مقاصد سے قریب نظر آتی ہے؛ کیوں کہ انسانی بال کے استعمال میں اجزاء انسانی کا کسی معتبر ضرورت کے بغیر استعمال بھی ہے اور کامل درجہ تلبیس بھی، دوسری صورتوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہے اور شریعت کا مقصد اسی سے روکنا ہے۔

○ بال ہی سے متعلق دوسرا مسئلہ خضاب کے استعمال کا بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب کے استعمال سے منع فرمایا اور کسی اور رنگ کا خضاب استعمال کیا جائے، اس کو بہتر قرار دیا ہے؛ اس لئے سیاہ خضاب کا استعمال کرنا مکروہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت ابوبکرؓ کے والد حضرت ابوقحافہ لائے گئے، تو آپ نے فرمایا: ''غیروا هذا بشیئ واجتنبوا السواد'' (نسائی، باب النہی عن الخضاب بالسواد، حدیث نمبر: ۵۰۷۹) آپ نے یہ بھی

ارشاد فرمایا:

"یکون قوم فی آخر الزمان، یخضبون بالسواد کحواصل الحمام، لا یریحون رائحة الجنة" (ابوداؤد، عن ابن عباسؓ، باب ماجاء فی خضاب السواد، حدیث نمبر: ۴۲۱۲) (اخیر زمانہ میں ایک ایسی قوم آئے گی جو کبوتر کے گھونسلوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گی)۔

البتہ امام اسحاق ابن راہویہ کے نزدیک عورت اگر اپنے شوہر کے لئے بطور زینت کے سیاہ خضاب استعمال کرے، تو اس کی اجازت ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

"ورخص فیه اسحاق بن راهویه للمرأة تتزین به لزوجها" (المغنی: ۱/۱۲۷، فصل ویستحب خضاب الشیب بغیر السواد)۔

بعض اہل علم کے نزدیک مطلقاً مکروہ نہیں، مشائخ احناف سے منقول ہے کہ مجاہدین سیاہ خضاب کا بھی استعمال کرسکتے ہیں؛ تاکہ دشمن ان کو سن رسیدہ اور کمزور نہ سمجھیں، اسی طرح امام ابویوسف کے نزدیک بیوی کی خواہش پر بھی شوہر سیاہ خضاب استعمال کرسکتا ہے:

"أما الخضاب بالسواد، فمن فعل ذلک من الغزاة، لیکون أهیب فی عین العدو، فهو محمود منه، اتفق علیه المشائخ رحمهم الله ومن فعل ذلک لیزین نفسه للنساء ولیحبب نفسه إلیهن فذلک مکروه، علیه عامة المشائخ وبنحوه ورد الأثر عن عمرؓ، وبعضهم جوزوا ذلک من غیر کراهة، روی عن أبی یوسف أنه قال: کما یعجبنی أن تتزین لی یعجبها أن أتزین لها ۔ (المحیط البرہانی: ۸/۸۸، کتاب الکراہیۃ والاستحسان، الفصل الحادی والعشرون)۔

(جہاں تک سیاہ خضاب کی بات ہے، تو اگر مجاہدین دشمن کی نظر میں بارعب ہونے کے لئے یہ خضاب لگائیں، تو یہ فعل محمود ہے، اس پر مشائخ کا اتفاق ہے اور اگر اپنے آپ کو آراستہ کرنے اور عورتوں کی نظر میں محبوب بنانے کے لئے خضاب لگائیں، تو مکروہ ہے، یہی اکثر

مشائخ کی رائے ہے اور اسی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، بعض حضرات نے اسے بلا کراہت جائز قرار دیا ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ جیسے ہمیں خواہش ہوتی ہیں کہ عورتیں آراستہ ہوں، اسی طرح عورتوں کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ ہم ان کے لئے آراستہ ہوں)۔

اس حقیر کا خیال ہے کہ جن ممالک میں مردوں اور عورتوں کے بال بھورے ہوتے ہیں نہ کہ سیاہ، جیسے یورپ وغیرہ، وہاں سفید بال میں سنہرے یا بھورے خضاب کا استعمال بھی اسی طرح مکروہ ہوگا، جیسے ایشیا، افریقہ وغیرہ میں سیاہ خضاب کا استعمال؛ کیوں کہ جیسے سیاہ خضاب مشرقی ملکوں میں تلبیس اور دھوکہ کا باعث ہے، اسی طرح سنہرا رنگ مغربی ملکوں میں تلبیس کا باعث ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ اگر کسی لڑکے یا لڑکی کے بال بیماری کی وجہ سے پک گئے ہوں؛ حالاں کہ عمر طبعی کے لحاظ سے ابھی ان کے بال نہیں پکنے چاہئیں، تو ان کے لئے خضاب کے استعمال کی اجازت کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے؛ کیوں کہ شریعت کا مقصد تلبیس سے بچانا ہے اور یہاں خضاب کے ذریعے وہ اپنی کم سنی کو ظاہر نہیں کرتا؛ بلکہ بہ ظاہر اسے دیکھ کر جو کبرسنی کی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، وہ اسے دور کرتا ہے، واللہ اعلم؛ چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی یہ بات قابل توجہ ہے:

"أن الخضاب بالسواد المنهى عنه خضاب التدليس كخضاب شعر الجارية والمرأة الكبيرة تغر الزوج والسيد بذلك وخضاب الشيخ يغر المرأة بذلك فإنه من الغش والخداع ، فأما إذا لم يتضمن تدليسا ولا خداعاً فقد صح عن الحسن والحسين رضى الله عنهما أنهما كانا يخضبان بالسواد" (تحفۃ الاحوذی ۳۶۱/۵)۔

(سیاہ خضاب سے جو منع کیا گیا ہے وہ ایسا خضاب ہے جو دھوکہ دینے کے لئے ہو،

جیسے باندی کا خضاب لگانا اور سن رسیدہ عورت کا خضاب لگانا جو شوہر اور مالک کو دھوکہ دینا چاہتی ہو اور سن رسیدہ شخص کا خضاب لگانا جو اس کے ذریعہ عورت کو دھوکہ دینا چاہتا ہو، اس لئے کہ یہ دھوکہ اور فریب دینا ہے، اگر یہ دھوکہ اور تدلیس کو شامل نہ ہو تو پھر تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ دونوں کالا خضاب استعمال کیا کرتے تھے)۔

اس کی تائید حضرت عائشہ کے اس فتویٰ سے بھی ہوتی ہے:

"عن عائشة: إذا خطب أحدكم المرأة وهو يخضب بالسواد فليعلمها أنه يخضب" (تحفۃ الاحوذی ۵/۳۵۸)۔

(حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر تم میں سے کوئی عورت کو نکاح کا پیغام دے اور وہ سیاہ خضاب لگاتا ہو تو اسے بتادے کہ وہ خضاب لگاتا ہے)۔

نیز بعض روایات سے سیاہ خضاب کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے؛ چنانچہ ایک روایت میں آپ کا ارشاد منقول ہے:

"إن أحسن ما اختضبتم به هذا السواد أرغب لنسائكم فيكم وأهيب لكم في صدور عدوكم" (ابن ماجہ، باب الخضاب بالسواد، حدیث نمبر: ۳۶۲۵)۔

(بہترین خضاب جو تم لگاتے ہو، سیاہ خضاب ہے، جو تمہاری عورتوں کے لئے رغبت کا اور تمہارے دشمنوں کے دل میں تمہارے رعب کا ذریعہ ہے)۔

○ بہ تکلف تزئین اور آرائش کی شکلوں میں سے ایک بھوؤں کو باریک کرنا بھی ہے، بھویں باریک کرنے کے لئے بال اُکھاڑے جاتے ہیں، اسی طرح بعض دفعہ دونوں بھویں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں، ان دونوں میں فاصلہ پیدا کرنے کے لئے خواتین، بیچ کے بال اُکھاڑ لیتی ہیں، اس کو "نماص" کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جن عورتوں پر لعنت کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں "النامصة والمتنمصة" کے الفاظ بھی ہیں، (الفتح الربانی لترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی: ۱۷/۲۹۷،

باب ماجاء فی وصل الشعر والدہن ۔)، حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کی روایت میں بھی متنمصات پر لعنت کا ذکر آیا ہے (حوالۂ سابق: ۲۹۸/۱۷، باب ماجاء فی وصل الشعر والدہن)۔

اس سلسلے میں دو باتیں اہم ہیں: ایک یہ کہ نامصہ اور متنمصہ کی جو مذمت کی گئی ہے، اس سے کون سے بال مراد ہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء اور شارحین حدیث نے عام طور پر دو اقوال ذکر کئے ہیں: ایک یہ کہ اس سے بھوؤں کے بال اُکھاڑنے والی خواتین مراد ہیں، اس تشریح کے مطابق پیشانی اور چہرے سے اگر بال اور رونگٹے اکھاڑے جائیں تو وہ اس ممانعت میں شامل نہیں ہیں؛ چنانچہ شیخ احمد البنا نقل کرتے ہیں:

وقيل: أن النماص مختص بإزالة شعر الحاجبين ليرقيها أو ليسويها ، قال أبو داؤد في السنن : النامصة التي تنمص الحاجب حتى ترقه ، فلو كانت مقرونة الحواجب فأزالت مابينهما توهم البلج أو عكسه قال الطبرى: لا يجوز (الفتح الربانی لترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی: ۲۹۸/۱۷)۔

(بعض لوگوں نے کہا کہ بال اُکھاڑنے کی ممانعت بھوؤں کے بال کے ساتھ مخصوص ہے؛ تاکہ اسے باریک بنائیں یا برابر کریں، امام ابوداؤد نے سنن میں لکھا ہے کہ "نامصہ" سے وہ عورت مراد ہے جو بھوؤں کے بال باریک کرنے کے لئے اُکھاڑے اور اگر بھویں ملی ہوئی ہوں اور درمیان کے بال اُکھاڑ دیں؛ تاکہ دونوں کے درمیان زیادہ یا کم فاصلہ محسوس ہو تو علامہ طبری نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں)۔

دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نہ صرف بھویں بلکہ پورا چہرہ اس حکم میں شامل ہے؛ لہٰذا پیشانی رخسار اور ٹھوڑی وغیرہ کے بال کو بھی اکھاڑنا جائز نہیں:

"وأما النامصة والمتنمصة فهي التي تنتف الشعر من وجهها وتدقق حاجبيها، ماخوذ من المنماص" (البیان فی مذہب الامام الشافعی: ۹۵/۲، باب طہارۃ البدن وما یصلی فیہ وعلیہ)۔

نیز قاضی عیاض سے منقول ہے :

"النامصة التی تنتف الشعر من وجهها ووجه غيرها" (الفتح الربانی:۱۷/۲۹۷)۔

بہر حال جمہور کے نزدیک پورے چہرے کا بال اس ممانعت میں داخل ہے، مالکیہ کے یہاں بال اُکھاڑنے کی ممانعت کا حکم بھوؤں تک محدود ہے، پیشانی اور چہرے کے بال اس میں شامل نہیں ہیں :

"لكن ذهب الجمهور إلى أن نمص شعر بقية الوجه داخل أيضاً فی النهی إلا المالكية فقد ذهبوا إلى أنه غير داخل" (الموسوعۃ الطبیۃ الفقہیہ:۵۸۷)۔

اور حنابلہ کے نزدیک بھی عورت کے لئے چہرے کے بال کا اُکھاڑنا جائز ہے ؛ کیوں کہ انھوں نے اس سے عدت کی حالت میں عورت کو منع کیا ہے، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ اگر عدت میں نہ ہو تو جائز ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ ممنوعاتِ عدت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وان تحفف وجهها وما أشبه مما يحسنها" (المغنی:۱۱/۲۸۶، کتاب العدۃ، نیز دیکھئے: منتہی الارادات: ۴/۴۱۰، المعتمد: ۲/۲۰۸)، موسوعہ فقہیہ میں ابن قدامہ ہی کے حوالہ سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ عورت کے لئے چہرے کے بال کو اُکھاڑنا جائز ہے، مرد کے لئے جائز نہیں، "ليس له بأس للنساء وأكره للرجال" (الموسوعۃ الفقہیۃ:۱۱/۲۷۴)۔

جہاں تک جسم کے دوسرے حصوں کے بال ہیں، جیسے ہاتھ یا پنڈلی تو فقہاء نے ان کو اس حدیث کے دائرہ میں نہیں رکھا ہے :

"وأما إزالة بقية الشعر من الجسم فقد أجاز واللمرأة باذن زوجها، ولم يجيزوه لغير المتزوجة لعدم المصلحة فی إزالته غالباً، إلا أن كان للعلاج أو عيب فإنه يجوز بشرط أن لا يكون فيه تدليس على الآخرين" (الموسوعۃ الطبیۃ الفقہیہ:۵۸۷)۔

(جسم کے بقیہ بالوں کو صاف کرنا فقہاء نے شوہر کی اجازت سے عورت کے لئے جائز

قرار دیا ہے؛ البتہ غیر منکوحہ کے لئے اس کی اجازت نہیں ہے؛ کیوں کہ زیادہ تر اس کے حق میں اس کے صاف کرنے کی مصلحت نہیں پائی جاتی، سوائے اس کے کہ علاج کے لئے ہو یا عیب کے درجہ میں ہو تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس میں دوسروں کے ساتھ دھوکہ نہ پایا جائے)۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ حدیث میں جس بال کے اُکھاڑنے کا ذکر آیا ہے، اس کا منشاء کیا ہے؟ --- چنانچہ ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ تزئین کا یہ طریقہ اجنبیوں کے سامنے آراستگی کے اظہار کے لئے ممنوع ہے، اگر اپنے شوہر کے لئے تزئین مقصود ہو، تو حرج نہیں؛ چنانچہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

”لعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين إلا أن يحمل على مالا ضرورة إليه كما في نتفه بالمنماص من الإيذاء“ (ردالمحتار: ۵۳۶/۹، کتاب الحظر والاباحۃ)۔

(شاید یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے، جب عورت اجنبی مردوں کے لئے زینت اختیار کرنے کی غرض سے یہ عمل کرے، ورنہ تو اگر اس کے چہرے پر بال ہو، جو اس کے شوہر کے لئے اس سے نفور کا سبب ہو، تو اس بال کے دور کرنے کو حرام قرار دینا بعید از فہم ہے؛ اس لئے کہ اس کو ایسی صورت پر محمول کیا جائے کہ جس میں ضرورت نہ ہو، ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ چونٹے سے بال اُکھاڑنا باعث تکلیف ہے)۔

ایک اور نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس طرح بال اُکھاڑنے کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ مخنث سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہو، ورنہ نہیں، چنانچہ ملا علی قاری رقم طراز ہیں:

”لا باس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه مالم يتشبه بالمخنثين“ (مرقاۃ المفاتیح ۲۸۹/۸)۔

البتہ جو بال غیر فطری طور پر اُگ آئیں ان کے اُکھاڑنے کی ممانعت نہیں، جیسے کسی

خاتون کو داڑھی یا مونچھ، یا لب کے نیچے بال اُگ آئیں، توان کے لئے ان کا اُکھاڑنا جائز ہوگا؛ کیوں کہ یہ بال عام فطرت کے خلاف ہیں؛ چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں :

”ویستثنی من النماص ما إذا نبت للمرأة لحیة أو شارب أو عنفقة، فلا یحرم علیها إزالتها بل یستحب“ (تحفۃ الاحوذی ۸/۵۶)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی لڑکی کے چہرے یا پیشانی پر سخت بال نکل آئے، جو عام عادت کے خلاف ہو تو اس بال کا اُکھاڑنا جائز ہوگا۔

اسی طرح جو بال فطری طور پر اُگ آتے ہیں؛ لیکن خود شریعت میں ان کے صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو بھی صاف کرنا جائز؛ بلکہ بعض حالات میں مسنون یا واجب ہوگا، جیسے زیر ناف بال یا بغل کے بال۔

○ آنکھوں کو خوبصورت بنانے کے لئے سرمہ اور کاجل کا استعمال قدیم زمانہ سے مروج ہے، ان کے استعمال میں تزئین کا پہلو بھی ہے اور علاج کا پہلو بھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ کا استعمال فرمایا ہے اور حدیث سے اس کی اجازت ثابت ہے :

”عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: اکتحلوا بالأثمد فانه یجلو البصر وینبت الشعر، وزعم أن النبی ﷺ کانت له مکحلة یکتحل بها کل لیلة ثلاثة فی هذه وثلاثة فی هذه“ (ترمذی، باب فی الاکتحال: ۱/۱۸۳، حدیث نمبر: ۱۷۵۷، نیز دیکھئے: شمائل ترمذی، باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اثمد سرمہ لگاؤ، اس سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اور پلکوں کے بال نکلتے ہیں اور راوی کا خیال ہے کہ حضور کے پاس ایک سرمہ دانی بھی تھی جس سے آپ ہر شب تین بار دائیں آنکھ میں اور تین بار بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے)۔

فقہاء نے از راہ زینت سیاہ سرمہ کے استعمال کو منع کیا ہے، مگر یہ مردوں کے لئے ہے،

اور کراہت بھی بظاہر تنزیہی ہے؛ کیوں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا استعمال ثابت ہے:

لا بأس بالاثمد للرجال باتفاق المشائخ، ويكره الكحل الأسود بالاتفاق إذا قصد به الزينة، واختلفوا فيما إذا لم يقصد به الزينة، عامتهم على أنه لا يكره كذا في جواهر الأخلاطي" (فتاویٰ عالمگیری: ۳۵۹/۵، الباب العشرون فی الزینۃ واتخاذ الخادم للخدمۃ)۔

(مردوں کے لئے اثمد لگانے میں حرج نہیں اس پر مشائخ کا اتفاق ہے؛ البتہ کالا سرمہ لگانا بالاتفاق مکروہ ہے؛ جب کہ اس سے زینت مقصود ہو اور زینت مقصود نہ ہو تو اختلاف ہے، عام فقہاء کی رائے ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں)۔

آج کل آنکھوں کی تزئین کے لئے ایک نیا طریقہ مصنوعی پلکوں کا بھی اختیار کیا گیا ہے، جسے اصلی پلکوں کے ساتھ لگایا جاتا ہے، اس سے بال گھنے اور سیاہ محسوس ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے کے بال جوڑنے کو منع فرمایا ہے: اس لئے اگر دوسرے انسانی بال کی پلکیں بنائی جائیں تو یہ ناجائز ہے، اگر انسانی بال کے علاوہ کسی اور چیز کی پلکیں بنائی جائیں تو جائز ہوگا، مگر کراہت اس میں بھی ہوگی؛ کیوں کہ اس میں بھی ایک طرح تلبیس پائی جاتی ہے اور اگر الگ رنگ کی پلکیں ہوں، جس میں تلبیس کی کیفیت نہ ہو تو پھر اس میں کراہت نہیں، بشرطیکہ جسمانی مضرت کا اندیشہ نہ ہو، اگر جسمانی مضرت کا اندیشہ ہو تو یہ صورت بھی کراہت سے خالی نہ ہوگی۔

○ بالوں کی آرائش کا ایک طریقہ اسے بتکلف شکن آلود کرنا اور گھنگھر والا بنانا بھی ہے ، یہ حرام و ناجائز تو نہیں ہے؛ کیوں کہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی ہے؛ لیکن ایک گونہ کراہت سے بھی خالی نہیں ہے؛ چنانچہ فقہاء نے داڑھی سے متعلق ممنوعات میں اسے بھی شمار کیا ہے (دیکھئے: شرح مسلم للنووی: ۱۲۹/۱، باب خصال الفطرۃ)۔

○ اسی طرح پورے بال کو جوڑ کر سر کے اوپر بالکل وسط میں جوڑا بنانا بھی کراہت کے دائرہ میں آتا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

"صنفان من أهل النار لم أرهما، قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات، مائلات، مميلات، رؤسهن كأسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدون ريحها ، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا" (مسلم، حدیث نمبر : ۵۵۸۲ ، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات)۔

(اہل دوزخ کی دو قسمیں ہیں : میں نے ان کو (ابھی) دیکھا نہیں ہے : ایک وہ گروہ جس کے پاس بیل کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے، دوسرے وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی بے لباس ہوں گی، فریفتہ ہونے والیاں اور دوسروں کو فریفتہ کرنے والیاں، ان کے سر بختی اونٹنیوں کے ڈھلکتے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے اور اس کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی، حالاں کہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے (طویل) فاصلہ سے بھی محسوس کی جاسکتی ہے)۔

اس حدیث میں اونٹ کے کوہان کی طرح سروں کا ذکر کیا گیا ہے، جس میں ظاہر ہے کہ بطور تزئین و آرائش کے سر کے اوپر بال کا جوڑا بنانے کی طرف اشارہ تھا۔

○ بال کی تزئین سے متعلق ایک مسئلہ اس کی تراش و خراش کا بھی ہے، بال کس وضع کا رکھا جائے؟---اس سلسلہ میں حدیث میں کوئی زیادہ تفصیل نہیں ملتی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے اس بارے میں لوگوں کو کسی خاص وضع کا پابند کرنے کے بجائے اس بات کی گنجائش رکھی ہے کہ لوگ اپنے اپنے ذوق کے مطابق بال رکھیں؛ البتہ تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے :

۱- ایک یہ کہ سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا اور کچھ حصہ میں بال ہو، یہ مکروہ ہے، اس کو عربی زبان میں "قزع" کہتے ہیں، زمانۂ جاہلیت میں اس طریقہ پر بھی بال رکھنے کا رواج تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا:

"ان رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نهى عن القزع" (بخاری، عن ابن عمرؓ، حدیث نمبر: ۵۹۲۱، کتاب اللباس، باب القزع)۔

کیوں کہ اس طریقہ میں ناشائستگی، وحشت اور بدوضعی پوری طرح نمایاں ہے اور ذوقِ سلیم کے لئے گرانی کا باعث ہے، بیک وقت کچھ بال رکھنے اور کچھ بال منڈانے کی جتنی صورتیں ہوں وہ سب اس میں داخل ہیں، خواہ بیچ کا بال چھوڑا جائے اور چاروں طرف منڈا لیا جائے، یا چاروں طرف کا رکھا جائے اور بیچ کا منڈا دیا جائے، یا سر منڈا ہوا ہو اور بالوں کی لکیریں بنادی جائیں، یہ مختلف غیر مہذب طریقے آج کی نام نہاد مہذب مغربی دنیا کے نوجوانوں میں مقبول ہو رہے ہیں۔

۲- دوسرے عورتوں کے لئے بال خوبصورتی کا ذریعہ اور صنفی پہچان کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے خواتین کے لئے بلا عذر بال منڈانا جائز نہیں:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تحلق المرأة رأسها" (نسائی: ۲/۵۷۳، ترمذی: ۱/۱۸۲، کتاب الحج، باب ماجاء فی کراہیۃ الحلق للنساء)۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر کے بال منڈانے سے منع فرمایا)۔

فقہاء نے اس کی بھی صراحت کی ہے:

"ولو حلقت المرأة رأسها، فإن فعلت لوجع أصابها، لا بأس به، وإن فعلت ذلك تشبها بالرجال فهو مكروه" (الفتاویٰ الہندیہ: ۵/۳۵۸، نیز دیکھئے: المغنی: ۱/۲۴، محیط برہانی: ۸/۸۷)۔ (اگر عورت اپنا سر منڈالے تو اگر یہ سر کے درد کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں اور اگر مردوں سے مشابہت کی بنیاد پر ہو تو مکروہ ہے۔

۳- تیسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے؛ بلکہ ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

اس لئے مرد اتنے لمبے بال رکھیں یا سر میں چوٹی باندھیں کہ ان کے عورت ہونے کا گمان ہونے لگے، یا عورتیں اس طرح بال تراشیں کہ ان کی وضع مردوں کی طرح ہو جائے، جائز نہیں، اگر اتنی مقدار میں نہ تراشیں تو جائز ہے؛ کیوں کہ آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے سر کے بال کانوں تک کر لئے تھے؛ کیوں کہ آپ کی وفات کے ملال کی وجہ سے انھیں زیب و زینت سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا اور اس زمانہ میں بطور زینت کے لمبے بال ہی رکھے جاتے تھے:

"وکان أزواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأخذن من رؤوسھن حتی تکون کالوفرہ" (مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ، حدیث نمبر: ۷۲۸) (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اپنے سر کے بال تراشا کرتی تھیں، یہاں تک کہ وہ کان تک آجاتا تھا)۔

اس حدیث کی روشنی میں قاضی عیاض نے لکھا ہے:

"وفیہ دلیل علی جواز تخفیف شعور للنساء" (فتح الملہم ۱/۴۷۲) (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کے لئے اپنے بال میں تخفیف کرنا جائز ہے)۔

کریم وغیرہ کا استعمال

تزئین و آرائش کا ایک طریقہ جو قدیم زمانہ سے مروج رہا ہے، چہرہ پر ایسی چیز کا لگانا ہے جس سے رنگت نکھر کر آئے اور چہرہ صاف ستھرا اور ایک حد تک خوش رنگ نظر آئے، آج کل اس سلسلے میں بہت سی نئی ایجادات بازار میں آگئی ہیں اور مختلف قسم کے پاؤڈر اور کریم اس کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں، ایسی چیزوں کا استعمال دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے، اول: یہ کہ

اس کی بناوٹ میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو، دوسرے: وہ پانی کے چہرہ تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو، یہ دوسری شرط ان لڑکیوں اور عورتوں کے لئے ہوگی جن پر نماز پڑھنا فرض ہے۔

کیوں کہ شریعت میں اصل مباح ہونا ہے: "الأصل فی الأشیاء الإباحة" فقہاء احناف کے یہاں اس سلسلے میں صراحت نہیں ملتی؛ لیکن فقہاء حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ عورت کے لئے چہرے کو خوبصورت اور سرخ بنانا کسی بھی ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے، جو زینت وآرائش کے لئے ہو:

"وفی الغنیة، وجه یجوز النمص بطلب الزوج ولها حلقه وحفه، نص علیها، وتحسینه بتحمیر ونحوه ...... ووجه فی الفروع وجها بإباحة تحمیر ونقش وتطریف بإذن زوج فقط" (الانصاف مع المقنع الشرح الکبیر: ۱/۲۷۱، فصل اختلف العلماء فی وقت الختان الخ)۔

(غنیۃ میں ایک قول یہ ہے کہ شوہر کے مطالبہ پر چہرے کا بال اُکھاڑنا جائز ہے اور عورت کے لئے اس کا مونڈنا یا اُکھاڑنا درست ہے، امام احمدؒ نے اس کی صراحت کی ہے، نیز چہرے کو سرخ رنگ وغیرہ لگا کر خوبصورت بنانا وغیرہ درست ہے اور فروع میں اس قول کو درست قرار دیا ہے کہ صرف شوہر کی اجازت سے چہرے کو سرخ کرنا اور اس پر نقش اور ڈیزائن بنانا درست ہے)۔

مختلف فقہاء حنابلہ نے عدت کے احکام ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عدت کی حالت میں عورت کے لئے چہرے پر سرخی لگانا اور بال اکھاڑنا جائز نہیں: "وهو ترک زینة وطیب ...... وتحمیر وجه وحفه ونحوه" (منتہی الارادات، کتاب العدۃ: ۴/۴۱۰، نیز دیکھئے: المعتمد: ۲/۲۰۸) اس زمانہ میں غالباً چہرہ کو سرخ کرنے کے لئے "کلکون" اور سفید کرنے کے لئے "اسفیداج" اور چہرہ کو زرد بنانے کے لئے "ایلوا" کا استعمال کیا جاتا تھا، علامہ ابن قدامہ نے حالت عدت میں ان کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے، (دیکھئے: المغنی: ۱۱/۲۸۶، کتاب العدۃ، ط: عالم

الکتب الریاض)---- یہ بھی اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ اگر عورت عدت کی حالت میں نہ ہو تو ان کا استعمال جائز ہے، غالباً یہی نقطۂ نظر فقہاء شوافع کا بھی ہے؛ کیوں کہ وہ بھی خاص کر عدت کی حالت میں چہرے کو کسی چیز کے ذریعہ سرخ یا سفید بنانے سے منع کرتے ہیں (دیکھئے: کتاب المجموع: ۲۰/۲۴)۔

○ اسی سے قریب ایک اور مسئلہ ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانے کا ہے، ہونٹوں پر کسی چیز کا لگانا؛ تا کہ لب سرخ محسوس ہوں، زمانہ قدیم سے اس کا رواج رہا ہے؛ لیکن آج کل اس میں بڑا غلو ہو گیا ہے اور مختلف رنگ کے لپ اسٹک ایجاد ہو چکے ہیں؛ چوں کہ ان کے لگانے میں دھوکہ نہیں ہوتا؛ بلکہ دیکھنے والا واضح طور پر محسوس کرتا ہے کہ یہ رنگ اس کا فطری رنگ نہیں ہے، نیز عورتوں کے لئے جسم کو اس طور پر رنگ دار بنانے کی نظیر شریعت میں موجود ہے، جس کا رنگ عارضی ہو، جیسے مہندی؛ اس لئے اس شرط کے ساتھ لپ اسٹک کا استعمال جائز ہوگا کہ اس کی بناوٹ میں کوئی حرام مادہ شامل نہ ہو اور وہ پانی کے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو، ہاں! جن خواتین پر فی الحال نماز پڑھنی فرض نہ ہو یا نماز کے وقت اس کو آسانی سے دھو کر صاف کیا جا سکتا ہو، ان کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا؛ تاہم بہتر ہے کہ مسلم خواتین تزئین کی ایسی صورتوں سے اپنے آپ کو بچائیں؛ کیوں کہ یہ انسان کو فضول خرچی اور اسراف کے طرف لے جاتی ہے۔

○ تزئین و آرائش کی ایک صورت رخسار وغیرہ پر مصنوعی تل بنانا بھی ہے، یہ صورت کراہت سے خالی نہیں؛ کیوں کہ گو اس عمل کا اثر عارضی ہوتا ہے؛ لیکن اس میں ایک طرح کی تلبیس پائی جاتی ہے اور دیکھنے والے کو اس کے حقیقی اور فطری تل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

○ تزئین و آرائش کی ایک صورت جو قدیم زمانہ سے مروج ہے، خواتین کا اپنے مسوڑھوں پر مسّی لگانا ہے، اس کا اثر عارضی ہوتا ہے نہ کہ مستقل، اور اس میں تلبیس کا پہلو بھی نہیں پایا جاتا؛ کیوں کہ دیکھنے والے پر اس کا یہ عمل مخفی نہیں رہتا۔

○ خواتین کے لئے ہاتھوں اور پاؤں میں مہندی کا استعمال جائز ہے؛ بلکہ مستحب

ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خاتون نے ہاتھ بڑھایا، ان کے ہاتھ صاف تھے، یعنی مہندی لگی ہوئی نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناگواری ظاہر فرمائی:

عن عائشةؓ قالت: ''أومأت إمرأة من وراء ستر بيدها كتاب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم يده؟ فقال: ما أدرى أيد رجل أم يد امرأة قالت: بل إمرأة، قال: لو كنت إمرأة لغيرت أظفارك ''يعني بالحناء'' (سنن ابی داؤد، باب فی الخضاب للنساء، حدیث نمبر:۴۱۶۶)۔

(حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا، جن کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی تحریر تھی، آپ اس تحریر کو لینے سے رُک گئے، آپ نے ارشاد فرمایا، مجھے نہیں معلوم یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ ان خاتون نے کہا: بلکہ عورت کا، آپ نے فرمایا کہ اگر تم عورت ہوتی تو اپنے ہاتھ کو بدلا ہوتا، یعنی اس میں خضاب لگایا ہوتا)۔

اس لئے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانا تو خواتین کے لئے مسنون ہے؛ لیکن آج کل ہتھیلیوں سے اوپر کہنیوں تک بھی مہندی لگانے کا رواج ہے، یہ صورت بھی جائز ہے؛ کیوں کہ فی الجملہ عورتوں کے لئے مہندی کا جواز ثابت ہے اور ہاتھوں اور پاؤں کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں پر مہندی لگانے کی ممانعت منقول نہیں ہے اور عبادات کے علاوہ دوسرے اُمور میں اصل مباح ہونا ہے۔

○ ایک مسئلہ ہاتھوں اور پاؤں کے ناخنوں پر پالش لگانے کا بھی ہے، اس کی وجہ سے ناخن رنگین نظر آتے ہیں؛ لیکن اس سے دیکھنے والے کو کوئی دھوکہ نہیں ہوتا؛ بلکہ اس پر واضح ہوتا ہے کہ یہ ناخن کا اصل رنگ نہیں ہے؛ اس لئے ناخن پالش لگانے کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ پالش ناخن تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہوتے ہیں؛ اس لئے پالش کے رہتے ہوئے وضو درست نہیں ہوگا؛ اس لئے یا تو وہ عورتیں ایسے پالش کا استعمال کرسکتی ہیں، جو ادائیگی نماز کے فرض ہونے کی

حالت میں نہ ہوں یا پھر ضروری ہوگا کہ وہ نماز کے وقت پالش صاف کر کے وضو کریں۔

مستقل ذرائع

اوپر تحسین وتزئین کے لئے جن مستقل ذرائع کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے درج ذیل صورتیں علاج کے دائرہ میں آتی ہیں اور ان کا کرنا جائز ہے :

○ جس آدمی کے سر پر بال نہ ہو یا بہت کم بال ہوں، خاص کر اگر خواتین کے ساتھ یہ صورت حال درپیش ہو، تو ان کے لئے سر پر بالوں کی کھیتی جائز ہے؛ بشرطیکہ وہ انسانی بال نہ ہوں، جانوروں کے بال ہوں یا نائیلون وغیرہ کے دھاگے ہوں؛ کیوں کہ بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کا جوڑنا جائز نہیں، حیوانات کے بال یا دھاگے وغیرہ جوڑنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے، نیز اس کا مقصد صرف تزئین نہیں ہے؛ بلکہ ایک علاج بھی ہے؛ کیوں کہ جو شخص گنجا ہوتا ہے، وہ ایک نفسیاتی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور خواتین تو خاص کر اس سے دوچار ہوتی ہیں؛ کیوں کہ بال کی حیثیت عورت کے لئے ایک فطری زیور کی ہے۔

○ اگر آنکھیں ترچھی ہوں، ہونٹ کٹے ہوئے ہوں یا جسم پر جلنے یا کٹنے کے نشانات پڑ گئے ہوں یا کان کی وضع عام عادت کے خلاف ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ان کو درست کرنے میں حرج نہیں؛ کیوں کہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر سے مراد اس تخلیق میں تغیر پیدا کرنا ہے جو عادۃً پائی جاتی ہے، اگر کسی آدمی کی تخلیق میں کوئی چیز خلاف عادت پائی جائے تو اس کو دور کرنا جائز ہے، چنانچہ فقہاء احناف نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں تو زائد انگلی کو کٹانا جائز ہے:

"إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئاً آخر، قال نصيرؒ: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة، فهو فى سعة من ذلك، رجل أو امرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده،

قال بعضهم: لا يضمن ولهما ولاية المعالجة، وهو المختار" (المحيط البرهاني:۵/۳۶۰، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی والعشرون)۔

(جب مرد زائد انگلی یا کسی دوسری زائد چیز کو کٹانا چاہے، تو علامہ نصیرؒ نے کہا ہے کہ اگر اس میں ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو تو ایسا نہیں کرے اور اگر غالب اُمید بچ جانے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے، کوئی مرد یا عورت اپنے بچے کی زائد انگلی کو کاٹے، تو بعض لوگوں نے کہا کہ وہ ضامن نہیں ہوں گے؛ کیوں کہ والدین کو اپنے بچوں کے علاج کا اختیار حاصل ہے اور یہی قول مختار ہے)۔

دوسرے فقہاء کے یہاں اس مسئلے میں کسی قدر اختلاف پایا جاتا ہے۔

جسم کو گودوانا

مستقل طریقۂ زینت میں سے ایک جسم کو گودوانا ہے، یہ طریقہ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں بھی مروج تھا، مغربی ممالک میں فی زمانہ یہ ایک فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے اور جسم کے مختلف حصوں کو گودوایا جاتا ہے، اور گودوانے میں مستقل ڈیزائن بھی اختیار کیے جاتے ہیں، جیسے: پھول، درخت، سانپ، بچھو، صلیب، دیوتاؤں اور دیویوں کی تصویریں، شیر، گھوڑا وغیرہ، گودوانے کی یہ تمام شکلیں ناجائز ہیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لعن الله الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة" (بخاری، حدیث نمبر:۵۹۳۳، باب الوصل فی الشعر)۔

"وشم" کا طریقہ یہ تھا کہ جسم میں ہلکے سوراخ کر کے اسے سرمہ یا کسی اور رنگ سے بھر دیا جاتا تھا:

"الواشمة فاعلة الوشم، وهي أن تغرز إبرة أو نحوها في ظهر الكف أو

المعصم أو الشفة أو غير ذلک فی بدن المرأة حتی يسيل الدم، ثم تحشو ذلک الموضع بالکحل أو النورة فيخضر وقد يفعل ذلک بدارات ونقوش وقد تکثره وقد تقلله" (الفتح الربانی ۱۷؍۲۹۷)۔

(''واشم'' یہ ''وشم'' کا فاعل ہے، ''وشم'' سے مراد یہ ہے کہ ہتھیلی کی پشت یا کلائی یا ہونٹ یا عورت کے جسم کے کسی اور حصہ پر سوئی یا اس طرح کی کوئی اور چیز چبھوئی جائے، یہاں تک کہ خون بہہ پڑے، ہر اس جگہ کو سرمہ یا چونے سے بھر دیا جائے؛ چنانچہ وہ سبز ہو جائے اور کبھی ایسا کیا جاتا ہے حلقہ نما ڈیزائن اور نقوش بنانے کے لئے نیز کبھی اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم)۔

اور آج بھی کم و بیش یہی صورت مروج ہے، گودوانا بذاتِ خود نا جائز ہے؛ لیکن اگر اس کے ساتھ جانور کی شکل کو نمایاں کیا جائے یا معبودانِ باطل کی تصویریں بنائی جائیں، تو یہ اور بھی زیادہ گناہ کا باعث ہے؛ بلکہ ان میں سے بعض صورتیں تو مشرکانہ افعال میں شامل ہیں؛ البتہ اگر گودوانے کے بجائے اس طرح کا ڈیزائن جسم پر ڈالا جائے، جسے بعد میں صاف کیا جاسکتا ہو تو اس کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ ممانعت ایسے فعل کی ہے، جو مستقل طور پر جسم کا حصہ بن جائے، اگر صرف کلر کے ذریعہ ڈیزائن ڈالا جائے، تو اس کو مہندی کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے؛ چنانچہ علامہ ابن قدامہ حنبلی نے خاص طور پر عدت کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ وغیرہ پر نقش و نگار بنانے سے منع کیا ہے: ''وأن تنقش وجهها ويديها'' (المغنی: ۱۱؍۲۸۶) یہ گویا اس بات کی صراحت ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو تو اس کے لئے ایسے نقش بنانا جائز ہے؛ مگر اس میں بھی شرط ہوگی کہ وہ معبودانِ باطل یا ذی روح کی تصویر کو شامل نہ ہو۔

دانت

○ انسان کے حسن و جمال میں دانت کا بھی بڑا نمایاں کردار ہوتا ہے، اگر دانت آگے

کی طرف اُبھرے ہوئے ہوں، اندر کی طرف دبے ہوئے ہوں یا ایک دانت پر دوسرا دانت چڑھا ہوا ہو، تو اچھا خاصا خوبصورت آدمی بدشکل معلوم ہوتا ہے؛ اس لئے دانتوں کی آرائش کے لئے بھی مختلف صورتیں مروج ہیں، اور دانت کی تزئین کی بعض صورتوں سے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایت بھی موجود ہے؛ چنانچہ دانتوں کے درمیان خوبصورتی کے لئے مصنوعی طور پر ہلکا فاصلہ پیدا کرنے کو آپ نے ناپسند فرمایا؛ بلکہ ایسی عورتوں پر آپ نے لعنت بھیجی ہے، ایسی خواتین کو حدیث میں "متفلجات" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، آج کل غالباً اس قسم کا فیشن مروج نہیں ہے؛ لیکن بہر حال اگر کہیں ایسا فیشن اختیار کیا جائے تو یہ درست نہیں ہوگا اور اسے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی سمجھا جائے گا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "وشر" سے منع فرمایا "وشر" سے مراد دانتوں کو باریک بنانا ہے:

"الوشر حد الأسنان وترقيقها بالمنشار" (تفسیر طبری: ۵۶۱/۲، مع تحقیق الدکتور بشار عواد عصام فارس)۔

لیکن اگر کسی کے دانت پر دانت چڑھا ہوا ہو یا ایک زائد دانت ہو گیا ہو، عام طور پر لوگوں کے دانت جس طرح ہوتے ہیں، اس کے مقابلہ میں نکلا ہوا ہو یا اندر کو دبا ہوا ہو، جس سے چہرے کی وضع خراب معلوم ہوتی ہو تو اس کو درست کر دینا علاج کی قبیل سے ہے؛ اس لئے کہ یہ انسان کی اس تخلیقی وضع کے مطابق نہیں ہے، جو عادۃً ہوا کرتی ہے، جیسا کہ چھٹی انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے، خاص کر اگر اس سے کھانے میں یا چبانے میں یا گفتگو میں فرق آتا ہو، تب تو اس کا جائز ہونا ظاہر ہے:

"ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها فی الأكل وإصبع زائدة تؤذيها، فيجوز ذلك، والرجل فی هذا الاخير كالمرأة" (تحفۃ الاحوذی ۵۵/۸)۔

(اور اس ممانعت سے ایسی صورت مستثنیٰ ہے، جس سے نقصان یا تکلیف پیدا ہوتی ہو،

جیسے اس کو زائد یا طویل دانت ہو، جس سے کھانے میں تکلیف ہوتی ہو یا زائد انگلی ہو، جو اس کے لئے تکلیف دہ ہو، تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس مسئلہ میں مرد و عورت کا حکم یکساں ہے)۔

○ دانت سے متعلق ایک مسئلہ سونے اور چاندی کے دانت کا بھی ہے، اگر بہ طور علاج سونے یا چاندی کا دانت بنایا جائے، تو یہ جائز ہوگا؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرفجہ کو پہلے چاندی کا پھر سونے کا دانت بنانے کی اجازت دی ہے، اگر اس کا مقصد صرف زیبائش و آرائش ہو، تو قدرتی دانت اُکھاڑ کر اس کی جگہ سونے یا چاندی کا دانت لگانا جائز نہیں ہوگا، اگر اصل دانت اکھڑ گیا ہو تو مردوں کے لئے تو اس صورت میں بھی بلا عذر سونے یا چاندی کا دانت لگانا درست نہیں ہوگا؛ کیوں کہ مردوں کو سوائے چاندی کے انگوٹھی کے ان دھاتوں کے استعمال کی ممانعت ہے، ہاں! اگر کسی وجہ سے معالج کا مشورہ ہو تو سونے اور چاندی کا دانت لگا سکتا ہے، خواتین کے لئے سونے یا چاندی کا دانت لگانے کی گنجائش ہوگی؛ کیوں کہ ان کے لئے بہ طور زینت بھی سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔

مستقل طریقۂ ہائے زینت میں بعض وہ ہیں، جو خلق اللہ کی تغییر کے دائرہ میں آتے ہیں؛ کیوں کہ ان کی تخلیقی وضع خلاف عادت نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

(الف) ناک پھیلی ہوئی ہو، اسے آپریشن کے ذریعہ پتلی اور نوکدار بنایا جائے، یا زیادہ اونچی ہو، اسے معتدل بنایا جائے۔

(ب) ہونٹ موٹے ہوں اور انھیں آپریشن کے ذریعہ باریک بنایا جائے۔

(ج) رخسار چپکے ہوئے ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعے اُبھارا جائے یا چہرہ چوڑائی لئے ہوا ہو اور انھیں گول بنایا جائے۔

(د) ٹھوڑیوں کو آپریشن کے ذریعہ ہموار اور خوش وضع بنایا جائے۔

(ہ) پستان زیادہ ابھرے ہوئے ہوں، انھیں کم کیا جائے یا چھوٹے ہوں، انھیں اُبھارا جائے۔

(و) جسم کے مختلف حصوں میں عمر کے لحاظ سے جو جھریاں پڑ جاتی ہیں، انھیں آپریشن کے ذریعہ دور کیا جائے۔

یہ ساری صورتیں اللہ تعالیٰ کی خلقت میں محض زیادہ سے زیادہ خوبصورت نظر آنے کے تحت کی جانے والی تبدیلیاں ہیں، اس لئے یہ جائز نہیں ہیں۔

بعض صورتیں ایسی ہیں، جو بطور علاج بھی کی جاتی ہیں اور تحسین وتزئین کے طور پر بھی، جیسے پیٹ اور کولہے سے چربی کی تہیں آپریشن کے ذریعہ نکالنا، اس سے انسان خوبصورت بھی نظر آتا ہے اور بعض دفعہ علاج کے طور پر بھی ایسا کرنے پر مجبور ہوتا ہے؛ کیوں کہ حد اعتدال سے زیادہ موٹاپا بھی انسان کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے؛ اس لئے ان صورتوں کا حکم آپریشن کرانے والوں کی نیت کے اعتبار سے ہوگا، اگر اس نے علاج کی نیت سے کیا ہے تو یہ جائز ہوگا اور اگر اس کے پیچھے جذبہ حسن نمائی کارفرما ہو تو جائز نہیں ہوگا، **إنما الأعمال بالنيات** ۔

جو صورتیں جائز نہیں ہیں، جیسے ناک یا ہونٹ کی وضع کو درست کرنا وغیرہ، جن کی ممانعت پر کوئی نص موجود نہیں ہے، اگر سخت مجبوری درپیش ہو تو اس کی اجازت ہو سکتی ہے، جیسے ناک یا ہونٹ کے غیر معمولی طور پر بدوضع ہونے کی وجہ سے کسی لڑکی کا رشتہ طے نہ ہونے پائے یا کوئی شوہر اپنی بیوی کو اس طرح کے آپریشن پر مجبور کرے اور اندیشہ ہو کہ اگر وہ اس پر عمل نہیں کرے گی تو اسے تکلیف دی جائے گی یا طلاق دے دی جائے گی، تو یہ خاص صورتیں مجبوری کی ہیں اور ان حالات میں شریعت کے قاعدہ: ''الضرورات تبیح المحظورات'' کے تحت اصل فعل کے ناجائز ہونے کے باوجود ایسی لڑکیوں اور عورتوں کے لئے تجمیلی آپریشن کرا لینا جائز ہوگا۔

اسلام میں پلاسٹک سرجری کا حکم

مولانا سید صادق محی الدین☆

جسمانی اعضاء میں حسن وخوبصورتی پیدا کرنے یا نقص وقصور کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، جسمانی نقص دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو پیدائشی ہوتے ہیں، دوسرے وہ جو کسی حادثہ کے سبب لاحق ہوتے ہیں، پیدائشی جیسے دونوں ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا ملا ہوا ہونا یا کسی عضو کا زائد ہونا جیسے زائد انگلی وغیرہ یا برص زدہ ہونا۔ ایک اور صورت بھی عموماً نقص کا سبب بنتی ہے جیسے کسی پھوڑے یا پھنسی کے سبب داغ ودھبے کی وجہ سے عیب کا پیدا ہونا، یا کبھی ناگہانی حادثہ میں جل جانے یا کبھی ناعاقبت اندیشی وناسمجھی کے سبب جلا لینے سے جلد متاثر ہوکر ظاہرا عیب ونقص پیدا ہوجاتا ہے اور یہ اس لئے کہ انسان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بڑا حساس مزاج بنایا ہے، اپنی ان تمام عیب ونقص کی صورت سے وہ بڑا متاثر ہوجاتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو جس ہیئت وساخت پر پیدا کیا ہے اس میں بڑا حسن ہے، ساری کائنات میں کوئی بھی انسان کے صوری ومعنوی حسن وکمال میں اس کے برابر نہیں ہوسکتا، کوئی عیب ونقص خواہ وہ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی وجہ سے پیدا ہوگیا ہو، انسان چاہتا یہ ہے کہ وہ دور ہو اور فطری ساخت لوٹ آئے، ایسی صورت میں علماء نے اس میں بہت سی گنجائشیں فراہم کی ہیں۔

یہ عیب ونقص اگر حسی ومعنوی ضرر پر مشتمل ہو تو اس کا زائل کرنا ضرورت وحاجت کے درجہ میں ہوگا اور قاعدہ شرعی "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت ایسی سرجری کی

☆ خادم دار الافتاء، جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔

اجازت ہوگی، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ایسا عیب ونقص ہو جس نے سابقہ ہیئت کو تبدیل کردیا ہواور سرجری کے ذریعہ اس کو اصلی حالت کی طرف تبدیل کیا گیا ہوتو یہ صورت اس حدیث کے مصداق نہیں ہوگی جس میں حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:"لعن رسول الله ﷺ الواشمات والمستوشمات" امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں حرمت کی علت طلب وخواہش ہے نہ کہ حاجت، اگر حاجت مقتضی ہوگی تو ظاہر ہے کہ وہ اس حدیث سے مستثنی ہوگی، ایسی صورت میں خلقت کو تبدیل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ضرر کا ازالہ مقصود ہوتا ہے اور تبعاً اس سے تجمیل بھی حاصل ہوجاتی ہے، کسی عضو سے نقص یا کمی کو دور کرنا یا اس کو سابقہ ہیئت کی طرف لانے کی کوشش کرنا شرعاً حرام نہیں ہے بلکہ یہ عمل گویا ایک طرح سے خلقت اصلیہ کی طرف لوٹانا ہے، حادثات میں پیدا ہونے والے جسمانی نقص وعیب یا جلنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے نقص وعیب کو دور کرنے کے لیے اس جیسی تدبیر کے اختیار کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، اسلام بیمار ہوجانے کی صورت میں علاج ومعالجہ کی ہدایت کرتا ہے اور یہ کبھی دواؤں کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور کبھی ضرورت داعی ہوتو عمل جراحی بھی بطور علاج اختیار کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری بھی عمل جراحت سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے یہ بھی ضرورت کے وقت علاج کے دائرہ میں آتی ہے، اس لیے ضرورتاً اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

کسی زائد عضو کو کاٹنا ہوتو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ زیادتی پیدائشی ہے یا پھر بعد میں رونما ہوئی ہے، مثلاً جیسے برص یا پھوڑا پھنسی کی وجہ سے بدن میں کسی شئی کا زیادہ ہونا، بسا اوقات انگلی کی طرح اور کوئی عضو دانت وغیرہ خلقتاً زائد ہوں تو ان زوائد کو زائل کرنا، اس بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں اور اختلاف کا سبب ان زوائد کو خلقت اصلیہ میں شمار کرنے یا نہ کرنے کی وجہ سے ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان زائد اعضاء کو قطع کرنے کے قائل ہیں، امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے لیے خاص طور پر جس پر اس کی خلقت ہوئی ہے کسی عضو میں تغیر کرنا جائز نہیں، تغیر کمی کے ساتھ ہو یا زیادتی کے ساتھ اسی طرح کا حکم مرد کے لیے بھی ہے، دانت اگر زائد ہوں اور

اس کو نکال دیا جائے یا طویل ہوں تو ان کو کم کر دیا جائے، ہر صورت میں یہ ان کے نزدیک خلقت میں تبدیلی کے مترادف ہے، البتہ ان صورتوں میں ضرر اور اذیت متحقق ہو جیسے کوئی دانت جو طویل ہے یا زائد ہے اور وہ کھانے میں ضرر کا باعث بن رہا ہے، اسی طرح زائد انگلی ضرر و جرح کا باعث بن رہی ہے تو اس صورت کو وہ مستثنیٰ قرار دے کر جواز کی رائے دیتے ہیں، لیکن دیگر فقہاء نے ان زوائد کو عیب شمار کیا ہے، ان کا دور کرنا گویا عیب کو دور کرنا ہے اور ضمناً اس میں جمال کو دوبالا کرنا بھی ہے۔ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: زائد انگلی یا دانت وغیرہ کا قطع کرنا یا نکالنا عدل ہے کیونکہ وہ زائد حصہ بدن کا جز ضرور ہے لیکن غیر نفع بخش اور زینت کے منافی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اور ان میں ابن قدامہ بھی ہیں، ان زوائد میں درحقیقت کوئی جمال ہی نہیں ہے بلکہ یہ تو خلقت میں ایک عیب ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ اگر کسی زائد عضو وغیرہ کے کاٹنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ اس میں نفس کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور ایسی کوئی صورت نہ ہو تو پھر اجازت رہے گی۔

حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی تھی، اس میں بدبو پیدا ہونے لگی تو حضرت نبی پاک ﷺ نے سونے کی بنا کر استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جدید دور کی ترقیات میں ایسے عمل جراحی جو عیب و نقص کو دور کرنے کے لیے استعمال کئے جا رہے ہیں، ان کی صراحت علماء و فقہاء کے اقوال میں نہیں ملتی، ان کے زمانے میں اس کی ایجاد ہی نہیں ہوئی تھی، جدید علماء و محققین نے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) تحسین ظاہر، (۲) تجدید شباب۔

(۱) تحسین ظاہر یعنی خلقی طور پر جو اعضاء اللہ نے دیئے ہیں جیسے ناک اور ٹھوڑی وغیرہ کہ اس کے طول و عرض کو چھوٹا یا بڑا کیا جائے، اسی طرح خواتین کا اپنے پستانوں کو حسب خواہش چھوٹے یا بڑے کروانا اور اس کے لیے پلاسٹک سرجری اختیار کرنا شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی،

کیونکہ یہ خلقت اصلیہ میں تبدیلی ہے۔ محقق اطباء کی رائے ہے کہ بلاضرورت پلاسٹک سرجری سے اجتناب بہتر ہے کیونکہ اس کے دیگر مضرات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۲) تجدید شباب یعنی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ بڑھاپے کے آثار کو دور کرنے کی سعی کرنا، جیسے عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرے سے جھریاں دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا جائز نہیں ہوگا۔

ایسے عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو خواہ وہ پیدائشی عیب ہو، جیسے ہونٹ وغیرہ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا زائد ہونا، ان عیوب کو دور کرنے کے لئے ضرورت کے درجے میں ہونے کی بنا پر پلاسٹک سرجری کروائی جاسکتی ہے۔

کسی حادثہ کی بنا پر رونما ہونے والے عیوب ونقائص بھی حسب ضرورت پلاسٹک سرجری سے دور کئے جاسکتے ہیں۔ نمبر ایک، دو، تین میں دریافت طلب امور کی صراحت صدر بالا سطور میں ہوچکی ہے۔ نمبر چار میں ذکر کردہ عیب ونقص کو بذریعہ جراحت دور کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں یعنی انسان کے جسم کے کسی حصہ کے گوشت یا ہڈی یا کسی اور جز کو اس کے جسم کے کسی دوسرے حصہ میں سخت ضرورت وحاجت اور عیب شدید کو دور کرنے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے اس صورت کے اختیار کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے سلسلہ میں پلاسٹک سرجری کے حکم کی صراحت درج بالا سطور میں ہوچکی ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کی بھی ضرورت داعی ہو تو عمل جراحت سے دور کی جاسکتی ہے، بلاضرورت اس سے اجتناب بہتر ہے۔

۷- بڑی عمر کے افراد کم عمر نظر آنے کے لیے اور خوبصورت دکھائی دینے کے لیے سرجری کرواتے ہیں تاکہ اس سے اچھا رشتہ لگ سکے تو شرعاً یہ ضرورت وحاجت کی تعریف میں نہیں آتا کہ جس کی اجازت دی جاسکے۔ البتہ کوئی کم عمر فرد کسی وجہ سے متاثر ہوگیا ہو اور پلاسٹک

سرجری اس کا ازالہ کرسکتی ہو تو اس کے لیے جواز کی رائے دی جاسکتی ہے۔

۸- مجرم اپنی شناخت چھپانے یا مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے اپنی شناخت تبدیل کرے تو مجرم کے حق میں شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ مظلوم کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تو ضرورت وحاجت کی بنیاد پر اس کو اجازت دی جاسکتی ہے، تاہم مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے کوئی اور متبادل راہ اختیار کرنا چاہئے۔فقط واللہ أعلم وعلمہ أتم وصلی اللہ تعالیٰ وسیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

پلاسٹک سرجری

تعارف اور شرعی احکام

مولانا راشد حسین ندوی ☆

سرجری کی تعریف

سرجری اس طریقہ علاج کو کہتے ہیں جس میں معالج اپنے ہاتھوں اور اوزار کی مدد سے علاج کرتا ہے (اردو انسائیکلو پیڈیا زیر ادارت پرویز فضل الرحمن ۲/ ۴۲۲)۔

تہذیب کے تمام اہم مرکزوں میں ماقبل تاریخ سے سرجری کسی نہ کسی حالت میں ضرور کی جاتی تھی، ہندوستان، چین، بابل، مصر، یونان اور روم کی پرانی تہذیبوں میں سرجری کا ثبوت ملتا ہے۔ (ایضاً ص ۴۲۳)۔

زمانہ قدیم میں اس طریقہ علاج کی حیثیت ایک ہنر کی سی تھی جسے کسی استاذ سے سیکھا جاتا تھا، لیکن سرجری کو ایک علم کا درجہ سترہویں اٹھارہویں صدی عیسوی سے پہلے نہیں ملا تھا (ایضاً ص ۴۲۲)۔

پلاسٹک کی تعریف اور ماخذ

جہاں تک لفظ پلاسٹک (Plastic) کا تعلق ہے، تو بعض لوگ اس سے غلطی فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ شاید اس سے مراد اصلی یعنی کیمیاوی پلاسٹک ہے، جبکہ اس لفظ کا ماخذ ایک یونانی لفظ (Plastiko) ہے جس کے معنی اصلاح و مرمت کے ہوتے ہیں۔

☆ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور تکیہ کلاں رائے بریلی-یوپی۔

پلاسٹک سرجری کی تعریف

وہ سرجری جو جسم کے ضائع، مجروح، ناقص یا بدنما اور بدشکل حصوں کی اصلاح کے لئے کی جاتی ہے۔ WEBSTER'S DICTIONARY

پلاسٹک سرجری کا عربی متبادل

عربی میں پلاسٹک سرجری کو جراحۃ التجمیل یا العملیات التجمیلیۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسکی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر الہام بنت عبداللہ باجنید لکھتی ہیں:

جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة ووظيفته إذا ماطرأ عليه نقص أو تلف أو تشوة (دیکھئے: مجلۃ البحوث الفقہیہ المعاصرۃ العدد السابع والعشر ون ص ۳۰۱ بحوالہ الموسوعۃ الطبیہ الحدیثہ ۳/ ۴۵۴) (وہ آپریشن جو جسم کے ظاہری اجزاء میں سے کسی جزء یا اس کے فعل کو خوشنما بنانے کے لئے اس وقت ہوتا ہے جب اس میں کوئی عیب، تلف یا بگاڑ پیدا ہو جائے)۔

تقریباً انہیں الفاظ سے ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبداللہ السند نے بھی تعریف کی ہے۔ (دیکھئے: مجلۃ البحوث الفقہیۃ العدد الخامس والسبعون ص ۲۶۹)۔

یہ سرجری بھی زمانہ قدیم سے موجود ہے، حتی کہ فراعنۂ مصر کے زمانے سے ہی اسکا ثبوت ملتا ہے، عربوں میں بھی کسی نہ کسی شکل میں اسکا وجود رہا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی حضرت عرفجہؓ کی ناک ایک موقع پر ضائع ہوگئی تھی پھر آنحضرت ﷺ کے مشورہ سے سونے کی لگوائی (ترمذی، ابوداؤد، نسائی کتاب الزینۃ باب من أصیب أنفہ الخ)۔ لیکن دوسرے علوم وفنون ہی کی طرح باقاعدہ ایک فن اور مستقل علم کی حیثیت سے یہ ہنر پہلی جنگ عظیم کی شروعات سے سامنے آیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنی ایک الگ پہچان بنالی (المسائل الطبیۃ المستجدۃ ص ۲۳۷، ۲۳۸، مجلۃ البحوث الفقہیۃ العدد الثامن والسبعون ص ۳۰۲، ۳۰۳)۔

پلاسٹک سرجری کے بارے میں شریعت کا موقف

اس بات سے تو ہر شخص واقف ہے کہ کسی بھی قسم کی سرجری کرنے کے لئے انسانی جسم میں تصرف کرنا ناگزیر ہے، لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سوالنامہ کی طرف رخ کرنے سے پہلے ہم غور کریں کہ جسم انسانی میں تصرف کب اور کس حد تک جائز ہے؟

انسان گلستان عالم کا گل سرسبد

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پوری کائنات نہایت ہی خوبصورت اور حسین ہے، خود خالق کائنات نے کتاب مقدس میں کئی جگہ کائنات کی رنگینی اور بوقلمونی کا ذکر فرمایا ہے، لیکن خود خالق کائنات نے اس پورے عظیم الشان گلستان کا گل سرسبد حضرت انسان کو قرار دیا، ارشاد ربانی ہے:

"خلق السماوات والأرض بالحق وصوركم فأحسن صوركم" (سورۂ تغابن ر ۳) (بنایا آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم"۔ (سورہ تین ر ۴) (ہم نے بنایا آدمی کو خوب اندازے پر)۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہے:

"ولقد كرمنا بنی آدم وحملناهم فی البر والبحر" (سورۂ بنی اسرائیل: ۷۰) (اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں)۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ زمین پر جو کچھ ہے وہ سب انسان کے فائدے اور اسکے نفع کے لئے ہے۔

"هو الذی خلق لكم ما فی الأرض جميعا" (سورۃ البقرۃ ر ۲۹) (وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے)۔

فطری شکل میں تبدیلی کفرانِ نعمت ہے

انسان کو صورت وشکل، نطق وفہم، نیز عقل سلیم اور غور وفکر کی جو عظیم الشان نعمت اور دولت ملی ہوئی ہے اس پر اس کو اللہ کا شکر بجالانا چاہئے، "وأمّا بنعمة ربک فحدث" (سورہ ضحیٰ/۱۱)۔ اور اسکی قدر کرنی چاہئے، اگر وہ اس خاص شکل وصورت اور فطرت "فطرة الله التی فطر الناس علیها" (سورۂ الروم/۳۰) میں بلا وجہ تبدیل کرتا ہے تو دراصل کفرانِ نعمت کا مرتکب ہورہا ہے اور شیطانی اغواء کا شکار ہورہا ہے، اسی لئے اس طرح کے کاموں کو شیطانی افعال قرار دیتے ہوئے ان کی مذمت کی گئی اور ان سے بچنے کی تلقین کی گئی، ارشاد ربانی ہے:

"إن یدعون من دونه إلا إناثا وإن یدعون إلا شیطانا مریداً، لعنهُ الله وقال لأتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولأضلنهم ولأمنینهم ولآمرنهم فلیبتکن آذان الأنعام ولآمرنهم فلیغیرن خلق الله ومن یتخذ الشیطان ولیا من دون الله فقد خسر خسرانا مبینا"۔ (سورۂ نساء/۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹)۔

(اور اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو جس پر لعنت کی اللہ نے، اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لونگا تیرے بندوں میں سے حصہ مقررہ اور ان کو بہکاؤں گا اور انکو امیدیں دلاؤں گا اور انکو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بنادے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ بڑا صریح نقصان میں ہے)۔

تغییر خلق اللہ کا مطلب

اس آیت کریمہ میں جس تغییر خلق اللہ کا ذکر ہے اس کی تغییر میں کئی اقوال ہیں: چنانچہ حضرت ابن عباس، حضرت حسن بصری، مجاہد، قتادہ، سعید ابن المسیب اور ضحاک نے تغییر خلق اللہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تغییر خلق کا مطلب اللہ کے دین میں تبدیلی کرنا ہے، لاتبدیل لخلق اللہ

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، مطلب یہ ہے کہ اللہ نے دین میں جو کچھ وضع کیا ہے اس کے حرام کو حلال قرار دیکر اور حلال کو حرام قرار دیکر تبدیلی کا حکم دے گا جب کہ حضرت عکرمہ اور مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ وہ بدھیا بنا کر گود کر اور کانوں کو کاٹ کر خلق اللہ میں تبدیلی کریں گے (معالم التنزیل للبغوی ۲/ ۱۵۹، ۱۶۰، زاد المسیر للإمام الجوزی ۲/ ۱۱۹، تفسیر روح المعانی ۵/ ۱۵۰)۔

اگر دوسری تفسیر کو پیش نظر رکھا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان (بلکہ حیوان بھی) کے جسم میں کسی طرح کا تغیر جائز نہ ہونا چاہئے، لیکن شریعت اسلامیہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر طرح کے تغیر کا یہ حکم نہیں ہے بلکہ یہ تغیرات بنیادی طور پر تین طرح کے ہیں:

(۱) جائز۔ (۲) ناجائز۔ (۳) مستحسن۔

وہ تبدیلیاں جو مطلوب اور مستحسن ہیں:

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ غیر مختون پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ختنہ کو واجب یا سنت قرار دیا گیا ہے، حالانکہ "کل مولود یولد علی الفطرة" (متفق علیہ (مشکاۃ باب الإیمان بالقدر ۱/ ۲۱) کے اعتبار سے یہ تغیر خلق اللہ کی ایک شکل معلوم ہوتی ہے، اسی طرح ان چیزوں کو بھی دیکھئے جن کا خصال فطرت والی حدیث میں ذکر ہے:

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "عشر من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواک، واستنشاق الماء، وقص الأظفار وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة وانتقاص الماء" (رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ فی باب خصال الفطرۃ)۔

ظاہر بات ہے کہ مونچھوں کا ترشوانا، موئے زیر ناف اور بغل کی صفائی کرنا تغیر ہی سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں، لیکن ان کو مستحسن قرار دیا گیا اور ان کا شمار انبیاء کرام کی سنتوں میں کیا گیا۔

جائز تغیرات

ان میں سے کچھ تبدیلیاں اگر چہ واجب یا سنت نہیں ہیں لیکن شریعت نے ان کی اجازت دی ہے، مثلاً: جانور کے چہرہ کو چھوڑ کر بدن کے کسی حصہ میں داغ کر کوئی علامت لگانا جس سے اس کی پہچان ہو سکے، حدیث شریف میں وارد ہے:

عن هشام بن زيد قال: "دخلنا على رسول الله مربدا وهو يسم غنما قال: أحسبه قال: في آذانها" (مسلم، کتاب اللباس والزینۃ باب جواز وسم الحیوان غیر الآدمی فی غیر الوجہ) (حضرت ہشام ابن زید سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک باڑے میں آئے اسی حال میں کہ آپ ﷺ بکریوں کو داغ کر غالباً ان کے کانوں میں نشان لگا رہے تھے)۔

وعن أنس بن مالك قال: "رأيت في يد رسول الله صلى الله عليه وسلم الميسم وهو يسم إبل الصدقة" (مسلم، کتاب اللباس والزینۃ باب جواز وسم الحیوان غیر الآدمی فی غیر الوجہ) (حضرت انس ابن مالکؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے دستِ مبارک میں داغنے کا ایک آلہ دیکھا جس سے آپ صدقے کے اونٹوں پر نشان لگا رہے تھے)۔

یا مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے عورتوں کا زیور پہننے کے لئے کان میں سوراخ کرنے کا رواج رہا ہے اور اس کی نکیر ثابت نہیں ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما "أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى يوم العيد ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها ثم أتى النساء ومعه بلالؓ فأمرهن بالصدقة فجعلت المرءة تلقي قرطها" (بخاری، کتاب اللباس، باب القرط للنساء) (حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ بعد میں پھر آپ عورتوں کے پاس آئے، آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے تو آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا اور عورتیں اپنے کان کی بالیاں نکالنے لگیں)

"قرط" کان کی بالیوں کو کہتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ اس حدیث سے صاف طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں کان میں زیور پہننے کے لئے کان میں سوراخ کرواتی تھیں، آپ سے اس کی نکیر ثابت نہیں حالانکہ یہ بھی تغیر خلق اللہ میں سے ہے۔

فقہاء نے انھیں دلائل کے پیش نظر کسی خاص منفعت کے تحت بعض ایسی چیزوں کو جائز قرار دیا ہے جو بظاہر تغیر خلق اللہ کے تحت آتی ہیں، بعض عبارات ملاحظہ ہوں:

۱-"وجاز خصاء البهائم حتى الهرة وأما خصاء الآدمى فحرام قيل: والفرس وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام"، قال إبن عابدين: (قوله وقيدوه) أى جواز خصاء البهائم بالمنفعة وهى إرادة سمنها أو منعها من العض" (شامی ۵/۲۷۷، ہندیہ ۵/۳۵۷) (تمام جانوروں بشمول بلی اختصاء جائز ہے، رہا آدمی کا اختصاء تو حرام ہے، ایک روایت گھوڑے (کے اختصاء کی حرمت) کی بھی ہے، اور جواز کو فقہاء نے منفعت سے مقید کیا ہے، ورنہ اختصاء حرام ہوگا، علامہ ابن عابدین "وقیدوہ" پر تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی جانوروں کے اختصاء کا جواز منفعت سے مقید ہے، منفعت سے مراد اس کے فربہ ہونے یا منھ سے کاٹنے سے روکنے کا ارادہ ہے)۔

۲-"لا بأس بكي البهائم للعلامة وثقب أذن الطفل من البنات، لأنهم كانوا يفعلونه فى زمن رسول الله ﷺ من غير انكار" (شامی ۵/۲۷۵، ہندیہ ۵/۳۵۷) (علامت کے لئے جانوروں کے داغنے نیز لڑکیوں کے کان میں سوراخ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسی نکیر کے بغیر ایسا کیا کرتے تھے)۔

ممنوع تغیرات

کچھ تبدیلیاں ایسی بھی ہیں جن کو "فليغيرن خلق الله" کے تحت رکھ کر شریعت میں منع کر دیا گیا ہے اور ان تغیرات کے اختیار کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے، اس کے متعلق تین

احادیث ملاحظہ ہوں:

۱- "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات لخلق الله" (بخاری، کتاب اللباس باب المتفلجات للحسن، مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ) (اللہ کی لعنت ہو گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو باریک کرکے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں پر یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

۲-وقال النبی صلى الله عليه وسلم: "لعن الله الواصلة والمستوصلة" (بخاری، کتاب اللباس باب وصل الشعر، مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ) (بال جوڑنے والیوں اور جوڑنے کا مطالبہ کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہو)۔

۳-"لعن رسول الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (بخاری کتاب اللباس باب المتشبہ بالنساء والمتشبہات بالرجال) (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

فقہی کتابوں میں بھی ان چیزوں کی حرمت کی صراحت کی گئی ہے جن کی تفصیلات آگے آئیں گی۔

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو خوبصورت ترین جسم دیا ہے، عام حالات میں اس میں تغیر کرنا جائز نہیں ہے لیکن کبھی کبھی یہ تغیر جائز ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تو مستحسن بلکہ واجب تک ہو جاتا ہے۔

جہاں تک جائز اور ناجائز تغیرات کا تعلق ہے تو ان پر نظر ڈالنے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی نفع یا مفاد وابستہ ہو اور اس کا باعث تدلیس، تزویر، خداع، تشبیہ بالجنس الآخر یا

محض تغییر نہ ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے، ورنہ اصل یہی ہے کہ تغییر ناجائز ہوگی۔ تو گویا نہی کی علت تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ہے:

(۱) تدلیس (۲) تشبہ بالجنس الآخر (۳) بلافائدہ تبدیلی

اس تیسری علت میں محض خوبصورتی حاصل کرنے اور خوشنمائی حاصل کرنے کے لئے جسم میں کوئی پائیدار یا مستقل تبدیلی کرنا بھی ہے۔

پہلی علت تدلیس وتزویر کی طرف اشارہ مندرجہ ذیل فقہی عبارت سے ملتا ہے:

۱- "ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها أو شعر غیرها (قوله سواء کان شعرها أو شعر غیرها) لما فیه من التزویر" (شامی ۵/۲۶۲)۔

۲- "إن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فیه من التدلیس" (المغنی لابن قدامہ ۱/۷۷)۔

۳- "قلت و إطلاقه مقید بإذن الزوج وإلا متی خلا عن ذلک منع للتدلیس" (فتح الباری ۱/۳۷۸)۔

۴- "واختلف فی المعنی الذی نهی لأجلها فقیل: لأنها من باب التدلیس" (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۵/۳۹۳)۔

دوسری علت کی طرف تشبیہ والی حدیث سے صاف طور سے اشارہ ملتا ہے، نیز شامی میں ہے:

"وفی التاتارخانیة عن المضمرات: ولابأس بأخذ الحاجبین وشعر وجهه مالم یشبه المخنث" (شامی ۵/۲۶۴)۔

اور تیسری علت کی طرف وشم والی حدیث کے آخر میں اشارہ کردیا گیا ہے، "المغیرات لخلق الله"۔

نیز مندرجہ ذیل عبارات میں بھی اس علت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

۱- "واختلف في المعنى الذى نهى لأجلها" (إلىٰ أن قال) وقيل: من باب تغيير خلق الله كما قال ابن مسعود، وهو أصح" (الجامع لأحکام القرآن ۳۹۳/۵)۔

۲-وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام (قوله وقيدوه) أى جواز خصاء البهائم بالمنفعة" (شامی ۲۷۵/۵)۔

۳- "وجوزه بعضهم في البهائم لأن فيه غرضا ظاهرا" (تفسیر معالم التنزیل للبغوی ۱۵۹/۲-۱۶۰)۔

یہ سب تفصیلات تو اس صورت میں ہیں جب اس طرح کی تبدیلیوں اور تغیرات جان بچانے یا سخت تکلیف دور کرنے کے لئے ہو تو یہ جائز علاج کے تحت آئے گا جسکی اجازت احادیث میں صراحت سے دی گئی ہے مثلاً دیکھئے یہ حدیث......"یاعباد الله تداووا، فان الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء" (ترمذی کتاب الطب باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ وقال: ہذا حدیث حسن صحیح) (اے اللہ کے بندو! تم علاج کیا کرو، اس لئے کہ اللہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے)۔

علاج ومعالجہ کے مقصد سے جراحت وآپریشن کا جواز مندرجہ ذیل فقہی عبارات سے بھی ظاہر ہو رہا ہے:

"لابأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى كذا في السراجية، لاباس بقطع اليد من الآكلة وشق البطن لما فيه كذا في الملتقط (إلى) ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة" (ہندیہ ۳۶۰/۵) (اگر عضو میں سڑن پیدا ہوگئی ہو تو اس کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ سڑن آگے نہ بڑھے، سراجیہ میں اسی طرح ہے، سڑن کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے میں نیز پیٹ میں موجود چیز کی وجہ سے پیٹ چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آگے ہے) مثانہ چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس میں پتھری ہو)۔

اسی لئے علامہ ابن نجیم نے الاشباہ والنظائر میں فرمایا: "الضرورات تبيح

المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر عند الإكراه الخ" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم تحت القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال ۱/۱۰۷) (ضروریات (شرعیہ) ممنوعہ چیزوں کو مباح کردیتی ہیں، اسی سبب سے اضطرار کے وقت مردار کھانا، لقمہ کو شراب سے اتارنا اور اکراہ کے سبب کلمہ کو ادا کرنا جائز ہوا ہے)۔

اور علامہ حموی تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وكذا التداوى، قال التمر تاشى فى شرح الجامع الصغير نقلا عن التهذيب: يجوز للعليل أكل الميتة وشرب الدم والبول إذا أخبره طبيب مسلم إن شفاء ه فيه ولم يجد من المباح مايقوم مقامه" (ایضاً حاشیہ) (اسی طرح علاج ومعالجہ کے لئے بھی جائز ہے، علامہ تمرتاشی نے جامع صغیر کی شرح میں التہذیب سے نقل کر کے لکھا ہے: اس صورت میں بیمار کے لئے مردار کھانا، نیز خون اور پیشاب پینا جائز ہے جب کسی مسلمان طبیب نے اسے بتایا ہو کہ اس کی شفایابی اسی میں ہے اور مباح میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائے جو اس کی جگہ لے سکے)۔

علامہ ابن نجیم دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة، ولهذا جوزت الإجارة على خلاف القياس للحاجة ومن ذلك جواز السلم، ومنها جواز الاستصناع للحاجة" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱/۱۱۴) (حاجت خواہ عام ہو یا خاص ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے، اسی لئے حاجت کی وجہ سے خلاف قیاس اجارہ کی اجازت ہے، اسی میں سے سلم کا جواز ہے، اور اسی میں سے حاجت کے سبب آرڈر دیکر سامان بنوانے کا جواز ہے)۔

انسانی ضروریات کے مراتب اور ضرورت وحاجات کی تعریف

اوپر بار بار ضرورت وحاجت کا ذکر آیا ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں

کی تعریف اور مراتب کا ذکر کر دیا جائے، علامہ حموی اشباہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ههنا خمسة مراتب: ١- ضرورة، ٢- حاجة، ٣- ومنفعة، ٤-وزينة، ٥-وفضول".

فالضرورة: بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك أو قارب وهذا يبيح تناول الحرام۔

والحاجة: كالجائع لولم يجد ما ياكله لم يهلك غير أنه يكون فى جهد ومشقة، وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الصوم فى الفطر۔

والمنفعة: كالذى يشتهى خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم والزينة: كالمشتهى بحلوى، والسكر۔

والفضول: التوسع بأكل الحرام والشبهة" (حاشیہ اشباہ القاعدة الخامسة: الضرر يزال ۱/۱۰۷)۔

(یہاں پانچ مراتب ہیں: (۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) فضول۔

تو ضرورت انسان کے اس حد تک پہونچ جانے کو کہتے ہیں کہ اگر وہ ممنوع کو نہیں کھائے گا تو ہلاک ہو جائے گا یا ہلاکت کے قریب پہونچ جائے گا، یہ مرتبہ حرام کے استعمال کو مباح کر دیتا ہے۔ اور حاجت (کی مثال) جیسے وہ بھوکا جس کو کھانے کو نہ ملے تو ہلاک نہیں ہوگا البتہ وہ جہد و مشقت میں پڑ جائے گا یہ مرتبہ حرام کو مباح نہیں کرتا (اوپر گزر چکا ہے کہ بعض اوقات حاجت ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے)۔ اور روزہ توڑنے کو مباح کر دیتا ہے، اور منفعت کی مثال وہ شخص ہے جس کو گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت اور مرغن غذا کی خواہش ہو، اور زینت کی مثال مٹھائی اور شکر کی خواہش رکھنے والا ہے اور فضول حرام اور مشتبہ اشیاء کے کھانے میں توسع اختیار کرنا ہے)۔

خلاصہ کلام یہ کہ:

۱- اگر انسانی جان بچانے یا غیر معمولی اذیت دور کرنے کے لئے سرجری کرائی جائے تو اس کی حیثیت جائز علاج معالجہ کی ہوگی اور شرعاً اس کی اجازت ہوگی۔

۲- اگر کسی ایسے عیب کو دور کرانے کے لئے سرجری کرائی جائے جس سے اگر چہ جسمانی اذیت نہیں ہے، لیکن اس سے معنوی اور روحانی اذیت ہوتی ہے تو شرعاً اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث عرفجہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۳- تدلیس وتزویر یا تشبہ بالجنس الآخر کے مقصد سے سرجری کرانا ناجائز ہوگا۔

۴- اس طرح کی دائمی سرجری صرف حسن کے مقصد سے جائز نہیں ہوگی، البتہ سرمہ لگانا، عورتوں کا شوہروں کے لئے زیب وزینت اختیار کرنا، نیز اسی طرح کی عارضی چیزوں سے وقتی تبدیلیاں کرنا اس بحث سے خارج چیزیں ہیں۔

"فأما ما لايكون باقيا كالكحل والتزين به للنساء فقد أجاز العلماء ذلک مالک وغیرہ" (الجامع لأحکام القرآن ۵/ ۳۹۳، ونیل الأوطار ۶/ ۲۱۷)۔

ان تفصیلات کے بعد ہم اصل سوالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

۱- پیدائشی عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن

اوپر تفصیل سے عرض کیا گیا کہ ضرورت کے تحت ناجائز اور ممنوعہ چیزیں بھی جائز ہوجاتی ہیں، نیز حاجت بھی بعض اوقات ضرورت کے مرتبہ میں ہوجاتی ہے، ضرورت وحاجت کی تعریفات بھی ہم نے نقل کردی تھیں، نیز اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ اگر کسی چیز سے غیر معمولی روحانی اذیت ہورہی ہو تو وہ بھی حاجت کے تحت ہی آئے گی، اس لئے کہ حاجت کی تعریف ہی یہی ہے کہ جس سے غیر معمولی مشقت ہو اگر چہ ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو۔

اس ناحیہ سے غور کیا جائے تو سوال میں درج تمام شکلیں حاجت کے تحت آجاتی ہیں، اس لئے کہ ان عیوب کے ساتھ دوسروں کا سامنا کرنے سے انسان کو روحانی اذیت کا سامنا کرنا

پڑتا ہے، اور ناسمجھوں اور بے عقلوں کے استہزاء کا نشانہ بننا پڑتا ہے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کے عیوب دور کرنے کی اجازت احادیث اور نصوص فقہیہ میں صراحت سے دی گئی ہے، چند دلائل ملاحظہ ہوں:

۱- عن عرفجة بن أسعد قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفا من ورق فانتن علي، فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أتخذ أنفا من ذهب" (نسائی، کتاب الزینۃ، باب: من أصيب أنفه هل يتخذ أنفا من ذهب، ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب فی ربط الأسنان بالذہب، ترمذی ابواب اللباس باب ماجاء فی شد الاسنان بالذہب) (حضرت عرفجہ ابن اسعد فرماتے ہیں: جاہلی دور میں جنگ کلاب میں میری ناک ضائع ہوگئی، چنانچہ میں نے چاندی کی لگالی اس سے بدبو پیدا ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

ظاہر بات ہے کہ اس اجازت کا مقصد صرف بدنمائی دور کرکے ان کو روحانی اذیت سے بچانا تھا ورنہ بدبو تو اس وقت بھی دور ہوسکتی تھی جب وہ کچھ بھی نہ لگا کر صرف زخم پر دوا استعمال کرلیتے۔

پھر ابوداؤد اور ترمذی نے بالترتیب ربط الاسنان بالذہب اور شد الاسنان بالذہب کا عنوان قائم کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک یہ حکم ناک ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ اسی مقصد کے تحت کہیں اور بھی اس طرح کی سرجری کی جاسکتی ہے۔

اسی لئے صاحب بذل المجہود نے صراحت سے لکھا ہے:

"وكذا حكم الأسنان، فإنه يثبت هذا الحكم فيها بالمقايسة، سواء ربطها بخيط الذهب أوصيغها بالذهب" (بذل المجہود ۱۲/۲۶۰ حدیث ۴۲۳۲) (ایسے ہی دانتوں کا حکم ہے، چنانچہ قیاس کے ذریعہ جواز کا یہ حکم دانتوں میں بھی ثابت ہوگا، خواہ وہ ان کو سونے کے تار سے باندھے یا ان کو سونے سے ڈھال لے)۔

۲- ”ولا تشد الأسنان بالذهب وتشد بالفضة وهذا عند أبي حنيفة، وقال محمد: لابأس بالذهب أيضا وعن أبي يوسف مثل قول كل واحد منهما“ (ہدایہ مع الفتح ۴۵۹/۸، وکذافی ردالمحتار ۲۵۶/۵، وملتقی الابحر وشرحہ مجمع الأنہر ۱۹۴/۴) (اور دانتوں کو سونے سے نہیں کسا جائے گا، چاندی سے کسا جائے گا، یہ تفصیل امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں: سونے سے بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور امام ابویوسف سے دونوں میں سے ہر ایک کے مثل قول منقول ہے)۔

۳- ” وعلى هذا الاختلاف إذا جدع أنفه، أو أذنه أو سقط سنه فأراد أن يتخذ سنا آخر فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط، وعند محمد من الذهب أيضا“ (شامی عن التاتر خانیہ ۲۵۶/۵) (اسی اختلاف پر وہ صورت بھی ہوگی جب اس کی ناک یا کان کٹ جائے یا دانت گر جائے اور وہ دوسرا دانت لگانا چاہے تو امام صاحب کے نزدیک اس کو صرف چاندی سے لگائے اور امام محمد کے نزدیک سونے سے بھی لگا سکتا ہے)۔

معلوم ہوا کہ نفس تغییر کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف صرف اس میں ہے کہ سونے کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں، صاحب ہدایہ نے امام صاحب کے مسلک کے اثبات کے لئے جو دلائل دیئے ہیں اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ اگر سونے کا استعمال ناگزیر ہو تو امام صاحب کے نزدیک سونے کا استعمال بھی جائز ہوگا فرماتے ہیں: ”ولأبي حنيفة أن الأصل فيه التحريم والإباحة للضرورة وقد اندفعت بالفضة وهي الأدنى فبقي الذهب على التحريم، والضرورة فيما روي لم تندفع في الأنف دونه حيث انتن“ (ہدایہ مع الفتح ۴۵۹/۸) (امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اصل تحریم ہے، اباحت ضرورت سے ہوسکتی ہے اور ضرورت چاندی سے پوری ہوگئی اور تحریم میں وہ ادنیٰ ہے لہٰذا سونا تحریم پر باقی رہا اور امام محمد نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اس میں ضرورت سونے کے بغیر ناک میں پوری نہیں ہوئی، اس لئے کہ ناک میں بدبو پیدا ہوگئی تھی)۔

ان روایات فقہیہ سے عیب دور کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت بھی معلوم ہو رہی ہے، اور دلالۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ناگزیر حالات میں ایسی چیزوں کا استعمال بھی جائز ہوسکتا ہے، جو عام حالات میں ممنوع ہوں۔

۴- "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدا، أو شيئا آخر، قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لايفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك، من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاك فلا يفعل وإلا فلا بأس به" (فتاوی ہندیہ ۵/۳۶۰) (اگر آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسری زائد چیز کاٹنا چاہے تو نصیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر اس طرح کاٹنے والوں میں غلبہ ہلاکت کا ہے تو وہ نہیں کرے گا اور اگر غلبہ نجات کا ہے تو اس کے لئے اس میں گنجائش ہے، جس کی زائد کھال (مسہ وغیرہ) ہو جس کو وہ کاٹنا چاہتا ہو تو اگر غلبہ ظن ہلاکت کا ہے تو نہیں کرے گا ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، خزانۃ المفتین میں اسی طرح ہے)۔

عبارت اپنے مفہوم میں بالکل صاف ہے کہ اگر جسم میں کوئی عیب ہے، جس کو آپریشن سے ٹھیک کیا جاسکتا ہے تو اگر آپریشن کی کامیابی کا غالب گمان ہے، زیادہ تر آپریشن کامیاب رہتے ہوں تو اس کی گنجائش ہوگی۔

۵-ضرورت کے تحت بہت سے محرمات حلال ہو جاتے ہیں، اور کئی موقعوں پر حاجت کو شریعت نے ضرورت کے ہم پلہ قرار دیتے ہوئے اس سے بھی بعض ممنوعات کو جائز قرار دیا ہے جس کی تفصیل تمہیدی بحث میں گزر چکی ہے۔

لہٰذا جسم کا کوئی عیب اگر اپنی بدنمائی، بدشکلی اور بدہیئتی کے ساتھ ساتھ جسمانی اذیت کا بھی سبب ہو تو وہ حاجت کے مفہوم میں شامل ہوگا، اور اگر اس عیب کا ازالہ آپریشن کے بغیر ممکن نہ ہو تو آپریشن اور سرجری کی اجازت ہوگی خواہ یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ عام حالات میں سرجری ممنوع ہے۔

اور اگر جسمانی اذیت نہ بھی ہو، لیکن انسان اس عیب کے سبب احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہو اور اس کے لئے دوسروں کے ساتھ ساتھ رہنا سہنا آزمائش بن جاتا ہو تو راقم کے خیال میں یہ بھی حاجت کے مفہوم میں شامل ہو جائے گا، اس لئے کہ روحانی اذیتیں بعض اوقات جسمانی اذیتوں سے زیادہ پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث شریف اور فقہی عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست ہے، یہ ممنوعہ تغییر لخلق اللہ کے تحت نہیں آئے گا۔ واللہ اعلم۔

۲- حوادث کی وجہ سے پیدا ہو جانے والے عیوب کے ازالہ کا حکم:

اگر پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں تھا لیکن بعد میں کسی حادثہ کے سبب کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس کو بھی آپریشن وغیرہ کے ذریعہ دور کرنا جائز ہوگا، اس لئے کہ سوال ا کے تحت جو دلائل گزرے ہیں وہ زیادہ تر بعد کے حادثات کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیوب کے ازالہ ہی سے متعلق ہیں، مثلاً حضرت عرفجہ کی حدیث، چاندی یا سونے سے دانت کسنے کا حکم وغیرہ، بقیہ ضرورت و حاجت وغیرہ کا تعلق پیدائشی عیوب سے بھی ہے، اور حادثاتی عیوب سے بھی، اس لئے شاید یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ اگر پیدائشی عیوب کا ازالہ جائز ہے تو بعد میں پیدا ہو جانے والے عیوب کا ازالہ بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۳- عمر ڈھلنے کے سبب فطری طور پر پیدا ہو جانے والے تغیرات کے ازالہ کا حکم:

تمہید میں یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ تغییر خلق اللہ کی بعض شکلیں سنن اور مستحبات میں آتی ہیں، بعض جواز کے دائرہ میں آتی ہیں جبکہ بعض حرمت و کراہت میں داخل ہیں، اس تیسری قسم کی ممانعت کی وجہ کہیں تدلیس و تغریر ہوتی ہے، اور کہیں بلا مقصد و بلا فائدہ تغییر خلق اللہ ہوتی ہے۔

چنانچہ اگر تبدیلی اور تغییر سے کوئی نفع متعلق ہو تو اس کی اجازت ہوگی، اسی وجہ سے علامت کے لئے جانوروں کے وسم نیز فائدہ اور نفع متعلق ہونے پر جانوروں کے اختصاء کی صراحت سے اجازت منقول ہے۔

لیکن اگر ضرورت نہ ہو، تغییر کا مقصد محض زیب وزینت اختیار کرکے فجور کی ترویج، یا تدلیس وتغریر ہو تو اس کی اجازت نہیں دی گئی، چنانچہ خواتین کو انسانی بالوں کے ذریعے اپنے بالوں کو بڑھا کر پیش کرنے سے منع کر دیا گیا کہ اس میں تغریر وتدلیس ہے، سیاہ خضاب سے بھی مرد وعورت سب کو منع کر دیا گیا کہ اس میں بھی ایک طرح سے تغییر ہے، نیز وشم وغیرہ پر روک لگاتے ہوئے فرمایا: "المغیرات لخلق اللہ" یعنی ان سب چیزوں کا انجام دینا تغییر خلق اللہ کے تحت آتا ہے، اسی وجہ سے ان کا ارتکاب کرنے والی عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

ان تفصیلات کے بعد ہم اگر صورت مسئولہ پر غور کریں تو ممکنہ طور پر اس کی دو شکلیں ہوسکتی ہیں:

الف- ایک شکل یہ ممکن ہے کہ ان تغیرات کی وجہ سے اسے کوئی اذیت یا پریشانی ہو، مثلاً سوال میں ناک ٹیڑھی ہونے کا ذکر ہے تو اگر اس کجی سے سانس لینے میں کوئی تکلیف ہو یا اس کی کجی ایسی غیر فطری ہو جس سے اسکو کوئی جسمانی تکلیف اگرچہ نہ ہو لیکن روحانی اذیت ہوتی ہو تو اس کا تعلق حادثات کے سبب پیدا ہو جانے والے عیوب وامراض سے ہوگا۔

ب- دوسری شکل ان طبعی تغیرات کی ہے جو عمر ڈھلنے پر لامحالہ پیدا ہو جاتی ہیں اور ہر انسان کو ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو ان کے ازالہ کا مقصد بظاہر نہ تو کوئی جسمانی ضرر کا دور کرنا ہوتا ہے، نہ روحانی اور نہ معنوی ضرر کا، بلکہ اس کا مقصد بظاہر صرف یہ ہوگا کہ طبعی تغیرات اس پر ظاہر نہ ہونے پائیں اور انسان کم عمر نظر آئے۔

اس تفصیل کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح کے آپریشن کا شمار ممنوعہ تغیرات میں

ہوگا، اس لئے اگر اس میں نہی کی علت یعنی تدلیس وتغریر پائی جارہی ہے، دلائل ہم شروع میں ہی ذکر کر چکے ہیں، صرف چند دلائل یہاں بھی درج کردیتے ہیں:

۱- "لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الواشمات الحديث إلى أن قال: المغيرات لخلق الله" (مکمل حدیث ترجمہ اور حوالہ کے لئے دیکھئے "ممنوعہ تغیرات" کے تحت)۔

ہمارا استدلال اس چیز سے ہے کہ خوشنمائی کے لئے کئے جانے والے تغیرات کو "المغيرات لخلق الله" کہہ کر صاف طور سے فرمادیا گیا کہ زیبائش وآرائش کے لئے دائمی تغیرات ممنوعہ تغیرات ہیں اور "فليغيرن خلق الله" کے تحت آتے ہیں، جھریوں وغیرہ کا دور کرنا بھی اسی میں شامل ہے۔

۲- عن جابر قال: "أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة وراسه ولحية كالثغامة بياضا: فقال النبي صلى الله عليه وسلم: غيروا هذا بشئ واجتنبوا السواد" (مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب استحباب خضاب الشیب بصفرۃ وحمرۃ وتحریمہ بالسواد) (حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو لایا گیا اور ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل ثغامہ کے پھول کی طرح سفید تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کسی چیز سے تبدیلی کردو اور کالے رنگ سے بچو)۔

۳-عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لايجدون رائحة الجنة" (ابوداؤد کتاب الترجل باب ماجاء فی خضاب السواد، والنسائی کتاب الزینۃ، واللفظ لمشکوۃ المصابیح) (حضرت ابن عباس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم اس سیاہ رنگ سے کبوتروں کے سینے کی طرح خضاب لگائے گی اس کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی)۔

سیاہ خضاب سے ممانعت کی وجہ بیان کرتے ہوئے قاضی عیاض شرح مسلم میں عبد الوہاب کے حوالہ سے فرماتے ہیں: قال عبدالوهاب: يكره السواد لأن فيه تدلسا على

النساء (شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض ۶/ ۶۲۴) (سیاہ خضاب اس لئے مکروہ ہے کہ اس میں عورتوں پر تدلیس ہے)۔

۴- آیت کریمہ "ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" کے تحت علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"واختلف في المعنى الذى نهى لأجلها، فقيل لأنها من باب التدليس، وقيل من باب تغيير خلق الله" (الجامع لأحکام القرآن ۵/ ۳۹۳) (اس علت کے بارے میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے اس کی ممانعت کی گئی ہے، تو ایک قول یہ ہے کہ یہ ممانعت اس لئے ہے کہ تدلیس کے باب سے ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تغییر خلق اللہ کے باب سے ہے)۔

بہر حال دونوں علتوں میں سے چاہے جس کو صحیح قرار دیا جائے ہمارا مدعا ثابت ہو جائے گا، تدلیس کو علت قرار دیا جائے تو بات بالکل واضح ہے اور تغییر کو علت قرار دیا جائے تب بھی اس سے ہمارا مدعا ثابت ہو رہا ہے، اس لئے کہ اس تغییر کو جائز تغییرات میں قرار نہیں دیا جا سکتا، اس لئے کہ یہ شرعی حاجت کے بغیر ہے۔

۵- وہ تمام فقہی عبارتیں جو تزویر کے مقصد سے یا بغیر کسی شرعی حاجت اور منفعت کے جسم انسانی میں کسی تغییر و تبدیلی کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں، نمونہ کے طور پر دو عبارتیں ملاحظہ ہوں:

الف: ("قوله سواء كان شعرها أو شعر غيرها) لما فيه من التزوير" (شامی ۵/ ۲۷۵، ہندیہ ۵/ ۳۵۱) (عورتوں کے لئے اپنے بالوں کو انسانی بالوں سے جوڑنا حرام ہے، چاہے اس کے بال ہوں یا دوسری عورت کے اس لئے کہ اس میں "تزویر" ہے)۔

ب: "وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام (قوله وقيدوه) أى جواز خصاء البهائم بالمنفعة الخ" (فقہاء نے جانوروں کے اختصاء کے جواز کو منفعت سے مقید کیا ہے ورنہ منفعت نہ ہو تو اختصاء حرام ہے)۔

اسی لئے ڈاکٹر الہام بنت عبد اللہ باجنید اپنے مقالہ کے آخر میں لکھتی ہیں: خوشنمائی کے لئے کی جانے والی پلاسٹک سرجری کا مقصد جب ایسی تبدیلی کرنا ہو جو فجور اور حرام تک پہونچا

دے یا وہ دھوکہ دہی اور فریب کا پھندہ ہو تو سرجری حرام ہوگی (مجلة البحوث الفقہیة المعاصرة، العدد الثامن والسبعون ۱۴۱۹ھ ص ۳۲۶)۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ اگر کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو تو اس آپریشن کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ وہ کم عمر نظر آئے بوڑھا معلوم نہ ہو تو اس طرح کے مقاصد کے لئے تغییر اور آپریشن تغییر لخلق اللہ کے حکم میں داخل ہے، اور شرعاً اسکی اجازت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ جسم کے کسی حصہ کی ہڈی یا گوشت دوسری جگہ لگانے کا حکم

اوپر گزر چکا ہے کہ عیب چاہے پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کے سبب پیدا ہوا ہو شرعاً اس کا ازالہ کرنا جائز ہے، اس کے لئے آپریشن ہی کیوں نہ کرانا پڑے، اور جسم کے کسی حصہ کو قطع ہی کیوں نہ کرانا پڑے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر آپریشن میں ضرورت اس بات کی پڑ جائے کہ بغیر دوسرے حصہ جسم سے ہڈی یا گوشت یا رگ لئے ہوئے آپریشن کامیاب نہیں ہوگا تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اس مسئلہ میں دلائل جواز اور عدم جواز دونوں کے نظر آتے ہیں:

عدم جواز کے دلائل

۱۔ انسان اپنی جان اور بدن کا مالک نہیں ہے، لہٰذا اسے یہ اختیار نہیں کہ اپنی جان یا بدن میں اس طرح کا کوئی تصرف کرے، اسی وجہ سے خودکشی کو حرام قرار دیا گیا اور احادیث میں سخت ترین وعیدیں بیان کی گئیں۔

۲۔ انسان کائنات کی اشرف ومکرم مخلوق ہے، لہٰذا اس کے اجزاء بدن کا اس طرح کے اغراض ومقاصد میں استعمال اس کے شرف کے خلاف ہے، اسی لئے فقہاء نے اس کی اجازت

نہیں دی ہے، چند جزئیات ملاحظہ ہوں:

الف: وقال محمد رحمه الله تعالى: "لا بأس بالتداوى بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو بعير أو فرس أو غيره من الدواب الأعظم سوى الخنزير والآدمى من الحيوانات (إلىٰ أن قال) الانتفاع بأجزاء الآدمى لم يجز، قيل: للنجاسة، وقيل: للكرامة هو الصحيح كذا فى جواهر الأخلاطى" (ہندیہ ٥/٣٥٤)۔

ب: "مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: اقطع يدى وكلها أو قال: اقطع منى قطعة وكلها، لا يسعه أن يفعل ذلك ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل كذا فى فتاوى قاضيخان" (ہندیہ ٥/٣٣٨)۔

(الف: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہڈی سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ بکری، گائے، اونٹ، گھوڑے یا کسی جانور کی ہو سوائے خنزیر کے اور انسان کی ہڈی کے، اس لئے کہ ان دونوں سے علاج کرنا مکروہ ہے تو خنزیر اور آدمی کے علاوہ بقیہ حیوانات کی ہڈی سے علاج کی اجازت ہے، آگے فرماتے ہیں: آدمی کے اجزاء سے انتفاع جائز نہیں ہے، ایک قول میں نجاست کے سبب اور ایک قول میں شرف کے سبب اور یہی صحیح ہے۔ جواہر الاخلاطی میں اسی طرح ہے۔

ب: کسی مضطر کو مردار نہیں ملا اور اسے ہلاکت کا خوف ہے اور ایک شخص نے اسے کہا: میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو: یا کہا میرا ایک حصہ کھالو تو اس کے لئے اسکی گنجائش نہیں ہوگی اور اس کا یہ حکم دینا بھی صحیح نہیں ہے، اسی طرح مضطر کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ خود اپنا کوئی حصہ کاٹ کر کھائے، فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے)۔

ان دلائل سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ علاج و معالجہ تو ایک طرف اضطرار کی حالت میں

بھی نہ اپنے اعضاء وہڈیوں کا استعمال درست ہے نہ دوسرے کے اعضاء وہڈیوں کا تو اس سے کم درجہ یعنی حاجت کے لئے تو بدرجہ اولی اس کی گنجائش نہیں ہوگی۔

جواز کے دلائل

۱- دودھ انسان کا ایک جز ہے جو کہ خون سے بنتا ہے، لیکن بچہ کے نشو ونما اور زندگی کے لئے ضروری ہے کہ خاص مدت تک وہ اس کا استعمال کریں، لہٰذا خود قرآن میں ماؤں کو حکم دیا گیا ہے:

"والوالدات یرضعن أولادهن حولین کاملین" (سورۂ بقرہ/۲۲۳) (اور بچہ والی عورتیں دودھ پلاویں اپنے بچوں کو دو برس پورے)۔

۲- بالغ کے لئے عورت کے دودھ کو استعمال کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ وہ انسانی جزء ہے، لیکن علاج کی ضرورت کے تحت اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے:

"ولا بأس بأن یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء وفی شرب لبن المرأة للبالغ من غیر ضرورة اختلاف المتأخرین کذا فی القنیة" (ہندیہ/۳۵۵) (اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی دوا کے طور پر عورت کے دودھ کو ناک سے لے اور پیئے اور بلاضرورت بالغ کے لئے عورت کا دودھ استعمال کرنے میں متاخرین کا اختلاف ہے، القنیۃ میں اسی طرح ہے۔

۳- "ولم یبح الإرضاع بعد مدته لأنه جزء آدمی والانتفاع به بغیر ضرورة حرام علی الصحیح" (الدر المختار کتاب الرضاع ۲/۴۳۹) (مدت رضاعت کے بعد دودھ پلانا مباح نہیں ہے، اس لئے کہ وہ آدمی کا جزء ہے، اور صحیح قول کے مطابق بلاضرورت آدمی کے جزء سے انتفاع حرام ہے)۔

اس عبارت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ ضرورت ہو تو جزء انسانی سے انتفاع درست ہوگا،

لہٰذا اگر یہ صحیح ہے کہ فقہی عبارت میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے، تو اس عبارت سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۴- اوپر اشباہ کے حوالہ سے قاعدہ فقہیہ نقل کیا جاچکا ہے: "الضرورات تبيح المحظورات" نیز "الحاجة تنزل منزلة الضرورة" یہ آیات قرآنیہ "فمن اضطر في مخمصة" نیز "إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان" جیسی آیات ونصوص سے ماخوذ ہے، اسی وجہ سے حالت اضطرار میں مردار کھانا، خنزیر کھانا وغیرہ جائز قرار دیا گیا، اتنا حکم تو خود قرآن پاک کی تصریح سے ثابت ہے، فقہاء نے اسی پر قیاس کرکے فرمایا کہ جب طبیب حاذق کسی حرام چیز کو مریض کی جان بچانے کے لئے ضروری قرار دے اور مباح چیزوں میں اس کا بدل نہ ہو تو انہیں آیات کی دلالت سے اس حرام کا استعمال بھی جائز ہوجائے گا۔

"يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه، وإن قال الطبيب: يتعجل شفاءک فيه وجهان" (ہندیہ ۳۵۵) (بیمار کے لئے خون اور پیشاب پینا اور مردار کھانا علاج کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ کوئی مسلمان طبیب اس کو بتائے کہ شفاء اسی میں ہے، اور مباح میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے جو اسکی قائم مقام ہو اور اگر طبیب کہے کہ تمہاری شفاء جلد ہوجائے گی تو اس میں دو قول ہیں)۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ضرورت یا حاجت ہو تو کسی انسانی جزء کا استعمال بھی جائز ہوسکتا ہے۔

جہاں تک عدم جواز کے عنوان کے تحت گزرنے والے دلائل کا تعلق ہے تو وہ دو طرح کے ہیں:

الف: ایک تو وہ دلائل جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خود اپنی جان اور بدن کا مالک نہیں ہے، لہٰذا اسے اس میں تصرف کا حق حاصل نہیں ہے۔

اس دلیل کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی ضرورت کے تحت کسی عضو کو کاٹنے اور آپریشن کرنے کی اجازت سوال (۱) اور (۲) کے تحت گزر چکی ہے، تو اگر ہم اسکے جواز کے قائل ہوں تو اسی طرح کی ضرورت کے تحت ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہئے، اس لئے کہ جسم انسانی میں تغییر اور تصرف دونوں پایا جا رہا ہے۔

ب: دوسرے وہ دلائل جن میں کسی بھی جزء انسانی سے استفادہ کو انسانی شرف کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

اس کا جواب جواز کے دلائل کے تحت آچکا ہے کہ ناگزیر حالت میں اسکی اجازت بعض اجزاء میں دی گئی ہے، لہٰذا بعض اجزاء میں اجازت ثابت ہوگئی تو دوسرے اجزاء میں بھی اجازت ہونی چاہئیں۔

پھر زمانہ سابقہ میں اگر کسی جزء انسانی سے استفادہ کرنا ہوتو اس سے غیر معمولی اذیت ہوتی، اور شاید کوئی ایسا طریقہ ممکن نہ ہوتا جس سے اہانت لازم نہ آتی لہٰذا "الضرر لایزال بالضرر" (الاشباہ تحت القاعدۃ الخامسۃ: الضرر یزال)۔ کے تحت اس کو ممنوع قرار دیا گیا، اور اسے شرف انسانی کے منافی قرار دیا گیا، جن اجزاء میں اذیت یا اہانت نہیں تھی ان کی صراحت سے اجازت دی گئی اور جب عصر حاضر کے اصحاب فتاوی نے دیکھا کہ ایک انسان کا خون دوسرے انسان کو چڑھانے میں بھی نہ اہانت ہے نہ غیر معمولی تکلیف تو انہوں نے خون چڑھانے کی اجازت دی حالانکہ خون بلاشبہ انسانی جزء ہے، چنانچہ مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں: خون اگرچہ جزء انسانی ہے مگر اس کو دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لئے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ انجکشن کے ذریعہ خون نکالا اور دوسرے بدن میں ڈالا جاتا ہے، اس لئے اس حیثیت سے اس کی مثال انسانی دودھ کی سی ہوگئی جو بدن انسانی سے بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے (جواہر الفقہ ۲/ ۳۷)۔

اور حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:

''کسی انسان کا خون علاج کی غرض سے دوسرے انسان کے جسم میں داخل کرنا جبکہ اس کی شفایابی اس پر بقول طبیب حاذق منحصر ہوگئی ہو مباح ہے یہ شبہ کہ انسان کے اجزاء کا استعمال ناجائز ہے، اس لئے وارد نہ ہونا چاہئے کہ استعمال کی جو صورت ملتزم اہانت ہو وہ ناجائز ہے اور جس میں اہانت نہ ہو تو بضرورت وہ ناجائز نہیں (کفایت المفتی ۹/ ۱۴۳)۔

ان تفصیلات کے بعد اگر ہم اس کا جائزہ لیں کہ موجودہ زمانہ میں جب کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ گوشت یا ہڈی بدلی جاتی ہے تو کیا اس میں کوئی اہانت کا پہلو ہوتا ہے؟ میرے خیال سے اس کا جواب نفی میں ہوگا، عام طور سے جب اس طرح کے آپریشن ہوتے ہیں تو اس کے لئے اتنی عمدہ سہولیات موجود ہیں کہ نہ ان کی وجہ سے غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے نہ اہانت، لہٰذا ان کا حکم بھی ضرورت کے وقت انسانی دودھ یا خون کی طرح جواز ہی کا ہونا چاہئے کہ چونکہ ممانعت کے اسباب مفقود ہیں، لہٰذا ضرورت کے تحت اجازت ہونی چاہئے۔

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اوپر گزر چکا ہے کہ عورتوں کے لئے اپنے یا دوسرے کے بالوں کو جوڑنے سے منع کیا گیا ہے اس میں بھی تو نہ کوئی تکلیف ہے نہ بظاہر اہانت پھر اس کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اجزاء کا استعمال مطلقاً ممنوع ہے اہانت اور تکلیف ہو یا نہ ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل تغییر خلق اللہ کی نہی کے اسباب مختلف ہیں۔ جیسا کہ تمہید میں وضاحت سے عرض کیا گیا ہے۔ بال جوڑنے میں ان اسباب اور علتوں میں سے تدلیس وتزویر پائی جارہی ہے، لہٰذا اگرچہ اس میں اہانت کا پہلو نہیں ہے، لیکن ایک دوسرا سبب مکمل انداز میں پایا جارہا ہے، اسی لئے اس کی ممانعت نصاً منقول ہے، جبکہ اس مسئلہ میں ممانعت کی علت اگر ہوسکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ جسم انسانی میں تصرف کیا جارہا ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس علت کے علی الرغم جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

اس لئے بعض اصحاب افتاء نے ضرورت کے تحت صراحت سے اس کی اجازت دی

ہے، چنانچہ مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری سے سوال کیا گیا کہ جلے ہوئے حصہ کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ سرین یا کسی اور جگہ سے بقدر ضرورت کھال نکال لیتے ہیں اور اسی کھال کو جلے ہوئے حصہ پر لگا دیتے ہیں، ایسا کرنے سے وہ حصہ جلد ہی اچھا ہو جاتا ہے، ایک نیا طریقہ یہ ہے کہ رحم کے اندر جو جھلی ہے جس میں حمل لپٹا ہوتا ہے اس کو کاٹ کر نکال لیتے ہیں اور اس جھلی سے تیار شدہ مرہم استعمال کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر ہے کہ آیا علاج بایں دو طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

مفتی صاحب نے جواب دیا: صورت مسئولہ میں دونوں قسم کا علاج اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے الخ (دلیل میں لکھا) ''ولا بأس بأن یسعط الرجل الخ'' (فتاوی رحیمیہ ۱۰/۳۲۸، ۳۲۹)۔

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ اضطرار اور ضرورت کی حالت میں جسم کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں کھال وغیرہ منتقل کرنے کی اجازت ہے، اضطراری حالت کی ایک مثال فتویٰ میں ہے، اس کے علاوہ دل کے بائی پاس آپریشن میں ہاتھ یا پیر کی ایک زائد رگ کاٹ کر دل میں جوڑی جاتی ہے، اس کا بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح تمام چیزوں کا حکم ہوگا جو ضرورت کی تعریف میں آتی ہو۔

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ بہت سے مواقع پر حاجت بھی ضرورت کا حکم لے لیتی ہے، اس اعتبار سے اگر کھال وغیرہ نقل کرنے کی ضرورت تو نہ ہو لیکن حاجت ہو تب بھی اس کی اجازت ہونی چاہئے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ دفعِ عیب بھی حاجت کے مفہوم میں داخل ہے، لہٰذا دفعِ عیب کے لئے اجزاء منتقل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

پھر مفتی صاحب نے جس مسئلہ میں جواز کا فتویٰ دیا ہے اس کا تعلق بھی ضرورت کے مقابلہ میں حاجت سے زیادہ معلوم ہوتا ہے اس کے باوجود اجازت دی ہے۔

خلاصہ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کچھ شرائط کے ساتھ اس عمل کی گنجائش معلوم ہوتی ہے:

۱-عمل کرنے والا اپنے فن میں مہارت رکھتا ہو۔

۲-کسی مسلمان طبیبِ حاذق نے بتادیا ہو کہ اس عیب یا مرض کا ازالہ اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۳-آپریشن کی کامیابی کا یقین یا ظن غالب ہو۔

۴-آپریشن خواہ دفعِ مرض کے لئے ہو یا دفعِ عیب کے لئے۔ضرورت یا حاجت کے تحت آتا ہو،صرف تحسین کے لئے نہ ہو۔

مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ موجودہ زمانہ کی ترقیات اور تقاضوں کے پیشِ نظر اس عمل کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔واللہ اعلم۔

۵-جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری

اوپر گزر چکا ہے کہ ایسے جسمانی عیب کا ازالہ جس سے انسان کو جسمانی یا روحانی اذیت ہوتی ہو حاجت کے تحت آتا ہے اور حاجت ضرورت کے مرتبہ میں ہوتی ہے اور ضرورت کے پیشِ نظر بہت سی ایسی چیزیں بھی جائز قرار دی جاتی ہیں جو عام حالات میں ممنوع تھیں، لہٰذا جن عیوب کا ازالہ حاجت کی تعریف پر پورا اترتا ہو ان کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

جسمانی اذیت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے تکلیف ہوتی ہو یا اعضاء کے فطری عمل میں اس سے کسی طرح کی رکاوٹ پیدا ہوتی ہو، مثلاً کان اس طرح چپکا ہوا ہے کہ سننے میں دشواری ہو رہی ہے یا ناک اس طرح دبی ہوئی ہے کہ سانس لینے میں دقت ہے اور اس کا ازالہ صرف سرجری سے ہوسکتا ہے تو اس کی گنجائش ہوگی۔

اور روحانی اذیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عیب اس طرح کا ہو کہ وہ دوسروں سے بالکل الگ نظر آتا ہو، اس کی انگشت نمائی ہوتی ہو اور کم عقلوں کے درمیان اسے استہزاء کا سامنا کرنا پڑتا ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اس سے سخت ذہنی اور روحانی تکلیف ہوگی یہ تکلیف کسی طرح بھی جسمانی تکلیف سے کم نہیں قرار دی جاسکتی، بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات اس سے بھی بڑھ کر ہو، لہٰذا اس طرح کے عیوب کو بھی زائل کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش شرعاً معلوم ہوتی ہے۔

۶-معمولی عیوب کے لئے سرجری

سوال ۵ کے تحت گزر چکا ہے کہ غیر معمولی عیوب کے لئے آپریشن کی اجازت ہوگی، اس لئے کہ ان عیوب کا ازالہ حاجت کے تحت آتا ہے، لیکن معمولی کمی بیشی کے لئے شرعاً اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے، اس لئے کہ ان کا تعلق تحسینیات سے ہوگا نہ کہ حاجات سے، اور صرف تحسین کے لئے اس کی اجازت نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ یہ بغیر شرعی اجازت کے تغییر خلق اللہ میں داخل ہے۔

تحسین کے لئے صرف وہ اقدامات درست ہوسکتے ہیں جو وقتی ہوں اور جن سے تغییر ثابت نہ ہو۔ جیسے سرمہ لگانا، سیاہ کے علاوہ بقیہ خضاب لگانا، کنگھی کرنا وغیرہ، چنانچہ سوال (۱) اور (۲) کے تحت عبارات گزر چکی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بالوں میں بال جوڑنے اور اس طرح کے دوسرے اقدامات کی اجازت نہیں دی ہے، حالانکہ ظاہر بات ہے کہ بالوں کا چھوٹا ہونا بھی ایک طرح کا عیب ہی ہے، لہٰذا اس طرح کی چیزوں کی بھی اجازت نہ ہونی چاہئے۔

لیکن بال جوڑنے اور اس عمل میں یہ فرق ہے کہ بال جوڑنے میں خداع اور تزویر ہے کہ دوسرا اس کو لمبے بالوں والی سمجھے گا جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

لیکن اس عمل میں بہرحال مقصد دھوکا دینا نہیں بلکہ ایک عیب کا دور کرنا ہے، ارادہ تغییر خلق اللہ کا نہیں بلکہ شکل کو عام شکلوں کے مطابق کرنا ہے، لہٰذا اس میں بال جوڑنے جیسی چیزوں سے کلی مشابہت نہیں ہے، لہٰذا اس عمل کی ممانعت اس طرح کی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کو مکروہِ تنزیہی یا خلافِ اولیٰ قرار دینا چاہئے، بشرطیکہ منع کی علتوں (تغییر یا تزویر) کے مقصد سے ایسا نہ کر رہا ہو۔ واللہ اعلم۔

۷-کم عمر ظاہر کرنے کے لئے سرجری

تمہیدی بحث نیز سوال (۱) اور (۲) کے تحت جو دلائل نقل کئے گئے ہیں اس سے بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ اسطرح کے مقاصد کے تحت سرجری کی اجازت شریعت نے نہیں دی ہے، اوپر احادیث اور فقہی جزئیات لکھی جا چکی ہیں کہ خداع اور تزویر کے لئے ردو بدل کی بالکل ہی اجازت نہیں ہے اور سوال میں مذکور مقصد کے تحت سرجری میں کھلم کھلا یہی بات ہے، چنانچہ:

۱-"لعن اللہ الواشمات" (الحدیث)۔

۲-" لعن اللہ الواصلة" (الحدیث) جیسی احادیث کی وضاحت اور تعلیل میں علامہ شامیؒ کی عبارت گزر چکی ہے: "لما فيه من التزوير" (شامی ۲۶۳/۵) (ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تزویر اور دھوکہ ہے)۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "منع للتدليس" (فتح الباری ۳۷۸/۱۰)۔

اور علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: "لما فيه من التدليس" (المغنی ۷۸/۱) (یعنی ممانعت کی وجہ تدلیس ہونا ہے)۔

نیز "ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" کے تحت علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: "واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها فقيل: لأنها من باب التدليس، وقيل من

باب تغییر خلق اللہ تعالیٰ کما قال ابن مسعود وھو أصح" (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۳۹۳/۵) (اس علت کے بارے میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے ممانعت ہے، تو ایک قول یہ ہے کہ اس لئے کہ وہ تدلیس کے باب سے ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ تغییر خلق اللہ کے باب سے ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے اور صحیح یہی ہے)۔

اور ڈاکٹر عبد الرحمان ابن حسن النفیسہ (ایڈیٹر مجلۃ البحوث الفقہیۃ المعاصرۃ) ممنوعہ آپریشن اور پلاسٹک سرجری کی ممنوعہ شکلوں کو شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وأما بقصد التدلیس والخداع کتوصیل الشعر من جنسه لکی تظھر المرأة بغیر مظھرھا الصحیح فی السن أو الشکل" (مجلۃ البحوث الفقہیۃ المعاصرۃ العدد السابع والاربعون۔ ص ۲۲۵) (خلق اللہ میں تغییر کی حرمت) یا تو تدلیسی اور فریب دہی کے قصد سے ہوگی، جیسے بال کو اسکے جنس سے ملانا تا کہ عورت عمر یا شکل میں اپنے صحیح مظہر کے علاوہ میں ظاہر ہو)۔

خلاصہ کلام یہ کہ سوال میں مذکورہ مقاصد کے تحت اس طرح کے آپریشن وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۸- شناخت چھپانے کے لئے سرجری

شرعی احکام اور اصولوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو بھی اچھے یا برے افعال کرے یا جن افعال سے بچے اور پرہیز کرے یہ دو طرح کے ہوتے ہیں:

الف: کچھ افعال ایسے ہیں جن میں نیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا، مثلاً، شریعت نے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اس کا ترک اچھی نیت سے ہو یا بری نیت سے مواخذہ ہوگا، جبکہ زنا، جھوٹ، غیبت اور شراب نوشی سے منع کیا ہے تو ان کا ارتکاب خواہ اچھی نیت سے کرے یا بری نیت سے اسکا مواخذہ ہوگا۔

ب- لیکن کچھ افعال ایسے بھی ہیں کہ جن کے ارتکاب اور امتناع کے حکم میں نیت کے

اختلاف سے عظیم الشان فرق واضح ہوجاتا ہے، مثلاً گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ کسی منفعت کے تحت جانوروں کا اختصاء کرنا جائز ہے، لیکن بلاضرورت ایسا کرنا جائز نہیں ہے، دیکھئے صرف نیت کے فرق سے حکم میں بالکل تضاد واقع ہوگیا۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے کسی بھی جاندار کو آگ سے تکلیف دینے کو منع فرمایا، لیکن نشان اور علامت لگانے کے لئے آپ ﷺ نے وسم کی اجازت دی اور خود بھی وسم کے ذریعہ نشان لگایا، حالانکہ یہ بھی ایک طرح سے جلا کر اذیت پہنچانا ہے لیکن حکم میں فرق نیت کے فرق سے واقع ہوگیا ہے، اس طرح کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہوتی ہے کہ نیت بدلنے سے نہی کی علت معدوم ہوجاتی ہے۔ نہی کی علت مثلاً تعذیب ہے، اور کسی خاص مقصد سے کام کیا گیا تو نیت تعذیب نہیں بلکہ مخصوص مقصد حاصل کرنا ہے تو جب نہی کی علت تعذیب موجود نہیں تو ممانعت بھی نہیں پائی گئی، اس لئے کہ قاعدہ ہے: ''الحکم یدور مع العلة وجوداً وعدماً'' اس طرح جواز ثابت ہوگیا۔

ان تفصیلات کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لئے سرجری کرا رہا ہے تو اس میں بلا کسی جائز وجہ کے تغییر خلق اللہ، تدلیس، تزویر جیسی اس عمل کی ممانعت کی تمام علتیں پائی جارہی ہیں، ساتھ ہی ممانعت کی ایک مزید علت یعنی قانونی تقاضوں کے پورا کرنے سے فرار بھی پایا جارہا ہے، اس لئے کہ اس کے اس عمل کا مقصد اور نیت ہی یہی ہے کہ وہ اس طرح حکام کی نگاہوں کے سامنے رہ کر بھی ان سے چھپا رہے، ظاہر ہے کہ یہ تدلیس ہے، پھر اپنے کو دوسری شکل میں دوسرے فرد کی طرح پیش کر رہا ہے یہ تزویر ہے۔

اوپر یہ بھی بتایا گیا کہ عام حالات میں تغییر ممنوع ہے، اس کا جواز کسی ضرورت یا حاجت ہی سے ہوسکتا ہے اور یہ عمل شرعی ضرورت یا حاجت کے بغیر ہے، لہٰذا یہ عمل بلاشبہ مفسرین کی تغییر کے مطابق تغییر خلق اللہ کے مفہوم میں شامل ہے۔

لہٰذا اس عمل کے جواز کی بظاہر کوئی گنجائش نہیں ہے چنانچہ ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن حسن النفیسہ لکھتے ہیں: "ومن هذه الصور عمليات التجميل الكبرى والصغرى التي يقصد منها تغيير معالم الوجه لإخفاء معالم جريمة ارتكبها صاحبها مثلاً فهذه الأفعال وأمثالها تعد تغييراً لخلق الله ويعد فاعلها مرتكبا لاثم كبير لكونه اتخذ الشيطان وليا من دون الله فخسر خسرانا مبينا" (مجلة البحوث الفقهية المعاصرة العدد الثالث والاربعون ۱۴۲۰ھ ص ۲۲۳)۔

(انہیں ممنوعہ شکلوں میں وہ مکمل یا جزئی پلاسٹک سرجری بھی ہے جس کا مقصد چہرے کی علامات کا تبدیل کردینا ہوتا ہے تاکہ مثلاً ایسے جرائم کے نشانات مٹائے جاسکیں جن کا ارتکاب اس نے کیا تھا تو یہ افعال اور اس جیسے افعال کو تغییر خلق اللہ میں شمار کیا جائے گا اور کرنے والے کو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شمار کیا جائے گا، اس لئے کہ اس نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو مددگار بنالیا ہے، نتیجہ میں اسے عظیم الشان خسارہ ہوا ہے)۔

مظلوم کا سرجری کرانا

جہاں تک سوال کے دوسرے جزء کا تعلق ہے، یعنی مظلوم کا اس مقصد سے سرجری کرانا تاکہ اپنی شناخت چھپا سکے اور ظالم کے ظلم سے بچ سکے تو اگر ظلم کا خطرہ حقیقی ہے، صرف وہمی نہیں ہے، اور خطرہ جان بچانے یا کسی عضو کے تلف ہوجانے کا ہے، نیز اس عمل کا کوئی جائز متبادل بھی موجود نہیں ہے تو یہ حالتِ اضطرار ہے، اس میں سرجری ضرورت کے تحت آئے گی اور جائز ہوگی، تفصیلات گذشتہ صفحات میں آچکی ہیں۔

خطرہ صرف وہمی ہو، یا صرف معمولی مالی یا جسمانی نقصان کا ہو، جان یا عضو کے تلف ہونے کا خطرہ نہ ہو تو یہ ضرورت حاجت کے تحت نہیں آئے گا اور اس کی اجازت نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس صورت میں یہ بلا سبب تغییر خلق اللہ نیز تدلیس کے تحت آنے والی چیز ہے: "فإن

أكره على أكل ميتة أو دم أو لحم خنزير أو شرب خمر بإكراه غير ملجئ بحبس أو ضرب أو قيد لم يحل إذ لا ضرورة في إكراه غير ملجئ" (الدر المختار ۹۲/۵، کتاب الإکراہ)۔

(اگر قید کر کے، ضرب لگا کے یا بیڑی پہنا کے غیر ملجی اکراہ کے ذریعہ مردار، خون یا خنزیر کا گوشت کھانے پر یا شراب پینے پر مجبور کیا جائے تو حلال نہیں ہوگا (یعنی ان چیزوں کا استعمال) اس لئے کہ "غیر ملجی" اکراہ میں ضرورت متحقق نہیں ہوتی)۔

خلاصہ کلام یہ کہ مجرم کے لئے شناخت چھپانے کے مقصد سے سرجری کرانا ناجائز ہوگا، مظلوم کو حقیقی اضطرار ہو تو کرا سکتا ہے بلا ضرورت جائز نہ ہوگا۔

پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام

مولانا سید حسین احمد☆

الحمدلله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد:

بیماری میں علاج کروانا نہ صرف جائز بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے:

عن أسامة بن شريك قال: أتيت النبي ﷺ وأصحابه كأنما على رؤسهم الطير فسلمت ثم قعدت فجاء الأعراب من هاهنا وهاهنا فقالوا: يا رسول الله! أنتداوى؟ فقال: "تداووا فإن الله عز وجل لم يضع داء إلا وضع له دواء غير داء واحد الهرم" (رواہ مسلم)۔

عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام" (سنن ابی داود)۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: "ما أنزل الله عز وجل داء إلا أنزل له دواء علمه من علمه وجهله من جهله" (مسند احمد)۔

انسانی جسم میں ایسا عیب جس کی وجہ سے انسان بدہیئت نظر آئے چاہے وہ عیب پیدائشی ہو یا بعد میں پیدا ہوا ہو اس کا دور کرنا بھی علاج کے قبیل سے ہے۔اس عیب کو دور کرنے کی کئی صورتیں محتمل ہیں:

☆ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی۔

۱-اس عیب کو اس طرح دور کیا جائے کہ جسم میں کسی قطع و برید کی ضرورت پیش نہ آئے اور نہ ہی انسانی اجزاء سے انتفاع کی نوبت آئے۔

۲-قطع و برید کی نوبت آئے، لیکن انسانی اجزاء کے استعمال کی نوبت نہ آئے۔

۳-قطع و برید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انتفاع بھی ہو۔

پہلی صورت کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، اس کے جواز کے لئے درج ذیل حدیث کافی ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد "قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمره النبي صلى الله عليه وسلم فاتخذ أنفا من ذهب" (سنن ابی داؤد)۔

دوسری صورت کا حکم: عام حالات میں (کسی ضرورت یا حاجت کے بغیر) انسانی بدن میں تراش خراش یا اس میں کسی قسم کے تغیر وتبدل کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، تاہم ضرورت یا حاجت کی بناء پر قطع و برید کو گوارا کیا گیا ہے، جس پر متعدد نصوص اور فقہاء کرام کی عبارات دال ہیں:

عن سعد بن إبراهيم قال: "رأيت عروة أصابه هذا الداء يعني الآكلة فقطع رجله من الركبة" (مصنف ابن ابی شیبہ)۔

عن جابر رضي الله عنه قال: "بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيبا فقطع منه عرقا ثم كواه عليه" (رواہ مسلم فی الصحیح)۔

ہندیہ میں ہے: لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسري كذا في السراجية۔

کیّ (داغ) سے عام طور سے احادیث میں منع وارد ہوا ہے، کیونکہ اس میں جلد کو گرم لوہے سے جلایا جاتا ہے، لیکن بوقت حاجت خود رسول اللہ ﷺ نے بھی داغ لگایا ہے، اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی بوقت حاجت داغ لگائے ہیں۔

اسی طرح وشم جس سے احادیث میں ممانعت آئی ہے، اور اس کو تغییر لخلق اللہ میں شمار کیا گیا ہے، بوقت حاجت اس کی بھی اجازت دی گئی ہے:

قال عبدالله بن مسعود: "فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن النامصة والواشرة والواصلة والواشمة إلا من داء" (مسند احمد)۔

الفواکہ الدوانی میں ہے:

الثالث: قال بعض: وينبغي أن محل حرمة الوشم حيث لا يتعين طريقا لمرض وإلا جاز، لأن الضرورات قد تبيح المحظورات في زمن الاختيار فكيف بالمختلف فيه۔

اسی طرح زائد انگلی کاٹنے، جراح کیلئے رتقاء باندی کا رتق کاٹنے اور پتھری کیلئے شق مثانہ کو بھی جائز کہا گیا ہے۔

بلکہ عام حالات میں کسی جانور کے بدن میں بھی چیر پھاڑ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس میں تعذیب الحیوان ہے، لیکن بوقت حاجت اس کی گنجائش دی گئی ہے، مثلاً جانوروں کو بوقت حاجت خصی کرنا جائز ہے۔ حج کی ھدی میں اشعار مسنون ہے، علامت لگانے کے لئے جانوروں میں "وسم" یعنی گرم لوہے سے نشان لگانے کی گنجائش ہے، جس سے جلد کا کچھ حصہ جل جاتا ہے۔

ان تمام تصریحات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بوقت ضرورت وحاجت بدن میں بقدر ضرورت قطع وبرید کی گنجائش ہے اور ایسا جسمانی عیب جس سے انسان بدنما معلوم ہوتا ہو اور اس کو ذہنی اذیت پہنچتی ہو اس کو دور کرنا بھی ایک حاجت ہے اور اس صورت میں اگر ازالہ عیب کا اور کوئی طریقہ ممکن نہ ہو تو اس کے لئے مریض کے بدن میں تراش خراش کی بقدر ضرورت گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

تیسری صورت یہ کہ قطع وبرید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انتفاع بھی ہو۔

اس میں تین صورتیں ہیں:

۱-عضو کو اپنی سابقہ جگہ لوٹانا۔

۲-مریض کے بدن سے کوئی جزء لیکر اسی کے بدن میں دوسری جگہ لگانا۔

۳-دوسرے شخص سے کوئی عضو لیکر لگانا۔ یہ تیسری صورت ہمارے بحث سے خارج ہے، اسلئے اس سے بحث نہیں کی جائے گی۔

پہلی صورت کہ جسم کے کسی عضو کو اپنی جگہ لوٹا دینا، اس کو اکثر فقہاء کرام نے جائز لکھا ہے۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز، كما إذا قطع شيء من عضوه فأعاده إلى مكانه فأما سن غيره فلا يحتمل ذلك۔

والثاني: أن استعمال جزء منفصل عن غيره من بني آدم إهانة بذلك الغير، والآدمي بجميع أجزائه مكرم، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه۔

اس کے جواز پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی استدلال ہوسکتا ہے۔

بعض فقہاء کرام جو اس صورت کو جائز نہیں سمجھتے وہ اس وجہ سے کہ یہ ما ابین من الحی ہے جو کہ نجس ہے، لیکن جب اس عضو میں حیات حلول کر جائے تو پھر یہ علت باقی نہیں رہتی۔ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

وفي شرح المقدسي قلت : والجواب عن الإشكال أن إعادة الأذن وثباتها إنما يكون غالبا بعود الحياة إليها فلا يصدق أنها مما أبين من الحي ؛ لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تبن، ولو فرضنا شخصا مات ثم أعيدت حياته معجزة أو كرامة لعاد طاهرا۔

دوسری صورت کہ مریض کے بدن سے کوئی جزء لیکر اسی کے بدن میں دوسری جگہ لگا دیا جائے۔

سابقہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ بوقت حاجت بدن میں بقدر ضرورت قطع

وبرید کی گنجائش ہے، اور یہ کہ ازالہ عیب کیلئے زائد انگلی کاٹنے کو فقہاء کرام نے جائز لکھا ہے، کیونکہ یہ تغییر لخلق اللہ کی ممنوع صورت میں داخل نہیں بلکہ طبعی حالت کی طرف لوٹانا ہے۔

لہذا اگر مریض کے بدن کا کوئی جزء لیکر اس کے بدن کے کسی عیب کو دور کیا جائے تاکہ وہ طبعی حالت کے موافق ہوجائے تو بظاہر اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ لیا جانے والا جزء بہت معمولی ہو اور وہ جگہ دوبارہ بھر جاتی ہو۔

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں انتفاع بجزء الآدمی ہے جس کو فقہاء کرام نے ناجائز لکھا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس ممانعت سے ضرورت وحاجت کے مواقع مستثنی ہیں، فقہاء کرام نے علاج کی غرض سے عورت کے دودھ کو کان میں ڈالنے کی گنجائش دی ہے۔ اور دودھ بھی انسانی جزء ہی ہے۔ اس پر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ دودھ تو بدن سے بلا کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے، جس میں توہین کا پہلو نہیں ہے اور مسئلہ مبحوث عنہا میں بدن میں قطع وبرید کی ضرورت پیش آتی ہے جو انسانی تکریم کے منافی ہے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اول تو اپنے بدن کا کوئی جزء لیکر بدن کے دوسرے حصے کی اصلاح کرنے میں تکریم کے منافی یا توہین کا پہلو ہی نہیں، اگر کوئی شخص انسانی اعضاء لیکر دوسری عام استعمالی اشیاء کی طرح استعمال کرے تو یہ بلاشبہ انسانی تکریم کے منافی ہے اور عرف میں بھی اس کو توہین سمجھا جاتا ہے، لیکن بغرض علاج اپنے بدن کا کوئی جزء لیکر دوسری جگہ لگادینے کو عرفاً تکریم کے خلاف نہیں سمجھا جاتا، اور غیر منصوص احکام میں عرف کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ کاسانیؒ اسی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والآدمي بجميع أجزاءه مكرم، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه (بدائع)۔

دوم یہ کہ اگر بالفرض اس میں توہین کا پہلو ہو تو ضرورت یا حاجت کے بعض مواقع پر اس کو گوارا کرنے کی مثالیں خود فقہاء کرام نے بھی ذکر فرمائی ہیں، مثلاً مردہ کی چیر پھاڑ یا اس کی

ہڈی توڑنا ناجائز ہے کہ اس میں انسان کی توہین ہے، لیکن اگر کوئی انسان کسی کا موتی نگل لے اور مرجائے تو بعض صورتوں میں اس مردے کے پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح مردہ عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کے نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنا جائز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت یا حاجت کو انسانی تکریم کے پہلو پر مقدم کیا جاسکتا ہے۔

البتہ اس پر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ فقہاء کرام نے مضطر کے لئے اپنے جسم کے کسی عضو کو کھانے کی گنجائش نہیں دی تو حاجت کیلئے کیسے کاٹنا جائز ہوگا۔

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک فقال له رجل: اقطع يدى وكلها أو قال: اقطع منى قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذلک، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل كذا فى فتاوى قاضى خان (ہندیہ)۔

لیکن اس جزئیہ میں ممانعت کی وجہ خوف ہلاکت ہے، کہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے میں ہلاکت کا اندیشہ ہے اور جو حصہ کاٹ کر کھایا ہے اس کی وجہ سے بچنا موہوم ہے، اور موہوم مقصد کے لئے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا جائز نہیں۔ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

فإن لم يجد المضطر شيئا لم يبح له أكل بعض أعضائه.وقال بعض أصحاب الشافعي: له ذلک، لأن له أن يحفظ الجملة بقطع عضو كما لو وقعت فيه الآكلة۔

ولنا إن أكله من نفسه ربما قتله فيكون قاتلا لنفسه ولا يتيقن حصول البقاء بأكله، أما قطع الآكلة فإنه يخاف الهلاک بذلک العضو فأبيح له إبعاده ودفع ضرره المتوجه منه بتركه كما أبيح قتل الصائل عليه ولم يبح له قتله ليأكله (المغنی)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہلاکت کا خوف نہ ہوتو گنجائش ہے اور پلاسٹک سرجری میں ہلاکت کا خوف نہیں ہوتا، بلکہ بقول اطباء اس میں جسم کا بہت معمولی حصہ لیا جاتا ہے، اور وہ جگہ دوبارہ بھر جاتی ہے اور پہلے کی طرح ہوجاتی ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اپنے عضو کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی گنجائش دی ہے، قرار داد درج ذیل ہے:

يجوز نقل العضو من مكان من جسم الإنسان إلى مكان آخر من جسمه مع مراعاة التأكد من أن النفع المتوقع من هذه العملية أرجح من الضرر المترتب عليها، وبشرط أن يكون ذلك لإيجاد عضو مفقود أو لإعادة شكله أو وظيفته المعهودة له أو لإصلاح عيب أو لإزالة دمامة تسبب للشخص أذى نفسياً أو عضوياً.

ويدعم هذا الرأى القواعد الفقهية التالية:

١ – الضرورات تبيح المحظورات.

٢ – يرتكب أخف الضررين لدفع أعظمهما.

٣ – المشقة تجلب التيسير (مجلۃ المجمع ۸۹/۱۴)۔

ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) نے بھی اس کے جواز کا فتوی دیا: وبعد المناقشة وتداول الآراء قرر المجلس بالإجماع:

جواز نقل عضو أو جزئية من إنسان حى مسلم أو ذمى إلى نفسه إذا ادعت الحاجة إليه وأمن الخطر فى نزعه وغلب على الظن نجاح زرعه (قرار ۹۹ التاریخ ۶/۱۱/ ۱۴۰۲ھ)۔

البتہ بغرض زینت بدن میں قطع وبرید کی گنجائش نہیں، احادیث میں دانتوں کے درمیان فصل کرنے، بدن گودنے اور گدوانے کی صراحتاً ممانعت آئی ہے، اسی بناء پر فقہاء کرام کی

عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ زینت کی غرض سے بدن میں قطع وبرید کی گنجائش نہیں، بلکہ یہ قطع وبرید تغییر لخلق اللہ میں داخل ہوگی، لہذا بغرض تجمیل پلاسٹک سرجری کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

عن علقمة قال عبد الله: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى (رواہ البخاری، باب المتفلجات للحسن)۔

وفی تفسير الطبری:: سأل رجل الحسنَ: ما تقول فی امرأة قَشَرت وجهها؟ قال: ما لها لعنها الله غَيَّرت خلقَ الله.

وفی تكملة فتح الملهم: (۴/ ۱۹۵): والحاصل أن كل مايفعل فی الجسم من زياده أو نقص من أجل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرا مع الجسم وبما يبدو منه أنه كان فی أصل الخلقة هكذا فإنه تلبيس وتغيير منهی عنه. وأما ما تزينت به المرأة لزوجها من تحمير الأيدی، أو الشفاه أو العارضين بما لا يلتبس بأصل الخلقة، فإنه ليس داخلا فی النهی عند جمهور العلماء، وأما قطع الإصبع الزائدة ونحوها فإنه ليس تغييرا لخلق الله وهو من قبيل إزالة عيب أو مرض، فأجازه أكثر العلماء خلافا لبعضهم۔

البتہ بچیوں کے کانوں میں سوراخ کرنا (اگر چہ وہ زینت کے حصول کیلئے ہو) چونکہ عہد رسالت سے رائج ہے اور اس پر نکیر ثابت نہیں تو وہ عام اصول سے مستثنیٰ ہو کر جائز ہوگا۔

اس تفصیل سے اکثر سوالات کے جوابات حل ہو گئے ہیں، البتہ مزید وضاحت کی غرض سے ہر سوال کا مختصر جواب بھی ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

۱- تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا عیب دور کرنا جائز ہے، لہذا اس غرض سے آپریشن کرانے کی گنجائش ہے۔

۲- اس صورت میں بھی آپریشن کرانا درست ہے۔

۳- عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرے پر جو جھریاں پیدا ہوتی ہیں وہ عیب نہیں بلکہ عمر کا طبعی تقاضا ہے، اور فطرت کے مطابق ہے، اس کو دور کرنے کے لئے بدن کی قطع و برید تغییر لخلق اللہ میں داخل ہوگی۔

دوسرا یہ کہ اس میں خداع بھی ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں سیاہ خضاب بوجہ خداع کے مکروہ ہے، حالانکہ سیاہ رنگ لگانا پلاسٹک سرجری سے اہون ہے کہ رنگ مستقل نہیں رہتا، اور پلاسٹک سرجری کا اثر مستقل ہوتا ہے، اس کا تقاضا یہی ہے کہ عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرے کی جھریاں ختم کرنے کے لئے آپریشن کرنا زیادہ شدت کے ساتھ ممنوع ہو، کیونکہ اس میں دھوکے کا پہلو دائمی ہے۔

۴- عیب دور کرنے کے لئے اگر آپریشن کے علاوہ کوئی صورت نہ ہو تو آپریشن کی گنجائش ہے، جیسا کہ تفصیل سے گزرا۔

۵- جسمانی عیوب دور کرنے کیلئے اگر پلاسٹک سرجری کے علاوہ کوئی اور صورت ممکن نہ ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے، البتہ وہ تغیرات جو عمر کا طبعی تقاضا ہوں انھیں دور کرنے کیلئے آپریشن کی گنجائش نہیں ہوگی۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کو دور کرنا زینت میں داخل ہے، اور زینت کے لئے جسم میں کسی قسم کی تراش خراش جائز نہیں۔

۷- یہ تغییر لخلق اللہ میں داخل ہے اور اس میں دھوکہ بھی ہے، اس لئے اس کی گنجائش نہیں۔

۸- پلاسٹک سرجری کی گنجائش حاجت کی بناء پر ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ عیب دور کرنے کیلئے کوئی متبادل طریقہ نہ ہو، لیکن مظلوم کیلئے اپنی شناخت چھپانے کے لئے متبادل بہت سے طریقے موجود ہیں، اس لئے اس غرض سے پلاسٹک سرجری کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری - اسلام کا نقطۂ نظر

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی ☆

طب کی ایک شاخ، جس میں جسم انسانی کے کسی عضو کی ہیئت یا فعل کو درست کرنے کے لیے ایک خاص طرح کا آپریشن کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری (Plastic surgery) کہلاتی ہے۔'پلاسٹک' یونانی لفظ Plastikos سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو موڑنا، اسے نئی شکل دینا to mold, to shape (اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ سرجری کی اس قسم میں مخصوص کیمیاوی مادہ 'پلاسٹک' کا استعمال ہوتا ہے۔)

تاریخی پس منظر

انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ وہ صحت مند رہے، اسے کوئی بیماری لاحق نہ ہو، اس کے اعضائے بدن ٹھیک طریقے سے کام کرتے رہیں، ان کے افعال میں کوئی نقص وخلل واقع نہ ہو، ظاہری طور پر بھی ان میں کوئی عیب دکھائی نہ دے اور اس کی شخصیت پرکشش اور جاذب نظر معلوم ہو، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی سبب سے اس کے کسی عضو میں بدہیئتی پیدا ہو جائے تو وہ اس کے ازالے کی کوشش کرتا ہے اور اگر وہ عضو اپنا مفوضہ کام کرنا بند کردے یا اس میں کمی آجائے تو اسے درست کرنے کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔

دنیا کی تمام قوموں میں علاج ومعالجہ کی جن اولین تدابیر کا سراغ ملتا ہے ان میں اس

☆ ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ۔

پہلو کے بھی اشارے پائے جاتے ہیں، مورخین کے مطابق ہندوستان میں دو ہزار سال قبل مسیح اس عمل کے انجام دیے جانے کا پتا چلتا ہے۔ مشہور ہندوستانی طبیب سشرت (Sushruta) نے (جس کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے) پلاسٹک سرجری کے میدان میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ قدیم مصری طب میں بھی چہرے کی عمل جراحی سے متعلق بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ پہلی صدی قبل مسیح میں رومی طب میں بھی اس مخصوص عمل جراحی کی سادہ تکنیک کا سراغ ملتا ہے۔ یہ لوگ زخمی اور کٹے ہوئے کان کی اصلاح اور درستگی کا کام انجام دیتے تھے۔ اس طریقہ علاج میں ہندوستانی اطباء کی مہارت سے دیگر ممالک میں بھی فائدہ اٹھایا گیا۔ سشرت اور چرک (پ: ۳۰۰ ق) کی طبّی تصانیف کا عباسی عہد خلافت میں عربی میں ترجمہ کیا گیا، ان سے عرب اطباء واقف ہوئے، پھر یہ ترجمے یورپ پہنچے تو ان سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اٹلی میں Branca Family of Sicily(15th Century) اور Gaspare TagliaCozzi (Bologna) سشرت کی تکنیک سے بہ خوبی آگاہ تھے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں کچھ برطانوی طبیبوں نے ہندوستان کا سفر کیا، تاکہ ناک کی پلاسٹک سرجری کا مشاہدہ کریں، جو یہاں مقامی طریقوں سے انجام دی جاتی تھی۔ اس کی رپورٹیں Gantleman's Magazine میں شائع ہوئیں۔

اسی طرح پلاسٹک سرجری کے مقامی طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لیے Joseph Constantine Carpue(1764-1846) نے ہندوستان میں بیس سال گزارے، چوں کہ اس مخصوص عمل جراحی میں بہت زیادہ خطرات تھے، خاص طور سے اس صورت میں جب معاملہ سر اور چہرے کا ہو، اس لئے ناگزیر حالت میں ہی اس کو انجام دیا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں پلاسٹک سرجری کو کچھ زیادہ رواج ملا اور اس میدان میں نئی نئی تکنیکیں ایجاد کی گئیں اور نئے نئے تجربات کیے گئے، اس کا اندازہ درج ذیل کاموں سے بہ خوبی کیا جاسکتا ہے جنھیں اس میدان کے اہم سنگ ہائے میل کہنا بے جا نہ ہوگا۔

۱۸۱۵ء میں Joseph Carpue نے ایک برطانوی فوجی آفیسر کی پلاسٹک سرجری کی جو mercury treatment کے سمّی اثرات کے نتیجے اپنی ناک گنوا بیٹھا تھا۔

۱۸۱۸ء میں جرمن سرجن Carl Ferdinand Von Graefe(1787-1840) نے اپنی کتاب Rhinoplastic شائع کی۔ اس میں اس نے اطالوی طریقہ جراحی میں تبدیلی کرتے ہوئے original delayed Pedicle Flap کے بجائے بازو کی کھال لگانے (Free Skin graft) کا طریقہ ایجاد کیا۔

۱۸۲۷ء میں امریکن سرجن Dr. John Peter Mattauer(1787-1875) نے اپنے تیار کردہ اوزاروں سے تالو میں شگاف (Cleft Palate) کا پہلا آپریشن کیا۔

۱۸۴۵ء میں Johann Friedrich Dieffenbach(1792-1847) نے ناک کی پلاسٹک سرجری پر ایک مبسوط تحریر لکھی جس کا عنوان Operatiue Chirurgie تھا۔ اس میں اس نے اصلاح شدہ ناک کے جمالیاتی مظہر کو بہتر بنانے کے لیے دوبارہ آپریشن کا تصور پیش کیا۔

۱۸۸۹ء میں امریکن سرجن George Monks(1853-1933) نے درمیان میں پچکی ہوئی ناک (Saddle nose) کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کرنے (Heterogeneous free bone grafting) کا کامیاب تجربہ کیا۔

۱۸۹۱ء میں ایک امریکی ماہر امراض اذن وانف وحلق John Orlando Roe(1848-1915) نے ایک نوجوان خاتون کی ناک کے پچھلے ابھار کو کم کرنے کے لیے آپریشن کیا۔

۱۸۹۲ء میں Robert weir نے بیٹھی ہوئی ناک (Sunken nose) درست کرنے کے لیے بطخ کے سینے کی ہڈی (Duck sternum) استعمال کرنے کا تجربہ کیا (Xenograft) لیکن اس میں اسے کامیابی نہیں ملی۔

۱۸۹۶ء میں جرمن سرجن (1848-1926) Jemes Adolf Israel نے امریکن سرجن George Monks کے مثل ناک کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کی۔

۱۸۹۸ء میں جرمن آرتھو پیڈک سرجن (1843-1907) Jacques Joseph نے ناک کے ابھار کو کم کرنے (Reduction Rhinoplasty) کا اپنا پہلا تجربہ شائع کیا۔

نیا زمانہ، نئے مسائل

پلاسٹک سرجری کے میدان میں بیسویں صدی میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی، کہا جاتا ہے کہ برطانوی فوجی Walter Yeo غالباً پہلا شخص ہے جس کے چہرے کی ۱۹۱۷ء میں SKin graft کے ذریعہ کامیاب سرجری کی گئی۔

جنگ عظیم اول (۱۸-۱۹۱۴ء) اپنے ساتھ بھیانک تباہی لائی۔ بہت سے لوگ اس میں ہلاک ہوئے اور ان سے کہیں زیادہ تعداد میں زخمی ہوئے۔ بہت سے فوجی ہاتھ پیر سے معذور ہو گئے۔ ان کے بدن اور چہرے جھلس گئے۔ اس موقع پر بہت سے ممالک میں پلاسٹک سرجری کے کامیاب تجربے ہوئے۔ ایسا ہی جنگ عظیم دوم (۴۵-۱۹۳۹ء) کے بعد بھی ہوا۔

نیوزی لینڈ کے سرجن ماہر امراض اذن وحلق Sir Harold Delf Gillies(1882-1960) نے ان لوگوں کے لیے، جن کے چہروں پر جنگ عظیم اول کے درمیان گہرے زخم آئے تھے اور وہ مسخ ہو گئے تھے، جدید پلاسٹک سرجری کے بہت سے

طریقوں کو ترقی دی۔

امریکہ میں Dr.Vilray Papin Blair(1871-1955) نے جنگ عظیم اول کے فوجیوں کے جبڑوں اور چہروں کو لاحق ہونے والے پیچیدہ زخموں Complex Maxillofacial injuries کے کامیاب آپریشن کیے۔ اس کی کوششوں سے امریکی ملٹری ہاسپٹل میں پلاسٹک سرجری کا مستقل شعبہ قائم ہوا، جس کے بعد برطانیہ، فرانس، کناڈا اور دیگر ممالک میں بھی اس طرح کے شعبے قائم ہوئے، جنگ عظیم دوم کے بعد نیوزی لینڈ کے سرجن Sir Archibald McIndoe (1900-1960) نے جو Sir Harold کا شاگرد تھا، Royal Air Force کے فوجیوں کا ابتدائی علاج کیا، جن کے بدن جھلس گئے تھے۔

امریکہ میں چہرے کی سرجری اور پلاسٹک سرجری سے متعلق ایک انجمن قائم ہوئی جس کا نام تھا: American Association of oral and Plastic Surgery، بعد میں یہ انجمن دو ذیلی انجمنوں میں تقسیم ہوگئی:

(1) American Association of Plastic Surgeons

(2) American Assocation of oral and Maxillofacial Surgeons.

ان تمام کوششوں اور خدمات کے باوجود پلاسٹک سرجری طب کا ایک مخصوص اور محدود شعبہ تھا، جس کے تحت جسمانی عیوب ونقائص کی اصلاح کی جاتی تھی۔ جنگوں اور حادثات وآفات کے مواقع پر تو پلاسٹک سرجری کے ضرورت مند متاثرین کی تعداد بڑھ جاتی تھی، لیکن عام حالات میں ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی، لیکن جب سے اس میں ایک نئے ذیلی شعبے کو متعارف کرایا گیا۔ جس کا مقصد انسان کے ظاہری حسن وجمال میں اضافہ تھا، اس وقت سے یہ شعبہ کافی مقبول ہوگیا۔ ہر شخص کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیکھنے میں اچھا لگے، اس کا چہرہ خوب صورت معلوم ہو، اس کے اعضاء چست دکھائی دیں اور ان پر عمر درازی کے اثرات

عیاں نہ ہوں۔اس نئے شعبے سے ان کی یہ فطری خواہشات پوری ہوتی نظر آئیں۔مختلف ممالک میں مختلف سطحوں پر منعقد ہونے والے حسن کے مقابلوں، فلمی ستاروں کو ملنے والے اعزازات، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی پر تعیش زندگی اور دیگر عوامل و محرکات نے پلاسٹک سرجری سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں سیکڑوں گنا اضافہ کر دیا اور اس فن نے ایک بہت زیادہ منافع بخش کاروبار کی شکل اختیار کر لی۔اس کی مقبولیت کا اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جس کے مطابق ۲۰۰۶ء میں صرف امریکہ میں پلاسٹک سرجری کے تقریبا گیارہ ملین آپریشن کیے گئے ہیں۔پھر جب یہ فن کاروبار ٹھہرا تو اس کی خواہش رکھنے والوں کو یہ تلاش ہونے لگی کہ کہاں کہاں کم سے کم خرچ پر یہ آپریشن کروائے جاسکتے ہیں۔اس کے لیے کیوبا، تھائی لینڈ، ارجنٹائنا، ہندوستان اور مشرقی یورپ کے بعض ممالک کی نشان دہی کی گئی، آپریشن آپریشن ہے، اس میں بہت سے خطرات پائے جاتے ہیں اور بہت سی پیچیدگیوں کا اندیشہ رہتا ہے، لیکن ان سے بے پرواہو کر ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس فن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

مقاصد اور میدانِ عمل

مقاصد کے اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

الف-اصلاحی عمل جراحی (Reconstructive Surgery)۔

پلاسٹک سرجری کا مقصد بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جسم میں پائے جانے والے کسی ایسے عیب یا نقص کو دور کیا جائے جس سے انسان دیکھنے میں بدہیئت نظر آرہا ہو، یا کسی ایسے عضو کی کارکردگی کو بحال کیا جائے یا بہتر بنایا جائے جس کی منفعت ختم یا کم ہوگئی ہو۔ یہ عیب یا نقص خِلقی (Congenital) بھی ہوسکتا ہے اور حادثاتی (Accidental) بھی۔

جن صورتوں میں اس قسم کی سرجری کی ضرورت پڑتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

- پیدائشی نقائص (Congenital abnormalities) جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا (Cleft lip) تالو کا کٹا ہونا (cleft Palate)، بیرونی کان کا نہ ہونا۔ سر کی ہڈیوں کا باہم ملا ہونا (Craniosynostosis) ہاتھ کے پیدائشی نقائص (Congenital hand deformities)
- بچوں کی نشو ونما کے نقائص (developmental abnormalities)
- چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سر اور چہرے کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا (Craniofacial skeleton Fracture)
- جسم کا جھلس جانا (Burns)
- ٹیومر یا کینسر، جیسے پستان کا کینسر (Breast cancer) سر یا گردن کے کینسر (CranioCervical cancer) جلد کا کینسر (skin cancer)
- گنجاپن (Baldness)

ب- تجمیلی عمل جراحی (Cosmetic or Aesthetic Surgery)

بسا اوقات پلاسٹک سرجری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اعضاء کی ساخت میں مناسب تبدیلی کر کے انسان کی ظاہری ہیئت کو خوب صورت اور پر کشش بنایا جائے۔ اسی طرح عمر ڈھلنے کے ساتھ انسان کے اعضاء میں ڈھیلا پن اور کچھ بد ہیئتی آجاتی ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سرجری کی اس قسم کے ذریعے جو افعال انجام دیے جاتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

- پیٹ کا ڈھیلا پن دور کرنا (Abdominoplasty)
- ڈھلک جانے والے پلکوں کو نئی شکل دینا (Blepharoplasty)
- چھوٹے پستان کو بڑا کرنا (Breast augmentation)

- بڑے پستان کو چھوٹا کرنا(Breast reduction)
- پستانوں کا ڈھیلا پن کم کر کے انھیں اوپر اٹھانا یا نئی شکل دینا(Mastopexy)
- کولہوں کو اوپر اٹھانا(Buttock Augmentation)
- ناک کو نئی شکل دینا(Rhinoplasty)
- کان کو نئی شکل دینا(otoplasty)
- چہرے سے جھرّیاں اور بڑھاپے کی علامات دور کرنا(Rhytidectomy)
- ٹھڈّی کو اوپر اٹھانا(chin Augmentation)
- رخسار کو اوپر اٹھانا(Cheek Augmentation)
- جلد کو خوب صورت بنانا(Laser skin resurfing)
- مَردوں کا سینہ کشادہ کرنا(Male Pectoral implant)
- چہرے سے مہاسے، چیچک کے داغ اور دیگر نشانات ختم کرنا(Chemical Peel)
- ہونٹ کو نئی شکل دینا(Labia Plasty)
- جسم سے چربی کم کرنا(Suction-Assisted Lipectomy)

سرجری کا طریقۂ کار

پلاسٹک سرجری کے لیے عموماً درج ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے:

- اعضاء کے عیب یا نقص کو دور کرنے کے لیے آپریشن کیے جاتے ہیں۔
- موٹے لوگوں میں بدن سے زائد چربی کو زائل کر کے اسے دبلا اور چھریرا بنایا جاتا ہے۔
- بدن کے دوسرے حصوں سے چربی کو منتقل کر کے کولہے ابھارے جاتے ہیں۔

- جسم جھلس جانے کی صورت میں لیفی انسجہ (Fibrous tissues) جن میں بہت زیادہ کھینچاؤ ہوتا ہے، انھیں آپریشن کرکے نکال دیا جاتا ہے اور صحیح جلد کو ملا کر جوڑ دیا جاتا ہے۔
- جلد کو خوب صورت بنانے کے لیے Laser Technique سے مدد لی جاتی ہے۔
- ایک عام اور اہم طریقہ Microsurgery کہلاتا ہے۔ اس میں کسی عضو کے نقص کو چھپانے کے لیے جلد، عضلہ، ہڈی یا چربی کے نسیج (tissue) کو دوسری جگہ سے متاثرہ جگہ تک منتقل کیا جاتا ہے اور وہاں کی عروق دمویہ کو جوڑ کر دموی پرورش (blood supply) جاری کردی جاتی ہے۔ یہ تکنیک جلد کی منتقلی کے سلسلے میں کثرت سے مستعمل ہے۔ اسے Skin grafting کہتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

۱- Autografts: اس میں ایک ہی شخص کی جلد کسی ایک عضو سے دوسرے عضو تک منتقل کی جاتی ہے۔

۲- Allografts: اس میں کسی صحت مند انسان کے جسم سے جلد کا ایک حصہ لے کر دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کیا جاتا ہے۔

۳- Xenografts: اس میں کسی حیوان کی جلد لے کر انسان میں استعمال کی جاتی ہے۔

پلاسٹک سرجری کی مختلف صورتوں کے بارے میں شرعی حکم

پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل کا تعلق موجودہ دور کے نئے مسائل سے ہے، اس لئے قدیم فقہاء کی تحریروں میں ان سے متعلق احکام صراحت سے نہیں مل سکتے، اسلام کی مذکورہ

بالا اصولی تعلیمات اور قرآن وحدیث اور قدیم فقہاء کی تحریروں کے اشارات سے ان کے احکام معلوم کیے جاسکتے ہیں، ذیل میں ان میں سے بعض صورتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

ا-خلقی بدہیئتی جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو

بسا اوقات انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی بدہیئتی نمایاں ہوتی ہے اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہوتا ہے، مثلاً ہونٹ یا تالو کٹا ہوا ہو، ہاتھ یا پیر میں زائد انگلی ہو، منہ میں زائد دانت ہو، یا کوئی دانت زیادہ لمبا ہو، یا اس طرح کا اور کوئی عیب۔ کیا ایسی بدہیئتی کی اصلاح کی جاسکتی ہے؟

قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے کسی انسان کو جس طرح بھی پیدا کیا ہو، اس کے لیے اپنے اعضاء میں کوئی کمی یا تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے:

"إن من خلق بإصبع زائد أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه، لأنه من تغيير خلق الله تعالى" (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب ۱۹۸۷ء، ۵/ ۳۹۳)
(جس شخص کے بدن میں کوئی انگلی یا کوئی دوسرا عضو زائد ہو، اس کے لیے اسے کاٹنا یا علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالی کی تخلیق میں تبدیلی ہے)۔

یہی بات ابوجعفر طبریؒ (م ۳۱۰ھ) نے بھی کہی ہے:

"لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقتها التي خلقها الله عليها بزيادة أو نقصان... كمن تكون ...لها سن زائدة فتقلعها أو طويلة فتقطع منها...... فكل ذلك داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله" (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ بیروت، ۱۰/ ۳۷۷) (عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے اسے جس خلقت پر پیدا کیا ہے اس میں کوئی کمی بیشی کرے، مثلاً اس کا کوئی دانت زائد ہو تو اسے اکھاڑ دے یا لمبا ہو تو اسے کاٹ دے، یہ کام ممنوع ہیں، ان کا شمار اللہ کی تخلیق میں تبدیلی میں ہوتا ہے)۔

یہ حضرات محض بدہیئتی کو دور کرنے کے لیے زائد انگلی کٹوانے یا زائد دانت اکھڑوانے کی اجازت نہیں دیتے، البتہ اگر ان کی وجہ سے معمول کے کاموں میں رکاوٹ آرہی ہو، مثلاً زائد یا لمبے دانت کی وجہ سے کھانا کھانے میں دشواری ہوتی ہو، یا زائد انگلی سے کوئی جسمانی اذیت لاحق ہوتی ہو تو ان کے نزدیک انگلی کو کٹوایا اور دانت کو نکلوایا جا سکتا ہے، طبری فرماتے ہیں:

"ویستثنیٰ من ذلک ما یحصل به الضرر والأذیّة، کمن یکون لها سنّ زائدة أو طویلة تعیقها فی الأکل، أو إصبع زائدة تؤذیها أو تؤلمها، فیجوز ذلک، والرجل فی هذا الأخیر کالمرأة" (ابن حجر، ۱۰/ ۳۷۷، قرطبی، ۵/ ۳۹۳) (اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس سے ضرر اور تکلیف لاحق ہوتی ہو، مثلاً کسی عورت کے منہ میں زائد یا لمبا دانت ہو جس سے وہ صحیح طریقے سے کھانا نہ کھا پاتی ہو، یا زائد انگلی جس سے اسے اذیت یا تکلیف ہوتی ہو تو اس کے لیے انگلی کٹوانا اور دانت اکھڑوانا جائز ہے، اس آخری معاملے میں مرد عورت کے مثل ہے)۔

فقہ حنفی میں یہ شرط نہیں لگائی گئی ہے، البتہ کہا گیا ہے کہ یہ کام اسی وقت کروایا جائے جب اس کی وجہ سے جان کا خطرہ نہ ہو۔

"إذا أراد الرجل أن یقطع إصبعا زائداً أو شیئاً آخر، قال نصیر رحمه الله تعالیٰ: إن کان الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا یفعل، وإن کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک" (الفتاوی العالمگیریہ، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ، بولاق مصر ۱۲۱۰) (اگر کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسری چیز کٹوانا چاہے تو نصیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس سے ہلاک نہیں ہوگا تو اسے کٹوا سکتا ہے)۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی بدہیئتی کے ازالہ کے لیے جسمانی اذیت اور دشواری کی شرط عائد نہ کی جائے، بلکہ ذہنی اور نفسیاتی اذیت کو بھی اسی درجے میں رکھا جائے۔ چوں کہ یہ

بدہیئتی عام قانونِ فطرت کے خلاف ہوتی ہے، اس لیے انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں اپنی خفت اور سبکی محسوس کرتا ہے، اس سے اسے جو ذہنی اور نفسیاتی اذیت محسوس ہوتی ہے وہ جسمانی اذیت سے کم نہیں ہوتی، اس لئے اسے اس کے ازالے اور اصلاح کی اجازت دی جانی چاہیے۔

عام قانونِ فطرت کے خلاف پائی جانے والی بدہیئتی ایک بیماری ہے اور شریعت نے بیماری کا علاج معالجہ کرنے کی نہ صرف اجازت، بلکہ اس کا حکم دیا ہے۔

۲- کسی حادثہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بدہیئتی

یہ بھی ممکن ہے کہ بدہیئتی پیدائشی نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کے نتیجے میں ظاہر ہوئی ہو، مثلاً کسی ایکسیڈنٹ میں آدمی کی ناک ٹوٹ گئی، یا کان کٹ گیا، یا گھر میں آگ لگ گئی جس سے اس کی جلد جھلس گئی، یا ڈاکوؤں نے پستول سے گولی ماری جس سے بدن کے کسی حصے کا گوشت اڑ گیا، یا اس طرح کی کوئی دوسری صورت ہو، اس میں آدمی کے بدن میں عیب پہلے نہیں ہوتا، بلکہ حادثاتی طور پر بعد میں ظاہر ہوتا ہے، اس طرح کے کسی عیب کے 'بیماری' میں شمار کیے جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لیے اس کے علاج کی اجازت ہوگی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر دشمنوں کی جانب سے حضرت سعد بن معاذؓ کو ایک تیر آکر لگا جس سے ان کے بازو کی ایک رگ زخمی ہوگئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے مسجدِ نبوی میں خیمہ لگوایا اور ان کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، ۴۱۲۲)۔

صحابی رسول حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک عہد جاہلیت میں ہونے والی جنگِ کلاب میں کٹ گئی تھی، انھوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوالی تھی، کچھ عرصہ کے بعد جب اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں سونے کی ناک بنوانے کا مشورہ دیا تھا (سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ربط الأسنان بالذھب، ۴۲۳۲، مزید ملاحظہ کیجیے: ترمذی: ۱۷۷۰، نسائی: ۵۱۶۱،

۵۱۶۲، علامہ البانیؒ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے)۔

غزوۂ بدر میں حضرت رافع بن مالکؓ کو ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی آنکھ زخمی ہوگئی، وہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور میرے لیے دعا کی، اس کی برکت سے مجھے اس آنکھ میں ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی (ابن کثیر، السیرۃ النبویہ)۔

غزوۂ احد میں ایک نازک موقع پر جو صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہوگئے تھے اور انھوں نے اپنے جسموں کو آپ ﷺ کے لیے ڈھال بنا دیا تھا، ان میں حضرت قتادہؓ بھی تھے، انھیں ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی آنکھ باہر آگئی، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں۔ وہ مجھے اس حال میں دیکھے گی تو مجھے کانا کہے گی اور ناپسند کرنے لگے گی۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صبر کرو، اس کے بدلے تجھے جنت ملے گی اور چاہو تو میں تمھارے حق میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ ٹھیک ہو جائے، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت بہترین بدلہ اور گراں قدر عطیۂ الٰہی ہے، لیکن میں اس عورت کی محبت میں گرفتار ہوں، ایسا کیجیے، میرے لیے جنت کی بھی دعا کیجیے اور آنکھ ٹھیک ہوجانے کی بھی، حضرت قتادہ کہتے ہیں: ''اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے دونوں چیزوں کی دعا کی اور میری آنکھ ٹھیک ہوگئی'' (علی الحلبی، السیرۃ الحلبیہ)۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی حادثہ کے نتیجے میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کے معاملے میں جسمانی اذیّت کی طرح ذہنی اور نفسیاتی اذیّت کا بھی لحاظ کیا جائے گا، مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے چیچک کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے چہرے پر چیچک کے داغ نمایاں ہوگئے ہوں، چہرہ پر کوئی گہرا زخم لگا، جس کے ٹھیک ہوجانے کے بعد بھی نشانات باقی رہ گئے ہوں، کسی بدمعاش نے چہرے پر تیزاب پھینک دیا، جس کی وجہ سے وہ جھلس کر بدنما ہوگیا ہو، کینسر کی وجہ سے کسی خاتون کا پستان کاٹ کر نکال دیا گیا ہو، ان تمام صورتوں میں مذکورہ بدہیئتی کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۳۔بعض جسمانی ہیئتوں کی تبدیلی

اللہ تعالی نے انسانوں کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ سب کو ایک ہیئت اور ایک حالت پر پیدا نہیں کیا ہے۔کسی کو کالا بنایا ہے تو کسی گورا،کسی کو موٹا بنایا ہے تو کسی کو پتلا،کسی کی ناک اٹھی ہوئی ہے تو کسی کی پچکی ہوئی،کسی کی ٹھڈی ابھری ہوئی ہے تو کسی کی دھنسی ہوئی،کسی کے کولہے بھاری بھرکم ہیں تو کسی کے دبلے،کسی کا سینہ کشادہ ہے تو کسی کا تنگ،عموماً یہ معمولی فرق اعضاء کے مفوضہ افعال کی انجام دہی میں ذرا بھی حارج نہیں ہوتے اور انہیں عام قانون فطرت کے خلاف بھی نہیں تصور کیا جاتا،البتہ ان میں سے بعض ہیئتوں کو پسندیدہ خیال کیا جاتا اور انھیں خوب صورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور بعض ہیئتوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔پلاسٹک سرجری کے ذریعے مذکورہ ہیئتوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور اپنے جسم کو من چاہی ہیئت میں ڈھالا جاسکتا ہے،یہی وجہ ہے کہ اس تکنیک سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور اس نے ایک زبردست منافع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کرلی ہے،سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت اس رجحان کو کس نظر سے دیکھتی اور اس کے بارے میں کیا حکم لگاتی ہے؟

انسان کا جسم اس کے پاس اللہ تعالی کی امانت ہے۔اللہ نے اعضائے انسانی سے مختلف منفعتیں وابستہ کر رکھی ہیں اور انھیں مخصوص کاموں میں لگادیا ہے۔قرآن کریم میں مختلف اعضاء مثلاً آنکھ،کان،زبان،ہونٹ،ہاتھ،پیر،دل،دماغ وغیرہ کا تذکرہ اللہ تعالی کی نعمتوں کی حیثیت سے کیا گیا ہے (ملاحظہ کیجئے آیات: الانعام: ۴۶، الاعراف: ۱۷۹، ۱۹۵، النور: ۲۴، الحج: ۴۶، یس: ۶۵، ۳۵، ق: ۳۷، البلد: ۸-۹ وغیرہ) اور انسانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ ان نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں اور صرف اسی کی عبادت کریں جس نے انھیں ان بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے،اگر وہ اس کی ناشکری کریں گے اور شرک میں مبتلا ہوں گے تو روز قیامت ان سے باز پرس کی جائے گی:

"إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولًا" (بنی اسرائیل:۳۶) (یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہوگی)۔

اس سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ انسان اپنے اعضائے جسم کا مالک نہیں ہے کہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے، بلکہ اسے صرف انھیں ان کے مفوضہ کاموں میں استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اس کے برخلاف جو لوگ اپنے اعضائے جسم کی ہیئتوں میں من چاہی تبدیلیاں لانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے یا کرانا چاہتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود کو اپنے جسم و جان کا مالک ومختار سمجھتے ہیں اور اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ انھیں اپنی جن پسندیدہ ہیئتوں میں ڈھالنا چاہیں ڈھال لیں، یہ تصور صحیح اسلامی تصور کے مغایر ہے، اس لیے شرعی نقطۂ نظر سے اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اس سے صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ کہ کسی عضو کی کوئی ہیئت عام قانونِ فطرت کے خلاف ہو، یا اس سے اس کے مفوضہ کاموں کی انجام دہی میں دشواری یا رکاوٹ آرہی ہو، مثلاً کسی شخص کے دانت بہت زیادہ باہر کی طرف نکلے ہوئے ہوں، جس سے منہ ٹھیک طریقے سے بند نہ ہوتا ہو، یا کھانا صحیح طریقے سے چبا نہ پاتا ہو، یا چہرہ بدنما معلوم ہوتا ہو، اس صورت کا شمار بیماری میں ہوگا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کی درستگی کی اجازت ہوگی۔

۴-عمر بڑھنے کے ساتھ ظاہر ہونے والی ہیئتیں

انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے، وہ ایک مختصر اور نحیف جسم لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پرورش و پرداخت کے نتیجے میں اس کے اعضاء کا حجم بڑھتا ہے۔ ان میں طاقت اور چستی پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ جوانی میں وہ ہر پہلو سے مکمل ہوجاتے ہیں۔ پھر ان کا انحطاط شروع ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ ان کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے اور چستی کی جگہ ڈھیلا پن بڑھنے لگتا ہے، یہاں تک کہ بڑھاپے میں وہ کمزوری اور بے بسی کی اسی حالت کو پہنچ

جاتا ہے، جس سے اپنے بچپن میں دوچار تھا۔ یہ قانونِ فطرت ہے جس سے ہر انسان کا سابقہ پیش آتا ہے۔قرآن کریم میں ان مراحل حیات کا تذکرہ آیا ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:

''هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلاً ثُمَّ لِتَبْلُغُوْآ اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخاً، وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْآ اَجَلاً مُّسَمّیً وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ''(المومن:٦٧) (وہی تو ہے جس نے تم کومٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمھیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمھیں بڑھاتا ہے، تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ، پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلالیا جاتا ہے، یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ تم اپنے مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ، اور اس لیے کہ تم حقیقت کو سمجھو)۔

عمر بڑھنے کے ساتھ انسانی اعضاء کی ہیئتوں میں ہونے والی تبدیلیاں فطری ہیں، ان تبدیلیوں کو روکنے یا ان اعضاء کی ہیئتوں کو من چاہی ہیئتوں میں بدلوانے کی کوشش کرنا فطرت سے بغاوت کے مترادف ہے، یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے جسے شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، اس بنا پر خواتین کا بڑھاپے کے نتیجے میں پستانوں میں پیدا ہونے والے ڈھیلے پن یا ہاتھوں اور چہرہ پر ظاہر ہونے والی جھرّیوں کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا اسلامی شریعت کی رو سے جائز نہ ہوگا، البتہ اگر کسی شدید بیماری کی وجہ سے جوانی میں یہ عوارض ظاہر ہو گئے ہوں اور دواؤں سے انھیں دور نہ کیا جاسکتا ہو، ان کے ازالہ کی واحد صورت پلاسٹک سرجری ہو تو اس صورت میں اس تکنیک سے فائدہ اٹھا کر ان عوارض کو دور کرنے کی اجازت ہوگی۔

۵-جسم کے کسی جز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا

پلاسٹک سرجری کی یہ ایک مخصوص تکنیک ہے۔اس میں جلد، گوشت، ہڈی یا کسی اور چیز کا ایک جز ایک جگہ سے لے کر دوسری جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔اس منتقلی کی درج ذیل صورتیں

ہوسکتی ہیں:

۱-وہ جزء ایک ہی فرد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے(Autograft)

۲-وہ جزء ایک انسان کے جسم سے لے کر دوسرے انسان کے جسم میں لگایا جائے (ایک ہی نوع کے ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقلی۔(Homograft)

۳-کسی حیوان کا کوئی جزء لے کر انسان کے جسم میں لگایا جائے۔(Xenograft)

۴-کوئی غیر حیوانی شئی استعمال کی جائے۔

اس بحث کا تعلق اعضاء کی پیوندکاری (Transplantation) سے ہے، یہ بھی موجودہ دور کے نئے مسائل میں سے ہے، علماء نے اس پر طویل بحثیں کی ہیں اور ملکی اور بین الاقوامی علمی مجلسوں میں اس پر مذاکرے ومباحثے ہو چکے ہیں۔ اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی کے ۱۹۸۹ء کے سمینار میں اس سلسلے میں درج ذیل فیصلے ہوئے تھے:

۱-ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بہ وقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے۔

۲-ایک انسان کے کسی عضو کی پیوندکاری دوسرے انسان کے جسم میں کی جاسکتی ہے، بشرطے کہ متاثر فرد کی ضرورت شدید ہو، اس کے علاوہ دوسرا کوئی متبادل نہ ہو، سوائے پیوندکاری کے کوئی راستہ اس کی جان بچانے کا نہ ہو اور پیوندکاری کی صورت میں جان بچنے کا ظن غالب ہو۔

۳-عام حالات میں ماکول اللحم اور مذبوح بہ طریقِ شرعی جانوروں کے اعضاء اور جان کی ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کے قوی خطرہ کی صورت میں غیر ماکول اللحم یا ماکول اللحم مگر غیر مذبوح بہ طریقِ شرعی جانوروں کے اعضاء کا استعمال جائز ہے۔

۴-غیر حیوانی اجزاء کا استعمال جائز ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے' ایفا پبلی کیشنز نئی دہلی، ۲۰۰۸ء، ص ۱۵۹-۱۶۰، سمینار میں پیش کردہ مقالات اور پروسیڈنگ کے لیے ملاحظہ کیجیے: 'مجلہ فقہ اسلامی' (پہلے فقہی سمینار ۱۹۸۹ء میں پیش کردہ مقالات اور مباحثوں کا مجموعہ) ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی)۔

۶- کم عمر یا خوب صورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا

انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوب صورت دکھائی دے اور اس کا ظاہر دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بھلا معلوم دے، اس کے لیے وہ مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے، شریعت نے نہ صرف اس کا اعتبار کیا ہے بلکہ اس کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور انسانوں کو زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" (الاعراف:۳۱) (اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو)۔

ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابۂ کرام کو غرور وتکبر کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا: "وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبر ہو" یہ سن کر ایک شخص نے دریافت کیا: آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو (کیا اس کا شمار بھی تکبر میں ہوگا؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله جميل يحب الجمال، الكبر بطر الحق وغمط الناس" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ۹۱) (اللہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے (ظاہری زیب وزینت اختیار کرنا تکبر نہیں ہے) تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرایا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے)۔

لیکن خوب صورتی اختیار کرنے کی تدابیر کو شریعت نے حدود کا پابند بنایا ہے۔ اس کے نزدیک حسن وجمال میں اضافہ کے لیے خارجی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، لیکن جسم کے اعضاء یا ان کی ہیئتوں میں کوئی تبدیلی کروانا جائز نہیں ہے۔ احادیث میں ایسی کئی چیزوں سے صراحت کے ساتھ روکا گیا ہے جو صدرِ اسلام میں عربوں کے درمیان حسن وجمال میں اضافہ کے لیے رائج اور معروف تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"لعن رسول الله ﷺ الواشمات والمستوشمات والمتنمّصات والمتفلّجات للحسن المغيّرات" (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس) (اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے ان عورتوں پر جو (جسموں پر) گودتی ہیں اور گودواتی ہیں، اور بھوں کے بال اکھیڑتی ہیں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ عورتیں (اللہ تعالی کی تخلیق میں) تبدیلی کرنے والی ہیں)۔

محدثین نے صراحت کی ہے کہ یہ کام عرب میں عورتیں حسن میں اضافہ کرنے کے لیے انجام دیتی تھیں۔ ایسا کر کے بڑی عمر کی عورتیں جوان عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

علامہ بغویؒ (م۵۱۶ھ) فرماتے ہیں: "المتفلّجات" سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بڑی عمر کی ہونے کے بعد اپنے دانتوں کو رگڑ کر دھاردار اور پتلا کرتی تھیں، تاکہ نوجوان عورتوں کے مشابہ ہو جائیں (حسین بن مسعود بغوی، شرح السنۃ، تحقیق تعلیق تخریج: شعیب الارناؤط، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء)۔

امام نوویؒ (۶۷۶ھ) نے لکھا ہے:

"فلج" کے معنی ہیں ثنایا اور رباعیات نامی دانتوں کے درمیان فاصلہ ہونا، "متفلّجات" سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ان دانتوں کو گھس کر ان کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ کام بوڑھی اور بڑی عمر کی عورتیں کرتی تھیں، تاکہ وہ کم عمر دکھائی دیں اور ان کے دانت خوب صورت لگیں۔ دانتوں کے درمیان معمولی فاصلہ فطری طور پر چھوٹی بچیوں میں ہوتا ہے، جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے، اس کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے دانتوں میں یہ فاصلہ باقی نہیں رہتا تو وہ انھیں ریتی سے گھستی ہے، تاکہ ان کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے، وہ خوب صورت دکھائی دینے لگے اور دوسرے اسے دیکھ کر کم عمر سمجھیں" (سنن نسائی، کتاب الزینۃ، باب المتنمصات، ۵۰۹۹، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الواصلۃ والواشمۃ، ۱۹۸۹، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے،

سنن نسائی میں کچھ اور روایتیں ہیں جن میں حضرت عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سننے کی صراحت کی ہے (۵۱۰۷، ۵۱۰۸، ۵۱۰۹)، علامہ البانیؒ نے ان روایتوں کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت (۵۹۳۹) میں حضرت علقمہؒ سے مروی ہے کہ ''حضرت عبداللہ نے لعنت کی ہے.....'' اور دیگر متعدد روایتوں میں حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے لعنت کی ہے.....'' (ملاحظہ کیجیے بخاری: ۴۸۸۶، ۵۹۳۱، ۵۹۳۹، ۵۹۴۳، ۵۹۴۸، مسلم: ۲۱۲۵، ابوداؤد: ۴۱۶۹، ترمذی: ۲۷۸۲، دارمی: ۲۶۴۷، احمد: ۱/ ۴۳۴، ۴۴۳، ۴۵۴)۔

مذکورہ بالا حدیث میں ''المتفلجات'' کے ساتھ ''للحسن'' بھی مذکور ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ افعال اس صورت میں مذموم ہیں جب انھیں حسن میں اضافہ کے مقصد سے انجام دیا جائے، لیکن اگر ان کا سبب کوئی دوسرا ہو تو ان کی ممانعت نہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہی تشریح مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

''لُعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمّصة والواشمة والمستوشمة من غير داء'' (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب صلۃ الشعر، ۴۱۷۰)

(بالوں میں بال جوڑنے والی، بھوں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھیڑوانے والی، جسم پر گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے، اس صورت میں جب یہ کام بغیر کسی مرض کے انجام دیے جائیں)۔

محدثین نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ کام اسی صورت میں مذموم ہیں جب انھیں حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیا جائے۔ علاج معالجہ کے مقصد سے ان کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

''حدیث میں ''المتفلجات للحسن'' کہا گیا ہے، یعنی وہ عورتیں یہ کام حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیں، اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ اس کی حرمت اس صورت میں ہے جب اسے حسن میں اضافہ کے لیے کیا جائے، لیکن اگر اس کام کی ضرورت علاج، یا دانت میں پیدا ہونے والے عیب یا کسی اور وجہ سے ہو تو اس کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ

اعلم'' (شرح مسلم نووی، ۱۴/ ۱۰۷)۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے:

''حدیث کے الفاظ ہیں: ''المتفلجات للحسن'' اس سے یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ قابل مذمّت وہ عورت ہے جو اس کام کو حسن میں اضافہ کے مقصد سے کرے، لیکن اگر اسے اس کی ضرورت کسی اور کام سے، مثلاً علاج کے لیے پیش آئے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے'' (فتح الباری، ۱۰/ ۳۷۲۔ ۳۷۳)۔

علامہ عینیؒ (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

''للحسن'' میں لام علّت کا ہے، (یعنی مذمّت اس صورت میں ہے جب اسے حسن میں اضافہ کے لیے کیا جائے۔) اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس میں وہ کام علاج معالجہ یا اس جیسی کسی اور ضرورت سے انجام دیا جائے (بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۷۲ء، ۸۱/ ۹۵)۔

شریعت میں یہ کام کیوں ممنوع قرار دیے گئے ہیں؟ علماء نے اس کی بھی وضاحت کی ہے۔ قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''سببِ نہی کے سلسلے میں متعدد اقوال ہیں: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے اس وجہ سے روکا گیا ہے، کیوں کہ یہ دھوکہ (تدلیس) کے قبیل سے ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے، یہ قول حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے، یہ زیادہ صحیح ہے، اس میں اول الذکر قول بھی شامل ہے'' (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۵/ ۵۹۳)۔

امام نوویؒ نے لکھا ہے:

''مذکورہ احادیث میں اس فعل کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے ''تدلیس'' (دھوکہ) ہے 'تزویر' (فریب) ہے (شرح مسلم نووی، ۱۴/ ۱۰۷)۔

مذکورہ بالا حدیث میں ''المتنمّصات'' (بھوں کے بال اکھیڑنے والی عورتوں) پر بھی

لعنت کی گئی ہے، یہ ممانعت بھی اسی صورت میں ہے جب یہ کام محض فیشن اور اضافۂ حسن کے مقصد سے کیا جائے ،لیکن اگر عورت کے چہرے پر غیر ضروری بال اگ آئیں تو وہ انھیں زینت اختیار کرنے کے مقصد سے اکھیڑ سکتی ہے۔ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا: اے ام المومنین ،میرے چہرے پر کچھ بال اگ آئے ہیں۔کیا میں اپنے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انھیں اکھیڑ سکتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ''اس تکلیف دہ چیز کو اپنے جسم سے الگ کردو'' (عبدالرزاق ،المصنف ،تحقیق وتخریج: حبیب الرحمن الاعظمی، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء، ۳/۱۴۶)۔

فقہائے کرام نے بھی صراحت کی ہے کہ اگر عورت کے چہرے پر غیر طبعی طور سے بال اگ آئیں تو وہ انھیں بلا کراہت صاف کرسکتی ہے۔

علامہ ابن عابدین حنفیؒ (م ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''بال اکھیڑنے کی ممانعت اس پر محمول ہے کہ عورت اس کام کو غیروں کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انجام دے ،ورنہ اگر اس کے چہرے پر کچھ بال ہوں جن سے اس کے شوہر کو تنفر ہوتا ہو، تو ان کے ازالہ کو ممنوع قرار دینا صحیح نہیں، اس لیے کہ عورتوں کا زینت اختیار کرنا مطلوب ہے...... چہرے کے بالوں کو صاف کرنا حرام ہے،لیکن اگر عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ اگ آئے تو اسے صاف کرانا ممنوع نہیں، بلکہ مستحب ہے'' (ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، مطبع درسعادت، مصر، ۵/ ۳۲۸)۔

مالکیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ جن (غیر ضروری) بالوں کو صاف کرنے میں عورت کا حسن ہو انھیں صاف کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر عورت کو داڑھی اگ آئے تو وہ اسے صاف کرے گی اور جن بالوں کو باقی رکھنے میں اس کا حسن ہے انھیں باقی رکھے گی۔شوافع کہتے ہیں کہ اگر شوہر عورت کو جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے کا حکم دے تو اس کے لیے ایسا کرنا واجب ہے (الفواکہ الدوانی ۲/ ۴۰۱، حاشیہ القلیوبی، ۳/ ۲۵۲ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویت، ۲۱/ ۲۷۳-۲۷۴)۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (م ۶۲۰ھ) نے لکھا ہے: ''امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبلؒ) سے چہرے کے بال صاف کرانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: عورتوں کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ مردوں کے لیے مکروہ ہے'' (ابن قدامۃ، المغنی، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ الریاض ۱۹۸۱، ۹۱/۱)۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کم عمر لگنے یا حسن و جمال میں اضافہ کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا اسلامی شریعت کے نقطۂ نظر سے جائز نہیں ہے۔ حسن و جمال کا ایک اوسط معیار ہے، کوئی عورت اس معیار سے اپنے آپ کو فروتر پائے اور اس کی بدصورتی و بدہیئتی نمایاں ہو تو وہ اوسط معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرا سکتی ہے۔ لیکن حسن و جمال کے اعلیٰ اور اپنے پسندیدہ میعار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شریعت کی نگاہ میں مطلوب و مستحب نہیں ہے۔

۷-شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا

بسا اوقات انسان کو کسی وجہ سے حکم رانوں کے مظالم کا شکار ہونے کا شدید اندیشہ رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ان کی گرفت میں نہ آئے، ورنہ وہ اسے ناقابل برداشت اذیتوں سے دوچار کریں گے۔ کیا ایسی صورت میں اسے اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہوگی؟ اسلامی شریعت کی مجموعی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے اس میں جھوٹ، مکر و فریب اور دھوکہ دہی کو ناپسندیدہ کاموں میں شمار کیا گیا ہے اور ان سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی فرد اسی طرح دکھائی دے جس طرح وہ حقیقت میں ہے، بہروپیا بننا اور سوانگ بھرنا اس کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے، کیا میرے اوپر گناہ ہوگا اگر میں اس کے سامنے یہ اظہار کروں کہ میرے شوہر نے مجھے فلاں فلاں چیزیں دی ہیں، حالاں کہ حقیقت میں اس نے وہ چیزیں نہ دی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''المتشبّع بما لم یعط کلابس ثوبی زور'' (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المتشبع

بحالہ نیل، ۲۱۹/۵، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النھی عن التزویر فی اللباس، ۲۱۳۰) (جسے کوئی چیز حاصل نہ ہو اور وہ اس کے حاصل ہونے کا اظہار کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹ وفریب کے کپڑے پہنے ہوئے ہو)۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی حق پر ثابت قدم رہے اور اس راہ میں جو کچھ آلام ومصائب آئیں انھیں خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ اس پر وہ بارگاہ الٰہی میں اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اگر تکالیف اس کے لیے ناقابل برداشت ہوں تو وہ خلاف حقیقت بات زبان پر لاسکتا ہے (آل عمران: ۲۸، النحل: ۱۰۶)۔ شریعت اس کی بھی اجازت دیتی ہے کہ ظلم وتعدی سے بچنے کے لیے وہ راہِ فرار اختیار کرسکتا اور کہیں چھپ سکتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابوبصیرؓ اور مکہ میں رہنے والے دیگر متعدد مسلمانوں نے اہل مکہ کی گرفت سے بچنے کے لیے ایک مقام پر پناہ لے لی تھی (ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، ۱۹۳۷، ۲/۳۷۳-۳۷۳)، لیکن شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانے میں متعدد اسبابِ نہی جمع ہیں، اس میں تزویر (فریب) وتدلیس (دھوکہ) کے ساتھ اللہ کی خلقت میں تبدیلی بھی ہے، اس لئے اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

خلاصۂ بحث

گزشتہ صفحات میں کی گئی پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کی وہ تمام صورتیں جائز ہیں جو علاج معالجہ کے قبیل سے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر صورتیں (مثلاً کم عمر دکھائی دینے، حسن وجمال میں اضافہ کرنے یا شناخت چھپانے کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا) جائز نہیں ہے۔

اسلام میں پلاسٹک سرجری کی حیثیت

مولانا نور الحق رحمانی ☆

حدیث کی کتابوں میں طب نبوی ﷺ ایک مستقل باب ہے، جس میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں مختلف امراض کے علاج کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی فرمائی ہے اور نہ صرف یہ کہ علاج ومعالجہ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ لوگوں کو اس کی ترغیب دی ہے اور اس کی حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ اللہ رب العزت نے بڑھاپے اور موت کے علاوہ ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے، جب کسی مرض کے لیے اس دوا کا استعمال ہوتا ہے جو اللہ نے پیدا فرمایا ہے تو اللہ کے حکم سے شفایابی حاصل ہوتی ہے۔

”عن أسامة بن شريک قال: قالت الأعراب: يا رسول الله ألا نتداوى؟ قال: نعم يا عباد الله! تداووا فإن الله لم يضع داء إلاّ وضع له شفاء أو قال: دواء إلاّ داءً واحداً، فقالوا: يا رسول الله! وما هو؟ قال: الهرم“ (سنن الترمذی ۲/ ۲۴، أبواب الطب، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ) (اسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں کہ اعراب نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم علاج نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اے اللہ کے بندو علاج کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) کوئی مرض ایسا نہیں پیدا کیا جس کی شفاء یا دوا پیدا نہ کی ہو، سوائے ایک مرض کے، انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کونسا مرض ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ بڑھاپا ہے)۔

ایک روایت میں ہے کہ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر مرض کی دوا ہے۔

☆ المعہد العالی امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ۔

عن أبی هریرةؓ أن النبی ﷺ قال: "علیکم بهذه الحبة السوداء فإن فیها شفاءً من کل داءٍ إلاّ السام والسام الموت" (حوالۂ سابق) (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس کالے دانہ (کلونجی) کو لازم پکڑو اس لئے کہ اس میں سام کے علاوہ ہر مرض کی دوا ہے اور سام سے مراد موت ہے۔

علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور تصنیف ''زاد المعاد'' ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں سے چوتھی جلد طب نبوی ﷺ اور علاج ومعالجہ کے بیان میں ہے، اس میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث وآثار اور تجربات کی روشنی میں اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے اور عہد نبوی ﷺ اور زمانۂ قدیم کے مختلف بڑے اطباء وحکماء کے اقوال وتجربات بیان کئے ہیں اور حفظان صحت کے اصول بھی ذکر کئے ہیں جو لائق مطالعہ ہیں، علامہ موصوف شروع کتاب میں لکھتے ہیں کہ طب ابدان کے تین اصول ہیں: ۱۔حفظ صحت، ۲۔اذیت رساں چیزوں سے پرہیز، ۳۔فاسد مواد کا ازالہ۔ آگے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان تینوں اصولوں کو ذکر کیا ہے۔ بدن کے امراض کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایک انوکھے انداز میں حج، روزہ اور وضو کے ضمن میں کیا ہے جس سے قرآن کریم کی عظمت ظاہر ہوتی ہیں۔ سورۂ بقرہ میں روزہ سے متعلق آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

"فمن کان منکم مریضاً أو علی سفر فعِدّة من أیام أخر" (البقرۃ/۱۸۴)

(پھر جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کے ذمہ دوسرے دنوں سے گنتی کا پورا کرنا)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو مرض اور سفر کی مشقت کی بنا پر افطار کی اجازت دی ہے تا کہ ان کی قوت وصحت محفوظ رہے۔ اور روزہ رکھنے کی وجہ سے کمزوری لاحق نہ ہو، اور آیت حج میں فرمایا:

"فمن کان منکم مریضاً أو به أذی من رأسه ففدیة من صیام أو صدقة أو نسک" (البقرۃ/۱۹۶) (اور اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف

ہوتو وہ روزے رکھ کر یا صدقہ دے کر یا قربانی کر کے سر منڈوانے کا فدیہ ادا کرے)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حج کے دوران مریض کو اور اس شخص کو جس کے سر میں جوئیں ہوں یا خارش ہو یہ اجازت دی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں سر منڈالیں، یہ حکم ردی بخارات کے مادے کو زائل کرنے کے لئے دیا گیا ہے، سر منڈانے سے سر کے مسامات کھل جاتے ہیں اور بال کے نیچے جو تکلیف دہ مواد ہوتا ہے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پرہیز کے سلسلے میں آیت وضو میں فرمایا گیا:

"وإن كنتم مرضى أو على سفر أو جاء أحد منكم من الغائط، أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمّموا صعيداً طيباً" (النساء:۴۳) (اور اگر کبھی تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت سے فارغ ہو کر آئے یا تم عورتوں سے ملے ہو اور پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ تو ایسی حالت میں پاک مٹی سے تیمّم کرلو)۔

آپریشن اور پلاسٹک سرجری جسے اس دور میں بڑی وسعت، شہرت اور اہمیت حاصل ہوگئی ہے، غور کیا جائے تو احادیث میں اس کی بنیاد موجود ہے، عہد نبوی ﷺ میں پچھنہ لگانے کا رواج تھا، خود رسول اللہ ﷺ نے پچھنہ لگوایا ہے جس میں جسم کے خاص حصہ کو کاٹ کر اس سے فاسد خون اور مواد کو نکالا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں شفاء ہے۔ آپریشن اسی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ بہرحال پچھنہ لگانے کے سلسلے میں قولی اور فعلی دونوں قسم کی حدیثیں موجود ہیں جو آپریشن کے جواز کی دلیل ہے (دیکھئے: مسلم ۲/۲۲۵، ترمذی ۲/۲۵)۔

"عبد الرحمن بن طرفة أن جدّه عن عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" (سنن أبي داؤد، كتاب الخاتم، باب ماجاء في ربط الأسنان بالذهب ۲/۵۸۱) (عبد الرحمٰن بن طرفہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک زمانۂ جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی، لیکن وہ بدبودار ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے

انہیں حکم دیا کہ سونے کی ناک بنوالیں (چنانچہ انہوں نے سونے کی ناک بنوالی جو بدبودار نہیں ہوتی)۔

احادیث کی کتابوں میں خضاب سے متعلق مستقل باب قائم ہے، چونکہ یہ باب اس موضوع سے متعلق ہے، اس لئے ہم ذیل میں مسلم شریف اور ترمذی شریف سے چند احادیث نقل کررہے ہیں:

عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: "غيّروا الشيب ولا تشبّهوا باليهود" (ترمذی ۱؍۳۰۵) (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بال کی سفیدی کو (خضاب سے) بدل دو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔)

عن أبی ذرؓ عن النبی ﷺ قال: "إن أحسن ما غيّر به الشيب الحناء والكتم" (حوالۂ سابق) (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بال کی سفیدی جن چیزوں سے دور کی جاتی ہے ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے)۔

ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں: ایک تو یہ کہ لباس و پوشاک اور وضع قطع میں مسلمانوں کی الگ شناخت ہونی چاہیے اور انہیں یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کی مشابہت اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور دوسرے یہ کہ سیاہ خضاب کے استعمال کی ممانعت ہے، بلکہ بعض احادیث میں تو اس کے استعمال پر سخت وعید وارد ہے، چنانچہ طبرانی کی روایت حضرت ابودرداءؓ سے مرفوعاً ہے: **"من خضب بالسواد سوّد الله وجهه يوم القيامة"** (جو شخص سیاہ خضاب استعمال کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو سیاہ کردیں گے)۔

اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ سیاہ خضاب کے استعمال سے حقیقت چھپ جاتی ہے اور خلاف واقعہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بوڑھا آدمی جوان اور سن رسیدہ نوعمر محسوس ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ دھوکہ دہی ہے جو حرام ہے، اس لئے پلاسٹک سرجری کی وہ تمام قسمیں جن میں سن رسیدہ آدمی جوان اور نوعمر معلوم ہو، تا کہ بہتر رشتہ مل سکے شرعاً حرام اور ناجائز ہوں گی۔

آپریشن سے متعلق شرعی اصول وقواعد

انسان کو اللہ تعالیٰ نے شرافت وکرامت اور عزت وفضیلت عطا کی ہے:

"ولقد کرمنا بنی آدم" (بنی اسرائیل ر ۷۰) (یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی)۔

جس طرح عام حالات میں اس کی جان ومال، خون اور عزت وآبرو دوسرے انسانوں کے لئے حرام ہے، اسی طرح اس کے جسم اور اعضاء وجوارح کی حرمت ہے، ان پر کوئی زیادتی کرنا جائز نہیں، جسم اللہ کی ملکیت اور انسان کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اس کے تمام جسمانی اعضاء اور تمام قوت وصلاحیت اللہ کی امانت ہے، اس میں کوئی تصرف کرنا اور آلہ جارحہ کے ذریعہ کاٹ چھانٹ کرنا بلاضرورت جائز نہیں ہے، کوئی شخص خود اپنے جسم میں بلاضرورت کسی تصرف کا حق نہیں رکھتا، ناخن کاٹنا بلاشک جائز بلکہ مسنون ہے، اس لیے اسے سنن فطرت میں شامل کر کے حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے، لیکن جہاں تک اس کی حد ہے وہیں تک کاٹنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص اس حد سے تجاوز کر کے قصداً زندہ ناخن کاٹے تو یہ شرعاً جائز نہ ہوگا بلکہ حرمت ہی کے دائرہ میں آئے گا، اس لیے کہ اس میں جسم کا نقصان ہے اور اسے بے جا تکلیف پہنچانا ہے۔

آپریشن میں بہت سے مفاسد ہیں: اس میں جسم کو کاٹا جاتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے، خون ضائع ہوتا ہے، مال خرچ ہوتا ہے، جسم کے قابل ستر حصے کو بسا اوقات ڈاکٹروں کے سامنے کھولنے کی نوبت آتی ہے، جبکہ مرد کا مرد کے قابل ستر حصے کو یا کسی اجنبی عورت کے قابل ستر حصے کو دیکھنا حرام ہے، مریض کو بے ہوش کرنے کے لیے مخدرات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ آپریشن میں یہ تمام شرعی قباحتیں ہیں، اس لیے ضرورت یا شدید حاجت کے بغیر اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور ضرورت کسی تکلیف دہ مرض یا جسمانی نقص وعیب کا ازالہ ہے۔ سوال نامہ کے ساتھ پلاسٹک سرجری سے متعلق جو مقالات وبحوث پلاسٹک سرجری سے متعلق عربی اور اردو میں بھیجے

گئے ہیں وہ ماشاء اللہ بہت مفید اور معلومات افزا ہیں۔ ان میں ایک بحث جو ڈاکٹر صالح بن ابراہیم جدیعی استاذ شعبۂ فقہ جامعہ القصیم سعودی عرب کے قلم سے ہے، اس میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر اچھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پلاسٹک سرجری شرعی نقطۂ نظر سے

صحت کی حفاظت اور مرض کا علاج شرعی نقطۂ نظر سے ایک پسندیدہ عمل ہے، اور پلاسٹک سرجری چونکہ علاج ومعالجہ ہی کی ایک صورت ہے، لہذا اصولی طور پر شرعاً اس کی اجازت ہوگی، لیکن مکلّف انسان کے حالات کے اختلاف سے اس کا حکم مختلف ہوگا۔ جیسا کہ نکاح کا حکم ہر انسان کے لیے یکساں نہیں ہے، اعتدال کی حالت میں سنت اور مستحب ہے، لیکن اگر گناہ میں واقع ہونے کا اندیشہ ہو اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت ہو تو واجب ہے اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت تو ہو لیکن کوئی خاص رغبت نہ ہو تو صرف مباح ہے، اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت نہ ہو تو حرام ہے، اسی طرح ماہرین نے صراحت کی ہے کہ اس پر بھی مکلّف کے حالات کے لحاظ سے پانچوں تکلیفی احکام (یعنی وجوب استحباب، اباحت، کراہت اور حرمت) جاری ہوں گے، ڈاکٹر صالح بن ابراہیم نے اپنی بحث میں، "مجمع الفقة الاسلامی التابع لمنظمة المؤتمر الاسلامی" (۷/۳/۲۳۱) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر اس بات کا غالب گمان ہو کہ اس سرجری سے اس مرض یا جسمانی عیب کا ازالہ ہو جائے گا جس سے اس کو ضرر عظیم لاحق ہے، تو ایسا کرنا اس پر واجب ہوگا، اور اگر کسی قوی مصلحت اور حاجت کی تکمیل کا غالب گمان ہو تو ایسا کرنا اس کے لیے مستحب ہوگا اور اگر اس کا غالب گمان ہو کہ اس سے کوئی ضرر لاحق نہیں ہوگا اور کوئی معمولی فائدہ حاصل ہوگا تو ایسا کرنا اس کے لیے مباح ہوگا اور اگر اس کا غالب گمان ہو کہ اس سے اس کو کوئی فائدہ تو حاصل ہوگا لیکن اس سے بڑا نقصان لاحق ہو جائے گا تو ایسا کرنا اس کے لیے مکروہ ہوگا اور اگر غالب گمان ہو کہ اس سے جسم کو مضرت لاحق ہوگی اور فائدہ کا حصول موہوم ہو تو ایسا کرنا اس کے لیے حرام ہوگا۔

بہر حال پلاسٹک سرجری کا حکم ہر حال میں یکساں نہیں ہے، بلکہ مختلف افراد اور ان پر طاری ہونے والے مختلف حالات اور اس کے پیچھے جو مقاصد کارفرما ہیں ان کو سامنے رکھ کر اس کا حکم متعین کیا جائے گا۔ اس اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہوں گی: جائز اور ناجائز۔

جواز کی صورتیں

جس سرجری کا مقصد کسی مرض یا جسم میں پائے جانے والے کسی خلقی عیب یا کسی حادثے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے کسی نقص کا ازالہ ہو۔ خواہ اس نقص سے کوئی بڑا ضرر لاحق ہو یا کوئی معمولی ضرر لاحق ہو یا محض نفسیاتی لحاظ سے وہ باعث اذیت ہو، اس کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری ازروئے شرع جائز ہوگی۔

عدم جواز کی صورتیں

اور جس سرجری کا مقصد جنس کو تبدیل کرنا یعنی مرد کو عورت یا عورت کو مرد بنانا ہو یا کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا ہو، یا حقیقت کو چھپانا ہو یا قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے اپنی شناخت کو ختم کرنا ہو، یا لوگوں کو دھوکہ اور فریب دینا ہو، یا محض حسن و جمال کی خاطر اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کرنا ہو تاکہ آدمی حسین، پرکشش اور جاذب نظر بن جائے، یا درازی عمر کے باعث پیدا ہونے والے فطری عیوب مثلاً چہرے، گردن اور گلے وغیرہ میں پیدا ہونے والی جھریوں اور سلوٹوں کو دور کرنا ہو یا ڈھلک جانے والے پلکوں کو درست کرنا ہو، یا جلد کے رنگ کو تبدیل کرنا ہو، یا اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کرنا ہو یا بڑھاپے کے اثرات کو ختم کر کے جوانی کو دوبارہ واپس لانا ہو تو یہ تمام صورتیں از روئے شرع حرام ہوں گی، ان اصولوں کی روشنی میں سوالنامہ میں درج سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا

ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا (یا انگلیوں کا باہم ملا ہوا ہونا) وغیرہ تو اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا اور اس کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو علاج ومعالجہ کے لیے ابھارا ہے، خود پچھنہ لگایا ہے، اور ایک طبیب کو حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس بھیجا ہے جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹ کر داغ دیا ہے اور بھی متعدد صحابہ کے ساتھ اس طرح کا علاج کرانے کا ثبوت احادیث سے ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا ہاتھ سڑ گل جائے یا اس میں کیڑے پڑ جائیں اور اس کا اندیشہ ہو کہ جسم کے صحیح سالم حصے بھی اس سے متاثر ہوں گے تو فقہاء نے بالاتفاق اسے کاٹنے کی اجازت دی ہے۔

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا درست ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عرفجہ ابن اسعد کو جن کی ناک ایک جنگ میں کٹ گئی تھی سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی تھی (سنن ابی داود: ۵۸۱/۲، کتاب الخاتم)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہ ہوگا، اس لئے کہ درازی عمر کے باعث چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر جھریوں کا پیدا ہونا فطری ہے، جس سے کم وبیش ہر انسان دوچار ہوتا ہے اور بڑھاپے کے اثرات کو ختم کرنے کی خواہش غیر فطری ہے، اس سے کوئی ایسا نقصان نہیں ہے جس کو دور کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت دی جائے جس میں بہت سی شرعی قباحتیں ہیں، اور جس کی اجازت سخت مجبوری اور شدید حاجت ہی کی بنیاد پر دی جاسکتی ہے، اسی طرح ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا بھی کوئی ایسا عیب نہیں، بعض علاقوں کے لوگ چپٹی ناک والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے

انسان کو بہترین خلقت پر پیدا کیا ہے: "لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم" (سورۂ تین: ۴) (تحقیق کہ ہم نے انسان کو اچھے سے اچھے اسلوب (ساخت) پر بنایا ہے)۔

اس لیے یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس کے لیے آپریشن کی اجازت دی جائے۔ اس طرح کا عمل اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کرنے کے مترادف ہے جو کتاب وسنت کے نصوص کی رو سے حرام ہے، محض حسن وجمال میں اضافہ کی خاطر آپریشن کی اجازت نہیں دی جاسکتی، یہ حسن وجمال کا خودساختہ معیار ہے جس کی تائید شریعت کے اصول وقواعد کی رو سے نہیں ہوتی، عہد رسالت میں بھی کچھ ایسے کام تھے جو حسن وجمال میں اضافہ کی خاطر کئے جاتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ اس سے منع فرمایا اور ایسا کرنے والوں کو لعنت الٰہی کا مستحق قرار دیا ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے:

عن عبد اللهؓ قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلّجات للحسن المغيّرات خلق الله" (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ) (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے لعنت کی ہے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور منہ کے بال نکالنے والیوں پر اور نکلوانے والیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوبصورتی کے لیے (تاکہ کم سن معلوم ہوں) اور اللہ کی خلقت بدلنے والیوں پر)۔

عن ابن عمرؓ "أن سول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة" (حوالۂ سابق) (حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی بالوں میں جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی پر اور گودنے والی اور گدوانے والی پر)۔

اس حدیث میں محض حسن وجمال میں اضافہ کی خاطر جسم میں گودنے، بھووں کا بال نکالنے اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی عورتوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور اسے حسن کی خاطر اللہ کی خلقت کو بدلنا قرار دیا گیا، اس حدیث کی روشنی میں حسن وجمال کی خاطر جسم کی جھریوں کو دور کرنا، بڑھاپے کے اثرات کو ختم کرنا، اور بوڑھے آدمی کا حقیقت کے خلاف اپنے

آپ کو جوان ظاہر کرنا یا چپٹی ناک کو کھڑی کرنا وغیرہ جیسا عمل ممنوع قرار پاتا ہے۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا اجزء اسی کے جسم میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو صحیح اور راجح قول کی رو سے یہ جائز ہے، اس لیے کہ اس کا مقصد مرض اور عیب کا ازالہ ہے۔ جو علاج و معالجہ کے قبیل سے ہے جو از روئے شرع نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنا علاج و معالجہ کے قبیل سے ہے، لہذا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری درست ہے۔

٦- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے بھی پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت ہوگی، درج ذیل واقعات اس کے جواز کی دلیل ہیں:

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر اپنے چہرے کو سامنے کر کے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور سے تیروں کو روک رہا تھا کہ ایک تیر ایسا لگا کہ میری آنکھ چشم خانہ سے باہر آ گئی، میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایک عورت سے محبت ہے اور اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ مجھے دیکھ کر نفرت کرے گی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس پر صبر کر لو تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعاء کرتا ہوں، اس پر انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بیشک جنت بہترین بدلہ اور عظیم عطیہ ہے، لیکن میں عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھینگا کہیں گی اور مجھے پسند نہیں کریں گی، اس لئے آپ اس آنکھ کو اس کی جگہ لوٹا دیں اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے جنت کی دعاء بھی فرما دیں تو آنحضور ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور میرے لیے جنت کی دعاء فرمائی (السیرۃ الحلبیہ ۲/ ۲۵۲)۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے جنہیں غزوۂ بدر کے

موقع پر آنکھ میں ایک تیر لگا تھا اور وہ بھینگے ہو گئے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لیے دعاء فرمادی تو وہ اچھے ہو گئے اور انہیں کوئی اذیت نہیں ہوئی (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۲/۷۴۴)۔

اسی طرح اوپر حضرت عرفجہ ابن اسعدؓ کا واقعہ گذر چکا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کی کسی جنگ میں ان کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی مگر اس میں بدبو آنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا (سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم)۔

ظاہر ہے کہ ناک کا کٹ جانا، یا ایک کا رخصت ہو جانا کوئی ایسا نقص نہیں ہے جس سے کوئی بڑا ضرر لاحق ہو اور آدمی کی زندگی دوبھر ہو جائے، بہت سے بھینگے اور ناک کٹے لوگ زندگی گذارتے ہیں اور اس نقص کی وجہ سے انہیں کسی بڑی مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا نہیں پڑتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے آدمی بدہیئت نظر آتا ہے اور نفسیاتی طور پر آدمی کے لیے اس طرح کے حادثے مضرت رساں ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے کہیں خود سے اس کا ازالہ فرمایا اور کہیں اس کے ازالہ کے لیے مناسب رہنمائی فرمائی۔ اور حضرت قتادہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر تم اس بھینگا پن پر صبر کرلو تو تمہارے لیے جنت ہے، اس سے پتہ چلا کہ یہ نقص اور عیب قابل برداشت تھا، اس سے کوئی بڑا ضرر لاحق نہیں تھا، لہذا اسطرح کے چھوٹے اور معمولی نقص وعیب کے ازالہ کی اس سے گنجائش اور اجازت نکلتی ہے۔

۷- بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے۔ اس طرح کے مقاصد کے لیے شرعاً سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، اس لیے کہ اس میں دھوکہ دہی اور تلبیس کا پہلو ہے اور حقیقت کو چھپانا ہے اور سیاہ خضاب کے استعمال کی حرمت وممانعت اسی بنا پر ہے کہ اس میں حقیقت کو چھپانا اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا ہے، دوسرے رنگ کے خضاب میں یہ علت نہیں پائی جاتی، اور محض حسن کے لیے اللہ کی خلقت کو بدلنا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من غشّنا فليس منا“ (صحیح

مسلم ۱/۰۷؛ کتاب الایمان) (جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے)، لہذا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۸- کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں۔شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

خواہ کوئی مجرم قانون کی گرفت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنا چہرہ تبدیل کرلے کہ اس کی شناخت نہ ہوسکے یا کوئی مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے ایسا قدم اٹھائے از روئے شرع درست نہ ہوگا کیوں کہ اس میں تغییر خلق اور دھوکہ دہی ہے جو شرعاً حرام ہے، البتہ اگر جان وغیرہ کا خطرہ ہو اور اضطرار کی حالت ہوجائے تو چونکہ حالت اضطرار میں حرام حلال ہوجاتا ہے، اس لیے اس مجبوری کی وجہ سے اجازت ہوگی۔

پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری
دینی نقطۂ نظر

ڈاکٹر مفتی زاہد علی خاں☆

تعارف

پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری یہ سرجری (جراحت) کی اعلی امتیازی خصوصیت رکھنے والی ایک شاخ ہے(Plastic and reconstructive surgery is a superspeciality branch) جس کا استعمال مریضوں کے علاج کے لئے ہماری معاشرتی زندگی میں دن بدن بڑھتا چلا جارہا ہے۔لوگ تیزی سے (اس علاج کی افادیت کی وجہ سے)اس کی طرف متوجہ ہورہے ہیں۔

پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری جسمانی عیب کی اصلاح اور عضو کے صحیح طریقہ سے کام کرنے میں مددگار ہونے کی وجہ سے موجودہ دور میں قدرت کا عظیم تحفہ ہے۔

اس سے انسانی زندگی میں تعمیری تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔غم زدہ دلوں میں زندگی کا انقلابی جوش اور مرجھائے چہروں پر مسکراہٹ پیدا کرنا اس کا نمایاں وصف ہے، اس پیشہ سے وابستہ تمام خواتین وحضرات انسانیت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

آج کل درج ذیل حالات کی اصلاح کے لئے اس کا استعمال کافی ہورہا ہے:

☆ ناظم دینیات علی گڈھ مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ۔

۱- جلنا(Burns): ہر طرح کے جلے ہوئے، خاص کر آگ، بجلی اور کیمیکل سے جلے ہوئے کے لئے۔

۲- چہرہ کی ہڈیوں کا ٹوٹنا: چہرہ کی ہڈیوں کی اصلاح، نرم خلیوں، اعصاب کا ضائع ہونا، اور دیگر چوٹوں کے لئے۔

۳- راہ گیروں کے حادثے: راہ گیروں کے ایسے حادثے کہ جس میں چوطرفہ چوٹوں کی وجہ سے نرم خلیوں، نسیج اور اعصاب کے ضائع ہونے کا کسی کو صدمہ پہنچا ہو۔

۴- ہاتھ کے زخم: خاص کر موسمی فصل کے زمانہ میں اور روڈ ایکسی ڈینٹ (راہ گیروں کے سفر میں حادثے)۔

۵- سر، گلے اور دوسرے کینسر (سرطان): بڑے پیمانہ پر سرجری (جراحت) کی کاٹ چھانٹ کے بعد از سر نو اصلاحی سرجری میں ضرورت پیش آنا۔

۶- عام پلاسٹک سرجری: پیدائشی بے قاعدگیوں کی اصلاح، خلیوں کی منتقلی۔

۷- باریک نسوں (شریانوں) کی سرجری: دوبارہ لگانا اگانا (بال کھال وغیرہ)، آزادی سے حرکت کرنے والے (اعضاء کی اصلاح) اور دماغی رگوں کی مرمت۔

درج بالا حادثات اور واقعات میں سالانہ تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے، لہذا انسانی وسائل، تیکنکی ہاتھوں مریضوں کے آپریشن کی سہولیات اور مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے وارڈوں اور شفاخانوں کی روز بروز ضرورت بڑھتی جارہی ہے، (دیکھئے: تعارف) (Introduction) شعبۂ پلاسٹک سرجری۔

پلاسٹک سرجری میں آج کل جو آپریشن ہورہے ہیں، علاج ہورہا ہے، ان کی بھی متعدد قسمیں کی جاسکتی ہیں اور ان کے مقاصد و نتائج بھی مختلف ہیں، جو درج ذیل عنوانات سے واضح ہوں گے:

(۱) Reconstructive Surgery:

اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا یا کسی عضو کی کارکردگی کی اصلاح کرنا۔

(۲) Cosmetic Surgery/Aesthetic Surgery:

اس کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدیلی یا رنگ وروپ میں نکھار پیدا کر کے انسان کو زنانہ یا مردانہ طور پر حسین، باوجاہت، پرکشش اور جاذب نظر بنانا ہے۔

(۳) Micro vascular Surgery:

اس کا مقصد باریک نسوں (شریانوں) کی سرجری، کھال چسپاں کرنا، بال (سر وغیرہ) اگانا لگانا، دماغی باریک رگوں کی اصلاح، بند شریانوں کو کھولنا یا جمے ہوئے خون کے تھکّوں کی صفائی کرنا وغیرہ۔

پلاسٹک سرجری کا استعمال اگرچہ چھٹی، ساتویں صدی قبل مسیح میں بھی بعض تاریخی کتابوں جیسے سُشں رُتا (Sushruta) ہندوستانی کی تصانیف سے ہمیں پتہ چلتا ہے، جبکہ اولیت کا سہرا مصری ڈاکٹروں کے سر باندھا گیا ہے جہاں کی کتب تین ہزار سال قبل مسیح اس موضوع پر اب بھی دستیاب ہیں، بیزنطینی اور یونانی طبیب بھی قبل مسیح کا ہی بیان کرتے ہیں، لیکن عرب اس علم وفن سے دور تھے وہاں اس کی ترقی بہت بعد میں ہوئی، لہذا دینی مراجع میں اس سے متعلق کوئی صریح نص ہمیں نہیں ملتی، جس کی موجودگی سے ہم استفادہ کر کے اجماع، قیاس، استحسان وغیرہ دینی وفقہی اصول وقواعد سے مسائل کا استخراج واستنباط کر سکتے ہیں، اسی طرح استقرائی تحلیل وتجزیہ (Inductive Analysis) اور استخراجی تحلیل وتجزیہ (Deductive Analysis) یا داخلی وخارجی، روایت ودرایت اور لفظی ومعنوی نقد وغیرہ کا ہم استعمال کر کے حکم شرعی اور مرضی الٰہی وسنتِ رسول کی مراد کو پہنچتے۔

لہذا اس نازلہ (جدید مسئلہ) کے حکم کو جاننے کے لیے ہمارے پاس صرف اجتہاد ہی ایک ذریعہ ہے جو ہم عمومی نص کے احکام، قواعد کلیہ شرعیہ، حدود اللہ کی پاسداری اور نظام سنت کی

کسوٹی پر پرکھ کر ان جدید مسائل کا شرعی حکم معلوم کر سکتے ہیں، جس کے لیے ہمیں مقاصد شریعت، مصالح شارع اور حکمتوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا جن سے ہم علاج (ضروری ومفید آپریشن بھی ایک علاج ہی ہے)، تعمیری و اصلاحی طریقوں کو اختیار کریں گے، جس میں آخری درجہ میں اضافۂ حسن، اعضاء کی ساخت میں تبدیلی اور روپ میں نکھار وغیرہ تدبیروں کو بھی ہم اختیار کر سکتے ہیں، (بشرطیکہ تغییر خلق اللہ خلق تکوینی (ساخت) میں تبدیلی واقع نہ ہو) یہی حکم ہر مفید عمل کا ہوگا (تاہم تدلیس کسی حال میں نہ ہو) جس کے لیے کشف ستر کی بھی ہم جنس کے سامنے اجازت ہوگی، کیونکہ اسلام دفع ضرر اور دفع حرج کا حکم دیتا ہے اور اس طرح کا عمل جراحی انسانی ضروریات اور انسانی حاجات میں شامل ہے اور ستر تحسینیہ میں سے ہے مگر یہ کہ آبرو (عرض) خطرہ میں ہو تب یہ انسانی ضروریات میں سے ہوگا (پانچ چیزوں کی حفاظت ضروریات انسانی وضروریات دین میں سے ہے: (۱) دین (۲) جان (۳) آبرو-عرض (۴) مال اور (۵) عقل شارع نے مصالح کی ترتیب کی رعایت اس طرح کی ہے کہ جو سب سے اہم ہے اس کو سب پر مقدم کیا جائے چنانچہ ضروری کی ترجیح ہوگی حاجی پر اور ان دونوں کی ترجیح ہوگی تحسینی پر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ضروری میں 'حاجی' کی رعایت کی وجہ سے خلل پڑے تو حاجی کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح اگر 'حاجی' اور 'ضروری' میں خلل واقع ہو 'تحسینی' کی رعایت کی وجہ سے تو تحسینی کی رعایت نہیں کی جائے گی اور ''ستر عورت'' و ''احکام طہارات'' یہ تحسینیات میں سے ہیں۔ ضروریات، حاجیات، وتحسینیات کی تحقیق سے ہی مصلحتوں کا اعلی درجہ پر تحقق ہوگا۔

اس سے دوسری اہم ترین شئے یہ بھی معلوم ہوئی کہ جب کسی مصلحت کے بارے میں یہ دلیل، برھان اور ثبوت مل جائے کہ وہ انسانی ضروریات یا انسانی حاجات یا انسانی تحسینیات میں سے ہے تو وہ مقاصد شارع میں سے ہو جاتی ہے۔ اور 'دفع ضرر' 'دفع حرج' اسلام میں ہر حال میں ضروری ہے۔

البتہ مصلحتوں اور عمل جراحی سے قبل وبعد کے ضرروں کا ماہرین کی رائے کی روشنی میں

صحیح اندازہ وتعین از حد ضروری ہے، لہذا ہمیں عمل جراحی کے اجراء کی مصلحت اور اس کے اجرا کی شکل میں مرتب ہونے والے ضرروں میں توازن قائم کرنا ہوگا اور موازنہ کرکے جب کوئی ماہر یقینی مصلحت، فائدہ اور نفع کی وجہ سے کسی ایک کو ترجیح دے تو اس کا اختیار کرنا کبھی واجب کبھی سنت رمستحب ربہتر اور کبھی صرف مباح ہوگا، البتہ یہ مناسب ہوگا کہ کسی دوسرے ماہر کی رائے بھی ہر حال میں لے لی جائے، کیونکہ موجودہ دور میں دھوکے، غلط مشورے بہت عام ہیں، انسان مالی منفعت کے لیے آج کل سب کچھ کرنے کو تیار دکھائی دیتا ہے، اسی طرح ہم کسی اکلوتے ماہر کی غلطیوں سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔ ظن غالب اگر یقین کی جگہ حاصل ہو تب بھی یہی حکم ہوگا۔ درج ذیل قاعدوں سے ہم اس سلسلے میں مدد لے سکتے ہیں: ”المكلّف يختار أخف الضررين“، ”يرتكب أهون الشرين لدفع أعظمهما“، ”التحريم المخفّف أولىٰ أن يقتحم من التحريم المثقّل“، ”إذا تعارض مفسدتان روعى أعظمهما ضرراً بارتكاب أخفهما“، ”ما جاء لعذر بطل بزواله“، ”الضرورات تبيح المحظورات“۔

لہذا آپریشن سے حصول مصالح اور دفع ضرر کی صورت میں دفع مشقت (دفع ضرر) اور درء مفاسد ہوتا ہے اور یہ حالت ضرورت وحاجت کی تکمیل سے ہی پیدا ہوتی ہے، لہذا 'تصحیح جنس' کا آپریشن درست ہوگا (مردانہ عضو تناسل کو معمول کی مقدار تک لمبا کرنا کہ مقاربت پر قدرت حاصل ہو جائے یا ذکر (مردانہ عضو تناسل) اتنا چھوٹا ہو کہ وہ عنین قرار پائے اسے درست کرنا، اسی طرح زنانہ عضو تناسل (فرج) کی مقاربت (مجامعت) میں رکاوٹ بننے والی خرابیوں کو دور کرنا درست ہوگا: (ا) مردانہ بانجھ پن کے علاوہ نامردی دس فیصد ہمارے ملک میں پائی جاتی ہے۔ عورتوں کا بانجھ پن گولگ بھگ مردوں کے ہی برابر ہے لیکن دنیا میں ناعورت بہت ہی کم پائی جاتی ہیں، تقریبا پانچ لاکھ میں ایک کا اوسط ہے اور اس کا بھی علاج ممکن ہے، (i) بڑھی ہوئی ہڈی کو کاٹ کر قابل استمتاع بنانا جسے فقہاء قرن—سینگ— کہتے ہیں۔ (ii) گوشت رچربی کی زیادتی کو ختم کرکے آپریشن سے معمول کے مطابق بنانا۔ (iii) چپکی ہوئی کھال کا آپریشن

کر کے اسے درست کرنا۔ یہ سب حالتیں دفع ضرر کی وجہ سے ضرورت میں آتی ہیں)۔

البتہ تحویل وتبدیل جنس، تغییر خلق اللہ کی وجہ سے حرام ہوگا (النّساء:۱۱۹) حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت ابن مسیّب، حضرت عکرمہ اور حضرت ثوریؒ کی تفسیر کے مطابق، البتہ پردہ بکارت غشاء البکارۃ (Maidenhood/Hymen) یا کنوارے پن کی جھلی دوبارہ بنوانا یہ تفصیل طلب ہے۔ اگر عصمت دری (Rape) کی وجہ سے یہ زائل ہوا اور وہ حقیقی عصمت دری ہو، اس میں کسی سطح پر بھی کنواری دوشیزہ کی رضامندی شامل نہ ہو تو بلاشبہ اس کی اجازت دی جانی چاہئے، کیونکہ یہ تمام سماجوں میں عورت کے لیے عیب مانا جاتا ہے اور یہ ضرر ہے اور ضرر کو دور کیا جائے گا، (والضرر یزال)، تاہم تمام دیگر شروط اپنی جگہ برقرار رہیں گی، جیسے صرف ہم جنس (اپنی نظیر) سے یہ آپریشن کرائے، الا یہ کہ ایسی ڈاکٹر عورت اور طبیبہ آس پاس مہیا نہ ہو سکے تو صرف اضطرار کی وجہ سے درست ہوگا اور وہ بھی صرف بقدر حاجت مضطر تسلیم کیا جائے، البتہ آپریشن کے وقت اس کی ہم جنس (دیگر عورتوں) کا ہونا ضروری ہوگا۔ اور یہ بھی صرف مجبوری کی حد تک رہے گا۔ ستر غلیظ کے کشف سے بھی بڑا خطرہ اس لڑکی کی عصمت کو ہے، لہذا اس کے تحفظ کی تمام احتیاطی تدابیر کی جائیں گی مشہور قاعدہ فقہیہ ہے: ''کسی محرم میں توسع نہ ہوگا'' البتہ تمام عیوب ونقائص کا پلاسٹک سرجری سے علاج جائز ہوگا۔

پلاسٹک سرجری-صورتیں اور احکام

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی ☆

الحمدلله والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده: وبعد۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ کیا اس عیب کو دور کرانا درست ہوگا؟

حضرت ام جمیلہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے یہاں تشریف لے گئیں اور ان سے پوچھا کہ میرے چہرے پر جھائیں ہے میں اس کا علاج کر رہی تھی، لیکن مجھے سمجھ میں آیا کہ ایسا کرنے میں گناہ ہے، اس لئے علاج چھوڑنا چاہتی ہوں، اس بابت آپ کا کیا حکم ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر ہم میں سے کسی کی آنکھ دوسری سے اچھی ہوتی اور دوسری پہلے سے خراب تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک کو دوسری کی جگہ اور دوسری کو پہلی جگہ بدل دو۔ حضرت ام جمیلہؒ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے یقین کرلیا کہ علاج کرنے کی گنجائش ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں (کنز العمال علی مسند امام احمد بن حنبل ۳/۴۹۶)۔

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے "المتفلجات للحسن" کا ایک باب باندھا ہے جس کے تحت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روایت بیان کی ہے: "عن عبدالله لعن الله

☆ شیخ الحدیث و پرنسپل جامعہ دار العلوم، مئو۔

الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى" (گودنے اور گدوانے، چہرہ سے بالوں کو اکھیڑنے، دانتوں کے درمیان شگاف اور فرجہ پیدا کرنے والیوں پر جو حسین بننے کے ارادے سے ایسا کر رہی ہیں اللہ کی لعنت ہے، کیونکہ یہ عورتیں خلقت وفطرت الٰہیہ کو بدلنے والی ہیں)۔

ایک حدیث اور ہے جس کی تخریج بھی امام بخاری نے کی ہے: "حدثني أمي عن أسماء بنت أبي بكر الصديقؓ أن امرأة جاءت إلى رسول الله، فقالت: إني أنكحت ابنتي ثم أصابها شكوى فتمزق رأسها وزوجها يستحثني بها أفأصل رأسها؟ فسب رسول الله الواصلة والمستوصلة" (اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ سے میری ماں روایت کرتی ہیں کہ ایک خاتون رسالت مآب ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی بعدہٗ اسے ایک بیماری لگ گئی جس سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے، اب اس کا شوہر مجھ سے اصرار کر رہا ہے کہ میں اس کے ساتھ دوسرے مصنوعی بالوں کو جوڑ دوں تو کیا میں اس میں دوسرے بال جوڑ سکتی ہوں، اس پر آپ ﷺ نے "لعن الله الواصلة والمستوصلة" ارشاد فرمایا، روایتوں میں دو طرح کے الفاظ ہیں "لعن النبی" اور "لعن الله الواصلة والمستوصلة"۔

مشہور شارح بخاری حافظ بن حجر عسقلانی نے دونوں حدیثوں سے متعلق بڑے بسط سے کلام کیا ہے اور بہت ساری روایات واقوال نقل کئے ہیں، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض حضرات نے نہی سے نہی تنزیہی مراد لیا ہے تو بعضوں نے مطلقاً عدم جواز اور بعض نے جواز کا قول کیا ہے۔ بعض نے شوہر کی اجازت پر منحصر کیا ہے تو بعض نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے جواز کا فیصلہ کیا ہے۔ بعض حضرات نامصۃ اور متنمصۃ والی مرفوع روایت کے ایک اور طرق سے استدلال کیا ہے جس میں "مستوشمة من غير داء" کا لفظ ہے اس کی تائید طبری کے اس قول "أو كانت بيدها جراحة فداوتها فبقى الأثر مثل الوشم في يدها" سے ہو رہی ہے۔ احقر بھی

ضرورت ہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواز کا قول کررہا ہے۔

ایک عورت جس کے چہرہ پر بہت زیادہ بال ہوں یا کسی مرد و عورت کے دانت باہر کو نکلے ہوئے ہوں، اسی طرح پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں یا ناک ٹیڑھی ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لیے بال صاف کرنا یا مرد و عورت کے لیے دانت اور ناک کی اصلاح حرام نہیں، بلکہ جائز مستحب ہے، کیا ناک ٹیڑھی ہونے سے تلفظ میں فرق نہیں آئے گا؟ وہ شخص ایک قسم کا مضحکہ بن جائے گا، اس کی تائید حافظ ابن حجرؒ کی اس عبارت سے ہورہی ہے: "ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تؤلمها فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة، وقال النووي: يستثنى من النماص ما إذا نبت للمرأة لحية أو شارب أو عنفقة فلا يحرم عليها إزالتها بل يستحب.... قالوا: ويجوز الحف والتحمير والنقش والتطريف إذا كان بإذن الزوج لأنه من الزينة" (فتح الباری ۱۰/ ۴۶۲)۔

وقد أخرج الطبراني من طريق أبي إسحق عن امرأته أنها دخلت على عائشة وكانت شابة يعجبها الجمال فقالت المرأة تحف جبينها لزوجها، فقالت أميطي عنك الأذى ما استطعت (فتح الباری ۱۰/ ۴۶۲) (موجب لعنت مستثنیٰ وہ صورت ہے جس سے ضرر واذیت میں پڑ جائے مثلاً وہ شخص جس کا کوئی دانت زائد یا لمبا ہو جس سے کھانے میں دقت ہورہی ہو یا کوئی انگلی زائد ہو جس سے ہاتھوں کے عمل میں پریشانی لاحق ہو رہی ہو۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں نماص سے مستثنیٰ وہ عورت ہوگی جس کے داڑھی مونچھ یا داڑھی بچہ ہو تو ایسی عورتوں کے لیے اس کا ازالہ نہ صرف یہ کہ حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اعضائے جسم کو شوہر کی اجازت سے رنگنا اس پر نقش ونگار بنانا اس پر زائد اور بڑھے ہوئے بالوں کو اکھیڑنا جائز ہے۔ ابو اسحاق کے طریق سے طبری نے ایک حدیث کی تخریج کی ہے کہ ایک خاتون ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائیں جو انتہائی خوبصورت وجوان تھیں آنے کے بعد ام المومنین

سے سوال کیا کہ آیا عورت اپنے شوہر کی خاطر پیشانی کے بالوں کی صفائی کرسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا جتنا ممکن ہو اذیٰ کو اپنے سے دور کر)۔

اذیٰ سے مراد یہاں "بدہیئت" ہی ہے، لیکن احقر کی رائے یہ ہے کہ بالوں میں اس طرح بناؤ سنگار نہ کرے جو کسی قوم کا شعار ہو اور اس سے تشبہ لازم آئے۔ مشہور عالم دین مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "البتہ اگر چہرے پر اتنا زیادہ بال ہو جائے کہ چہرہ بگڑ جائے یا مردوں کے مماثل نظر آئے تو ایسے بال صاف کرنے کی اجازت ہے" (کتاب الفتاوی ۶/ ۱۴۷)، یہی رائے مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی بھی ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۷/ ۱۲۹)۔

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے کیا اس کے علاج کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

عن عرفجة بن أسعدؓ قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فأنتن عليّ فأمرني رسول اللہ ﷺ أن أتخذ أنفا من ذهب" (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی واحمد وغیرہ) (عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں (جو کوفہ وبصرہ کے درمیان ہے) کٹ گئی تو انھوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی لیکن اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو رسالت مآب ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا)۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ انھیں دقتوں اور پریشانیوں کے بموجب جو جواب نمبر ا میں گذر چکی ہیں ماہر متدین سرجن کے مشورے سے نیز آئندہ اسے کسی طرح کی پریشانی لاحق نہ ہونے پر آپریشن کی اجازت ملنی چاہئے۔

ترمذی شریف میں سونے کے تاروں سے دانتوں کو باندھنے کا تذکرہ ہے: "وقد روي عن غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب" (ترمذی شریف)۔

قال محمد: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو

بعير أو فرس أو غيره من الدواب الأعظم الخنزير والآدمی فإنه يكره التداوي بها (عالمگیری) (امام محمد کے نزدیک آدمی اور سور کی ہڈی کے علاوہ بکری، اونٹ، گھوڑے وغیرہ کی ہڈیوں سے بھی علاج درست ہے)۔

"قال الکرخی إذا سقطت ثنية رجل يأخذ من شاة ذكية يشدد مكانها" (عالمگیری)۔

ان دونوں کے ملانے کے بعد پتہ چلا کہ ماکول اللحم اور شرعی طور پر مذبوح جانوروں کی ہڈیوں کو بطور علاج استعمال کیا جاسکتا ہے۔ احقر مناسب سمجھتا ہے کہ یہ معاملہ اعضاء کے ساتھ ہو جو ظاہری طور پر دکھائی دیتے ہیں اگر وہ مخفی اور پوشیدہ ہوں، مستقبل قریب یا بعید میں اس عیب کے ختم ہونے کا امکان ہو تو بہتر ہے کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ اور احوال و اشخاص کے اعتبار سے مستثنیات بھی ہونے چاہئیں، مثلاً کٹنے جلنے اور بعض ایکسیڈنٹل کیسز میں عضو ایسا بد ہیئت ہوجاتا ہے کہ بعض اوقات طبیعت اس کے دیکھنے سے ابا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اس کی اصلاح کی مطلقاً اجازت ہونی چاہئے۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ عیب کے ازالہ کی غرض سے آپریٹ کیا جائے جس میں تجمیل بھی ضمناً پائی جائے تو اس کی اجازت ہے لیکن آپریشن برائے تجمیل کی اجازت نہیں ہے۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہوگا؟

عمر کے زیادہ ہونے کے باعث چہرہ کی جھریوں کو زائل کرنے کی اجازت قطعاً نہیں ہونی چاہئے، ایسا کرنا ایک قسم کی تدلیس اور دھوکہ دہی ہے، اسی لئے تو تفلج کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے، کیوں کہ عورتیں ایسا اس لئے کرتی ہیں تاکہ کم سن معلوم ہوں: "فربما صنعتهُ المرأة التي تكون أسنانها متلاصقة لتصير متفلجة وقد تفعله الكبيرة توهم أنها صغيرة

لأن الصغيرة غالباً تكون مفلجة جديدة السن ويذهب ذلک في الكبير" (فتح الباری:۱۰/۴۵۵) قال الخطابي: إنما ورد الوعيد الشديد في هذه الأشياء لما فيها من الغش والخداع ولما فيها من تغيير الخلقة (فتح الباری۱۰/۴۶۵)، انھیں عبارتوں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر ناک زیادہ کھڑی نہ ہوتو اس کے آپریشن کی اجازت نہ ہوگی۔ اسی طرح کے عیوب کے ازالہ میں مقصود بالذات تجمیل اور تحسین ہے جب چہرہ سے بال تک اکھیڑنے کی اجازت نہیں تو پھر اس کا جواز کیسے ہوسکتا ہے؟ بندہ اسے تغییر خلق اللہ شمار کرتا ہے نیز یہ ضرورت وحاجت کے قبیل سے بھی نہیں۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جاسکتا ہے؟ تاکہ وہ عیب دور ہوجائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جاسکتا ہے؟

ڈاکٹر نعیم حامد ایم ایس سرجن کانپور شمارہ بحث ونظر بابت اعضاء کی پیوندکاری وغیرہ ص: ۱۷۵ پر لکھتے ہیں: "کسی ایک ہی فرد میں نسیجوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کو آٹوٹرانسپلانٹن کہتے ہیں اس طریقہ سے جلد، بال، ہڈیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہیں، اس سے کسی بیماری کے پھیلنے کا خطرہ نہیں ہوتا" سوال کا سیاق بتلا رہا ہے کہ پایا جانے والا عیب حاجیات یا تحسینیات کے قبیل سے ہے۔ اگر یہ عضو ایسا ہے کہ وہ کسی بنیادی مقصد کو پورا کر رہا ہے اور اعضاء انسانی میں اس کی حیثیت کلیدی ہے اور یہ عیب اسے مشقت شدیدہ میں مبتلا کر دے گا تب تو ماہر اور متدین طبیب کے مشورہ سے جبکہ مستقبل میں اسے کوئی خطرہ نہ ہو اس کی اجازت ملنی چاہئے بشرطیکہ وہ راضی ہو، ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ولا إهانة في استعمال جزء منه" (بدائع الصنائع ۵/۱۳۲) المنفصل من الحي كميتة إلا في حق صاحبه (ترمذی) یوں تو انسانی بدن سے جدائی کے بعد وہ حصہ ناپاک ہوجاتا ہے، لیکن "المشقة تجلب التيسير" ضابطہ کے باعث جواز کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر بھی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ

اس کا کوئی جائز متبادل حل تلاش کیا جائے ماکول اللحم مذبوح جانوروں سے یا ربر۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا کیا حکم ہوگا؟

یوں تو عامۃً پلاسٹک سرجری تزئین ہی کے لیے ہوتی ہے جس کی شرعاً گنجائش نہیں ہونی چاہئے، لیکن اگر کسی کے لیے سماجی مسائل پیدا ہوجائیں اس طرح کی اس کے اعضاء جلنے یا کٹنے کے باعث سفید (برص کے مانند) ہوگئے یا وہاں کی جلد بالکل سکڑ کر بدہیئت ہوگئی جو لوگوں کے لیے نفرت کا سبب ہو، اسی طرح یہ کیفیت غیر شادی شدہ لڑکے یا لڑکی کی ہوگئی تو اب اس کے لیے یہ حاجت کے درجہ میں ہے اس کی گنجائش دینی چاہئے۔ اس سلسلے میں یہ عبارت واضح رہنما بن سکتی ہے: "وقد قرر العلماء أن الفتوى تقدر زماناً ومكاناً وشخصاً واعتبارا لآلات الذى نحن فيه" (نظریۃ المقاصد عند الشاطبی از احمد الریسونی ر ۳۸۳)۔

۶- کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

ہندوستان کے بعض بعض محکموں میں معمولی جسمانی کمی وبیشی سے بھی سروس اور ملازمت نہیں ملتی، خصوصاً پولیس محکمہ میں ملازمت کے حصول کے لیے سلامتیٔ اعضاء شرط ہے، اگر ظن غالب ہو کہ اس کمی وبیشی سے لڑکے ولڑکیاں بیٹھی رہ جائیں گی اور ان کے رشتۂ ازدواج میں دقت ہوگی تو اس صورت میں جواز کا قول مناسب معلوم ہوتا ہے پھر بھی احوط یہ ہے کہ یہ اجازت صرف مرئی اعضاء تک محدود ہو۔

۷- بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے کیا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

اس کا جواب سوال نمبر ۳ میں گذر چکا ہے۔ ساتھ ہی کیا اس کا امکان نہیں ہے کہ جب تحقیق حال ہو اور پوری حقیقت سامنے آجائے تو یہی چیز نزاع اور شقاق کا سبب بن جائے؟ نیز

اس کے تدلیس اور خداع ہونے میں کوئی شبہ بھی نہیں۔

۸-کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

شریعت اسلامیہ جن کو واقعی مجرم سمجھتی ہے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو جائز نہیں، اگر وہ واقعی مظلوم ہے اور اسے ظلم کا یقینی خطرہ ہے نہ کہ موہوم تو اسے پلاسٹک سرجری کی اجازت دینا چاہیے، کیوں کہ جان و مال، دین وعقل کی حفاظت کو انسانی قوانین اور اسلامی شریعت دونوں تسلیم کرتی ہیں۔

پلاسٹک سرجری اور بیوٹی آپریشن کا شرعی حکم

مولانا ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی ☆

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم" (التین: ۴) (یقیناً ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے)۔

اس آیت میں انسان کی جسمانی اور فطری خوبصورتی کا ذکر کیا گیا ہے، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خوبصورتی رکھی ہے، اس خوبصورتی کی حفاظت اور اس کی برقراری انسان کا فطری حق ہے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"ما من مولود إلا یولد علی الفطرة، فأبواه یهودانه، أو ینصرانه، أو یمجسانه، کما تنبع البهیمة بهیمة جمعاء، هل تحسون فیها من جدعاء؟ ثم یقول: "فطرة الله التی فطر الناس علیها، لا تبدیل لخلق الله، ذلک الدین القیم" (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۲۱/۱)۔

(بچہ فطرت پر ہی پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جیسا کہ مادہ جانور صحیح سالم بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کان کٹا دیکھتے ہو؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: "اللہ کی فطرت کو اپناؤ جس فطرت پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی تخلیق

☆ اردو لیکچرار، گورنمنٹ جونیر کالج ظہیر آباد، ضلع میڈک، اے۔ پی۔

میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، یہ سیدھا دین ہے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام قانونِ فطرت یہ ہے کہ بچہ جسمانی طور پر بے عیب پیدا ہوتا ہے، کسی خارجی وجہ کی بناء پر اس میں نقص پیدا ہوتا ہے اور نقص کو دور کرنا فطرت کی تبدیلی نہیں ہے، بلکہ فطرت کی تکمیل ہے۔

اس پس منظر میں ہمیں پلاسٹک سرجری اور بیوٹی آپریشن کا حکم تلاش کرنا اور اس کے جائز اور ناجائز پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کرنا ہے، تاکہ اس باب میں حلال وحرام کے درمیان خطوط واضح ہوجائیں۔

۱- پیدائشی عیب کا آپریشن

ایسا عیب جو پیدائش سے ہو اور یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں، تو ایسے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا، فقہاء نے زائد انگلی کو کٹوانے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئا آخر، إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک، فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة، فهو في سعة من ذلک" (فتاویٰ عالمگیری ۴/ ۱۱۴)۔

(جب آدمی کوئی زائد انگلی یا کوئی زائد عضو کو کاٹنا چاہے، تو اگر اس طرح کاٹنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرے اور اگر غالب امید بچنے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

۲- حادثاتی عیب کا آپریشن

ایسا عیب جو پیدائشی تو نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، اس عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کرانے کی اجازت ہوگی، جیسا کہ حدیث میں مصنوعی عضو بنانے کی اجازت

دی گئی ہے:

عن عرفجة بن أسعد قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق، فأنتن علي فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفا من ذهب" (ترمذی ۱/۳۰۶، باب ماجاء فی شد الاسنان بالذہب)۔

(سیدنا عرفجہ بن اسعدؓ بیان کرتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں بنوکلاب کی لڑائی میں میری ناک کٹ گئی تھی، تو میں نے چاندی کی ناک بنوائی، اس میں بو پیدا ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ناک بنالوں)۔

۳- بیوٹی آپریشن

ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے: عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا تین وجوہ سے جائز نہیں ہوگا:

۱- یہ مرض نہیں ہے۔

۲- یہ عیب کسی حادثہ کی وجہ سے پیش نہیں آیا ہے، اس کے لیے آپریشن کرانا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہوگی جس کی ممانعت قرآن وحدیث میں کی گئی ہے۔

۳- یہ محض خوبصورتی کے لیے آپریشن ہے، حدیث میں خوبصورتی کے لیے گودنے، گودوانے، بال اکھاڑنے اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی۔

احادیث میں ہے: عن عبدالله بن مسعودؓ قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (متفق علیہ، مشکوۃ: ۳۸۱/۲) (سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: گودنے والی، گودوانے والی، بال اکھڑوانے والی اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے، جو

اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنے والی ہیں)۔

وعن ابن عباسؓ قال: "لعنت الواصلة، والمستوصلة، والنامصة، والمتنمصة والواشمة، والمستوشمة من غير داء" (ابوداؤد: ۲/ ۵۷۴، کتاب الترجل، باب فی صلۃ الشعر) (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بال جوڑنے والی، بال جوڑوانے والی، بال اکھاڑنے والی، بال اکھڑوانے والی اور بغیر مرض کے گودنے والی اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

علامہ نوویؒ نے پہلی حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

"وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به" (شرح النووی علی مسلم ۲/ ۲۰۵) (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خوبصورتی کے لیے یہ فعل حرام ہے، البتہ اگر علاج یا دانت میں عیب کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

۴- پلاسٹک سرجری کا حکم

پلاسٹک سرجری جس میں مریض کے جسم ہی سے کوئی حصہ لے کر اس کے دوسرے حصہ کو درست کیا جاتا ہے، یہ ایک جدید طریقۂ علاج ہے اور شریعت میں علاج کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اس لیے بیماری کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق جائز ہوگی۔

"ولا إهانة في استعمال جزء منه" (بدائع: ۵/ ۱۳۲) (اپنے جزء کے استعمال میں کوئی بے احترامی نہیں ہے)۔

۵- جسمانی عیوب دور کرنے کے لیے

جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا، اساسی

قاعدہ ہے:

"الضرر یزال" (الاشباہ والنظائر ۱۳۹) (ضرر (نقصان) کو دور کیا جائے گا)۔

۶-معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے

البتہ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ضرورت کے درجہ میں نہیں ہے:

"ما أبیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا" (الاشباہ، لابن نجیم: ۱۴۰) (جو چیز ضرورت کی بنا پر جائز ہوتی ہے وہ بہ قدرت ضرورت ہی جائز رہتی ہے)۔

۷-کم عمر اور خوبصورت لگنے کے لیے

کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی شریعت میں اجازت نہیں ہوگی، کیوں کہ حقیقی عمر سے کم عمر ظاہر کرنا دھوکہ ہے، جو شریعت میں حرام ہے، کم عمر بننے کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر حدیث میں لعنت کی گئی ہے:

"لعن المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ" (مسلم ۲/ ۲۰۵)۔

(خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

"عورتیں اپنے دانتوں کے درمیان یعنی ثنایا اور رباعی دانتوں کے درمیان کشادگی کرتی ہیں، عموماً بوڑھی اور سن رسیدہ عورتیں ایسا کرتی ہیں، تاکہ کم سن نظر آئیں اور دانت خوبصورت معلوم ہوں، کیونکہ چھوٹی بچیوں کے دانتوں کے درمیان باریک کشادگی ہوتی ہے، جب عورت بوڑھی اور سن رسیدہ ہونے لگتی ہے تو وہ ایسا کرتی ہے، تاکہ دانت باریک اور خوبصورت معلوم ہو اور کم سن ہونے کا گمان ہو" (حاشیۃ النووی علی مسلم ۲/ ۲۰۵)۔

ان احادیث کی بنا پر یہ فعل، ایسا کرنے والی اور کرانے والی دونوں کے لیے حرام ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے اور اس میں فریب کاری اور دھوکہ دہی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

وعن ابن عباسؓ قال: "یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحة الجنة" (رواہ أبوداؤد والنسائی، مشکوۃ ۲/ ۳۸۲)

(سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ کالا خضاب استعمال کریں گے، گویا کبوتر کے پپوٹے ہوں، وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گے)۔

۸- شناخت چھپانے کے لیے

بعض مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لیے یا بعض مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، اس میں دھوکہ اور اشتباہ ہے اور اس کی بنا پر حلت وحرمت کے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، اس لیے یہ جائز نہیں ہوسکتا، حدیث میں ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قالت: "کان رسول الله ﷺ یلعن القاشرة، والمقشورة، والواشمة، والمستوشمة، والواصلة، والمستوصلة" (مسند أحمد: ۶/ ۲۵۰)

(سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چہرہ کو رنگنے والی، رنگوانے والی، گودنے والی، گودوانے والی، بال جوڑنے والی اور بال جوڑوانے والی عورت پر لعنت فرماتے تھے)۔

عربی زبان میں "قشر" کے معنی کھال اتارنے اور کھال چھیلنے کے ہیں، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ زعفران وغیرہ سے چہرہ صاف کرنے کو "قشر" کہتے ہیں (دیکھئے: النھایۃ: ۴/ ۶۴)۔

اور علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے:

"القشر أن تعالج المرأة وجهها بالحمرة حتی ینسحق أعلا الجلد ویصفر اللون" (الفائق: ۳/ ۱۹۶) (قشر یہ ہے کہ عورت اپنے چہرہ پر کوئی سرخ چیز ملے، یہاں تک کہ اوپر کا چمڑا بہت باریک ہو جائے اور رنگ پیلا ہو جائے)۔

خلاصۂ جوابات

۱- پیدائشی عیب جو عام قانونِ فطرت کے خلاف ہو، اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا۔

۲- کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا بھی درست ہوگا۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، اس کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہوگا۔

۴- بیماری کے ازالے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہوگا۔

۷- کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے بیوٹی آپریشن جائز نہیں ہوگا۔

۸- مجرم اور مظلوم کو اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا ڈاکٹر یاسر ندیم☆

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا بہترین نمونہ ہے، اس کا جسمانی وروحانی نظام اور داخلی وخارجی پیکر اس کے صناع کی صناعیت اور خالق کی خلاقیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس عجوبۂ کائنات کی "احسن تقویم" کہہ کر تعریف فرمائی ہے اور اس حسن کو باقی رکھنے کے لیے اس کو سجنے سنورنے اور زیب وزینت اختیار کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیا ہے۔ ارشاد باری ہے: "یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ وکلوا واشربوا ولاتسرفوا" (الاعراف:۳۱) (اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو اور کھاؤ پیو اور بے جا اسراف سے بچو)، اسلام میں طہارت ونظافت اور زیب وزینت کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث نبوی اور فقہ اسلامی کی بے شمار کتابیں کتاب الطہارۃ سے شروع ہوتی ہیں اور اس میں نظافت، طہارت اور پاکیزگی کے مسائل واحکام اور ان مسائل کے دلائل وبراہین ہوتے ہیں۔

اسلام ایک معتدل مذہب ہے ہر معاملے میں صفت اعتدال اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ زیب وزینت کے معاملے میں بھی اسلام نے اعتدال کا حکم دیا ہے حسن وجمال اختیار کرنے کا حکم ضرور ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایسی حدود وقیود بھی ہیں جن کا التزام ضروری ہے اور ان سے روگردانی حرام ہے تاکہ انسان ہمہ وقت یہ بات ذہن نشیں رکھے کہ اس کی تخلیق کا مقصد اطاعت

☆ نائب مدیر "ترجمان دیوبند"۔

وبندگی ہے اور زیب وزینت اس کی بندگی میں کمال پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور ذریعے کو مقصد حیات بنانا ناجائز وحرام ہے۔

موجودہ دور کی سائنسی اور طبی ترقی کے نتیجے میں ایسے بے شمار مسائل سامنے آئے ہیں جن کا حل بہ ظاہر نصوص میں موجود نہیں ہے اور نہ علمائے متقدمین نے ان سے کوئی تعرض کیا ہے۔ ایسے ہی مسائل میں پلاسٹک سرجری کا مسئلہ بھی ہے کہ جس کے متعلق اولاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پلاسٹک سرجری جائز ہے یا ناجائز؟ پھر اگر جائز ہے تو اس کی کیا حدود وقیود ہیں؟ ذیل میں ہم اسی اہم موضوع پر روشنی ڈال رہے ہیں۔

پلاسٹک سرجری کیا ہے

لفظ ''پلاسٹک سرجری'' سے بظاہر یہ وہم ہوتا ہے کہ اس سرجری میں پلاسٹک سے بنی کسی چیز کا استعمال ہوتا ہے جب کہ یہ لفظ انگلش کے پلاسٹک "Plastic" سے نہیں بلکہ یونانی زبان کے لفظ "Plastikos" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں، بدلنا اور کسی چیز کو نئی شکل دینا وغیرہ۔ اسی لیے طبی اصطلاح میں پلاسٹک سرجری کے اور بھی نام ملتے ہیں مثلاً: Cosmetic surgery (کاسمیٹک سرجری) جس کو عربی میں ''جراحة التجميل'' کہا جاتا ہے نیز Recoustructive surgery جس کو عربی میں جراحة التقويم یا جراحة الترميم کہا جاتا ہے۔ عربی میں پلاسٹک سرجری کے لیے جراحة التجميل کا لفظ ہی سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی کے مآخذ ومصادر کیوں کہ عربی زبان میں ہیں اس لیے ہم مذکورہ عربی اصطلاح کو سامنے رکھ کر اس بحث کا آغاز کریں گے۔

لغوی واصطلاحی تعریف

جراحۃ کی تعریف ہے: ''الشق في البدن تحدثه آلة حادة'' (کسی دھاردار آلے کے ذریعے بدن میں چیرہ ڈالنا) (معجم لغۃ الفقہاء/ ۱۶۲)۔

تجمیل ''جمال'' سے مشتق ہے جو حسن کا مرادف ہے اور قبح کی ضد ہے، تجمیل کی اصطلاحی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کسی چیز میں اس طرح کمی یا زیادتی کرنا کہ اس کا خارجی مظہر بھلا اور اچھا نظر آئے (حوالہ سابق/۱۲۲)۔

اطباء نے پلاسٹک سرجری کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے کہ: ''یہ سرجری جسم کے ظاہری عضو کو خوشنما بنانے کے لیے یا اس کو بہتر اور مزید کارآمد بنانے کے لیے کی جاتی ہے جب کہ اس میں کسی طرح کا عیب در آئے خلقۃً ہو یا کسی حادثے کا نتیجہ ہو'' (احکام الجراحۃ الطبیۃ،ص:۱۸۳)۔

پلاسٹک سرجری کی ایک دوسری تعریف بھی کی گئی ہے جس کے مطابق یہ جراحت کے ایک ایسے فن کا نام ہے جس کا مقصد پیدائشی عیوب کو صحیح کرنا جس کو اصطلاح میں (Congential Malformation) کہا جاتا ہے جیسے اضافی انگلی کو کاٹنا یا اضافی دانت نکال دینا وغیرہ اور عیب دار اعضاء کو صحیح شکل دینا ہے۔ (جیسے اوپری ہونٹ کے وسط میں اگر شق ہو تو اس کو اصل ہیئت پر لے آنا)۔

امریکن بورڈ آف کاسمیٹک سرجری نے اس کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''اس کا بنیادی مقصد انسان کے خارجی مظہر کو اس کی اصل ہیئت پر باقی رکھنا، عضو کے عیب دار ہونے کی صورت میں اس کو اپنی اصلی ہیئت پر لوٹانا یا اس میں عام حالات سے بہتر کارکردگی پیدا کرنا ہے'' (دیکھئے: http//en.wikipedia.org/wiki/plastic_surgery)۔

پلاسٹک سرجری اور نصوص

پلاسٹک سرجری کی ہم نے جو تعریف ذکر کی ہے اس کی رو سے قرآن وسنت میں بلکہ فقہائے متقدمین ومتأخرین کے نزدیک کہیں بھی اس سرجری کی موجودہ شکل کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ اس طرح کی جراحت کا تذکرہ ضرور ملتا ہے جس کا مقصد تزیین وتجمیل ہو، اسلام نے ان میں سے چند کو باقی رکھا بلکہ ان کو اختیار کرنے کا حکم دیا اور چند دیگر سے اجتناب کرنے کی تاکید کی بلکہ ان کو

حرام قرار دیا، اس لحاظ سے ایسی تبدیلیاں جو انسان اپنے جسم میں اپنے اختیار سے کرتا ہے اور جن کا تذکرہ نصوص میں آیا ہے، دو قسموں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں:

۱- مامور بہ: اسلام نے حدود میں رہتے ہوئے انسان کو زیب وزینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے جسم میں ایسی معمولی سی تبدیلی کو بھی جائز قرار دیا ہے جس سے مقصد حاصل ہو جائے اور تغییر خلق اللہ بھی لازم نہ آئے بطور دلیل دو مثالیں ذکر کی جاسکتی ہیں:

الف- عورتوں کے لیے کانوں میں سوراخ کرانا۔ احناف اور حنابلہ کے نزدیک عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کے مقصد سے کانوں میں سوراخ کرنا جائز ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے: حاشیہ ابن عابدین ۶/۴۲۰، الفروع، ابوعبداللہ المقدسی ۱/۱۰۷)۔

ان حضرات نے مختلف احادیث کے پیش نظر یہ موقف اختیار کیا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ نے آپ ﷺ کی نماز عید کا حال بیان فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ عورتوں کی طرف تشریف لائے اور ان کو صدقے کی تلقین فرمائی، تو میں نے ان کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی بالیاں اور ہار صدقہ کر رہی ہیں (دیکھئے: صحیح بخاری ۵/۲۰۱۰، رقم: ۴۹۵۱)۔

بالیاں پہننے کے لیے کان میں سوراخ کرنا ہمیشہ ہی سے خواتین کی عادت رہی ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی خواتین میں بالیاں پہننے کا رواج تھا، اگر کان میں سوراخ کرنا ممنوع ہوتا تو آپ ﷺ اس سلسلے میں ضرور ارشاد فرماتے مگر اس تعلق سے آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

فقہائے شافعیہ کے نزدیک خواتین کے لیے کان بندھوانا ممنوع ہے، ان کے نزدیک یہ ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ امام غزالی تحریر فرماتے ہیں: ''لاأری رخصة في تثقيب أذن الصبية لأجل تعليق حلق الذهب فيها فان هذا جرح مؤلم'' (احیاء علوم الدین، امام غزالی ج: ۲/ رقم: ۳۴۱)۔

ب-فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر انسان کا کوئی عضو کٹ جائے تو اس کی جگہ کسی دھات سے تیار شدہ عضو لگایا جا سکتا ہے، اس سلسلے میں عبدالرحمٰن بن طرفہ کی روایت مشہور ہے، وہ اپنے دادا عرفجہ بن اسعد کے بارے میں کہتے ہیں کہ جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی، انہوں نے چاندی سے بنی ہوئی ناک لگوالی، اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان کو سونے سے بنی ہوئی ناک لگانے کا حکم دیا (دیکھئے: سنن ابی داؤد ۲/ ۴۹۲، رقم ۴۲۳۲)۔

۲-منہی عنہ: زیب وزینت کے حصول کے لیے جسم میں ایسی تبدیلی کرانا کہ جو شکل وصورت کو یکسر بدل دے اور تخلیق خداوندی میں دخل اندازی شمار ہو حرام ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایسے عمل کو جو تخلیق الٰہی میں تبدیلی کا باعث ہو شیطانی عمل قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (النساء:۱۹۹) (اور میں (شیطان) ان کو بہکاؤں گا تو وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حسن بصریؒ کے نزدیک اس آیت میں تغییر خلق اللہ سے مراد "وشم" ہے (دیکھئے: تفسیر طبری ۴/ ۲۸۱، زادالمسیر، ابن الجوزی ۲/ ۲۰۵)۔

آپ ﷺ نے بھی ایسے عمل کو مستحق لعنت قرار دیا ہے، ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (صحیح بخاری، ۵/ ۲۲۱۶، رقم: ۵۵۸۷، صحیح مسلم ۳/ ۱۶۷۸، رقم ۱۲۲۵)۔

اس حدیث کی رو سے جسم گدوانا، بال اکھاڑنا اور دانتوں کو نوکیلا بنانا ممنوع ہے اور ایسی عورتوں کے عمل کو تخلیق خداوندی میں دخل اندازی کے ساتھ ساتھ مستحق لعنت بھی قرار دیا گیا ہے، اسی لیے بہت سے علماء نے حدیث میں مذکور اعمال کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

سورہ نساء کی مذکورہ آیت سے یہ اصول نکلتا ہے کہ تغییر خلق اللہ ممنوع اور حرام ہے، مگر کیا جسم میں کی جانے والی تبدیلی تغییر خلق اللہ کے دائرے میں آتی ہے، یہ طے نہیں ہے۔ گزشتہ سطور میں کان بندھوانے اور معدنی ناک لگانے کا جو مسئلہ ذکر کیا گیا اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ

اس آیت سے عموم مراد نہیں ہے۔ اسی طرح اختتان کے نتیجے میں بھی جسم کے ایک عضو میں تبدیلی ہوتی ہے مگر اس کے باوجود اختتان کو امور فطرت میں شمار کیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء نے جو بیش بہا تحقیقات اس امت کے لیے چھوڑی ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک اس آیت سے عموم مراد نہیں ہے، اس کے برخلاف بعض علماء نے مذکورہ آیت کو عموم پر باقی رکھا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے امام طبریؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے: "قال الطبری لا يجوز للمرأة تغيير شئی من خلقتها بزيادة أو نقص التماس الحسن لا للزوج ولا لغيره كمن تكون مقرونة الحاجبين فتزيل ما بينها ومن تكون لها سن زائدة فتقلعها، وطويلة فتقطع منها أو لحية أو شارب أو عنفقة فتزيلها بالنتف فكل ذالک داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله" (فتح الباری ابن حجر ۱۰/۳۷۷)۔

حافظ ابن حجر کے اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طبری کے نزدیک ہر قسم کی تبدیلی تغییر خلق اللہ کے تحت داخل ہے۔

سورۂ نسا کی آیت سے متعلق مذکورہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف پر بھی منتج ہوا ہے جس سے کم از کم اتنا تو ثابت ہوتا ہی ہے کہ اس آیت کا اپنے عموم پر رہنا کوئی قطعی اور حتمی بات نہیں ہے، یہ اختلاف زائد انگلی اور اضافی دانت سے متعلق ہے۔

زائد انگلی اور دانت کا مسئلہ

اگر کسی شخص کے ہاتھ میں زائد انگلی ہو یا منہ میں اضافی دانت ہو تو ایسی انگلی کو کاٹنا یا ایسے دانت کو اکھاڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس امر پر مبنی ہے کہ آیا زائد انگلی یا اضافی دانت تخلیق حقیقی ہیں یا انسان کی خلقت میں نقص اور عیب کی حیثیت رکھتے ہیں، جن حضرات کے نزدیک یہ حقیقی تخلیق کا حصہ ہیں، انہوں نے اضافی انگلی کٹوانے کو ناجائز قرار دیا ہے، عدم جواز کے قائلین میں امام احمد ابن حنبلؒ سرفہرست ہیں،

الانصاف میں ہے: "لا تقطع الإصبع الزائدة نقله عبد الله عن أحمد" (الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف، المرداوی ۱/ ۱۲۳)۔

امام طبری کے مذکورہ بالا اقتباس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی زائد دانت نکلوانا یا اضافی انگلی کٹوانا جائز نہیں ہے۔ البتہ انہوں نے اس کی اجازت اس وقت دی ہے جب کہ اضافی انگلی یا دانت کی وجہ سے انسان کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو یا کھانے پینے میں پریشانی ہوتی ہو (دیکھیے: فتح الباری، ابن حجر ۱۰/ ۳۷۷)۔

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ زوائد عیب اور نقص کے قبیل سے ہیں، لہذا ان کے ازالے سے اس نقص وعیب کو ختم کرنا درست ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيأ آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلک" (الفتاویٰ الہندیہ ۵/ ۳۶۰)۔

عبدالرزاق صنعانی اپنے شیخ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ "سمعت عن أهل العلم يقولون في الإصبع الزائدة والسن الزائدة تقطع أو تطرح السن ليس فيها شئی إلا أن يكون مكانها قد شأن فيری فيه" (المصنف، عبدالرزاق ۹/ ۳۸۸، رقم: ۱۷۷۲۰)۔

جمہور فقہاء نے چوں کہ زائد انگلی کو نقص اور عیب شمار کیا ہے، اسی لیے اگر کوئی شخص دوسرے کی زائد انگلی کو عمداً یا خطاً کاٹ دے تو ان کے نزدیک انگلی کی دیت واجب نہیں ہوتی بلکہ بعض فقہاء نے تو اس جنایت کو ہدر شمار کیا ہے اور کسی قسم کا کوئی تاوان جانی پر واجب نہیں کیا ہے۔ چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب الحاوی الکبیر میں علامہ ماوردی لکھتے ہیں: "أو يكون كقطع إصبع زائدة أو قطع سن شاغبة أونتف لحية امرأة فقد أذهبت الجناية شيناً وأحدث جمالاً ففيها وجهان: أحدهما وهو قول أبی العباس بن أبی سريج أن لا أرش لها وتكون هدراً لأنها لم تحدث نقصاً، والوجه الثانی وهو

قول أبي إسحاق المروزي أنها تضمن ولا تكون هدراً" (الحاوی الکبیر، علی بن محمد الماوردی ۱۲/ ۳۰۳)۔

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

"فان برئ العبد أو الأمة وصحا وزادت تلک الجنايات في أثمانها كالخصاء في العبد أو قطع إصبع زائدة أو ما أشبه ذلک فمن رزق الله تعالیٰ للسيد، ولا رجوع للجاني من أجل ذلک الشئی" (المحلی، علی بن احمد بن حزم ظاہری ۸/ ۱۵۴)۔

جب کہ جمہور فقہاء نے ایسی جنایت میں کچھ نہ کچھ تاوان جانی پر واجب قرار دیا ہے، البتہ کامل دیت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، چنانچہ شیخ زادہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وفي الإصبع الزائدة حكومة أی حكومة عدل تشريفاً للآدمي، لأنها جزء للآدمي ولكن لا منفعة فيها ولازينة" (مجمع الانہر، عبدالرحمٰن بن محمد المعروف شیخ زادہ، ۴/ ۳۵۲)۔

ابواسحاق شیرازی تحریر فرماتے ہیں:

"ويجوز أن يقتص من الأصابع الأصلية لأنها داخلة في الجناية ويأخذ الحكومة في الإصبع الزائدة" (المہذب، ابواسحاق شیرازی ۲/ ۱۸۱)۔

فقہ مالکی کی مشہور کتاب شرح مختصر خلیل میں ہے: "الإصبع الزائدة القوية التي فيها من القوة مايوجب الاعتداد بها كغيرها من الأصابع الأصلية في اليد أو في الرجل إذا قطعت عمداً أو خطأً فإن الواجب فيها عشر الدية ولا قصاص في حالة العمد لعدم المساواة والضعيفة إن قطعت وحدها ففيها حكومة" (شرح مختصر خلیل ۸/ ۴۲)۔

ابن قدامہ حنبلی تحریر فرماتے ہیں:

"وإن كانت يد القاطع والمجني عليه كاملتين وفي يد المجني عليه إصبع زائدة فعلى قول ابن حامد لا عبرة بالزائدة لأنها بمنزلة الخراج

والسلعة"(المغنی،ابن قدامہ ۸/ ۳۷۴)۔

مذاہب اربعہ کی ان مشہور کتابوں کی عبارتوں سے یہ ثابت ہوا کہ اضافی انگلی یا زائد دانت جسم میں نقص اور عیب مانا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے کاٹنے والے پر دیت واجب نہیں ہے اور اسی لیے اگر اس کے کاٹنے سے ہلاکت کا خوف نہ ہو تو کاٹنا جائز بھی ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ جمہور فقہاء کے نزدیک اس قسم کی تبدیلی تغییر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آتی اور نہ ہی سورہ نساء کی آیت سے عموم مراد ہے۔ اس نظریے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ دور صحابہؓ و تابعینؒ ہی سے اس آیت کی تحدید مراد میں اختلاف رہا ہے، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور تابعین میں حضرت عکرمہؒ وغیرہم کے نزدیک تغییر خلق اللہ سے مراد انسان کا اپنے آپ کو خصی کرانا ہے جب کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، مجاہد، قتادہ، ابراہیم نخعی اور ضحاک رحمہم اللہ وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد ''وشم'' ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے: جامع البیان، محمد ابن جریر طبری ۴/ ۲۸۱)۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے بھی اس آیت سے عموم مراد نہیں لیا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ اصول سمجھ میں آتا ہے کہ جسم میں ایسی تبدیلی کرانا کہ جس سے کوئی نقص یا عیب ختم ہو جائے تغییر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آتا، پھر جس طرح خلقی عیب جیسے زائد انگلی کو کٹوانا جائز ہے، اسی طرح ہر ایسے عیب کا ازالہ بھی درست ہے جو کسی حادثے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو، مندرجہ ذیل سطور میں ہم اس اصول کو جراحت تجمیل (پلاسٹک سرجری) پر منطبق کرنے کی کوشش کریں گے۔

انسان دو وجوہات کی بنا پر پلاسٹک سرجری کراتا ہے، یا تو ضرورت اس کو مجبور کرتی ہے یا پھر وہ مزید دلکش لگنا چاہتا ہے، اس لیے اپنے چہرے مہرے اور جسم میں عمل جراحی کے ذریعہ تبدیلی کراتا ہے، اس لیے مقصد کے لحاظ سے پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔

۱- جراحت بربنائے ضرورت

ضرورت کا مطلب واضح ہے، انسان کو اسی وقت ضرورت پڑتی ہے جب اس کے جسم میں کوئی عیب یا نقص ہو اور اس عیب کے نتیجے میں وہ شخص تکلیف میں مبتلا ہو، خواہ اس کی تکلیف حسی ہو یا نفسیاتی، بہرصورت اس عیب کے ازالے کے لیے وہ جس نوعیت کے بھی عمل جراحت سے گزرے گا، وہ عمل اسی قسم کے تحت داخل ہوگا، پھر انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیوب بھی دو طرح کے ہیں۔

۱- وہ عیوب جو جسم میں داخلی اسباب کی بنا پر پیدا ہوں، ان کا کوئی خارجی سبب نہ ہو، ایسے عیوب کی بھی دو قسمیں ہیں:

الف- خلقی عیوب یعنی جسم پیدائش سے ہی عیب دار ہو جیسے ہاتھ میں زائد انگلی ہو، یا منہ میں زائد دانت ہو (ان دونوں سے متعلق گزشتہ سطور میں تفصیل سے بحث کی جاچکی ہے) یا جیسے اوپری ہونٹ میں شق ہو یا دو انگلیاں ملی ہوئی ہوں۔

ب- وہ عیوب جو جسم میں کسی مرض یا آفت کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہوں جیسے یوریٹر (Ureter) (مثانے تک پیشاب لے جانے والی نلی) پر شدید ورم آ جائے، یہ ورم پیدائشی نہیں ہوتا بلکہ مرض کے نتیجے میں ہوتا ہے، عمل جراحت کے ذریعے وہ نلی بدل دی جاتی ہے۔

(۲)- وہ عیوب جو جسم میں خارجی اسباب کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہوں جیسے آگ کی وجہ سے جلد خراب ہوگئی ہو، یا انگلیاں مل گئی ہوں، نیز ایکسیڈنٹ کی وجہ سے چہرہ بگڑ گیا ہو۔

ان عیوب کے ازالے کے لیے کی جانے والی پلاسٹک سرجری جائز اور مباح ہے۔ ان تمام صورتوں میں کیے جانے والے عمل جراحت سے گوکہ جسم میں تبدیلی ہوتی ہے مگر یہ تبدیلی تغییر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آتی، بالکل اسی طرح جیسے آپ ﷺ نے عرفجہ بن اسعدؓ کو پہلے چاندی کی اور پھر سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا اور اس عمل کو تغییر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں رکھا۔

۲- جراحت برائے خوبصورتی

جراحت کی یہ قسم ضرورت کے تحت داخل نہیں ہے بلکہ انسان کی اختیاری ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

الف- ظاہری شکل وصورت میں تبدیلی لانا، اس طور پر کہ کسی کو اپنے چہرے مہرے کی بناوٹ پسند نہیں، لہذا وہ من چاہی خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے اپنے جسم میں تبدیلی کراتا ہے، اس قسم کی جراحت کی مشہور صورتیں یہ ہیں: ناک چھوٹی کروانا یا اس کی چوڑائی یا لمبائی کو بدلنا، ٹھوڑی کی لمبائی یا چوڑائی کو بدلنا، عورت کا ثدیین کو چھوٹا یا بڑا کرانا، کان اگر آگے کی طرف نکلے ہوئے ہوں تو ان کو پیچھے کروانا وغیرہ۔

ب- ڈھلتی عمر اور بڑھاپے کے آثار ختم کرانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا، جیسے چہرے کی جھریاں ختم کرانا، یا ہاتھ اور بازو سے جھریاں ختم کرانا، یا بھنوؤں کے نیچے جمع ہونے والے مادے کو نکلوانا وغیرہ۔

پلاسٹک سرجری کی یہ تمام مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر ممنوع اور حرام ہیں:

۱- عمل جراحت کی یہ صورتیں تغییر خلق اللہ کے تحت آتی ہیں، اس لیے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے تغییر خلق اللہ کا مصداق ''وشم'' کو قرار دیا ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہ بھی طے ہے کہ خواتین مزید خوبصورتی کی خاطر ہی اپنا جسم گدواتی تھیں، اس لیے ہر وہ عمل جو خوبصورتی کے مقصد سے جسم میں تبدیلی پیدا کرے وشم کے تحت داخل ہو کر تغییر خلق اللہ کا مصداق ہوگا۔

۲- حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مشہور حدیث (جس کو ہم گزشتہ سطور میں ذکر کر چکے ہیں) میں وشم، نمص اور تفلیج (جسم گدوانا، بال اکھاڑنا، دانتوں کو نوکیلا بنانا) کے بعد للحسن کی قید کا اضافہ کیا گیا ہے اور بظاہر اس قید کا تعلق مذکورہ بالا تینوں چیزوں سے ہے، لہذا خوبصورتی کی خاطر وشم، نمص یا تفلیج کرانے والی عورت ہی مستحق لعنت ہے، پلاسٹک سرجری کی جو اختیاری

صورتیں ہم نے ذکر کی ہیں وہ بھی جمال اور خوبصورتی کے مقصد سے کرائی جاتی ہیں، تو جس طرح حدیث میں مذکور تینوں امور مستحق لعنت اور حرام ہیں، اسی طرح جراحت کی مذکورہ صورتیں بھی حرام اور ممنوع قرار دی جائیں گی۔

۳-شریعت نے تدلیس دھوکہ اور فریب دہی کو حرام قرار دیا ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "من غش فليس منا" (جامع ترمذی ۶۰۶/۳، رقم: ۱۳۱۵) عمل جراحت کی مذکورہ بالا صورتوں کا مقصد صرف حسن و جمال ہی نہیں ہے بلکہ تدلیس اور دھوکہ دہی بھی ہے، اس لیے بھی بغیر ضرورت کے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہے۔

شوہر کے حکم پر پلاسٹک سرجری کرانا

یہاں یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کے حکم سے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنے چہرے مہرے کو خوبصورت بنانا چاہتی ہے یا ثدیین کو چھوٹا یا بڑا کرانا چاہتی ہے تو کیا اسے اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اس وقت سنگین ہو جاتا ہے جب کہ ازدواجی تعلقات خطرے میں پڑ جائیں اور اس رشتے کو بچانے کا صرف یہی حل ہو کہ عورت اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق جراحت کے اس عمل سے گزرے اور اپنے جسم میں تبدیلی کرائے۔

یہ بات پہلے ثابت کی جاچکی ہے کہ جسم میں تبدیلی کرانا اسی وقت درست ہے جب کہ اس میں کوئی ایسا عیب ہو جو باعث اذیت ہو۔ یہ بھی طے ہے کہ اذیت جس طرح ظاہری اور محسوس ہوتی ہے اسی طرح باطنی اور نفسیاتی بھی ہوتی ہے اور یہ نفسیاتی تکلیف بھی ان اضرار میں سے ہے جن کا ازالہ قواعد فقہیہ کی رو سے ضروری ہے۔ امام رازی ضرر کی ماہیت پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: "الضرر ألم القلب لأن الضرب يسمى ضرراً، وتفويت منفعة الإنسان يسمى أضراراً والشتم والاستخفاف يسمى ضرراً" (المحصول فی علم الأصول، محمد ابن عمر الرازی ۱۴۳/۶)۔

امام رازیؒ کی اس عبارت سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دلی تکلیف کا نام ہی درحقیقت ضرر ہے۔ عورت کے چہرے مہرے کی وجہ سے اگر زوجین کے درمیان ازدواجی تعلقات بگڑ رہے ہیں، تو یقیناً دونوں ہی نفسیاتی مرض کا شکار ہوں گے اور یہ بھی ضرر کی من جملہ اقسام میں سے ایک قسم ہے، بلکہ امام رازی کی مذکورہ عبارت کی روشنی میں تو یہی ضرر ہے۔ اسی کتاب میں آگے چل کر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: "النفع مقابل الضرر والنفع تحصيل المنفعة فوجب أن الضرر إزالة المنفعة" (حوالہ سابقہ، ۱۴۴)

اس عبارت میں امام رازیؒ نے ازالہ منفعت کو "ضرر" قرار دیا ہے اور نکاح بھی ایک منفعت ہے، اسی لیے طلاق کو أبغض الحلال کہا گیا ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے منفعت نکاح زائل ہو جاتی ہے، لہذا اگر عورت کی شکل وصورت تعلقات میں تلخی کا سبب بن رہے ہوں اور منفعت نکاح کے ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت حال پر بھی "ضرر" کا اطلاق ہوگا۔

"الضرر يزال" فقہاء کے نزدیک متفق علیہ قاعدہ اور کلیہ ہے جس کی بنیاد حدیث نبویؐ: "لاضرر ولاضرار" ہے۔ اس قاعدے سے فقہائے اسلام نے بے شمار مسائل مستنبط کئے ہیں اور نت نئی مشکلات کا بہترین حل پیش کیا ہے۔ علامہ شاطبیؒ شریعت میں دفع ضرر کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "دفع المضرة مطلوب للشارع مقصود، ولذلك أبيحت الميتة وغيرها من المحرمات للأكل، وأبيح الدرهم بالدرهم إلى أجل للحاجة الماسة للمقرض والتوسعة على العباد، والرطب باليابس في العرية للحاجة الماسة في طريق المواساة" (الموافقات: ابراہیم ابن موسیٰ الشاطبی ۲/ ۳۵)۔

لہذا منفعت نکاح کو زائل ہونے سے بچانے کے لیے اگر عورت شوہر کے حکم کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کراتی ہے تو اس کا یہ عمل جائز اور مباح ہونا چاہیے، ویسے بھی حسن و جمال کے لیے کیا جانے والا ہر عمل جراحت مطلقاً حرام اور ممنوع نہیں ہے اور نہ ہی تغییر خلق اللہ کے تحت آتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین کا اپنے کان بندھوانا حسن و جمال ہی کے مقصد سے تھا، مگر

اس کے باوجود اس عمل کو تغییر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں لایا گیا۔ اسی طرح آپ ﷺ کا حضرت عرفجہ ابن اسعدؓ کو پہلے چاندی اور پھر سونے کی ناک لگوانے کا حکم دینا بطور علاج نہیں تھا، کیوں کہ ایسے زخموں کا علاج تو اس زمانے میں آگ سے داغ دینا تھا، یقیناً آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد حضرت عرفجہؓ کے چہرے میں پیدا ہونے والے عیب کو زائل کرنا تھا، یہ عمل بھی تغییر خلق اللہ میں داخل نہیں ہے، بالکل اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی کو بچانے کی خاطر پلاسٹک سرجری کراتی ہے، تو گو کہ اس کا مقصد دلکشی اور خوبصورتی ہی ہے، مگر اس کے باوجود اس کا یہ عمل تغییر خلق اللہ میں داخل نہ ہو کر مباح ہونا چاہیے۔

یہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جس طرح "الضرر یزال" ایک قاعدہ فقہیہ ہے، اسی طرح "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق" بھی قاعدہ فقہیہ بلکہ شریعت کا ایک مسلمہ ضابطہ اور اصول ہے، لہٰذا عورت کے لیے اس معاملے میں اپنے شوہر کی اطاعت ضروری نہیں ہے۔

اس کے جواب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ "معصیت" کسے کہتے ہیں، علامہ جرجانیؒ معصیت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "المعصية مخالفة الأمر قصداً" (التعریفات علی ابن محمد الجرجانی ر ۲۸۳)۔

اس تعریف کی رو سے شارع کے امر کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کرنا معصیت کہلاتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں معصیت کا امکان ہی نہیں ہے، اس لیے کہ یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس میں نصوص سے استدلال تو کیا جاسکتا ہے مگر اس باب میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے کہ اس کی مخالفت کے نتیجے میں معصیت کا ارتکاب ہو اور اس بات کی دلیل کہ مجتہد فیہ مسئلے میں معصیت کا امکان نہیں ہوتا، علامہ کاسانیؒ کی یہ عبارت ہے، وہ فرماتے ہیں: "ولو أمرهم (الامام) بشئی لایدرون أینتفعون به أم لا، فینبغي لهم أن يطيعوه فيه إذا لم يعلموا كونه معصية، لان اتباع الإمام في محل الاجتهاد واجب" (بدائع الصنائع، علامہ کاسانی ۶ر ۶۰)، لہٰذا مذکورہ بالا صورت میں عورت کا پلاسٹک سرجری کرانا "لا طاعة

لمخلوق" کے دائرے میں نہیں آتا، البتہ شوہر اگر اپنی بیوی کو کسی ایسی چیز کا حکم دے جس پر شریعت میں نہی وارد ہوئی ہو، جیسے جسم گدوانا، دانت نوکیلے کرانا یا سر کے بالوں کو لمبا کرنے کی غرض سے دوسرے بالوں سے ملانا، تو اب عورت کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے شوہر کی مخالفت کر کے معصیت کا ارتکاب نہ کرے، ابن نجیمؒ تحریر فرماتے ہیں:

"لایجوز للمرأة قطع شعرها ولو بإذن الزوج ولایحل لها وصل شعر غيرها بشعرها" (الاشباہ والنظائر، ابن نجیم ر ۲۰۱)۔

بہر حال پلاسٹک سرجری کرانا اگر ازالۂ عیب کی وجہ سے ہو تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن اگر مزید خوبصورتی پیدا کرنا مقصد ہو تو یہ تغییر خلق اللہ کے دائرے میں آنے کی وجہ سے حرام اور ممنوع ہے، البتہ بیوی اگر شوہر کے حکم سے پلاسٹک سرجری کراتی ہے تو قواعد فقہیہ کی روشنی میں اس کے جواز میں بظاہر کوئی مانع نظر نہیں آتا، لیکن یہ اجازت عام حالات میں نہیں دی جاسکتی بلکہ اسی وقت دی جاسکتی ہے جب کہ زوجین کا رشتۂ ازدواج متاثر ہو رہا ہو اور اس کو بچانے کا یہی ایک حل ہو۔

افزائش حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين۔

بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ اس کو متناسب الاعضاء اور اچھی شکل وصورت میں پیدا فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم" (التین: ۴) ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: "وصوركم فأحسن صوركم" (سورہ غافر وتغابن) اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جمال اور زینت کو پسند بھی فرمایا ہے، آپ ﷺ تکبر کی شناعت کو بیان فرمارہے تھے تو ایک صحابی نے استفسار فرمایا: "إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسنة"، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إن الله جميل يحب الجمال، الكبر: بطر الحق وغمط الناس" (صحیح مسلم ۱۴۷/)۔

ان آیات اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں جمال، زینت اور انسان کی صفائی ونظافت اور اچھی ہیئت کو پسند کیا گیا ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور انسان طبعی طور پر پسند بھی کرتا ہے کہ وہ خوبصورت اور اچھی حالت میں نظر آئے، اس کا جسم نقائص وعیوب سے پاک اور صحت مند ہو۔

لیکن کبھی کبھی پیدائشی طور پر اور کبھی کبھی حادثہ اور بیماری کے سبب انسان کے جسم میں

☆ مؤناتھ بھنجن، یوپی۔

بعض نقائص اور عیوب پیدا ہو جاتے ہیں ان عیوب کے ازالہ اور نقائص کو دور کرنے اور دوا علاج کرنے کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا ہے: "فيه شفاء للناس" (اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے) احادیث نبویہ میں بھی تداوی اور علاج کی رخصت اور ترغیب پائی جاتی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء" (صحیح بخاری مع الفتح: ۱۰/ ۳۴) (نہیں اتارا اللہ نے کوئی مرض مگر اتارا اس کے لئے علاج وشفاء)۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله عزوجل" (صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۴/ ۱۹۱) (ہر مرض کے لئے کوئی دواء ہے تو جب دوا مرض کے موافق ہوتی ہے تو مرض اچھا ہو جاتا ہے)۔

امام نوویؒ کہتے ہیں: "وفي هذا الحديث إشارة إلى استحباب الدواء"۔

بیماریاں متعدد انواع واقسام کی ہوتی ہیں: اخلاط اربعہ کے نظام میں خلل کے سبب کبھی اندرون جسم کوئی مرض لاحق ہوتا ہے اور کبھی جسم کے ظاہر پر کوئی نقص یا عیب ہوتا ہے جو عام طور پر صحیح سالم جسم انسانی میں نہیں پایا جاتا اور بیماریوں کی طرح ان کے علاج کے طریقے بھی مختلف ہیں، جیسے اندرونی طور پر دواؤں کا استعمال، جسمانی ورزش، مساج، جسم کے بعض حصوں پر دباؤ اور پریشر ڈالنا، انجکشن اور آپریشن وغیرہ۔انسان ایسا کوئی بھی طریقۂ علاج اپنا سکتا ہے، جس میں بلا ضرورت شدیدہ کسی حرام شئے کا ارتکاب لازم نہ آئے۔

عصر حاضر میں عملیات جراحیہ یعنی آپریشن کی ایک قسم پلاسٹک سرجری کا رواج تیزی سے بڑھ رہا ہے، پلاسٹک سرجری سے مراد وہ عمل جراحی ہے، جس میں انسانی خراب اعضاء کی تبدیلی، یا پیوندکاری یا مفقود اعضاء کی تلافی کسی ایسے متبادل سے کی جائے جو مطلوبہ عضو کے رنگ وساخت میں ڈھل سکے، اس علاج کی غرض بظاہر تین سمجھ میں آتی ہے:

(۱) ازالۂ عیب، (۲) مزید تحسین وتجمیل، (۳) تدلیس وتزویر۔

غرض علاج کے پیش نظر اس کے جواز یا عدم جواز میں فرق ہوسکتا ہے۔

اس طریقۂ علاج میں عام طور پر انسانی جسم کے کسی عضو کو بدلنے، یا اس کی پیوند کاری واصلاح کے لیے انسانی جسم کے ہی کسی حصہ کو استعمال کیا جاتا ہے، خواہ مریض کے ہی جسم سے یا کسی دوسرے انسان کے جسم سے، جس کی وجہ سے اس طریقۂ علاج کے بارے میں یہ سوال ہوتا ہے کہ کہیں اس سے انسانی اعضاء کی اہانت تو لازم نہیں آتی؟ کیونکہ انسان محترم ومکرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولقد کرمنا بنی آدم" نیز انسان کا جسم اور روح اللہ کی امانت ہے، انسان ان کا مالک نہیں، اس لیے یہ بھی مشکل پیش آتی ہے کہ کہیں یہ علاج "تغییر خلق الله" اور "لاتلقوا بأیدیکم إلی التهلكة" کے دائرہ میں تو نہیں آتا؟ اسی لیے اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہے، لہٰذا اس طریقۂ علاج کو جائز قرار دینے کے لیے کچھ قیود وشرائط کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً:

۱- یہ علاج کسی ایسے عیب اور نقص کے ازالہ کے لیے کیا جارہا ہو، جس کا زائل کرنا ضروری ہو۔

۲- اس مرض کا علاج پلاسٹک سرجری کے سوا دوسرے طرق علاج سے ممکن نہ ہو۔

۳- ازالۂ ضرر کسی دوسرے ضرر عظیم کو مستلزم نہ ہو، اس لیے کہ الضرر لایزال بمثله، لیکن کسی بڑے ضرر کو زائل کرنے کے لیے اس سے کمتر معمولی ضرر کو جھیلا جاسکتا ہے۔ "یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر ۱/۱۲۱)۔

۱- انسانی جسم میں پیدائشی کوئی ایسا عیب، جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا، دانت کا باہر نکلا ہوا ہونا، ہاتھ پاؤں میں کوئی عیب یا انگلیوں کا پانچ کے بجائے چھ ہونا وغیرہ۔ جملہ نقائص جو عام طور پر جسم انسانی میں عیب شمار ہوتے ہیں، ان کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں:

ایک قول تو یہ ہے کہ ان عیوب کی اصلاح کرنا اور انہیں درست کرنا جائز نہیں۔ قال عیاض: ویأتی علی ماذکره أن من خلق باصبع زائدة، أو عضو زائد لایجوز له قطعه ولانزعه، لأنه من تغییر خلق الله إلا أن تکون هذه الزوائد تؤلمه فلا بأس بنزعها عند أبی جعفر وغیره" (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۵/ ۳۹۳) (اور جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے اس پر یہ بات آتی ہے کہ جو شخص پیدا کیا گیا ہو ایک زائد انگلی کے ساتھ یا ایک زائد عضو کے ساتھ، اس کے لیے اس زائد جزو کا کاٹنا یا اکھاڑنا جائز نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ خلق اللہ کی تغییر میں سے ہے، مگر یہ کہ وہ زائد حصے اسے اذیت دیتے ہوں تو اس کو زائل کرنے میں ابوجعفر اور ان کے علاوہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے)۔

قرآن کریم کی آیت: "ولآمرنهم فلیغیرن خلق الله" میں مذکورہ تغییر خلق اللہ کے مفہوم میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے کہ اس سے شکل وصورت میں کوئی تبدیلی مراد ہے، یا خلق اللہ سے مراد وہ دین اور فطرت ہے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے، مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ مرفوع حدیث: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق الله" (صحیح مسلم ۱۴/ ۱۰۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی شکل وہیئت میں تبدیلی بھی تغییر خلق اللہ میں شامل ہے، لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ حرام وہ صورت ہے جبکہ یہ تغییر بے موقع محض طلب حسن کے لیے کی جائے تو تدلیس اور دھوکہ کو مستلزم ہے۔

مفتی عبدالرحیم صاحب نے (فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۲۸۵) میں عدم جواز کے پہلو کو ہی اختیار کیا ہے کہ آنکھ کی بینائی کے لیے کسی دوسرے زندہ یا مردہ انسان کی آنکھ کا استعمال شرعاً درست نہیں، کیونکہ "الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز" ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں: کسی زندہ یا مردہ انسان کا گردہ آپریشن کرکے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں۔ دلیل میں مذکورہ عبارت کے ساتھ "الضرر لا یزال بالضرر" نیز فتاویٰ

قاضیخاں کی عبارت: "مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: اقطع يدى وكلها أوقال: اقطع منى قطعة فكلها لا يسعه أن يفعل ذلك ولا يصح أمره به، كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من لحم نفسه فيأكل" کا بھی ذکر کیا ہے۔

صاحب احسن الفتاویٰ نے بھی عدم جواز کا ہی فتویٰ دیا ہے (۸/۲۷۰)۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان عیوب کو زائل کیا جا سکتا ہے، فتاوی عالمگیریہ میں ہے: "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو فى سعة من ذلك" (۵/۳۶۰) (جب کوئی آدمی ارادہ کرے کہ زائد انگلی یا کسی اور شئے کو کاٹے تو نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس جیسی چیزوں کے کاٹنے والے کے (گمان) پر غالب (صحت کے بجائے) ہلاکت ہو تو نہیں کاٹے گا اور اگر غالب نجاۃ اور شفا ہو تو وہ اس کی گنجائش میں ہے)۔

"رجل أو امرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده قال بعضهم: لا يضمن ولهما ولاية المعالجة وهو المختار ولو فعل غير الأب والأم فهلك كان ضامنا، والأب والأم إنما يملكان ذلك إذا كان لا يخاف التعدى والوهن فى اليد، كذا فى الظهيرية" (فتاوی عالمگیریہ ۵/۳۶۰) (کسی مرد یا عورت نے اپنے لڑکے کی زائد انگلی کاٹ دیا تو بعض حضرات نے کہا کہ وہ ضامن نہیں ہوگا اور ان دونوں کو علاج کا حق ہے اور یہی مختار مذہب ہے اور اگر باپ اور ماں کے علاوہ کسی نے کیا اور وہ ہلاک ہوگیا تو یہ ضامن ہوگا اور ماں باپ ایسا کرنے کے مالک اس وقت ہیں جب کہ (کاٹنے سے) بڑھنے اور ہاتھ میں کمزوری کا خوف نہ ہو)۔

عالمگیریہ کے اس جزئیہ کے پیش نظر ناچیز کی رائے یہ ہے کہ آدمی جس صورت پر پیدا

کیا گیا ہے اس پر صبر کرے یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إن الله يقول: إذا أخذت كريمتي عبدي في الدنيا لم يكن له جزاء عندي إلا الجنة" اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ ہیں: "من أذهبت حبيبتيه فصبر واحتسب لم أرض له ثوابا دون الجنة" (سنن ترمذی ر ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، باب ماجاء فی ذہاب البصر)۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کسی کی دونوں عزیز اور محبوب چیزیں مراد آنکھوں کی بینائی ہے میں دنیا میں لے لوں اور وہ صبر واحتساب سے کام لے تو جنت سے کم ثواب پر میں اس کے لیے راضی نہیں ہوں گا، اس لیے اپنی موجودہ صورت پر صبر کرنا افضل اور کار ثواب ہوگا۔

اور اگر اسے اپنے ان عیوب سے اذیت ہو رہی ہے، ناک ٹیڑھی ہونے کے سبب سانس میں دقت ہو رہی ہے، ہونٹ کٹے یا دانت لمبے ہونے سے کھانے، بولنے میں پریشانی ہے وغیرہ اور حاذق و ماہر اطباء کے بقول اسے اطمینان ہے کہ مرض دور ہو جائے گا اور اس کو دوسرا کوئی ضرر لاحق نہیں ہوگا تو علاج اور ازالۂ عیب کے لیے آپریشن کرانا اس کے لیے جائز ہوگا۔

عرفجہ بن اسعد ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فانتن عليّ فأمرني رسول الله ﷺ أن اتخذ أنفا من ذهب" (سنن الترمذی ر ۱۷۷۰، سنن ابوداؤد ر ۴۲۳۲) (زمانہ جاہلیت کی جنگ کلاب میں مری ناک زخمی ہوگئی تھی، تو میں نے ایک چاندی کی ناک بنوالی جس میں بدبو ہونے لگی تو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ایک ناک بنوالوں)۔

اس حدیث سے نفس سرجری اور جسم میں پیدا شدہ ایک نقص کے ازالہ پر استدلال کیا جا سکتا ہے، نیز پیدائشی امراض وعیوب کا ازالہ بھی درست ہونا چاہیے اور اس سے تغییر خلق اللہ لازم نہیں آئے گی، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ وہ مادرزاد نابینا اور برص زدہ لوگوں کو شفا دیتے تھے، اگر اس کا شمار تغییر خلق اللہ میں ہوتا جو حرام ہے تو کسی نبی کو بطور معجزہ یہ

صفت عنایت نہ ہوتی اوران سے اس کا ارتکاب نہ کرایا جاتا۔

اور تغییر خلق اللہ سے مراد وہ تبدیلی ہے جو نقص پیدا کرے جیسے آنکھ پھوڑ دینا، کان کاٹنا وغیرہ جو بد اعتقادی کی بنا پر زمانۂ جاہلیت میں بے فائدہ کی جاتی تھی، یا ایسی کوئی تبدیلی جس میں تدلیس، دھوکہ اور تزویر پائی جائے، مطلقاً تبدیلی یا ایسی تبدیلی جس سے نقص دور ہو وہ مراد نہیں ہے، کیونکہ تغییر خلق اللہ سے کچھ ایسی صورتیں مستثنیٰ ہیں جو انسان کے کمال و جمال پر دلالت کرتی ہیں، جیسے ختان، مونچھ کترنا، ایک مشت سے زائد داڑھی کاٹنا، خضاب لگانا، ناخن تراشنا، وہ جانور جن کے گوشت کھائے جاتے ہیں ان کا اخصاء وغیرہ، لہذا پیدائشی طور پر انسانی جسم میں پائے جانے والے کسی نقص کو دور کرنا تغییر خلق اللہ میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔

اسی طرح اس عیب کو دور کرنے کے لیے اگر مریض کے جسم کا ہی کوئی ایسا حصہ استعمال کیا جائے جس کا ضرر بہ نسبت اصل مرض کے خفیف ہے جیسا کہ عام طور پر ران وغیرہ سے لیا جاتا ہے اور وہ زخم مندمل بھی ہو جاتا ہے اور مخفی ہونے کی وجہ سے اس کا عیب ہلکا ہوتا ہے، اس کی وجہ سے آدمی کی تکریم میں کوئی کمی نہیں آتی کیونکہ اسی کے عضو کو تکمیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں اس کے عضو کی اہانت کے بجائے تکریم کا پہلو راجح معلوم ہوتا ہے۔

ان ساری تفصیلات کے باوجود چونکہ اس باب میں فقہاء متقدمین کی جزئیات مفقود ہیں اور مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس لیے بلا ضرورتِ شدیدہ اس طریقۂ علاج کو اختیار نہ کیا جائے۔

۲- اور اگر جسم انسانی میں ایسا کوئی عیب کسی حادثہ، تصادم اور جلنے کے سبب پیدا ہوا جس سے وہ بدنما معلوم ہوتا ہے تو اس کے ازالہ کے لیے بھی آپریشن جائز ہے، حدیث عرفجہ بن اسعد کا ذکر اوپر گزر چکا، جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی تھی، اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لا بأس بذلک، وکذلک إذا سقط سنہ فلا بأس أن یتخذ سنا من ذھب أو یضبب أسنانہ من ذھب“ (شرح السیر الکبیر ۱/۱۳۲) (اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ایسے ہی اگر اس کا دانت گر گیا تو

کوئی حرج نہیں کہ سونے کا دانت بنوالے، یا اپنے دانت پر سونا چڑھوالے)، جبکہ سونا بھی مردوں کے لیے حرام ہے، لیکن ضرورت کے تحت اس کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح مثلاً کسی کے ہاتھ یا بدن کے کسی ظاہری حصہ کی جلد جلنے سے بدنما ہوگئی ہے اور اس کے جسم کے کسی مخفی حصہ سے جلد لیکر اس کی پیوند کاری کردی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے، جب کہ اس دوسرے حصہ کا زخم بھی مندمل ہو جاتا ہے، اور داغ غیر مضر ہوتا ہے۔

جس طرح جسم کے کسی مقطوعہ منفصل حصہ کو اس کی سابقہ جگہ پر ہی واپس لگانے میں کوئی اہانت نہیں ایسے میں ان شاء اللہ جسم کے دوسرے حصہ سے کمی پوری کرنے میں بھی کوئی اہانت لازم نہیں آئے گی، اس لیے کہ اس کا ضرر خفیف ہے، بدائع الصنائع میں مذکور ہے: "ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه" (۳۱۶/۴)۔

۳- وہ عیوب اور نقائص جو جسم انسانی پر مرور ایام اور عمر رواں کے اثر سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے چہرے پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا جلد کا ڈھیلا ہو جانا، ان عیوب کو بذریعہ آپریشن اور پلاسٹک سرجری دور کرانا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں، یہ محض تحسین وتجمیل بے محل کی غرض سے ہے، اس میں تدلیس وتزویر بھی ہے اور اسراف بھی۔ حدیث مستوشمات ومتفلجات میں ایسی ہی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے جو محض کم عمر نظر آنے کے لیے یہ حربے استعمال کرتی تھیں، امام نووی رحمۃ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "وتفعل ذالک العجوز ومن قاربتها في السن اظهاراً للصغر وحسن الأسنان، لأن هذه الفرجة اللطيفة بين الأسنان تكون للبنات الصغار ......وأما قوله: المتفلجات للحسن فمعناه يفعلن ذلك طلبا للحسن، وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس" (شرح نووی لصحیح مسلم ۱۴/۱۰۷-۱۰۶)۔

ایسے ہی ناک کا زیادتی عمر کے سبب یا پیدائشی طور پر چپٹی ہونا، زیادہ کھڑی نہ ہونا یہ عیب نہیں ہے۔ بعض اقوام اور ممالک میں تو عمومی طور پر ناک چپٹی ہوتی ہے، لہذا یہ بھی شکل

انسانی کی ایک صورت ہے، عیب نہیں ہے، اس لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس کی تبدیلی جائز اور درست نہیں۔

۴- انسان کو اللہ تعالیٰ نے محترم ومکرم بنایا ہے، ارشاد باری ہے: "ولقد كرمنا بني آدم" (سورہ اسراء)، لہٰذا اس کے جسم کا ہر عضو اور ہر حصہ محترم ومکرم ہے اس کے ساتھ کوئی بھی ایسا معاملہ کرنا جس سے اس کی اہانت لازم آئے جائز نہیں، اسی لیے فقہاء نے انسان کے بال کی بیع بھی ناجائز قرار دیا ہے، "وشعر الإنسان والانتفاع به أي لم يجز بيعه والانتفاع به لأن الآدمي مكرم غير مبتذل فلا يجوز أن يكون شئي من أجزائه مهانا مبتذلاً" (البحر الرائق ٦/ ۱۳۳) (انسان کے بال کی بیع اور اس سے انتفاع جائز نہیں، اس لیے کہ آدمی عزت والا ہے، گھٹیا اور بے وقعت نہیں ہے، لہٰذا جائز نہیں کہ اس کے اجزاء میں سے کچھ بھی اہانت اور تحقیر کیا ہوا ہو)۔

شامی (٦/ ۲۴۵) میں بھی ہے: "ولا يجوز الانتفاع به"۔

نیز بدائع الصنائع (۴/ ۳۱٦) میں مذکور ہے: "ولو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الأولى، بالإجماع، وكذا يكره أن يعيد تلك السن الساقطة مكانها عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله .... ووجه قولهما أن السن من الآدمي جزء منه فإذا انفصل استحق الدفن ككله" (اگر اس کا دانت گر گیا تو بالاجماع مکروہ ہے کہ کسی مردار کا دانت لے کر اس کی جگہ لگائے اور ایسے ہی مکروہ ہے کہ اس گرے ہوئے دانت کو اس کی جگہ واپس لوٹائے، یہ بالاجماع امام ابوحنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہے اور ان کے قول کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کا دانت اس کا ایک حصہ ہے، تو جب الگ ہو گیا تو اس کے پورے جسم کی طرح دفن کرنے کا مستحق ہے)۔

ان عبارات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کے جسم میں کسی عیب اور نقص کی تلافی کے لیے خود اس کے جسم کا بھی کوئی حصہ استعمال کرنا درست نہیں ہونا چاہیے، علامہ سرخسی

رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”والآدمی محترم بعد موته علی ما کان علیه فی حیاته، فکما یحرم التداوی بشئی من الآدمی الحی إکراما له فکذلک لا یجوز التداوی بعظم المیت، قال ﷺ: کسر عظم المیت ککسر عظم الحی“ (شرح السیر الکبیر ۱/۱۲۸)۔

(آدمی اپنی موت کے بعد بھی محترم ہے جیسا کہ اپنی زندگی میں تھا، لہذا جس طرح زندہ آدمی کے کسی حصہ سے علاج درست نہیں اس کے اکرام کی وجہ سے، ایسے ہی مردہ آدمی کی ہڈی سے علاج کرنا درست نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”مردہ آدمی کی ہڈی توڑنا زندہ آدمی کی ہڈی کے توڑنے کی طرح ہے“)۔

بہرکیف مذکورہ عبارات فقہیہ سے یہ وضاحت ملتی ہے کہ آدمی کے کسی جزو سے تداوی اور علاج درست نہیں ہے، لیکن کسی کے جسم میں کوئی ایسا عیب ہے جس سے اس کو تکلیف ہے جو اس کی متقاضی ہے کہ اس عیب کو زائل کیا جائے اور اس کا علاج پلاسٹک سرجری کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہ ہو اور آدمی کے جسم سے مطلوبہ حصہ کو لینے سے اس عضو کو ضرر فاحش لاحق نہ ہو تو دفعاً للضرر والعیب ودرءاً للمفسدة اس کو اجازت ہوگی اور اگر اس نقص یا عیب سے کوئی تکلیف نہ ہو تو درست نہیں۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری علی الاطلاق درست نہیں ہے۔ تفصیل اور دلائل اوپر مذکور ہو چکے، انسان اپنے جسم کا مالک نہیں کہ وہ اپنے اعضاء میں قطع و برید کرے، اس کے جسم کا ہر حصہ محترم و مکرم ہے، اس لیے بلا ضرورتِ شدیدہ اپنے جسم کے کسی حصہ کے ذریعہ بھی پلاسٹک سرجری درست نہیں۔

۶-: معمولی جسمانی عیوب و نقائص تو بیشتر لوگوں کے جسم میں مل جائیں گے، اس لیے ان کے ازالہ کے لیے ایسے اقدامات مستحسن نہیں ہوں گے بلکہ جائز نہیں ہوں گے۔ لعدم الضرورة۔

۷-: محض کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں، اس میں تدلیس، دھوکہ اور اسراف ہے، حدیث میں وارد ہے: "من غشنا فليس منا" ظاہر ہے صرف اچھا رشتہ لگنے کے لیے ایسا کرنا فریب دہی ہوگا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: "فمعناه يفعلن ذلک طلباً للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن" (شرح نووی ۱۴/ ۱۰۷)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "أن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها فاشتكت فتساقط شعرها فأتت النبي ﷺ، فقالت: إن زوجها يريد أفأصل شعرها؟ فقال رسول الله ﷺ: لعن الواصلات" (صحیح مسلم ۱۴/ ۱۰۵) (انصار کی ایک عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور وہ بیمار ہوگئی، جس سے اس کے بال جھڑ گئے، چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اس کا شوہر ارادہ کرتا ہے (رخصتی کا) کیا میں اس کے بالوں میں جوڑ دوں! آپ ﷺ نے فرمایا: جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

۸- مجرم کا اپنی شناخت چھپانے کے لیے یا کسی کا ظلم کے خطرہ سے اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا درست نہیں، دونوں حالتوں میں غش اور خداع، تدلیس اور تزویر پائی جارہی ہے۔ مجرم کے لیے تو ظاہر ہے، مظلوم کے لیے اس لیے بھی درست نہیں کہ ظلم سے بچنے کی دوسری صورتیں موجود ہیں، اس کے لیے سرجری ہی ناگزیر نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالنامہ کا جواب

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

شرع اسلامی میں علاج ومعالجہ کی اجازت اور اس کی ترغیب موجود ہے، اس پر نصوص شرعیہ بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہیں، اس میں کوئی فرق نہیں کہ علاج شدید ضرورت کی بنا پر ہو یا کم ضرورت اور حاجت کی بنا پر ہو، دونوں صورتیں درست ہیں، لیکن ایسی تحسین وتجمیل جو تغییر بخلق اللہ کے دائرہ میں ہو، شریعت اسلامی اس کی اجازت نہیں دیتی، لیکن ایسی تحسین وتجمیل جو ضرورت کے درجہ میں یا خارجی عوامل کی وجہ سے حاجت وضرورت کا درجہ اختیار کر رہی ہو تو اس کی گنجائش ہے، بس! ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ شریعت اس تحسین وتجمیل کو ضرورت یا حاجت سمجھ رہی ہو، ورنہ پھر یہ ضرورت وحاجت معتبر نہ ہوگی۔ جہاں تک سرجری بغرض تلبیس وتغییر کی بات ہے تو بلاشبہ شرع اسلامی میں یہ ممنوع ہے۔ اس پر نصوص شرعیہ صراحۃً موجود ہیں، اس کی کسی درجہ میں اجازت نہیں ہے — اس مختصر سی تمہید اور بنیادی نقطۂ نظر کے ذکر کے بعد ذیل میں سوالات کے جوابات ترتیب وار ذکر کئے جا رہے ہیں۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو گو کہ وہ پیدائشی ہو لیکن عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، یا ناک کا بڑھا ہونا یا انگلیوں کا زائد یا کم ہونا وغیرہ۔ اگر کوئی شخص عام قانون فطرت کے مطابق کرنا چاہتا ہو تو بلاشبہ یہ کم تر درجہ کی ضرورت یعنی حاجت کے زمرہ میں داخل ہے، اس لیے اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست

☆ ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یوپی۔

ہوگا، یہ آپریشن برائے علاج ومعالجہ ہوگا جو شرعاً درست ہے۔ درج ذیل روایتوں سے اس کے جواز پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں یہ روایت نقل کی ہے: عن أبی هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: "ما أنزل الله من داءٍ إلا أنزل له شفاء" (صحیح بخاری: ۵۵۵۰)۔

(۲) عن أبی الدرداءؓ أن رسول الله ﷺ قال: "ان الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داءٍ دواءً، تداووا ولا تداووا بحرام" (ابوداؤد: ۳۸۷۰)۔

مذکورہ روایات کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن سے علاج ومعالجہ کی اجازت ملتی ہے، ان روایات کے علاوہ غور وفکر کا ایک ناحیہ یہ ہے کہ اگر عام قانون فطرت سے ہٹ کر اگر کوئی عضو ہو تو انسان اس کو ایک عیب محسوس کرتا ہے، جو مبتلیٰ بہ کے لیے ایک قسم کا ضرر ہے، ضرر خواہ حسی ہو یا معنوی (ذہنی) اس کا دور کرنا ممنوع نہیں ہے، اگر دور کرنا ممکن ہو خواہ آپریشن کے ذریعہ ہو تو یہ ایک ضرورت ہے، اس لیے شرعاً اس کی اجازت وگنجائش ہوگی۔ عام فقہی قاعدہ ہے:

"الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً كانت أو خاصة" (الاشباہ والنظائر للسیوطی/۸۸)۔

امام نوویؒ نے عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت: "لعن النبی صلى الله عليه وسلم للواشمات والمستوشمات" کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے: "أما قوله المتفلجات للحسن" فمعناه: يفعلن ذلك طلبا للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب فى السن ونحوه فلا بأس" (شرح مسلم للنووی ۱۳/۱۰۷)۔

امام نووی کی وضاحت سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اگر عیب کو دور کرنے کے مقصد سے علاج ومعالجہ کیا جائے تو یہ ممنوع نہیں بلکہ اس کی اجازت ہے۔

۲- پہلے سوال کے جواب سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ پیدائشی عیب جب آپریشن کے ذریعہ دور کرنا جائز ہے تو کسی حادثہ کے نتیجہ میں اگر کوئی عیب ہو تو اس کی اجازت بدرجہ اولیٰ

ہوگی۔

اس سلسلہ میں حدیث اور سیرت نبوی میں کئی واقعات ملتے ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ حادثہ کے نتیجہ میں آنکھ ناک وغیرہ ضائع ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے خود علاج فرمادیا اور اس کی اجازت بھی دی۔ چنانچہ سیرۃ حلبیہ میں ایک واقعہ ملتا ہے: حضرت قتادہؓ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع سے اپنے چہرہ کو سامنے رکھ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ سے تیروں کو روک رہا تھا کہ ایک تیر ایسا لگا کہ مری آنکھ حلقہ سے باہر نکل گئی، میں نے اسے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اب وہ مجھے ناپسند کرے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم صبر سے کام لوگے تو جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعاء کرتا ہوں اس پر انہوں نے کہا: یارسول اللہ! جنت بہترین بدلہ ہے لیکن میں خاتون کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے بھینگا کہے گی، اس لیے آپ اسے اپنی جگہ لوٹا دیں اور جنت کے لیے دعاء بھی کریں، آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور جنت کے لیے دعاء فرمائی (السیرۃ الحلبیہ ۲/ ۲۵۲)۔

امام ترمذیؒ نے حضرت عرفجہ بن اسعد کا واقعہ نقل کیا ہے:

"عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعدؓ أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذ أنفا من ورق، فأنتن عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب" (سنن ترمذی: ۱۷۷۰)۔

مذکورہ واقعات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہؓ کو صبر کا مشورہ دیا لیکن جب انہوں نے عیب اور اپنی محبوبہ کا اس سے ناپسندیدگی کا اندیشہ ظاہر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ہی مداوا فرمانا، رافع ابن مالک کی آنکھ کے بھینگاپن کو دور کر دینا اور حضرت عرفجہؓ کو سونے کی مصنوعی ناک لگانے کی اجازت دینا یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ گوکہ یہ اضطرار کے درجہ کی چیزیں نہیں تھیں بلکہ کم درجہ کی تھیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اور یہ

اعضاء وہ تھے جو حادثہ کے شکار ہو گئے تھے جن سے عیب ظاہر ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دور کرنے کی اجازت دی یا خود مداوا فرمایا۔

۳- وہ عیب جو فطری طور پر ہوتا ہے اور یہی قانون فطرت ہے جیسے درازی عمر کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا وغیرہ۔ اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کا مقصد محض حسن و جمال میں اضافہ کرنا ہے، اس کو ضرورت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ہے اور نہ یہ حاجت کے درجہ کی چیز ہوگی، اس لیے اس طرح کے عیوب دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت نہیں ہوگی۔
عدم جواز پر آیت بھی دلالت کرتی ہے اور کئی روایتیں بھی ہیں جو مختصراً ذیل میں درج کی جاتی ہے:

۱- "ولآمرنهم فليغرن خلق الله" (سورۂ نساء: ۱۱۹)، اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام قرطبی نقل کرتے ہیں: "قالت طائفة: الإشارة بالتغيير إلى الوشم وما جرى مجراه من التصنع للحسن، قاله ابن مسعود وحسن" (الجامع لأحكام القرآن ۵/ ۳۴۴)۔

۲- مذکورہ آیت کے علاوہ کئی روایتیں ہیں جن میں اللہ کی تخلیق میں تغییر کی ممانعت صراحۃً موجود ہے۔ امام بخاریؒ نے یہ روایت بیان کی ہے: عن عبدالله قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله" (صحیح بخاری: ۱/ ۵۸)۔

(حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھنوں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ کروانے والی پر لعنت بھیجی ہے اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کی خاطر کریں)۔

امام مسلمؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتابوں میں اس روایت کو بیان کیا ہے۔ اس روایت میں ممانعت کی وجہ طلب حسن کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ممانعت کی ایک دوسری وجہ دھوکہ دینا ہے۔ ایک عمر دراز انسان اپنے جسم اور اس کی ساخت میں ایسی تبدیلی کرے جس سے وہ دوسروں کی نگاہ میں کم سن معلوم ہو بلاشبہ یہ ایک دھوکہ اور غش ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے کئی موقعوں سے غش اور دھوکہ سے منع فرمایا ہے۔صحیح مسلم کی روایت ہے:"من غشنا فلیس منا"(مسلم حدیث نمبر:۱۰۱)۔

غرض کہ وہ تمام روایات جو غش اور تدلیس سے متعلق ہیں وہ سب تغییر خلق اللہ کی ممانعت میں حجت ہیں۔

۳- دھوکہ اور تدلیس کے علاوہ اس میں آپریشن کے مراحل میں کئی طرح کے غیر شرعی امور کا ارتکاب لازم آئے گا، مثلاً نشہ کر کے آپریشن کرنا، اگر عورت ہو تو مرد ڈاکٹروں کا وہاں موجود ہونا یا آپریشن کا عمل انجام دینا جبکہ ان ممنوعات کا ارتکاب نہ بر بنائے ضرورت ہے اور نہ بر بنائے حاجت بلکہ محض طلب حسن اور ہوائے نفس کی خاطر ہے، اس لیے اس کی شرعاً اجازت نہیں ہوگی۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تا کہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کا ازالہ ہو جائے — اس بارے میں ناچیز عیب یا بیماری کے ازالہ کے لیے آپریشن اور پلاسٹک سرجری کرانا درست سمجھتا ہے، پچھلی بحثوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عمل ضرورت یا حاجت کی بنیاد پر ہو تو اس میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔اس مسئلہ کا تعلق اگر چہ اعضاء کی پیوند کاری سے ہے اور اس پر فقہ اکیڈمی الہند کے دوسرے سمینار (دہلی) میں بحث ہو چکی ہے، سوائے استاد گرامی حضرت مولانا برہان الدین مدظلہ العالی کے تمام شرکاء نے اس کے جواز پر اتفاق ظاہر کیا ہے اور یہ تجاویز شائع بھی ہو چکی ہیں، فقہ اکیڈمی الہند کے علاوہ دیگر اکیڈمیوں کے فیصلے اس موضوع پر جواز ہی کے آئے ہیں۔اس لیے میرے نزدیک یہ موضوع دوبارہ زیر بحث لانا بے سود ہے۔

۵-جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا حکم اوپر کی بحثوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر بر بنائے علاج ومعالجہ ہو تو اس کی اجازت ہوگی خواہ وہ

علاج ضرورت کے درجہ میں ہو یا حاجت کے درجہ میں۔ عیوب کا ضرر خواہ حسی ہو یا معنوی اور ذہنی۔ اگر ایسا عیب ہو جس سے مبتلا شخص کو ذہنی پریشانی ہو اور وہ عیب عام لوگوں کی نگاہ میں واقعی عیب ہو تو اس کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کی صورت میں پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ انسانی جسم کی ساخت میں معمولی کمی بیشی ایک ایسی چیز ہے جو عام لوگوں کی نگاہ میں باعث تنفر یا بدہیئت نہیں معلوم ہوتی ہے کہ اس کے علاوہ علاج ومعالجہ کی ضرورت ہو، اس کی اجازت ضرورت وحاجت کی بنیاد پر ہوگی، یہاں ایسا نہیں ہے۔

۷- بہتر رشتہ حاصل کرنے کے لیے اپنے کو کم عمر دکھانے کی خاطر پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تدلیس اور فریق ثانی کو دھوکہ دینا ہے جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے، پیچھے غش سے متعلق روایت گزر چکی ہے، دور جاہلیت اور عہد نبوی میں بعض عورتیں اپنے کو حسین دکھلانے اور ظاہر کرنے کے لیے بالوں میں انسانی بال جوڑتی تھیں جس کو وصل کہا جاتا تھا، اسی طرح گودنے اور بالوں کو کالے خضاب سے رنگنے کا عمل کرتی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے ان تمام تلبیسی عمل سے منع فرمادیا، امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں ممانعت کی روایت نقل کی ہے (صحیح بخاری: حدیث ۵۹۳۸)۔

فقہاء نے ان روایتوں کے بارے میں صراحت کی ہے کہ ممانعت کی علت غش اور تدلیس ہے، عورتیں ایسا اس لیے کیا کرتی تھیں تاکہ اپنے کو کم سن ظاہر کریں اور نکاح آسانی سے ہو جائے یا مہر زیادہ حاصل کریں، ظاہر بات ہے یہ ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے اس مسئلہ پر زاد المعاد میں بحث کرتے ہوئے اسے غش اور تدلیس قرار دیا ہے (زاد المعاد ۴/ ۳۲۷)۔

ہاں اگر شادی کے بعد عورتیں اپنے کو حسین بنانے کے لیے دائمی پلاسٹک سرجری کرتی ہیں جس میں دھوکہ دینا مقصد نہ ہو یعنی کم سن دکھانا مقصد نہ ہو بلکہ صرف شوہر کے سامنے پرکشش ہونا ہو تو اس کی اجازت ہوگی، کیونکہ اس میں ممانعت کی علت نہیں پائی جاتی ہے، اس میں فریق

ثانی کو دھوکہ دینا نہیں، اس تدلیس سے غیر کا حق متعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ ذاتی عمل ہے۔
دکتور صالح بن ابراہیم جدیعی نے اپنے مقالہ ''نازلۃ الجراحۃ التجمیلیۃ'' میں جواز ہی کا رجحان پیش کیا ہے۔ میرے نزدیک بھی اس کے جواز میں شادی شدہ عورتوں کے لیے کوئی کلاس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں علت ممانعت نہیں پائی جاتی ہے، عورتوں کی طرح مردوں کے بھی احکام ہوں گے، اچھے رشتہ کی خاطر اگر کوئی مرد اپنے کو کم سن ظاہر کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرتا ہو تو اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک غش ہے اور فریق ثانی کو دھوکہ دینا ہے۔

۸- مجرم اگر اپنی شناخت مٹانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرے تو اس کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ یہ کھلا دھوکہ ہے، اس کی اجازت سے عدالتی کاروائیاں اور انصاف کا عمل معطل ہو جائے گا، اس لیے قطعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر کوئی مظلوم ظالم کی گرفت سے بچنے کے لیے ایسا عمل کرے تو شرعاً اس کی اجازت ہوگی کیونکہ ظلم کا دفاع اور اس سے حفاظت ایک ضرورت ہے اور ضرورۃً اس کی اجازت ہے۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا خورشید انور اعظمی ☆

آج کے سائنسی دور میں جدید طب نے کافی ترقی کی ہے، اور سرجری کے میدان میں اسے بطور خاص نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے، اس کامیاب طریقہ علاج کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک انسان کے جسم کے اندر پائے جانے والے عیب، مرض اور بدصورتی وغیرہ کے ازالہ کے لئے اسی جسم کے کسی جزء کو ایک ماہر سرجن استعمال کرتا ہے اور آپریشن کے ذریعہ اس طرح کے عیوب ونقائص کو زائل کرتا ہے، ایسا کبھی محض خوبصورتی کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے اور کبھی ازالہ عیب ومرض کے لئے، آپریشن کے اس طریقے کو پلاسٹک سرجری کہتے ہیں۔

پلاسٹک سرجری میں جہاں ایک طرف انسان کے مریض اور عیب دار عضو کو درست کیا جاتا ہے، وہیں اس کے کسی دوسرے عضو کو بھی چھیڑا جاتا ہے، پہلی صورت میں تغییر خلق اللہ کا عمل ہوتا ہے جو منشا الٰہی کے خلاف ہے۔

"ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (نساء:۱۱۹) (اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی)۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے عمل کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (صحیح مسلم ۱۴/ ۳۳۳) (اللہ

☆ صدر مدرس جامعہ مظہر العلوم وارانسی۔

تعالی نے لعنت کی ہے گودنے والی اور گودوانے والی، بالوں کو چننے والی اور چنوانے والی، اور بغرض حسن دانتوں میں فاصلہ بنانے والی عورتوں پر جو خلق اللہ کو بدل دینے والی ہیں)۔

اور دوسری صورت میں انسان کے جزء سے انتفاع لازم آتا ہے، جو انسانی شرافت وکرامت کے سبب ممنوع وناجائز ہے، البحر الرائق میں ہے:

"لم یجز بیعه والانتفاع به لأن الآدمی مکرم غیر مبتذل فلا یجوز أن یکون شیء من أجزائه مهانا مبتذلا" (البحر الرائق ۶/ ۱۳۳) (آدمی کی ہڈی اور اس کے بال کی بیع اور اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے اس وجہ سے کہ آدمی احترام کی چیز ہے نہ کہ استعمال کی، اس لئے اس کے کسی جزء کا ذلیل ومستعمل ہونا جائز نہیں ہے)۔

اس صورت حال میں بظاہر پلاسٹک سرجری کو ناجائز ہونا چاہئے، لیکن شریعت کا دائرہ تنگ نہیں ہے، اس نے انسانی ضرورتوں کا ہر لمحہ لحاظ رکھا ہے، اور حرج وتنگی کو رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، ارشاد خداوندی ہے: "وما جعل علیکم فی الدین من حرج" (الحج: ۷۸)۔

اسی لئے اگر محض حسن وخوبصورتی کی غرض سے تغییر خلق اللہ کا ارتکاب کیا جائے تو قطعاً درست نہیں ہوگا، لیکن اگر ضرورت وحاجت کی بنا پر بطور علاج ایسی کوئی صورت پیش آتی ہے تو علماء نے اس کی اجازت دی ہے اور اسے تغییر خلق اللہ کے زمرے میں شامل نہیں مانا ہے، علامہ نوویؒ نے "المتفلجات للحسن" کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"وفیه إشارة إلی أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إلیه لعلاج أو عیب فی السن أو نحوه فلا بأس" (شرح صحیح مسلم ۱۴/ ۳۳۳) (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرام وہ فعل ہے جو طلب حسن کے لئے کیا گیا ہو اور اگر دانت وغیرہ کے علاج یا اس کے عیب کے سبب کیا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

"ویفهم منه أن المذمومة من فعلت ذلک لأجل الحسن فلو احتاجت

إلى ذلک لمداواة مثلاً جاز" (فتح الباری ۱۰/۳۴۸) (اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مذمت اس عورت کی گئی ہے جس نے یہ عمل بغرض حسن وخوبصورتی کیا ہو، اور اگر اس نے علاج وغیرہ کے لئے کیا ہو تو جائز ہے)۔

اور اگر مرض وعیب کے ازالے کے لئے خود اسی انسان کا جزء استعمال کیا جائے تو اس میں بھی بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی، اور نہ اہانت کا کوئی پہلو ہی ابھرتا ہے، بدائع الصنائع میں ہے: "ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه" (بدائع الصنائع ۴/۳۱۶) (انسان کے جزء کو دوبارہ اسی جگہ لگانے میں کوئی اہانت نہیں ہے)۔

۱- پیدائشی عیب کے ازالے کا حکم

اگر کسی انسان میں پیدائشی طور پر ایسا عیب پیدا ہو جائے جو عام طریقہ خلقت سے الگ ہو مثلاً ہونٹ کٹا ہوا ہو، یا ناک ٹیڑھی ہو یا انگلیاں پانچ سے زائد ہوں اور وہ عیب جسمانی طور پر اذیت وتکلیف کا سبب ہو تو اس کا ازالہ درست ہوگا۔

فتح الباری میں ہے:

"ويستثنى من ذلک ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلةتعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تولمها فيجوز ذلک" (فتح الباری ۱۰/۳۵۴) (اور اس سے وہ صورت مستثنی ہے جس میں ضرر وتکلیف ہوتی ہو جیسے وہ شخص جسے زائد یا لمبا دانت ہو اور وہ کھانے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہو یا زائد انگلی ہو جو اسے اذیت وتکلیف دیتی ہو تو وہ جائز ہے)۔

اسی طرح اگر وہ عیب نفسیاتی طور پر تکلیف واذیت کا باعث ہو تو اس کے ازالے کی اجازت ہوگی، شیخ عبداللہ ناصح علوان "تربیۃ الاولاد فی الاسلام" میں لکھتے ہیں:

ويستثنى من عمليات التجميل ما يسبب ألماحسيا أو نفسيا كاستيصال الزوائد أو اللوزتين أو ما أمر به الشرع كقص الشعر وتقليم

الأظفار وحلق العانة لدفع الحرج عن الناس (تربیۃ الاولاد فی الاسلام ۲/۹۶۹)۔

(اور تجمیلی سرجری سے وہ صورت مستثنی ہوگی جو حسی یا نفسیاتی تکلیف کا باعث ہو جیسے بڑھے ہوئے حصوں یا حلق کی گلٹی یا ان چیزوں کا کاٹنا شریعت نے جس کا حکم دیا ہے مثلاً بال کاٹنا، ناخن تراشنا، موئے زیر ناف بنانا، یہ انسان سے دفع حرج، اور نظافت و جمال ہیئت کے حصول کا سبب ہے)۔

البتہ اس بات کا لحاظ کیا جائے گا کہ اس عمل جراحی سے مریض کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ اس کو اس عیب سے نجات مل جائے گی تو ایسا کرنا درست ہوگا ورنہ نہیں، عالمگیری میں ہے:

''اگر آدمی زائد انگلی یا کسی دوسری چیز کو کاٹنے کا ارادہ کرے تو نصیرؒ نے کہا کہ اگر کاٹنے والے کو اس کی ہلاکت کا ظن غالب ہو تو ایسا نہ کرے، اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس سے نجات مل جائے گی تو وہ یہ کر سکتا ہے'' (عالمگیری ۵/۳۶۰)۔

عالمگیری میں ایک اور جزئیہ موجود ہے جو اس پہلو پر روشنی ڈالتا ہے:

''جس شخص کو بڑھا ہوا غدود ہو اور وہ اسے کاٹنا چاہتا ہو تو اگر ہلاکت کا غالب گمان ہو تو ایسا نہ کرے، ورنہ تو کوئی حرج نہیں ہے''۔

۲- حادثاتی عیب کے ازالے کا حکم

اگر کوئی انسان کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو جائے اور اس کے جسم کے کسی حصے میں نقص پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامیہ نے اس کے ازالے کی اجازت دی ہے، خود نبی کریم ﷺ نے عرفجہ بن اسعدؓ کو سونے کی ناک لگانے کا حکم فرمایا جبکہ جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی۔

عن عرفجة بن أسعدؓ قال: ''أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن علي فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من

ذهب" (ترمذی ۱/ ۳۰۶) (عرفجہ بن اسعدؓ سے مروی ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں جنگ کلاب کے اندر میری ناک کٹ گئی، تو میں نے چاندی کی ناک لگائی، پھر اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کا حکم فرمایا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حادثاتی عیوب ونقائص کے ازالے کی اجازت ہے، اور یہاں تک کہ اس سلسلہ میں بوقت ضرورت حرام شی بھی مباح ہوجاتی ہے جیسا کہ یہاں پر سونا مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کا استعمال درست قرار دیا گیا۔ علامہ کاسانی نے تحریر فرمایا:

"اگر کسی کی ناک کٹ گئی، اور اس نے سونے کی ناک لگائی تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے، اس وجہ سے کہ چاندی کی ناک میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے، لہذا سونے کا استعمال ضروری ہوگیا اور سونے کی ضرورت کے سبب اس کی حرمت کا اعتبار نہیں کیا گیا" (بدائع الصنائع ۴/ ۳۱۶)۔

۳- فطری عیب کے ازالے کا حکم

جب انسان کی عمر بڑھتی ہے تو عمر کے ساتھ جسم میں بہت ساری تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں، چہرے کے خدوخال بدلنے لگتے ہیں، اور اس پر جھریاں پیدا ہونے لگتی ہیں، جو ایک فطری امر ہے، اگر کوئی انسان ان جھریوں کے ازالے کے لئے آپریشن کرتا ہے تو درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ یہ تغییر خلق اللہ کے ساتھ تزویر وتدلیس بھی ہے، جیسا کہ علامہ نوویؒ اپنی شرح مسلم میں "المتفلجات للحسن" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ عمل، بوڑھی اور اس کی ہم سن عورتیں دانتوں کی خوبصورتی اور کم عمر نظر آنے کے لئے کرتی ہیں، اس لئے کہ یہ باریک خلا چھوٹی بچیوں کے دانتوں میں ہوتا ہے، جب عورت بوڑھی ہوجاتی ہے اور اس کا دانت بڑا اور بے ڈھب ہوجاتا ہے تو اسے ریتی سے رگڑ دیتی ہے تاکہ وہ خوبصورت ہوجائے اور اپنے کو کم عمر ظاہر کرے" (شرح مسلم ۱۴/ ۳۳۳)۔

مذکورہ تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کے عیوب ونقائص کے ازالے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح اگر چہرے پر پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب ہے مثلاً ناک بہت کھڑی نہیں ہے،

جسے عرف میں نقص نہیں تصور کیا جاتا تو اس کا آپریشن کرانا درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ اس میں نہ جسمانی اذیت ہے اور نہ نفسیاتی، بلکہ حصول حسن وجمال کی محض ایک مذموم کوشش ہے۔

۴-مریض کے لئے اس کے کسی حصہ بدن کے استعمال کا حکم

پلاسٹک سرجری کے لئے اگر ایک انسان کے جسم سے گوشت یا چمڑا وغیرہ لے کر اسی کے دوسرے عیب دار یا مریض عضو کو صحیح کیا جائے تو درست ہوگا، بشرطیکہ اس کا بدل نہ ہو اور ظن غالب ہو کہ اس عمل سے اسے نفع ہوگا۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

انسان کے جسم کے کسی عضو کو اسی کے جسم کی دوسری جگہ پر منتقل کرنا جائز ہے جبکہ اس بات کا یقین ہو کہ اس آپریشن کا متوقع نفع اس کے ضرر سے زیادہ ہو اور اس شرط کے ساتھ کہ یہ عمل کسی عضو مفقود کو بنانے، یا اس کی ہیئت یا اس کے مقررہ عمل کو دوبارہ وجود میں لانے یا کسی عیب کی اصلاح یا ایسی بدصورتی کے ازالے کے لئے کیا گیا ہو جو انسان کے لئے نفسیاتی یا جسمانی اذیت کا باعث ہو (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷ر ۵۱۲۴)۔

امام ابو یوسفؒ نے گرے ہوئے دانت کو دوبارہ اسی جگہ لگانے کو جائز قرار دیا ہے، جس کی علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں دو وجہیں ذکر فرمائیں ہیں، ایک یہ کہ ایک منفصل عضو اپنی جگہ پہنچ جانے پر جڑ جاتا ہے، جس کی وجہ سے ایسا کرنا درست ہے، لکھتے ہیں:

وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز، كما إذا قطع شيء من عضوه فأعاده إلى مكانه (بدائع الصنائع ۴ر۳۱۶) (جزء منفصل کا اسی جگہ پر دوبارہ لگادینا کہ جڑ جائے جائز ہے جیسا کہ اگر اس کے عضو کا کوئی حصہ کاٹ دیا جائے پھر اس کو دوبارہ اسی جگہ لگادیا جائے تو جائز ہے)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں اہانت بھی نہیں ہے:

ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه (بدائع الصنائع ۴/۳۱۶) (انسان کے جزء کے دوبارہ اسی جگہ پر استعمال کرنے میں کوئی اہانت نہیں ہے)۔

ان دونوں وجہوں پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کے کسی جزء کو اسی کے جسم میں کسی دوسری جگہ بغرض علاج استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، اس وجہ سے پلاسٹک سرجری میں بھی دوسرا اجزء جڑ جاتا ہے، اس میں حیات لوٹ آتی ہے، اور بسا اوقات اصل ونقل کا فرق مٹ جاتا ہے، نیز اس میں بظاہر اہانت بھی نہیں معلوم ہوتی اس وجہ سے کہ جب ایک عضو کو اسی کی جگہ پر دوبارہ لگانے میں اہانت نہیں ہے، تو پھر دوسری جگہ لگانے میں اہانت کی کیا وجہ ہوسکتی ہے، جبکہ جڑ جانے کے بعد بدن کا صالح حصہ بن جاتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ایک عضو کو درست کرنے کے لئے دوسرے جزء کو چھیڑنا تو وہ یہاں اس وجہ سے درست قرار دیا جارہا ہے کہ یہ سب بدرجہ مجبوری ضرورت وحاجت کے پیش نظر کیا جارہا ہے، چنانچہ اگر طبیب حاذق کسی مریض کے لئے پیشاب وخون پینا اور مردار کھانا تجویز کرے اور اسی میں اس کے لئے شفا بتائے تو اس کے لئے یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا کوئی بدل نہ ہو، عالمگیری میں ہے:

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم إن شفائه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (عالمگیری ۵/۳۵۵) (مریض کے لئے خون اور پیشاب کا پینا، اور مردار کا کھانا علاجاً جائز ہے، جبکہ کوئی مسلم طبیب یہ بتادے کہ اس کے لئے اس میں شفاء ہے، اور کوئی مباح شئی بھی نہیں ہے جو اس کا بدل ہوسکے)۔

۵- پلاسٹک سرجری کا حکم

اگر پلاسٹک سرجری بغرض تجمیل وتزئین ہو تو درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ تغییر خلق اللہ کے زمرے میں داخل ہے، جسے قرآن نے شیطانی امر بتایا ہے: ”ولآمرنهم فليغيرن

خلق الله" (نساء:۱۱۹) (اوران کوسکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی)۔

اوران خواتین پرلعنت کی گئی ہے جو محض خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے تغیر خلق اللہ کاارتکاب کرتی ہیں:

عن ابن عباسؓ قال: "لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمةمن غير داء" (رواہ ابوداؤد؛مشکوۃ ۲/ ۳۸۳) (حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بالوں کوملانے والی اورملوانے والی، بالوں کو چننے والی اور چنوانے والی، گودنے والی اورگودوانے والی عورتیں بغیر بیماری کے،ملعون ہیں)۔

اوراگر بوقت ضرورت وحاجت ازالہ عیب ومرض کے لئے ہوتو درست ہے،جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ''من غیرداء'' کی قیداس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے، نیز علامہ طاہر پٹنی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''مجمع بحارالانوار'' میں ''المتفلجات للحسن'' کے تحت تحریرفرماتے ہیں:

"وقوله للحسن يشير إلى أنه لو فعله لعلاج وعيب لا بأس به" (مجمع بحار الانوار ۴/ ۱۷۴)، (لفظ ''للحسن'' اس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ اگر یہ عمل علاج اورعیب کے سبب کیا گیا ہوتو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا عرفجہ بن اسعدؓ کوسونے کی ناک لگانے کا حکم کرنا، امام ابویوسفؒ کا سن ساقطہ کودوبارہ اسی جگہ لگانے کی اجازت دینا اورفقہاء "لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى" (عالمگیری ۵/ ۳۶۰) کا بیماری کے سبب ہاتھ کاٹنے کا فتوی دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جان کو بچانے ،ضررکودفع کرنے ،عیب ومرض کوزائل کرنے کے لئے ضرورت حاجت کے سبب پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۶-معمولی عیب کے ازالے کاحکم

اگرعیب معمولی ہو،عرف میں اسے عیب تصور کیا جاتا ہو، اوراس سے حسی یا نفسیاتی اذیت وتکلیف لاحق ہوتی ہوتو اس کے ازالہ کے لئے بھی عمل جراحی کی اجازت ہوگی۔

۷- کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے سرجری کا حکم

اگر کوئی شخص اپنے کو کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ اس میں تدلیس وتزویر اور فریب دہی بھی ہے جس سے روکا گیا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"من غشنا فليس منا" (صحیح مسلم ۱/۵۷) (جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

عرب میں معمر عورتیں اپنے کو کم عمر نظر آنے کے لئے دانتوں میں کشادگی کرتی تھیں، جس پر اللہ تعالی کی لعنت کی گئی ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے المتفلجات للحسن کے تحت تحریر فرمایا ہے:

یہ عمل، عمر رسیدہ عورت اپنے کو کم عمر نظر آنے کے لئے کرتی ہے، اس لئے کہ کم عمر بچی کے دانت عموماً نئے اور علاحدہ علاحدہ ہوتے ہیں اور یہ چیز بڑے ہونے پر ختم ہوجاتی ہے (فتح الباری ۱۰/۳۷۴)۔

اسی طرح اپنے کو خوبصورت ظاہر کرنے کے لئے اس طرح کا عمل کرانا درست نہیں ہوگا، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی میں ہے:

طبرانی نے کہا: عورت کے لئے شوہر یا کسی اور کی خاطر بغرض حسن اپنی خلقت میں کچھ بھی تغییر چاہے کم ہو یا زیادہ جائز نہیں ہے (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵/۲۷۳)۔

۸- ظالم یا مظلوم کا اپنی شناخت مٹانے کے لئے سرجری کرانے کا حکم

اگر کوئی ظالم اپنی شناخت مٹانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس میں تغییر خلق اللہ کے ساتھ تدلیس وتزویر بھی ہے، اور اپنی ظالمانہ حرکتوں پر پردہ ڈالنے کی دجل وفریب پر مبنی ایک مجرمانہ کوشش ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من غشنا فليس منا" (صحیح مسلم ۱/۵۷)۔

اور اگر مظلوم، ظالم کے خوف سے اپنی شناخت مٹانے کی غرض سے سرجری کراتا ہے تب بھی درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ مظلوم کے لئے ظالم سے بچنے کی اس کے علاوہ بھی راہیں موجود ہیں، مثلاً عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے، یا معاشرے کے بااثر افراد کا تعاون حاصل کرے، یا ترک وطن کرے یا چھپنے کی مناسب سبیل ڈھونڈے، نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ کی ظالمانہ حرکتوں سے تنگ آکر اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہا تھا، جس سے دشمن کے خوف سے ترک وطن کی اجازت معلوم ہوتی ہے، علامہ قرطبی نے "ثاني اثنين إذهما في الغار" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ آدمی دشمن کے خوف سے دین بچا کر بھاگ نکلے اور غاروں میں چھپ رہے اور یہ کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کے سامنے سرنیاز خم کرتے ہوئے اپنے کو دشمن کے حوالہ نہ کرے، اگر اللہ چاہے گا تو اس کو دشمن کے قریب ہونے کے باوجود محفوظ رکھے گا (تفسیر قرطبی ۸/ ۱۴۳)۔

اسی طرح علامہ موصوف نے "إذ أوى الفتية إلى الكهف" کی تفسیر میں بھی تحریر فرمایا ہے:

"هذه الآية صريحة في الفرار بالدين وهجر الأهل والبنين والقرابات والأصدقاء والأوطان والأموال خوف الفتنة وما يلقاه الإنسان من المحنة" (تفسیر قرطبی ۱۰/ ۳۱۳) (یہ آیت اس سلسلہ میں صریح ہے کہ آدمی فتنہ اور پیش آمدہ آزمائش کے خوف سے دین بچا کر نکل بھاگے، اور بیوی بچوں، رشتہ داروں، دوستوں اور اموال واوطان کو خیرباد کہہ دے)۔

پھر اگر سرجری کے ذریعہ اپنی صورت بدل ڈالی تب بھی یہ یقینی نہیں ہے کہ ظالم کو اس کی خبر نہیں ہو سکے گی، اس لئے ایک غیر یقینی امر کے لئے اس کا بدل موجود ہے، ایسا عمل کرنا کیسے درست ہوگا۔

پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف

مولانا محمد ارشد مدنی☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، مثلاً اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کی بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، اس قسم کے عیب کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا از روئے شرع درست و جائز ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد علاج و معالجہ ہو۔ اس مقصد کے تحت پلاسٹک سرجری کے جواز کی چند وجوہات ہیں:

الف- علاج و معالجہ کے مقصد سے انسان پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو یہ انسانی حاجت کے قبیل سے ہے، اور مشہور فقہی قاعدہ: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت، أو خاصة (الأشباہ والنظائر، زین العابدین بن نجیم ر ۱۱۴، الأشباہ والنظائر، جلال الدین عبد الرحمن السیوطی ر ۸۸) کے تحت جائز ہے۔

ب- مذکورہ بالا عیوب کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کرانا گرچہ ایسی انسانی حاجت وضرورت نہیں کہ جس کی موجودگی سے انسان کو بہت بڑا ضرر لاحق ہوتا ہو، مگر کمتر درجہ کی حاجت کے تحت بھی ایسا کرانا جائز ہے۔ جیسا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ غزوۂ احد میں ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا جس سے ان کی آنکھ حلقہ سے باہر نکل آئی، انہوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ میں عورت سے بے حد محبت کرتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری اس حالت کو دیکھ کر مجھے ناپسند کرے گی۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو اس پر صبر کرو، اس کے بدلے

☆ نائب رئیس جامعہ ابن تیمیہ، مدینۃ السلام، بہار، و مدیر اعلی ماہنامہ مجلہ طوبی۔

میں تم کو جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ): "إن الجنة لجزاء جزيل وعطاء جليل وإني مغرم بحب النساء وأخاف أن يقلن: أعور فلا يردنني، ولكن تردها وتسأل الله تعالى لي الجنة، فردها و دعا لي بالجنة" (بلاشبہ جنت بہترین بدلہ اور عظیم عطیہ ہے، لیکن میں عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھینگا کہیں گی اور مجھے ناپسند کرنے لگیں گی، اس لئے آپ اسے اس کی جگہ لوٹا دیں اور جنت کے لئے دعا بھی فرمادیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور جنت کے لئے دعا بھی فرمادی) (السیرۃ الحلبیۃ: ۲/۲۵۲)۔

اس حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایسی انسانی حاجت وضرورت جس سے بہت بڑے ضرر کا اندیشہ نہ ہو، اس کے لئے بھی آپریشن کرایا جاسکتا ہے۔

ج- اس نوع کے عیوب کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا تغییر خلقت کے دائرہ میں نہیں آتا جواز روئے شرع حرام ہے، کیونکہ اس کا مقصد صرف اور صرف ازالۂ ضرر ہوتا ہے، یہ اور بات ہے کہ اس کے زیر اثر تجمیل وتحسین آجاتی ہے، مگر چوں کہ مقصد ازالۂ ضرر ہوتا ہے، اس بناء پر کوئی حرج نہیں۔

۲- جو عیب پیدائشی طور پر نہیں ہوتا، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، تو اس کے علاج کے لئے آپریشن کرانا بدرجۂ اولی درست وجائز ہے، کیونکہ مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں جب پیدائشی طور پر پائے جانے والے عیوب کو بذریعۂ آپریشن دور کیا جاسکتا ہے، تو بعد میں پیدا ہونے والے عیوب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرانے میں کیا حرج ہوسکتا ہے، اس لئے اس صورت میں نہ تو یہ کام تغییر خلقت کے تحت آئے گا اور نہ ہی اضافی تجمیل وتحسین کے تحت جو شریعت میں جائز نہیں، نیز چند احادیث سے بھی اس کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

پہلی حدیث: قتادہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت ہے۔

دوسری حدیث: عبدالرحمٰن بن طرفہ کا بیان ہے: "أن جده عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه، فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" (ان کے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوالی جس میں بو پیدا ہوگئی تو رسول کریم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا) (سنن کبریٰ، حدیث نمبر: ۹۴۶۳، ۹۴۶۴، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۶۲، جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۷۰، امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن غریب" کہا ہے)۔

تیسری حدیث: رافع بن مالک کی روایت ہے: "رميت بسهم يوم بدر ففقئت عيني، فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعا لي، فما آذاني منها شيء" (غزوۂ بدر میں مجھے ایک تیر ایسا لگا کہ میں بھینگا ہوگیا، چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس میں تھوک لگا دیا اور میرے لئے دعا فرمائی تو اس سے کچھ بھی تکلیف نہ پہنچی) (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۲/۴۲۸)۔

مذکورہ بالا روایتوں سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایسا عیب جو پیدائشی طور پر نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہو، تو آپریشن کے ذریعہ اس کو دور کیا جاسکتا ہے۔

۳- عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہوجائیں، تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق ان چیزوں سے نہیں ہے جو حاجات کے قبیل سے ہیں، نیز اس سے تغییر خلقت لازم آتی ہے اور یہ ایک عبث و بے کار کام ہے، جس کو انسان اپنی خواہش نفس کی پیروی میں انجام دے دیتا ہے، اس کی حرمت پر قرآن کریم کی آیت: "ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (النساء: ۱۱۹) (اور میں انہیں حکم دوں گا پس وہ اللہ کی تخلیق کو بدلیں گے) اور حدیث رسول ﷺ: "عن عبد الله بن مسعود (رضي الله عنه) قال: سمعت رسول الله ﷺ يلعن المتنمصات، والمتفلجات للحسن، واللاتي يغيرن خلق الله" (بخاری، کتاب اللباس، باب المتنمصات: ۴/۴۳، مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والمستوشمة: ۱۴/۱۰۶) واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔

اور جہاں تک مسئلہ ہے کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا، تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق ان عیبوں سے ہے، جن سے انسان کو ذہنی تکلیف ہوتی ہے، لہذا اس کو حاجت وضرورت قرار دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۴- جب ایسی ضرورت پڑ جائے کہ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہوجائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو اس میں ازروئے شرع کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "وقد فصل لكم ما حرم عليكم إلا ما اضطررتم إليه" (الانعام/۱۱۹) (اللہ تعالی نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اس کی تفصیل بیان کردیا ہے، الا یہ کہ تم کسی کام کے کرنے پر مجبور ہوجاؤ)۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے کسی بھی طرح کی پلاسٹک سرجری جائز ہے، اس کے جواز پر مذکورہ آیت (الانعام/۱۱۹) کے علاوہ حدیث: "إن عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه، فأمره النبی ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" اور دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۶- جن دلیلوں سے پلاسٹک سرجری کے جواز کا پتہ ہے، ان میں عیوب کی کمی وبیشی کے مابین کوئی فرق کرنے کی بات سمجھ میں نہیں آتی، لہذا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے بھی ایسے اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔

۷- انسان اگر اس مقصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے کہ وہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو اس مقصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی، اس لئے کہ اس سے تدلیس اور دھوکہ دہی لازم آتی ہے، اور یہ شیء بالاتفاق حرام ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں ایسی چیز کا اختیار کرنا مردوں وعورتوں

دونوں پر حرام ہے، جس سے دونوں ایک دوسرے سے دھوکہ کھا سکتے ہوں اور جب بعد میں حقیقت واضح ہو جائے تو اختلاف وانشقاق کا سبب بنے۔

اسلام کے شروع زمانے میں عورتیں اپنی عمر کم ظاہر کرنے کے لئے اپنے دانتوں کے ما بین شگاف کرالیتی تھیں جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین (۳۷۳/۶) میں ہے: "وقد كانت النساء تفلج أسنانها لتبدو صغيرة السن" لہذا شریعت اسلامیہ نے اس سے منع کردیا، چنانچہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "قال شيخنا عبد الوهاب بن المبارك الأنماطي: إذا أخذت المرأة الشعر من وجهها لأجل زوجها بعد رؤيته إياها، فلا بأس به، وإنما يذم إذا فعلته قبل أن يراها، لأن فيه تدليسا" (أحكام النساء ۲۳۱/۱) (شیخ عبد الوہاب بن مبارک الانماطی کا فرمان ہے کہ جب عورت اپنے چہرے کا بال اکھاڑے اپنے شوہر کے لئے ان کے دیکھ لینے کے بعد، تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر یہ کام ان کے دیکھنے سے قبل انجام پائے تو یہ قابل مذمت ہے، اس لئے کہ اس میں تدلیس کاری ہے)۔

مذکورہ تصریحات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اچھے رشتہ کی خاطر بغرض تجمیل اور کم عمر ظاہر کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو چوں کہ اس میں تدلیس کاری اور دھوکہ دہی پائی جاتی ہے، لہذا ایسے مقصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہے۔

۸- کسی مجرم کے لئے جائز نہیں کہ وہ پلاسٹک سرجری کرا کر اپنے جرم پر پردہ ڈالے، ایسا کرنے کے جواز کا فتوی دینے پر مجرم کا جرم پر تعاون کرنا لازم آئے گا اور یہ شریعت میں حرام ہے، قرآن کی آیت: "ولا تعاونوا على الإثم والعدوان" اس کی واضح دلیل ہے، البتہ مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ لاحق ہوتو اپنے آپ کو چھپانے اور ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کو اضطراری حالت پر محمول کیا جائے گا۔

آئینہ شریعت میں پلاسٹک سرجری کی تصویر

مولانا محمد ارشد فاروقی ☆

پلاسٹک سرجری

آپریشن وسرجری کی انتہائی ترقی یافتہ وحیرت انگیز قسمیں دنیائے طب وعلاج میں پائی جاتی ہیں جو مزید ارتقائی ادوار طے کررہی ہیں ان میں نمایاں ترین قسم ''پلاسٹک سرجری'' ہے۔

یوں تو پلاسٹک سرجری کی تاریخ بہت قدیم بتائی جاتی ہے لیکن موجودہ دور میں یہ فن بام عروج کو پہنچ گیا ہے۔

مورخین کا خیال ہے کہ مصری ڈاکٹروں کو اس فن میں اولیت کا درجہ حاصل ہے، چنانچہ تین ہزار سال قبل چہرے سے متعلق جراحی کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے نمبر پر اس میں ہندوستان کا نام لیا جاتا ہے۔

ولیدۃ العصر

پلاسٹک سرجری کا شمار ان نئے مسائل میں ہوتا ہے جس کا حکم قدیم فقہاء کی عبارتوں میں صراحۃً موجود نہیں، اسی لئے امام شاطبی فرماتے ہیں:

ہر زمانے میں نئے مسائل بہ کثرت پیش آتے ہیں اور فقہی ذخیرہ محدود ہے، دلائل محدود ہیں، اس لئے ان دلائل میں غور وفکر اور قوت اجتہادی کے ذریعہ نئے مسئلے کا حل پیش کیا

☆ شعبہ افتاء جامعہ امام انور، دیو بند۔

جائے گا، یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے نئے مسائل پیش آئیں جن کے احکام صراحتاً بیان نہ کئے گئے ہوں اور فقہاء کرام نے بھی ان کے شرعی حکم کو بیان نہ کیا ہو ایسی صورت میں یا تو لوگوں کو ان کی رائے پر آزاد چھوڑ دیا جائے یا شرعی ضابطے سے آزاد ہو کر سوچا جائے، یہ دونوں باتیں اتباع نفس اور فساد پر موقوف ہیں، ایسے وقت میں معاصر علماء ضابطہ شریعت کے مطابق غور وفکر کے بعد حل پیش کریں گے، یہ ایک اصولی بحث ہے (الموافقات ۳۸/۵)، پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام بیان کرنے کے لئے علماء نے انفرادی فتاوی عالم اسلام کے مختلف علمی وفقہی مراکز سے جاری کیا اور اجتماعی طور پر ملیشیا میں فقہی سمینار کی ایک نشست میں تبادلہ خیال بھی ہوا۔

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار خاصا وسیع ہے۔

تعریف: پلاسٹک سرجری کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

”جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة أو وظيفة إذا ما طرأ عليه نقص، أو تلف، أو تشوه“ (الموسوعة الطبية الحديثة لمجموعة الأطباء ۹۸۲/۵)۔

انسان کے ظاہری جسم کے کسی حصے کو خوش نما یا پیدا ہونے والی کسی کمی کے ازالے اور نقصان کی تلافی کے لئے سرجری کرنا۔

پلاسٹک سرجری کے مقاصد

پلاسٹک سرجری کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں جن کو دو مقاصد احاطہ کرتے ہیں، (۱) علاج ومعالجہ، (۲) مطلوبہ معیاری خوبصورتی وجمال کے حصول کے لئے۔

پہلا مقصد: علاج ومعالجہ کے لئے پلاسٹک سرجری

اس کے تحت ایسی خرابی کے ازالے کے لئے علاج کیا جاتا ہے جو ناگزیر ہوتا ہے، جیسے حادثات کے نتیجے میں انسانی جسم کو پہنچنے والے نقصانات جلنے کی وجہ سے پیدا شدہ خرابیاں،

تیسری ڈگری تک جلے جھلسے حصہ جسم، عضو خاص کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے، مثانہ کے ناکارہ پن کے ازالہ کے لئے، پیدائشی طور پر موجود خرابیوں جیسے چھ یا زائد انگلیوں کا ہونا یا ہونٹ، پھٹے کٹے ہونا یا اور کسی عضو زائد کا ہونا یا جڑواں بچوں کا باہم جڑا ہونا، یا کسی عضو کی کارکردگی بڑھانے جیسے آنکھ کے آپریشن، بینائی کے حصول اور احول دور کرنے کے لئے ان مقاصد کے لئے پلاسٹک سرجری کو بنیادی مقاصد کے حصول کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

علاج کے طور پر پلاسٹک سرجری کی ضرورت دو مواقع کی مختلف صورتوں کو اپنے دائرہ کار میں لئے ہوئے ہے: (۱) پیدائشی عیوب، (۲) اچانک پیدا ہوجانے والے عیوب۔

دوسرا مقصد: اضافی حسن

پلاسٹک سرجری اضافی حسن وجمال کے حصول کے لئے بھی کرائی جاتی ہے کہ جسم ظاہری خلقی عیوب سے پاک ہے حادثاتی نقائص سے بھی محفوظ ہے لیکن معاشرے کے افراد کے مقابلے میں یہ فرد خود کو خوبصورت نہیں پاتا، اس طرح پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنی شخصیت کو خوبصورت وحسین جاذب نظر بنانا چاہتا ہے، جوانی لوٹانے کا خیال کرتا ہے۔

اس مقصد کی صورتوں کو دو زمروں میں رکھا جاسکتا ہے:

۱- شکل وصورت سے متعلق کہ مقصد اچھی صورت وشکل اور ظاہری جمال ہو بچے بڑے مرد وعورت اس باب میں یکساں ضرور ہیں لیکن عورتوں کا رجحان اسے اختیار کرنے میں مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے (الموسوعۃ الطبیۃ الحدیثۃ ۳ر ۴۵۴-۴۵۵)۔

☆ گنجا پن کے ازالے کے لئے بالوں کی پیوندکاری یا لیزر کے ذریعہ بالوں کا صاف کرنا۔

☆ پلکوں کی جدید کاری، بڑی ناک یا چھوٹی ناک کو موزوں شکل دینا۔

☆ ہونٹ کو گلاب کی پنکھڑی جیسا بنانا، کان کو خوبصورت شکل دینا۔

☆ اسی پہلو سے متعلق ٹھوڑی، پستان، پیٹ کے نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک

سرجری کی خدمات کا حصول ہے۔ تھوڑی چھوٹی ہو تو بڑی کی جائے، بڑی ہو تو حد اعتدال تک چھوٹی کی جائے، پیٹ بڑھ جائے تو چربی و چکناہٹ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کر کے موزوں حالت پر لایا جائے۔

۲-بڑھاپے کے آثار ختم کرنے اور جواں سال دکھائی دینے کے لئے:

☆ چہرے کی جھریوں کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کر کے جواں چہرہ بنانا، گردن کے اردگرد بڑھاپے کی وجہ سے ڈھیلے پڑ جانے والے جلدی نظام کو چست بنانا۔

☆ بازوؤں، کولہوں کے عقبی و قدامی مناظر کو درست و خوشنما بنانا۔

☆ پلکوں میں پائے جانے والے بڑھاپے کے نشانات کو دور کرنا۔

پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام

"الأمور بمقاصدها" کے تحت پلاسٹک سرجری کے شرعی احکامات متعین کئے جائیں گے، اس اعتبار سے پلاسٹک سرجری کے کئی مقاصد ہوتے ہیں:

۱-علاج ومعالجہ۔

۲-اصل مقصد علاج جزوی مقصد تحسین۔

۳-تدلیس وتغییر۔

۴-اضافی تحسین وتجمیل۔

۱-ناگزیر علاج ومعالجہ

انسانی جسم میں ایسی خرابی کے دور کرنے کے لئے سرجری کی جائے جس کا دور کرنا ناگزیر ہو جس کے وجود سے بڑے ضرر کا اندیشہ ہو جیسے تیسری ڈگری تک جلے ہوئے جسم کے حصہ پر نئی جلد کی پیوند کاری کرنا، عنین کا ایسا علاج جو ازدواجی زندگی کو کامیاب بنائے، یا ناکارہ مثانہ کو پیٹ کی باطنی جلد سے تیار کرنا یا ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جسمانی نقائص کا ازالہ

کرنا۔

ان صورتوں میں پلاسٹک سرجری کو بطور علاج اپنانے میں کوئی شبہ نہیں بلکہ مطلوب وواجب ہے۔

۱-عن عبد الله بن مسعودؓ أن رسول اللهﷺ قال: "ما أنزل الله داء إلا وأنزل له دواء جهله من جهله وعلمه من علمه" (مسند احمد) (عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں رکھی جس کا علاج بھی موجود نہ ہو کسی کو پتہ چل جاتا ہے، کوئی ناواقف رہتا ہے)۔

پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ایسی خرابی کا علاج جس کا ضرر حیات وموت کی کشمکش میں نہ ڈالتا ہو زندگی کی گاڑی بدون علاج بھی چل سکتی ہو، البتہ اس کے باعث نفسیاتی کشمکش کا شکار ہو جیسے کٹے ہوئے ہونٹ پیدائشی طور پر یا کسی حادثہ کے نتیجہ میں اضافی انگلی، کان، ناک میں خارجی نقص جو شبیہ بگاڑتے ہوں دیکھنے میں اچھا نہ لگتا ہو۔

ایسی خرابیوں کے ازالے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز ہوگی، جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

"قتادہؓ نے بیان کیا میں احد کے موقع سے اپنے چہرے کو سامنے کرکے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور سے تیروں کو روک رہا تھا کہ ایک تیر ایسا لگا کہ میری آنکھ حلقہ سے باہر نکل گئی، میں نے اسے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ اب وہ مجھے ناپسند کرے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم صبر سے کام لوگے تو جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اسے (آنکھ) لوٹا دیتا ہوں اور اللہ سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں، اس پر انہوں نے کہا: یارسول اللہ جنت بہترین بدلہ ہے، لیکن میں ایک خاتون کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے بھینگا کہے، اس لئے آپ ﷺ اسے اس کی جگہ لوٹا دیں اور جنت کے لئے بھی دعا کردیں تو آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور جنت کے حصول

کے لئے دعا فرمائی"۔

۲-عن رافع بن مالک قال: "لما کان یوم بدر تجمع الناس علی أبی بن خلف فأقبلت إلیه فنظرت إلی قطعة من درعه قد انقطعت عن تحت إبطه قال: فطعنت بالسیف فیها طعنة، ورمیت بسهم یوم بدر ففقئت عینی، فبصق فیها رسول الله ﷺ ودعا لی فما آذانی منها شئ" (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/۴۴۷) (رافع بن مالکؓ نے بیان کیا کہ بدر کے دن کچھ لوگوں نے ابی بن خلف کا پیچھا کیا، میں بھی اس کی جانب بڑھا، اس کی زرہ میں بغل کے نیچے مجھے شگاف نظر آیا تو میں نے وہاں تلوار ماری، اس موقع سے ایک تیر مجھے ایسا لگا کہ میں بھینگا ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب دہن لگایا اور میرے لئے دعا فرمائی تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا)۔

۳-عن عبد الرحمن بن طرفة "أن جده عرفجة بن أسعد أصیب أنفه یوم الکلاب فی الجاهلیة فاتخذ أنفا من ورق فأنتن علیه فأمر النبی ﷺ أن یتخذ أنفا من ذهب" (سنن ترمذی:۱۷۷۰) (عبد الرحمٰن بن طرفہ نے بیان کیا کہ ان کے دادا عرفجہ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بو پیدا ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

ان روایات میں نقص کی جو صورتیں پیش آئیں وہ ایسی تو نہیں تھیں جن سے شدید ضرر پہنچتا ہو، اسی لئے حضور ﷺ نے برداشت وصبر کا مشورہ دیا، لیکن قتادہؓ نے عیب کی وجہ سے مطلوبہ خاتون کے متنفر ہوجانے کا عذر پیش کیا اور رافع کی آنکھ کے بھینگا پن کو آپ ﷺ نے خود دور فرمایا، عرفجہؓ کو مصنوعی ناک لگانے کی اجازت دی۔

۱-انسانی جسم کو لاحق وہ تمام خرابیاں جن سے بڑا ضرر تو نہیں پہنچتا لیکن انسانی نفسیاتی اذیت کا شکار رہتا ہے ان کا ازالہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہوگا، جیسے چہرہ چیچک، یا زخم کے نتیجے میں داغدار ہوکر بدنما ہوں، تیزاب یا زخم کے نشانات پڑجائیں، یا کسی خاتون کے پستان

کینسر کی وجہ سے نکال دیئے جائیں تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کسی خاتون کے پستان قدرتی طور پر اس قدر چھوٹے ہوں کہ جاذبیت کے باعث نہ ہوں یا اس قدر بڑے ہوں کہ خاتون کے لئے مشکلات درپیش ہوں تو ان دونوں صورتوں میں بڑے کرنے یا چھوٹے کرنے اور معتدل بنانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی یا مصنوعی پستان کی پیوندکاری پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہوگی۔

ان تمام صورتوں میں فقہی اصول "الضرورة تقدر بقدر الضرورة"، "الضرر یزال"، الضرورات تبیح المحظورات"، کا خیال رکھا جائے (الاشباہ والنظائر لابن نجیم وللسیوطیؒ، قواعد الفقہ لعمیم الاحسان)۔

۲- البتہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ شناخت کی تبدیلی، انگوٹھے کے نشانات کو تبدیل کرائے، آنکھ (وسمة العین) کے مخصوص نشان کو بدلنا تاکہ شناخت چھپ جائے، قانون کی گرفت سے بچ سکے، یا عمر چھپانے اور شادی کے لئے کم عمر پیش کرنے کے لئے اقدام کرنا ان صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرانا شرعی ضوابط کی روشنی میں درست نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان بہت مشہور ہے: "من غشنا فلیس منا" (صحیح مسلم کتاب الایمان) ان مقاصد کے لئے پلاسٹک سرجری میں غش وتدلیس پائی جارہی ہے۔

لیکن ایسا شخص جو کسی ظالم کے ظلم کا شکار ہو اور خائف ہو کہ اگر وہ اس کی گرفت میں آ گیا تو شدید خطرات کا شکار ہوگا یا جان کے تلف ہونے کا غالب گمان اس صورت میں ہو تو اسے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنی شناخت گم کرنے کی اجازت ہونی چاہئے (الضرر یزال، الضرورات تبیح المحظورات)۔

اسی طرح کسی خاتون کی شرم گاہ کے عیب کو درست کرنے یا کسی مرد کے عضو تناسل کو کارگر بنانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی خدمات حاصل کی جائیں تو علاج کے طور پر درست ہے۔

۳-اضافی تحسین وتجمیل اور پلاسٹک سرجری

پلاسٹک سرجری کا بنیادی مقصد علاج ومعالجہ کے بجائے محض اضافی تحسین وتجمیل ہو، خوبصورتی میں اضافہ ہو جیسے ناک کچھ کٹی ہو یا بڑی اسے معیار حسن پر اتارنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائی جائے، یا ہونٹ موٹے ہوں اسے گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح بنائے جانے کے لئے پلاسٹک سرجری کا سہارا لیا جائے، یا پستان اشعار میں بیان کردہ مشبہ بہ کے مطابق تراشے جائیں۔

اضافی تحسین وتجمیل کے مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کو فقہاء ممنوع قرار دیتے ہیں، جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱-عن عبدالله قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله" (صحیح البخاری ۵۸۱۱) (عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے گودنے والی گودوانے والی، بھنوؤں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔

۲-"ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (النساء:۱۱۹) (میرے کہنے پر وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے)۔

البتہ یہ آیت انتہائی عمومی نوعیت کی ہے، اس میں موجود لفظ "تغییر" کا معنی مرادی متعین کرنے میں مفسرین کے یہاں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، صاحب جلالین اور رازی نے اس سے مراد دین کو کفر سے بدلنے اور حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنا قرار دیا ہے (تفسیر جلالین: ۱۲۸، تفسیر رازی ۱۱/ ۲۲۰)۔

آیت کریمہ میں تغییر، اور حدیث میں "وشم"، نمص"، "وصل"، "تفلیج" کو ممنوع یا موجب لعنت قرار دیا گیا اور وجہ "للحسن" قرار دی گئی کہ گودوانا گودنا بھنوؤں کے بال نکالنا

دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنا حسن میں اضافے کے مقصد سے ممنوع قرار دیا گیا، جس میں واضح دلیل موجود ہے کہ علاج کے مقصد سے ممنوع نہیں۔

فتاوی کی روشنی میں پلاسٹک سرجری

۱- الفتاوی الشرعیہ فی المسائل العصریہ من "فتاوی علماء البلد الحرام" میں ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے:

سوال: ما حکم جراحۃ التجمیل وھی القیام بعملیۃ یمکن بھاصرف المریض عن عامۃ معینۃ، وقد یغیر الطبیب من بعض المواصفات الخلقیۃ للمریض؟ وھل ھذا تغییر لخلق اللہ؟ (پلاسٹک سرجری کا حکم کیا ہے؟ جس کے ذریعہ مریض کو جسمانی نقائص پہنچنے والی خرابیوں سے نجات دی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں بعض نمایاں تبدیلیاں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں)۔

جواب: یجوز إجراء العملیۃ المذکورۃ ولا یعد تغییرا لخلق اللہ (اس طرح کی پلاسٹک سرجری درست ہے اس کا شمار تغییر خلق اللہ میں نہیں ہوگا) (اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء من کتاب الفتاوی المتعلقۃ بالطب ر ۲۵۸، فتاوی علماء البلد الحرام ر ۱۶۹۱)۔

دوسرا سوال ذرا تفصیلی ہے:

إذا کان الأنف کبیرا وضخما: ھل یجوز إجراء عملیۃ لتجمیلۃ بحیث یصبح مناسبا للوجہ (اگر ناک زیادہ بڑی وموٹی ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست وموزوں کرائی جا سکتی ہے)۔

ج: القاعدۃ فی ھذہ الأمور أن العملیۃ لإزالۃ العیب جائزۃ، والعملیۃ للتجمیل غیر جائزۃ، ودلیل ذلک: أن النبی ﷺ لعن المتفلجات فی أسنانھن من أجل تجمیل السن، ولکنہ أن لأحد الصحابۃ لما أصیبت أنفہ وقطع، أجاز

أن يتخذ أنفا من ذهب، فالقاعدة: أن ما كان لإزالة عيب فهو جائز، وما كان لزيادة التجميل فهو ليس بجائز، فمثلا لو كان الأنف أعوج وأجرى عملية لتعديله فلا بأس، لأن هذا إزالة عيب، أو كانت العين حولاء فأجرى عملية لتعديلها فلا بأس لأنه إزالة عيب۔

هذا الأنف إذا كان كبره يعتبر عيبا فهذا عيب ولا بأس بإجراء عملية، أما إذا كان فيه كبر وتصغيره يكون أجمل فإن هذا يعتبر تجميلا، فهو كالتفلج لا يجوز (ابن عثیمین: فتاوی علماء جلد الحرام:۱۶۹۱)۔

(پلاسٹک سرجری کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر عیب دور کرنے کے لئے کرائی جائے تو جائز ہے، اور اگر اضافی تحسین وتجمیل کے لئے اگر کرائی جائے تو ناجائز، جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی ممانعت ہے، آپ ﷺ نے ان خواتین کو جو آرائش کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کراتی تھیں موجب لعنت بتایا ہے جبکہ ایک صحابی کو جن کی ناک کٹ گئی تھی سونے کی ناک لگانے کی ہدایت دی۔ اس کی روشنی میں یہ ضابطہ طے پایا کہ جو پلاسٹک سرجری عیب دور کرنے کے لئے ہو وہ جائز ہے اور جو صرف حسن وجمال کی خاطر ہو وہ ناجائز ہے، بطور مثال اگر ناک ٹیڑھی ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ سرجری عیب کے ازالہ کے لئے کی گئی۔

اسی طرح اگر آنکھ بھینگا پن کی شکار ہو تو درست کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہوگی۔

صورت مسئولہ میں اگر ناک کی لمبائی عیب کی حد تک پہنچی ہوئی ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ٹھیک کی جاسکتی ہے، اور اگر صرف خوبصورتی مقصود ہو تو نہیں، کیونکہ اس کا شمار تفلج میں ہوگا جو ناجائز ہے) تفلج (خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرانا) حدیث میں موجب لعنت بتایا گیا ہے۔

سوالات کے جوابات

۱- ایسا عیب جس کی وجہ سے انسان بدہیئت نظر آئے، پیدائشی طور پر ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ناک ٹیڑھی ہونا، ہاتھ میں یا پاؤں میں چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ۔

ان عیوب کے ازالے کے لئے پلاسٹک سرجری کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے، ان عیوب کی وجہ سے انسان نفسیاتی کشمکش کا شکار رہتا ہے، ایک طرح کی بیماری ہے اور بیماری کا علاج ان نصوص کی بنیاد پر جو جواز علاج کے سلسلہ میں ہے درست ہے: لکل داء دواء، اور تداووا عمومی نصوص میں۔

قتادہؓ اور عرفجہؓ اور رافع کی آنکھ درست کرنے، ناک سونے کی نصب کرانے کا مشورہ۔

۲- حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جانے والے عیوب کا علاج بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ کرانا درست ہے، علاج کی بعض صورتیں ''ضرورت'' میں تو کچھ ''حاجت'' میں داخل ہوں گی۔

۳- الف- زیادتی عمر کی وجہ سے چہرے پر پڑی جھریاں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست کرانا اور چہرے کے منظر کو خوش منظر بنانے کی نیت اگر دھوکہ وتدلیس نہ ہو بلکہ زوجین کے درمیان خوشگوار زندگی گذارنا ایک دوسرے کے مطالبے پر ہو تو راقم کا رجحان جواز کا ہے، اس رجحان کو اس صورت میں مزید تقویت ملے گی جب اعلاء کلمۃ اللہ وخدمۃ اسلام کی خاطر شکل وشبیہ کو قوی وتوانا رکھنا مقصود ہو۔

ب- ناک اگر اس قدر چھوٹی ہے کہ عام فطری نظام کے خلاف ہے یا اس قدر بڑی ہے جو عجیب الخلقت کے زمرے میں آئے تو ان دونوں صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے، کیونکہ ایسا شخص معاشرہ میں خود کو احساس کمتری کا شکار پانے کی وجہ سے نفسیاتی کشمکش کا مریض بن سکتا ہے، اس لئے الضرر یزال کے تحت ودیگر دلائل کی روشنی میں جواز کی رائے اختیار کی جائے۔

ج- ناک چھوٹی یا بڑی ہو لیکن عجیب الخلقت کے دائرہ میں نہ آئے بلکہ معیار حسن کو نہ پائے تو اس صورت میں پلاسٹک سرجری کا استعمال درست نہیں کہ نہ حاجت پائی جارہی ہے نہ ضرورت۔

د- اس نوعیت کے دیگر عیوب دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کے احکام تفصیلی مقالے میں رقم ہیں، جیسے کسی خاتون کا پستان حد اعتدال سے بہت چھوٹا یا بہت بڑا ہو اور باعث اذیت ہو تو پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۴- کسی انسان کے جسم کا گوشت، جلد، ہڈی یا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم میں لگایا جائے بیماری کے ازالے کے لئے تو مرض کی سنگینی کے لحاظ سے حکم ہوگا۔

الف- یہی علاج متعین ہو تو درست ہے۔

ب- جان بچانا مقصود ہو تو واجب ہوگا۔

ج- چہرے کے دھبے گہرے نشانات جلنے کے اثرات کے خاتمہ کے لئے مباح ہے۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا کیا حکم ہوگا۔

اس سوال کے جواب کے لئے مقالے کا مطالعہ کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ چار صورتیں پیش کی گئی ہیں:

الف- علاج ومعالجہ کے مقاصد کے لئے درست۔

ب- اصل مقصد علاج جزوی مقصد تحسین کے لئے درست۔

ج- تدلیس، خداع کے لئے ناجائز وممنوع۔

د- اضافی تحسین وتجمیل تدلیس وخداع سے خالی ہو تو مباح بشرطیکہ دیگر موانع موجود نہ ہوں۔

۶- اس کا جواب سوال ۲ کی شق ج میں اور مقالے میں ملاحظہ کیا جائے۔

۷- کم عمر دکھانے، خوبصورت نظر آنے اور پھر رشتہ لگ سکنے کی نیت سے پلاسٹک سرجری کرانا ناجائز ہے، اس لئے کہ دوسرے فریق کو دھوکہ وفریب میں مبتلا کرنا ہے جو ممنوع ہے۔

۸- الف- اگر مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تاکہ عدالت اور محکمہ جرائم سے بچ سکے تو پلاسٹک سرجری ناجائز ہے اگر سرجن کو اس کا مقصد معلوم ہو تو اس کے لئے سرجری کا عمل درست نہ ہوگا، مجرم کو چھپانا خلاف قانون ہے۔

ب- اگر کسی ظالم کے ظلم سے بچنا سوائے پلاسٹک سرجری کے ممکن نہ ہو تو الضرر یزال کے پیش نظر اجازت ہوگی۔

پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام

مفتی نذیر احمد کشمیری ☆

جدید میڈیکل سائنس نے انسانی صحت کی بقاء اور جسم انسانی کو لاحق ہونے والے امراض کے لیے جو محیر العقول علاج دریافت کئے ہیں وہ بلاشبہ انسان کی محنت اور تحقیقات کے بام عروج تک پہنچنے کا ایک شاہکار ہے۔

پلاسٹک سرجری بھی اپنی آج ترقیاتی عجائب کاریوں کے ساتھ اسی تحقیقاتی سرگرمیوں کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ پچھلی تاریخ میں جلے ہوئے جسم کی بگڑی ہوئی ہیئت اور ہیبت ناک شکل کو بدلنے کا کوئی امکان ہی نہ تھا، مگر آج اس بگڑی ہوئی ہیئت کو قابلِ قبول بنانے کے لیے پلاسٹک سرجری کے وسائل نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔

اب جب طبی دنیا میں پلاسٹک سرجری روز افزوں ترقی پر ہے تو اس کے شرعی احکام کا بیان کرنا آج کے محقق علماء اور بالغ نظر فقہاء کا دینی فریضہ ہے۔ پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام بیان کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ شریعت اسلامیہ کے چند اصول وعمومی احکام ملحوظ رکھے جائیں۔ تاکہ بیانِ حکم میں ابتداء ہی سے حدود شریعت کا پاس ولحاظ رہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل وصورت کی تخلیق میں توحد کے ساتھ تنوع بھی رکھا ہے چنانچہ ہر انسان کے لیے اعضاء کی مقدار اور اعضاء میں یکسانیت وہم آہنگی، ہیئت وکارکردگی میں توافق واضح توحد ہے اور رنگ، لمبائی چوڑائی اور بناوٹ میں فرق وامتیاز کی وہ کیفیت جس سے ہر انسان دوسرے سے منفرد

☆ باندی پورہ-کشمیر۔

ومختلف ہوتا ہے یہ اس کا تنوع ہے۔ یہ تنوع بہت سے اہم مصالح پر مشتمل ہے۔

اگر تمام انسان رنگ، ہیئت، ساخت، شکل اور تمام جزئیات وخدوخال میں ایک دوسرے کے مکمل مشابہ اور اس درجہ مماثل ہوتے کہ ایک دوسرے میں کوئی فرق وامتیاز بھی باقی نہ ہوتا۔ تو خود انسان اس مکمل طور پر مشابہ ومماثل ہونے سے ایک دوسرے کے تعارف میں بھی مشکلات کا یقیناً شکار ہوتا۔ غرض کہ انسان کا ہم شکل ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے جداگانہ ہیئت اور منفرد اوصاف کا حامل ہونا خالق انسان کی مشیت اور اس کی حکمت بالغہ کا مظہر بھی ہے اور انسان کی ضرورت بھی، اسی لیے قرآن کریم میں تغییر خلق اللہ کو شیطانی عمل قرار دیا گیا:

”ولأمرنهم فليغيرن خلق الله“ (النساء)۔

اور اسی لیے احادیث میں ایسے اقدامات جو انسان کی اصل شکل وہیئت کو بدلنے اور خلق کو متغیر کرنے کا سبب بنے باعث لعنت قرار دیے گئے۔

”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (بخاری ومسلم)۔

اس حدیث میں لعنت کا مستحق قرار پانے والی عورتوں کے علت کے طور پر تغییر خلق اللہ کو بیان کیا گیا ہے۔

غرض کہ اللہ نے اپنی مشیت کے مطابق انسان کو جس شکل وصورت کے ساتھ بنایا اس میں تغیر وتبدل منشاء خداوندی کے خلاف ہے اور اس لیے فی الجملہ ایسی ہر سعی جو اس تغییر خلق کا سبب بنے ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتی۔

دوسرا اہم ترین اصول یہ ہے کہ علاج ومعالجہ کا حتی المقدور اہتمام اور جسم کے نقائص کے دفعیہ کے لیے اپنے وسائل واسباب کے اعتبار سے انصرام وسعی تعلیمات شرع کی رو سے لازم ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ کے اس سلسلے میں واضح ارشادات بھی ہیں اور آپ نے خود مختلف مواقع پر علاج ومعالجہ کا اہتمام فرمایا۔

اس مضمون کی احادیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت اسامہ بن شریکؓ، حضرت ہلال بن یسافؓ، حضرت ابودرداؓ وغیرہ حضرات صحابہ سے مروی ہیں، جو بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد وغیرہ میں موجود ہیں۔ جن میں دوا اور علاج کرنے کا حکم بھی ہے، اور ہر بیماری کے دوا کے موجود ہونے کی بشارت بھی۔ ایک حدیث میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہر بیماری کے لیے اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے، ایک حدیث میں علاج کرنے کا حکم ہے۔ ایک میں یہ ہے کہ ہر بیماری کے لیے اللہ نے علاج رکھا ہے، جو اس سے ناواقف وہ ناواقف (ہونے کی وجہ سے مستفید نہیں ہو پاتا) اور جو واقف ہے، وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

تیسرا اہم ترین اصول یہ ہے کہ اسلام کی تمام تعلیمات میں اعتدال وتوازن ایک اہم ترین وصف ہے۔ یہ اعتدال تمام احکام میں بھی ہے اور مسلمانوں کی انفرادی یا اجتماعی زندگی کے تمام معاملات میں بھی اس کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ علاج ومعالجہ کے باب میں بھی اس کی مکمل رعایت رکھی گئی۔

چنانچہ امراض کے علاج کرنے کا جہاں حکم دیا گیا ہے وہاں غیر ضروری وغیر اہم امور میں علاج کا غیر ضروری بار اٹھانے کے بجائے صبر وقناعت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی لیے اضافی حسن پیدا کرنے کے لیے بالوں میں مصنوعی بال ملانا، دانتوں کو باریک کرنا، رنگ بدلنے کے غیر فطری فعل کے پیچھے پڑنا، یا تمام وہ غیر ضروری علاج جن کا اہتمام نہ کرنے میں کوئی حرج لاحق نہ ہوتا ہو ان سب کے پیچھے پڑنا فضولیات کے قبیل سے ہے، اس لیے اہل ایمان کی اس اہم صفت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ اس سے احتراز کریں، جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے: ''والذین هم عن اللغو معرضون'' (المؤمنون)۔

ان چند اصولی احکام کے بعد اب پلاسٹک سرجری کے ان مسائل جو فقہ اکیڈمی کے سوال نامہ میں درج ہیں پیش کیا جاتا ہے:

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت اور فی الجملہ قبیح نظر آئے جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ پاؤں میں زائد انگلی ہونا، اس طرح کے نقص وعیب کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری سے استفادہ کرنا یقیناً جائز ہے بشرطیکہ اس سرجری سے کسی دوسرے حرج عظیم کا خدشہ نہ ہو۔

۲- اسی طرح وہ عیب جو پیدائشی تو نہیں لیکن بعد کے کسی حادثہ کی وجہ سے وہ نقص پیدا ہوا ہو مثلاً جلے ہوئے جسم اور کھال کی بگڑی ہوئی ہیئت کو درست کرنے کے لیے سرجری کرنا۔ ان دونوں صورتوں کے جواز کے لیے وہ تمام احادیث دلیل ہیں، جن میں علاج کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور علاج کا حکم دیتے ہوئے صیغہ امر استعمال کیا گیا جو علی العموم لزوم حکم کا فائدہ دیتا ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن عتیک کا واقعہ بھی اس کی دلیل جواز ہے کہ جب وہ اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست فرمائی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ مگر یقیناً بیان جواز کے لئے مستدل ہے (بخاری)۔

اسی طرح حضرت عرفجہؓ جن کی ناک زمانۂ جاہلیت میں کٹ گئی تھی اور بعد میں پہلے چاندی اور پھر سونے کی ناک لگوائی اور یہ سب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا، یہ واضح طور پر دلیل جواز ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس وقت آج کی اس پلاسٹک سرجری جیسی کوئی تکنیک موجود ہوتی تو ضرور اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی۔

اسی طرح غزوہ احد میں حضرت قتادہؓ کی ایک آنکھ کا پورا حلقہ باہر آنکلا اور یہ عین اس وقت ہوا جب حضرت رسول اکرم ﷺ پر تیر باری ہو رہی تھی اور صحابیؓ اس سے حفاظت کے لیے سامنے کھڑے تھے کہ تیر ان کی آنکھ میں لگا اور حلقہ باہر آگیا۔

یہاں بھی آنحضرت ﷺ نے اپنی معجزانہ صفت سے یہ آنکھ واپس منطبق کردی، یہ

واقعہ بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں، علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں، ابن سعد نے اپنے طبقات میں، علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور علامہ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں ذکر فرمایا ہے۔

اس واقعہ میں صحابی نے اپنی آنکھ کے درست کرنے کی درخواست یہ کہہ کر پیش کی کہ یا رسول اللہ! میں ایک خاتون کی محبت میں سرشار ہوں اور آنکھ کے نکل جانے سے مجھے ڈر ہے کہ وہ میری اس بگڑی ہوئی ہیئت کی بنا پر مجھ سے اعراض کرنے لگے اور ہمارے دلوں کی وہ ملاطفت وقرب باقی نہ رہے، اس لیے آنکھ درست ہوجانے کی تمنا کی۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابیؓ کی آنکھ واپس اپنے مقام پر فٹ فرمادی، یقیناً یہ حادثہ پیش آنے پر بگڑی ہوئی شکل کو درست کرنے کی غرض سے کیا جانے والا معجزانہ عمل ہے۔ یہ بھی واضح طور پر دلیل جواز ہے۔

اس سلسلے میں قیاس ایک اہم ترین بیان جواز ہے کہ وہ تمام امراض جو انسان کی صحت کو متاثر کرنے والے ہوں اور دور رسالت میں وہ پیش آئے اور آپ ﷺ نے علاج کی اجازت بلکہ حکم دیا، ان کی علت دفع حرج ہے، ظاہر ہے اوپر کی دونوں شکلیں بھی حرج عظیم کا سبب ہیں، اس لیے اشتراک علت کی بنا پر یہاں بھی علاج درست ہوگا، اس لئے کہ اہم ترین فقہی اصول ہے کہ: ”الحرج مدفوع“ کہ حرج حتی الامکان دفع کیا جائے۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوا ہو مثلاً کبرسنی کی وجہ سے چہرے پر جھریاں آنا یا گردن میں شکنیں پڑنا یا بالوں کا جھڑ جانا، ان میں پلاسٹک سرجری کرانا درست نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ مرض اور حرج کے قبیل سے نہیں، بلکہ فطری امر ہے اور ایسے غیر مضر غیر حارج امر میں تغیر ”تغییر خلق اللہ“ ہے، لہذا یہ درست نہ ہوگا۔ ہاں اگر آنکھوں کے اوپر بھوئیں اس طرح اتر آئی ہوں کہ دیکھنے میں حرج ہونے لگے یا ناک ٹیڑھی ہوگئی اور بھدا پن پیدا ہونے کے ساتھ سانس لینا مشکل ہو، تو ایسی صورت میں سرجری کی اجازت ہوگی۔ الحرج مدفوع۔

۴- کسی عضو کے نقص کو دور کرنے کے لیے جسم کے کسی دوسرے حصہ سے گوشت یا

کھال اٹھانا اور اس متاثر شدہ حصہ پر لگانا درست ہے، اس لیے اختیار اھون البلیتین اور اخف الضررین جیسے اصول کی بنا پر اس کے جواز میں کوئی مانع نہ ہوگا، لیکن ایک شرط لازم ہے کہ خود اس حصہ میں کوئی حرج پیدا نہ ہونا یقینی ہو۔ مثلاً ذیابیطس کا مریض کہ اس کا گوشت یا کھال اکھاڑی جائے تو اس حصہ کا تندرست ہونا اور نئی کھال کا پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس کی رعایت کرنا لازم ہوگا۔

۵- جسمانی نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کا حکم کوئی لازمی حکم نہ ہوگا، خصوصاً جب کہ ضرورت کے درجہ میں یہ معاملہ نہ پہنچا ہو، اس لیے یہ امر مبتلیٰ بہ کی رائے پر ہوگا اور ساتھ ہی اس کے وسائل کی دستیابی پر موقوف ہوگا۔

۶- ایسے معمولی جسمانی نقائص جن کے ہوتے ہوئے زندگی آسانی سے گزر سکتی ہو، مثلاً ہونٹوں کا موٹا ہونا، پیٹ کا باہر نکل آنا، چہرے پر جھریاں پڑ جانا، پیشانی پر شکنیں آنا، کہنیوں پر موٹاپا آنا، گردن کا موٹا ہونا وغیرہ بالوں کا گر جانا یا بھوؤں کا صاف ہونا۔ اس طرح کے اعذار میں پلاسٹک سرجری کا عمل اختیار کرنا درست نہیں ہوگا۔

۷- انسان کم عمر نظر آئے، خوبصورت لگنے لگے اس غرض کے لیے چہرے کی جھریاں صاف کرانے کے لیے سرجری کرانا اسی طرح محض تدلیس اور خدع کے لیے ہاتھوں کی انگلیوں میں سرجری کرنا بھی درست نہیں۔

ان آخری دونوں قسموں کے عدم جواز کے لیے دلائل یہ ہیں:

اول یہ کہ یہ تغییر خلق اللہ ہے اور اس لیے کہ یہ شیطانی عمل ہونے کی بنا پر ممنوع ہے۔

دوسرے احادیث میں: المتفلجات للحسن المغیرات لخلق الله (بخاری) کا یہ یقینی مصداق ہے۔

تیسرے بخاری و مسلم کی وہ روایت جس میں ایک عورت نے اپنی جوان قابل نکاح بیٹی کے بال گر جانے کی شکایت پیش کرتے ہوئے وصل شعر (مصنوعی بال ملانے) کی اجازت

طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمادیا، اور اس کو موجب لعنت قرار دیا۔

جب نئی بننے والی دلہن کو صرف بال ملانے کی اجازت نہ دی گئی تو اوپر ذکر شدہ صورتوں میں جواز کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔

چوتھے اسلام نے علاج ومعالجہ کے باب میں ضرورت اور حاجت کو بنیاد بنایا ہے نہ کہ تحسین وتجمیل کی غیر ضروری امر کو۔

بغرض تجمیل ودفع عیب آپریشن کا شرعی حکم

مولانا عقیل الرحمٰن قاسمی ☆

دنیا میں لاتعداد اور بے شمار مخلوقات ہیں، سب کا خالق ومالک اللہ ہے، سب کو مختلف شکل وصورت عطا کی گئی ہے، لیکن ان میں سب سے زیادہ حسین وجمیل انسان کو بنایا گیا ہے۔ یعنی عقلی اور روحانی کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری شکل وصورت میں بھی اسے سب پر فوقیت حاصل ہے، ارشاد باری ہے: "لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم"۔ اسی کے ساتھ انسانی ضروریات کی مختلف چیزوں میں آرائش وزیبائش کا بھی شریعت نے خاص خیال رکھا ہے، چنانچہ فرمان خداوندی ہے: "يا بني آدم قد أنزلنا عليكم لباساً يواري سواتكم وريشا" (اعراف ۲۶)، اس آیت میں لباس کے دو مقاصد بیان کئے گئے ہیں ستر پوشی اور ریش، ریش درحقیقت اس لباس کو کہا جاتا ہے جسے انسان زینت وجمال کے لیے استعمال کرتا ہے مراد یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کے لیے تو مختصر سا لباس کافی ہوتا ہے مگر ہم نے اس سے زیادہ لباس تمہیں اس لیے عطا کیا تاکہ تم اس کے ذریعہ زینت وجمال حاصل کرسکو اور اپنی ہیئت وصورت کو شائستہ بناسکو۔

البتہ دیکھنا یہ ہے کہ زیب وزینت کے لئے شریعت نے کچھ حدود وقیود متعین کئے ہیں یا جائز وناجائز اور حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر اس کی کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہیے کہ زیب وزینت اختیار کرنا بلاشبہ درست ہے مگر اعتدال اور توازن کو باقی رکھنا بھی

☆ استاد جامعہ اسلامیہ جلالیہ، ہوجائی، نوگاؤں، آسام۔

ضروری ہے۔ سر میں کنگھی کرنا اور بالوں کو درست کرنا اچھی بات ہے مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ شب وروز اسی میں لگا رہے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے مروی ہے: ”نهى رسول الله ﷺ عن الترجل إلا غبا“ (ترمذی، ابوداؤد)، اسی طرح عطر اور خوشبو کا استعمال مردوں کے لیے جائز ہے مگر زعفران اور خلوق کا رنگ اور خوشبو ناجائز اور حرام قرار دیا گیا ہے۔ مردوں کو سیاہ مہندی اور سیاہ خضاب سے منع کیا گیا ہے، سرخ لباس، سونا، پیتل خاص مقدار سے زائد چاندی اور لوہے کی انگوٹھی وغیرہ کا استعمال بھی ان کے لیے درست نہیں، مردوں کے بالمقابل عورتوں کے زیب وزینت میں شریعت نے زیادہ وسعت اور گنجائش رکھی ہے، تاہم ان کے لیے بھی حدود متعین ہیں، جیسے جسم کو گودنا، ابرو کو باریک کرنا، دانت کو نوک دار بنوانا اور بغیر کسی عذر کے سر منڈانا ان کے لیے بھی ممنوع ہے، اسی لیے فقہاء نے بعض تزین کو واجب بعض کو مکروہ اور بعض کو حرام قرار دیا ہے: ”وقد تعرض للتزئين أحكام تكليفية أخرى فمنه ما هو واجب وما هو مكروه وما هو حرام“ (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۲٦٦)۔

اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ زیب وزینت کے ممنوع اور حرام ہونے کی بنیادی وجوہات کیا ہیں، اس سلسلہ میں اصحاب نظر اور اہل تحقیق نے قرآن وحدیث کی روشنی میں چند اصول متعین کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- تزین کی ان تمام صورتوں سے اجتناب کیا جائے جن سے خدا کی تخلیق میں تغیر لازم آتا ہو، شیطان کو جب دربار الٰہی سے دھتکارا گیا تو اس نے دھمکی دی اور کہا: ”ولأضلنهم ولآمرنهم فليغيرن خلق الله“ (النساء:۱۱۹) (میں انسان کو گمراہ کروں گا اور حکم دوں گا تو خلقت الٰہی میں تغیر کرے گا)۔ بعض ایسا تغیر جو فطرت کے خلاف ہو وہ ممنوع ہے، جیسے بدن کو گودوانا، دانتوں کو باریک کرانا، ابرو اور بھووں کو تراش خراش کرنا، اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح کے تغیر کرنے والی تمام عورتوں پر لعنت بھیجی ہے: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (مشکوٰۃ ۲/۳۸۱)، اس

حدیث میں مذکورہ امور کے قابل لعنت ہونے کی وجہ تغییر لخلق اللہ بیان کی گئی ہے، اس کے برعکس ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہو وہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے، جیسے عورت کے چہرہ پر داڑھی وغیرہ نکل آئے تو اسے زائل کرنا: "إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب" (شامی ۵/۲۳۹)، اسی طرح بالیاں اور سونے چاندی کے پھول کے استعمال کے لیے شریعت نے ناک اور کان چھیدوانے کی اجازت دی ہے، اگرچہ اس سے خلق الٰہی میں تغیر لازم آتا ہے مگر یہ عین فطرت کے مطابق ہے: "جمهور الفقهاء على أن تثقيب أذن الصغيرة لتعليق القرط جائز فقد كان الناس يفعلونه في زمن النبي ﷺ من غير إنكار" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۲۷۲)۔

۲- زیب وزینت کے لیے دوسرا اصل یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس کی وجہ سے لوگ فریب میں مبتلا ہو جائیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے: "لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء" (ابوداؤد)، ایسے ہی صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے: "إن رسول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة" (بخاری ۲/۸۷۸) یعنی آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے جو اپنے بالوں میں چوٹیاں لمبی کرنے کے لیے دوسری عورتوں کے بال جوڑ لیتی ہیں، اس لعنت کی اصل وجہ تدلیس یعنی دوسروں کو دھوکہ میں مبتلا کرنا ہے، اس لئے کہ اس کے بال فی الحقیقت لمبے نہیں ہیں لیکن وہ اپنے اس طرز عمل سے لمبے کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، چنانچہ علامہ ابن قدامہ نے بال جوڑنے کی ممانعت کی اصل وجہ تدلیس ہی کو قرار دیا ہے: "والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس" (المغنی ۱/۸۶) ٹھیک یہی قول علامہ قرطبی کا بھی ہے (تفسیر قرطبی ۵/۳۹۲)، معلوم ہوا کہ جن کاموں میں تدلیس ہو وہ جائز نہیں جیسے بوڑھے آدمی کا اپنے چہرے سے جھریاں ختم کرانا وغیرہ۔

۳- ایسا تزین جس سے مرد عورت اور عورت مرد نظر آنے لگے درست نہیں ہے، عن

ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ "لعن الله المشبهين من الرجال بالنساء والمشبهات من النساء بالرجال" (مشکوۃ ۳۸۰)، یہ مشابہت خواہ لباس میں ہو یا وضع قطع اختیار کرنے میں، یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی معقول عذر کے عورتوں کے واسطے سر منڈانا درست نہیں حتی کہ حج وعمرہ کے موقع پر بھی نہیں۔

۴-ایسی زینت جس میں فساق وفجار کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہو جائز نہیں، آپ ﷺ کا مشہور فرمان ہے: "من تشبه بقوم فهو منهم"۔ مثلاً سر کے بعض حصہ کو منڈانا اور بعض کو چھوڑ دینا زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا حدیث میں اس کو لفظ "قزع" سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا: عن ابن عمر قال "سمعت النبي ﷺ ينهى عن القزع قيل لنافع: ما القزع؟ قال: يحلق بعض رأس الصبي ويترک البعض" (مشکوۃ ۳۸۰)۔

۵-فیشن کے طور پر جو زینت اختیار کی جائے وہ بھی درست نہیں جیسے بلا وجہ ناک کھڑی کرانا اور چہرے وغیرہ کی جھریاں ختم کرانا وغیرہ۔ زمانہ نبوی میں عورتیں دانتوں کو تیز اور نوک دار کراتی تھیں آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا: "إن رسول الله حرم الوشر" (نسائی ۲۸۱/۲)، اسی طرح صحیح مسلم کی روایت ہے: "لعن الله المتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (حسن وجمال کے لیے دانتوں میں فصل پیدا کرنے والی، خدا کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی پر خدا لعنت کرے)۔

۶-تزئین کے لیے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ شریعت نے جس ہیئت کو معیار قرار دیا ہے اس میں تبدیلی لازم نہ آئے، جیسے سر کے بعض حصہ کو منڈانا اور بعض کو چھوڑ دینا، اسی طرح عورتوں کا سر منڈانا جائز نہیں اگرچہ بعض علاقہ یا زمانہ میں اسے زینت کا معیار سمجھا جاتا ہو۔

زیب وزینت کے اس اصولی مباحث کے بعد اب ہم سوالنامہ میں مذکور سوالات پر گفتگو کرتے ہیں تاکہ ہر ایک مسئلہ بالکل واضح اور منقح ہو جائے۔

۱-اس سوال میں مذکور تمام عیوب ونقائص ازقبیل مرض ہیں اور مرض کا علاج خواہ واجب ہو یا نہ ہو کم ازکم محمود تو ضرور ہے، جیسا کہ حضرت اسامہ کی حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "يا عباد الله تداووا فإن الله لم يضع داءً إلا وضع له شفاءً" (ترمذی ۲؍۲۴) علاوہ ازیں کتب فقہ میں اس کی وضاحت ملتی ہے کہ اگر کسی کی انگلیاں یا دانت اپنی عام مقدار سے زائد ہوں تو اس کو دور کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے ہلاکت یا ضرر شدید کا اندیشہ نہ ہو "يجوز قطع إصبع زائدة أو شئى آخر كسن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاک" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱؍۲۷۴) اسی طرح "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر قال نصيرٌ: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلک" (ہندیہ ۵؍۳۶۰)۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ ان تمام عیوب کا علاج بذریعہ آپریشن بالکل درست ہے بشرطیکہ اس سے ہلاکت یا ضرر شدید کا اندیشہ نہ ہو۔

۲-وہ عیب جو کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا درست ہے، چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ جنگ کلاب میں حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے اپنی بدصورتی کو دور کرنے کے لیے پہلے چاندی کی ناک بنوائی لیکن جب اس سے بدبو محسوس ہونے لگی تو آپ ﷺ کے حکم سے سونے کی ناک لگوائی: "عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" (ابوداؤد ۱؍۵۸۱) باوجودیکہ مردوں کے لیے سونا حرام ہے مگر آپ ﷺ نے عیب کو دور کرنے کے لیے اس کی اجازت دی، لہذا علاج اور آپریشن کے ذریعہ اس عیب کو دور کرنا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا۔

۳-الف-عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پڑ جانا اگرچہ ایک عیب ہے، لیکن یہ فطرت کے خلاف نہیں، لہذا اگر کوئی اسے دور کرنا چاہے تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی عمر دراز

انسان بغرض تزئین اپنے سفید بال کو نوچے اور اکھاڑے اور یہ تغییر لخلق اللہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے، "نتف الشیب مکروہ" (ہندیہ ۵/۳۵۹)، دوسری بات یہ کہ جھریاں دور کرنے کا مقصد عموماً اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنا ہوتا ہے یہ تدلیس اور دھوکہ ہے جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

ب- ناک کا زیادہ کھڑا نہ ہونا فطرت کے خلاف نہیں ہے بلکہ بعض علاقہ کے لوگوں کی ناک عموماً چپٹی ہوتی ہے اور اسی کو خوبصورت کا معیار سمجھا جاتا ہے وہ لوگ بغیر کسی عار اور شرم کے زندگی گذار رہے ہیں، لہذا اس طرح کے عیب کو دور کرنے میں گرچہ کوئی تدلیس اور دھوکہ نہیں لیکن خواہ مخواہ فطرت الٰہی کو بدلنے کے لیے بے جا تکلفات مناسب نہیں۔

۴- اس سوال کا جواب اسلامک فقہ اکیڈمی کے دوسرے سمینار کی تجویز ۲ میں موجود ہے جس پر سوائے حضرت مولانا برہان صاحب سنبھلی کے سب کا اتفاق تھا، البتہ اس وقت دوسرے کے عضو کو استعمال کرنے کے متعلق بات تھی اور یہاں سوال میں اپنے عضو کا تذکرہ ہے تو بندہ گمان کرتا ہے کہ جب دوسرے انسان کا عضو استعمال کرنا جائز ہے تو اپنا بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص اگر غیر معمولی اور قابل عار وشرم ہوں تو انہیں دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۶- تھوڑے بہت عیوب جس سے خوبصورتی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اس کا آپریشن مستحسن نہیں، اس سے فیشن کی راہ کھل جائے گی، اس لیے سداً للباب اس سے منع کیا جائے۔

۷- اگر کوئی اچھے مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو اس کے جواز میں کوئی قباحت نہیں، مثلاً خوب صورت بننے، اچھا رشتہ لگنے یا بیوی سے محبت میں اضافہ ہونے کے لیے، لیکن اگر مقصد کسی کو فریب اور دھوکہ دینا ہو تو الامور بمقاصدھا کی وجہ سے پلاسٹک سرجری درست نہیں ہوگی، لہذا اگر کوئی عمر دراز انسان چہرے کی جھریاں محض اس لیے دور کراتا ہے تا کہ

چھوٹا اور کم عمر لگے تو فریب کے سبب جائز نہیں ہوگا اور اگر کوئی نوجوان ہے اور جھریاں پڑ گئی ہیں یا کوئی اور عیب پیدا ہو گیا ہے تو پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۸- شریعت کے مقرر کردہ اصول الامور بمقاصدھا سے یہ واضح ہے کہ مجرم اپنے جرم کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو درست نہیں ہوگا، ورنہ بڑے بڑے قاتل، چور، ڈاکو اور زانی وغیرہ کے لیے راستے کھل جائیں گے اور مزید فتنوں کا آغاز ہوگا یا سلسلہ بڑھے گا۔ مجرمین کو تو برسر عام سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان کے جرم کو چھپانے کا، البتہ مظلوم کے لیے ظالم سے بچنے کی اگر کوئی اور صورت نہ ہو تو اسے پلاسٹک سرجری کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

آپریشن بغرض زیبائش وبرائے دفع عیب

مولانا عطاء اللہ قاسمی ☆

۱- وہ پیدائشی عیوب جو انسان کو بدصورت اور بدشکل بناتے ہیں وہ اکثر عام قانون فطرت کے خلاف ہوتے ہیں، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ، پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، ان عیوب کو بذریعہ آپریشن درست کرایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ:

اولاً: آپریشن کے ذریعہ علاج معالجہ بہت ترقی یافتہ اور عام ہو چکا ہے، اور اس میں شفاء اور کامیابی یقینی ہو چکی ہے۔

ثانیاً: تخلیق الٰہی میں تغیر وتبدیلی کے دائرے میں نہیں آتا بلکہ اس میں اصلاح ہے۔ اس کی نظیر میں یہ فقہی جزئیے پیش کئے جاسکتے ہیں:

(۱) من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاک فلا يفعل وإلا فلا باس به (ہندیہ ۵/۳۶۰) (جو شخص بدن کا زائد (ابھرا ہوا) گوشت یا غدود وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے اگر ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو اسے کاٹ سکتا ہے ورنہ نہیں کاٹ سکتا)۔

(۲) إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائداً أو شيئا آخر...... إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو فى سعة من ذلک (حوالہ مذکورہ بالا) (جو شخص چاہتا ہے کہ زائد انگلی یا غدود وغیرہ کاٹ دیا جائے، اگر کاٹنے والے کو ہلاکت کا خطرہ ہے تو ہرگز نہ کاٹے، اور اگر چنگا ہونے کی امید

☆ صدر مدرس جامعہ امداد العلوم کوپاگنج (مئو) یوپی۔

ہوتو کاٹنے کی گنجائش ہے)۔

۲-کسی حادثہ کے سبب پیدا ہونے والے عیوب جو انسان کی شکل وصورت کو بدنما بنا دیتے ہیں ان کا علاج بھی بذریعہ آپریشن درست ہے، کیونکہ اس سے جسم انسانی کی ساخت میں تغیر اور بناوٹ میں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ مقصود اصلاح اور درستگی ہوتی ہے۔

قرآن کریم کی رو سے تخلیق الہی میں تبدیلی خواہ وہ تکوینی تبدیلی ہو یا تشریعی بہرحال شیطانی حرکت اور ناشی عن اغوائے شیطان ہے۔ اس تغیر کے حدود کیا ہیں؟ تو قرآن کریم نے جس موقعہ اور جس پس منظر میں اس کا ذکر کیا ہے اور مفسرین نے اس کی جو تشریحات ذکر کی ہیں ان پر نظر کرنے سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی چیز میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی خلقت کا مقصود اصلی فوت ہو جائے یا کسی چیز سے وہ کام لینا جو اس کے فطری تقاضوں کے خلاف ہو ''تغییر خلق اللہ'' ہے، فقہاء نے اسی بنیادی نقطہ کو سامنے رکھ کر اس قسم کے جزئیات کا استنباط کیا ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

جرّاح اشترىٰ جارية رتقاء فله شق الرتق وإن ألمت كذا في القنية (۳۶۰/۵) (جراح نے ایسی باندی خریدی جس کے رحم کا منہ بند تھا تو جراح کے لئے اس کا آپریشن کرنا جائز ہے اگر وہ باندی تکلیف محسوس کرے)۔

کیونکہ اس میں اس کی فطری کارکردگی کی درستگی اور اصلاح ہے۔ تغییر خلق اللہ نہیں ہے۔

۳-زندگی کے مختلف مراحل ہیں، ہر مرحلہ کے طبعی تقاضے جدا جدا ہیں، عمر کے طبعی تقاضے سے پیدا شدہ عیوب جیسے چہرہ پر جھریاں پڑ جانا اس سے جسم کی فطری کارکردگی متاثر نہیں ہوتی اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن جائز نہیں، کیونکہ یہ جذبۂ آرائش کی تسکین اور تزئین وخوشنمائی کا مظہر ہے۔

اسی طرح پیدائشی طور پر ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا ایسا عیب ہے جس سے ناک کی منفعت متاثر نہیں ہوتی تو اس کو بذریعہ آپریشن درست کرانا جائز نہیں، کیونکہ یہ بھی زیبائش وآرائش کے لئے ہی ہوگا، اس کی نظیر وہ فقہی جزئیے ہیں اور احادیث ہیں جن میں صرف آرائشی تکلفات اور مبالغہ آمیز حد تک تزئین کو منع فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے گوندنے، دانتوں کو نوکدار بنانے اور دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے اور اپنے بال کے ساتھ دوسروں کے بال جوڑنے اور بھوؤں کو باریک بنانے سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے کو خلق الہٰی میں تغیر قرار دیا ہے۔

ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء شعرها أو شعر غيرها (ہندیہ ۳۵۸/۵) (بالوں کے ساتھ انسانوں کا بال جوڑنا حرام ہے اگر چہ خود اس عورت کا بال ہو یا اس کے علاوہ دوسری عورت کا ہو)۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے وہ پیدائشی عیوب جو اس کی شکل وصورت کو بدنما اور بدصورت بنا دیتے ہوں ان کے علاج اور آپریشن کے لئے گوشت پوست، ہڈی یا کسی دوسرے جسمانی اجزاء کی ضرورت پڑ گئی ہو اور اس کا کوئی متبادل نہیں ہے تو خود اس انسان کے جسم سے ان اجزاء کو حاصل کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے، اگر کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو یہ صورت بھی جائز ہوگی، کیونکہ:

اولاً: یہ ایک اضطراری صورت ہے۔

ثانیا: علاج معالجہ کے اس ترقی یافتہ دور میں کامیابی یقینی ہے۔

ثالثا: فتاوی قاضی خاں میں ایک جزئیہ ہے جس میں اپنے جسم سے انتفاع اضطراری صورت میں بھی ناجائز ہے۔

لایسع للمضطر أن یقطع قطعة من لحم نفسه فیاکل (الفتاوی خانیہ علی ہامش الهندیہ ۴۰۴/۳) (مضطر شخص کے لئے جائز نہیں کہ (جان بچانے کے لئے) اپنے جسم سے گوشت

کاٹ کر کھا لے)۔

اس فقہی جزئیہ کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ایسی صورت میں مضطر کی جان بھوک کی وجہ سے ضائع ہونے سے بچ تو جائے گی لیکن دوسری طرف کٹا ہوا جسم اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے گا جو بہر حال خودکشی کے مترادف ہے، جبکہ موجودہ دور میں عمل جراحی اور آپریشن کے ایسے محفوظ اور شائستہ طریقے وجود میں آچکے ہیں جس میں کامیابی اور شفاء یقینی ہے۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص دو طرح کے ہوسکتے ہیں:

۱- عام قانون فطرت کے خلاف ہوں خواہ پیدائشی ہوں یا کسی حادثہ کی پیداوار ہوں اور وہ انسانی شکل وصورت کو بدنما بناتے ہوں تو ان عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے ایسی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے جس سے جسم کی ساخت اور اس کے فطری عمل کی اصلاح ہوتی ہے۔

۲- دوسرے وہ عیوب ونقائص جو عمر کے طبعی تقاضے سے پیدا ہوتے ہیں جیسے جھریاں پڑنا یا ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا یہ وہ عیوب ونقائص ہیں جس سے جسم انسانی کی ساخت اور کارکردگی متاثر نہیں ہوتی اس کی پلاسٹک سرجری جائز نہیں ہے کیونکہ آرائش وزیبائش کے لئے ہوگی۔

۶- جسمانی کمی بیشی کے لئے جو اگرچہ معمولی ہوں ایسے اقدامات جس سے جسم انسانی کی ساخت بدل رہی ہو یا اس کا فطری عمل متاثر ہو رہا ہو تغییر خلق اللہ ہے، اس لئے ہرگز جائز نہیں، ہاں جسم انسانی کی اصلاح پیش نظر ہو تو اسکی اجازت ہوسکتی ہے۔

۷- ایسی پلاسٹک سرجری کی اجازت شریعت مطہرہ ہرگز نہیں دیتی جس کا مقصد یہ ہو کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تا کہ وہ مناسب رشتہ کا مستحق بن سکے، کیونکہ:

اولاً: اس میں صرف جذبۂ آرائش کی تسکین ہے تزئین کاری میں مبالغہ ہے جو شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔

ثانیا: فطری ساخت کو چھپانا اور مصنوعی طریقہ پر خود کو زیادہ حسین بنا کر پیش کرنا دھوکہ دہی اور فریب ہے جو شریعت میں حرام ہے ''من غش فلیس منی''۔

۸-(آج ملت اسلامیۂ ہند جن حالات سے دوچار ہے اس کے تناظر میں یہ سوال میرے نزدیک بڑی اہمیت کا حامل ہے، جواب اسی پس منظر میں ہے)

وہ شخص جسے ظالمانہ طور پر مجرم بنا دیا گیا ہو، اسی طرح وہ بے گناہ مظلوم جنہیں ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہو (نہ صرف مظلوم بلکہ دور دراز کے اس کے رشتہ دار اور متعلقین بھی خطرہ کی زد میں آجاتے ہیں) ایسے مظلوموں کو ظلم وسزا سے بچنے کے لئے پلاسٹک سرجری درست اور جائز ہونی چاہئے۔

اس کی نظیر میں وہ فقہی جزئیہ پیش کیا جاسکتا ہے جس میں فقہاء نے دفع ظلم وشر اور حصولِ حق کے لئے رشوت جیسے حرام کام کی بھی اجازت دی ہے۔

پلاسٹک سرجری اور شریعت کا موقف

مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کو حسن و جمال کے بہترین سانچہ میں ڈھالا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم" (سورۂ تین:۵) (یقیناً ہم نے انسان کو نہایت اچھی صورت پر پیدا کیا ہے)۔

"وصورکم فأحسن صورکم" (سورۂ مومن:۶۴) (اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں)۔

زیبائش وآرائش انسان کی فطرت میں داخل ہے، اسی لیے شریعت نے بھی انسان کی اس فطرت کی رعایت کرتے ہوئے اپنے حدود میں رہتے ہوئے زیب و زینت کی اجازت ہی نہیں بلکہ اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد" (سورہ اعراف:۳۱) (اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے کو آراستہ کرلیا کرو)۔

"قل من حرم زینة الله التی أخرج لعباده" (سورہ اعراف:۳۲) (پوچھو کہ وہ خوبصورت چیزیں جو اللہ نے اپنے بندے کے لیے پیدا کیا ہے انہیں کس نے حرام کیا؟)۔

لیکن شرعی حدود سے تجاوز کرنے کی بھی اجازت نہیں دی ہے اور زیبائش وآرائش میں

☆ جامعہ عائشہ نسواں، داراب جنگ کالونی، مادنا پیٹ، حیدرآباد۔

بے جا تکلفات زیب وزینت کے نام پر ایسی غیر معمولی تبدیلی جس سے تغیر لخلق اللہ لازم آتی ہو اس پر سختی سے پابندی لگائی ہے۔ بھوؤں کو باریک کرنا، سامنے کے دانتوں کے درمیان فصل کرنا، چہرے کے بالوں کو نوچنا، گودنا اور گدوانا وغیرہ کی ممانعت بھی درحقیقت اسی قبیل سے ہے، آپریشن بغرض تجمیل کی بعض صورتیں تغیر لخلق اللہ میں داخل ہے، جو شرعاً ممنوع ہے۔

عام طور سے پلاسٹک سرجری تین مقصد کے لیے کی جاتی ہے:

(۱) تدلیس وتغییر، (۲) اضافی حسن وجمال، (۳) علاج ومعالجہ۔

چونکہ اس سلسلہ میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، اس لیے جواز اور عدم جواز کی بنیاد اس بات پر ہے کہ یہ سرجری کس مقصد کے لیے کی جارہی ہے، پلاسٹک سرجری کے ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے، سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

۱-۲: پیدائشی یا حادثاتی عیب کو دور کرنے کے لیے سرجری

ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آئے وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوگیا اور وہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہے اور یہ آپریشن علاج ومعالجہ کے قبیل سے ہوگا اور شریعت میں علاج ومعالجہ کی اجازت دی گئی ہے، چنانچہ حضرات رافع بن مالکؓ سے روایت ہے:

عن رافع بن مالک قال: "لما كان يوم بدر تجمع الناس على أبى بن خلف فأقبلت إليه فنظرت إلى قطعة من درعه قد انقطعت من تحت ابطه، قال: فطعنت بالسيف فيها طعنة ورميت بسهم يوم بدر ففقئت عيني، فبصق فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ودعا لى فما آذانى منها شئى" (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/ ۴۴۷)۔

(حضرت رافع بن مالک بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن کچھ لوگوں نے ابی بن خلف کا پیچھا کیا میں بھی اس کی جانب بڑھا اس کے زرہ میں بغل کے نیچے ایک جگہ مجھے شگاف نظر آیا تو

میں نے وہاں تلوار ماری، اس موقع سے ایک تیر مجھے ایسا لگا کہ میں بھینگا ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب دہن لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ سے روایت ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفه أن جده عرفجه بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمر النبي ﷺ أنفا من ذهب" (مسند احمد: ۱۸۲۳۵، ترمذی، نسائی: ۵۰۷۰) (عبدالرحمٰن بن طرفہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا عرفجہ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بو پیدا ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

مذکورہ دونوں روایتوں سے واضح ہے کہ ایسے تمام عیوب ونقائص کا ازالہ بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہوگا جس سے کوئی بڑا نقصان نہ ہو بلکہ محض ذہنی ونفسیاتی طور پر تکلیف کا باعث بنے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤلمها فيجوز ذلك" (فتح الباری ۱۱/۵۷۵) (تغییر لخلق اللہ) سے وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جو ضرر اور تکلیف کا باعث بنے جیسے کسی عورت کے دانت لانبے یا زائد ہو جس کی وجہ سے کھانے میں تکلیف ہوتی ہو یا زائد انگلی ہو جو تکلیف دہ اور باعث ضرر ہے تو پھر اس عیب کا ازالہ جائز ہے)۔

حسن وجمال میں اضافہ کے لیے آپریشن

اگر پلاسٹک سرجری کا مقصد حسن وجمال میں اضافہ ہو، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر پیدا ہوئے جھریوں کو دور کرنے، ناک کو بڑا یا چھوٹا کرانے یا ہونٹ کو پتلا یا موٹا

کرانے کے لیے آپریشن — تاکہ وہ عام معیار حسن و جمال کے مطابق ہو جائے، تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی کئی چیزوں سے صراحتاً منع فرمایا ہے، جو اس زمانے میں عربوں کے درمیان حسن و جمال میں اضافہ کے لیے مروج تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (بخاری: باب الموصولہ) (اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھووں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے، اگر یہ چیزیں حسن میں اضافہ کی خاطر ہوں)۔

اللہ تعالیٰ نے واشرہ اور مستوشرہ پر لعنت کی ہے (مسند احمد: ۳۷۴۹)۔

ازالہ عیب کے لیے جسم کے کسی حصہ کا گوشت دوسری جگہ لگانے کا حکم

عیب کو دور کرنے کے لیے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، چمڑا یا ہڈی وغیرہ دوسرے حصے میں لگایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ دوسری جگہ سے گوشت وغیرہ لینے میں اس اعضاء کے معطل ہونے یا غیر معمولی نقصان کا اندیشہ نہ ہو نیز اس کا کوئی متبادل بھی موجود نہ ہو، کیونکہ یہ از قبیل علاج ہے اور علاج و معالجہ کی شریعت میں گنجائش رکھی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"ما أنزل الله من داء إلا أنزل له شفاء" (بخاری: ۵۵۵۰) (اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لیے شفا کو نازل کیا)۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا، ولا تتداووا بحرام" (ابوداؤد: ۳۸۷۰) (اللہ تعالیٰ نے بیماری اور اس کا علاج دونوں نازل کیا ہے اور ہر مرض کی دواء بنائی ہے، اس لیے ضرورت پڑنے پر علاج کراؤ، البتہ حرام چیزوں سے علاج نہ کراؤ)۔

معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے آپریشن

پلاسٹک سرجری میں وہ تمام خطرات اور اندیشے موجود ہیں جو دیگر آپریشنوں میں ہیں، اس کے علاوہ یہ عمل کئی ایسی چیزوں پر مشتمل ہے جس کی عام حالات میں اجازت نہیں ہے، جیسے ستر کا کھولنا ایک بڑی رقم کا خرچہ وغیرہ، اس لیے معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کی گنجائش نہیں ہوگی (احکام الجراحۃ الطبیہ والآثار المرتبۃ علیہا)۔

کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے آپریشن

کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے — تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے — پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ ایک طرح کا دھوکہ ہے جو درست نہیں نیز یہ فعل تغییر لخلق اللہ میں بھی داخل ہے۔

ڈاکٹر عبداللہ الفقیہ کے زیر نگرانی جاری ہونے والے فتاوی "الفتاوی الشبکیة" میں ہے:

السؤال: هل عملية التجميل من أجل الزواج حرام؟ (کیا شادی کے لیے پلاسٹک سرجری حرام ہے؟)۔

الفتوی: الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعد:

فإن عملية التجميل إذا كانت لإزالة عيب مشين مشوه للخلقة فلا بأس بها وسواء كان ذلک من أجل الزواج أو غيره، وإن كانت لزيادة الحسن لا لعيب زائد فلا تجوز" (الفتاوی الشبکیۃ الاسلامیہ، رقم الفتوی: ۴۸۷۰۴)۔

(اگر پلاسٹک سرجری کسی پیدائشی عیب کو دور کرنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں خواہ یہ شادی کے مقصد سے ہو یا کسی اور مقصد سے اور اگر حسن وجمال میں اضافہ کے لیے ہو نہ کہ کسی عیب کے ازالہ کے لیے تو جائز نہیں)۔

قانونی گرفت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری

مجرم کا قانونی گرفت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا حرام ہے، کیونکہ اس کا مقصد تدلیس وتغییر اور دھوکہ ہے جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

اسی طرح مظلوم کا ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی پلاسٹک سرجری درست نہیں ہوگی کیونکہ عام طور پر پلاسٹک سرجری کی اجازت صرف پیدائشی یا حادثاتی عیب کے ازالہ کے لیے ہے، اس کے علاوہ اضافی تحسین وتجمیل یا تدلیس وتغییر کی صورت میں اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت

مولانا ریاض احمد قاسمی ☆

۱-صورت مسئولہ میں آپریشن کرانا کوئی ضرورت تو نہیں، البتہ ایک قسم کی حاجت ہے، کیونکہ اس طرح کے عیب سے انسان نفسیاتی اذیتوں میں مبتلا رہتا ہے، اس لیے اگر مرد کا معالج مرد اور عورت کا عورت ہو، تو بلا شبہ درست ہے اور ایسی صورت کے ممکن ہوتے ہوئے غیر محرم سے آپریشن درست نہیں، کیونکہ اب ممنوع کے ارتکاب کی کوئی حاجت نہیں، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو، یا متعذر ہو، تو غیر محرم کے سامنے بقدر حاجت ستر کھولنے کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم

اس سلسلے میں اصل حضرت عرفجہؓ کی حدیث ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد أصيب أنفه يوم كلاب في الجاهلية، فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه، فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب" (رواہ الترمذی)۔

اس حدیث سے اصولی طور پر دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱-شرعی رخصتوں میں "نفسیاتی حاجت" کا بھی اعتبار ہے، کیونکہ اس طرح کے عیوب کی بنا پر انسان احساس کمتری اور کہتری کا شکار ہو جاتا ہے اور ہر اجتماع کے موقع پر وہ نفسیاتی اذیتوں کا سامنا کرتا ہے، خصوصاً کوئی فقرہ کس دے، تو وہ زندگی پر موت کی ترجیح کے بارے میں سوچنے لگتا ہے اور بعض دفعہ تو واقعی خودکشی کر بیٹھتا ہے۔

☆ جامعہ رحمانی، خانقاہ مونگیر، بہار۔

۲-ایسی حاجت کے موقع پر ''کسی ممنوع'' کے ارتکاب کی گنجائش ہے، کیونکہ سونے کا استعمال مردوں کے لیے عام حالات میں حرام ہے، لیکن یہاں آپ ﷺ نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

۲-بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

مذکورہ صورت میں بھی وہی تفصیل ہے کہ بلا کشفِ عورت مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے آپریشن کرانا ممکن ومیسر ہو تو یہی متعین ہے، کسی نامحرم کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت نہیں، البتہ اگر یہ ممکن نہ ہو، تو بقدر حاجت گنجائش ہے، جیسا کہ حضرت عرفجہ کو جب چاندی کی ناک سے تکلیف ہوئی، تب سونے کی اجازت دی گئی۔

۳-ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پیدا ہونا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ۔ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہے یا نہیں؟

مذکورہ صورت میں آپریشن کرانا ''زینت'' کے درجے میں آتا ہے، اس میں کوئی حاجت نہیں پائی جاتی، جبکہ بعض ممنوعات کا ارتکاب بہر حال لازم آتا ہے، مثلاً: بلاوجہ چیر پھاڑ، بے جا صرفہ، بیہوش کرنے کے لیے نشہ آور دواؤں کا استعمال اور ایک عرصہ تک مریض بن کر رہنا، جس سے فرائض کی ادائیگی میں خلل پڑتا ہے، اس کے بعد اندیشے اور خطرات اپنی جگہ باقی رہتے ہیں، جنہیں محض ''زینت'' کے حصول کے لیے گوارہ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے یہ آپریشن درست نہیں ہے۔

اس سلسلے میں حضور ﷺ کا صریح فرمان موجود ہے:

''لعن الله الواشمات، والمستوشمات، والنامصات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن، المغيرات لخلق الله'' (متفق علیہ)۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ محض خوبصورتی اور زینت کے لیے ایسی جسمانی تبدیلی درست نہیں، جس سے عام قانونِ فطرت کے مطابق خدا کی کی ہوئی تخلیق میں تصرف لازم آتا ہو، اس کی مروج صورتیں اس زمانے میں جو تھیں، ان سے آپ ﷺ نے صاف منع فرمادیا اور ''المغیرات لخلق الله'' فرماکر آئندہ پیش آنے والی مختلف صورتوں کو بھی اسی حکم میں داخل فرمادیا۔

اسی طرح ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود کو خطرات میں ڈالنے سے منع فرمایا: ''ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة'' (البقرہ: ۱۹۵)، لہذا بلاضرورت اس طرح کا کوئی کام کرنا درست نہیں، جس سے دنیا یا آخرت میں تباہی اور نقصان کا خطرہ ہو۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصے میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے، تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

مذکورہ صورت میں تفصیل ہے:

اگر کسی حلال جانور کے حصۂ جسم سے پیوندکاری کی گنجائش ہو، تو پھر انسان کے جسم کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی پیوندکاری درست نہیں ہے (بدائع ۵/ ۱۳۲)۔ اسی طرح جسم کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی پیوندکاری کی صورت میں سابق ضرر کے مساوی یا اس سے بھی قوی ضرر کا اندیشہ ہو، تو بھی ایسا کرنا درست نہیں ہے: ''الضرر لا يزال بمثله ولا بأكبر منه'' (الاشباہ لابن نجیم/ ۹۷)۔ البتہ اگر مذکورہ پیوندکاری کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو اور موجودہ ضرر متوقع ضرر سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں بوقت ضرورت مذکورہ پیوندکاری کی گنجائش ہے۔

إذا تعارضت مفسدتان، روعي أعظمهما ضرراً بارتكاب أخفهما''

(الأشباہ والنظائر/ ۱۱۲)۔

وقال الكاسانيؒ: وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم يجوز، كما إذا

قطع شئی من عضوه، فأعاده إلى مكانه، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه"(البدائع ۵/ ۱۳۳)۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ مسئلے میں استعمال جزء کی اجازت دی گئی، کیونکہ اس میں کوئی توہین نہیں، اسی طرح زیر بحث پیوند کاری کی صورت میں بھی کوئی توہین لازم نہیں آتی، سماج نہ ایسا کرنے والے ڈاکٹر کو بری نظر سے دیکھتا ہے، نہ ایسا کرانے والے مجبور مریض کو، اس لیے متبادل کی عدم موجودگی میں بوقت ضرورت اس کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جسمانی عیوب ونقائص اگر ایسے ہوں جن سے انسان بدشکل نظر آتا ہو، یا کوئی عضو معطل یا مفقود ہوگیا ہو، یا عضو کی کارکردگی متاثر ہوتی ہو، تو ان کی اصلاح کے لیے مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ پلاسٹک سرجری جائز ہے:

(۱) سرجری کے ماہر ڈاکٹر کی خدمات حاصل ہوں۔

(۲) سرجری کی کامیابی کا غالب گمان ہو۔

(۳) سرجری سے کسی مساوی یا قوی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

(۴) ممنوعات کا ارتکاب بقدر ضرورت کم سے کم ہو۔

مذکورہ صورت کے جواز کی دلیل حضرت عرفجہ کی حدیث ہے، بایں طور کہ جب آپ ﷺ نے انہیں گولڈن سرجری کی اجازت دے دی حاجت کی بنا پر، تو اسی بنا پر پلاسٹک سرجری بھی جائز ہوگی اور حاجت کے تحقق کے لیے مذکورہ شرائط کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو (انسانی اعضاء کی پیوندکاری، مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ)۔

۶- کیا معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن ہونگے؟

معمولی جسمانی کمی بیشی ''زینت'' کے دائرے میں آتی ہے، جس کے لیے شریعت

نے ایسے اقدامات کی اجازت نہیں دی ہے۔(دلائل سوال ۳ کے جواب میں گزر چکے ہیں)

۷-بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے، تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

یہ ایک طرح کا فریب اور دھوکہ ہے، جس کی اسلام میں بالکل اجازت نہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا: "من غشا فليس منا" (رواہ مسلم)، نیز "واشمات ومستوشمات" والی حدیث آچکی ہے، جس میں آپ ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا، جن سے انسان کی اصلیت چھپ جاتی ہے، اور قانونِ فطرت کے مطابق کی ہوئی خدا کی تخلیق میں بلاوجہ تبدیلی لازم آتی ہے، نیز حدیث میں "سیاہ خضاب" کی جو ممانعت آئی ہے، اس میں بھی یہی علت بیان کی گئی ہے۔

۸-کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے، یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

۸-مذکورہ دونوں صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرانا درست نہیں ہے۔

پہلی صورت میں تو ظاہر ہے کہ یہ بدترین فریب ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف ہے:

"يأيها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على أنفسكم" (النساء:۱۳۵)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انصاف کو قائم کرنے اور اپنے نفس کے خلاف گواہی دینے کا حکم فرمایا ہے، جبکہ مذکورہ مجرم "پلاسٹک سرجری" کے ذریعہ انصاف کو مٹانا اور اپنے خلاف گواہی (اعترافِ جرم) سے بھاگنا چاہتا ہے، اس لیے "سدا للذریعہ" یہ طریقہ جائز نہیں ہوگا۔

اور دوسری صورت میں اس لیے ناجائز ہے کہ ظالم کی طرف سے ظلم کا خطرہ دائمی اور ناقابل حل مسئلہ نہیں ہے، جس کی بنا پر مختلف ممنوعات کا ارتکاب کرنے اور قانونِ فطرت کے مطابق کی ہوئی خدا کی تخلیق میں دائمی تبدیلی کرانے کی اجازت دیدی جائے، بلکہ یہاں ظالم کا خطرہ مختلف طریقوں سے دور ہوسکتا ہے مثلا: انتظامیہ کی مدد سے، یا مصالحت سے، یا ظالم کے مرجانے سے، یا خود اس کے ظلم سے باز آجانے اور سدھر جانے سے، لہذا جب تک کے لیے روپوش رہ کر موہوم خطرے سے بچاؤ کرسکتا ہے، پس یہاں بہتر متبادل موجود ہونے کی وجہ سے حاجت متحقق نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

پلاسٹک سرجری - مسائل واحکام

مولانا نعیم اختر قاسمی ☆

انسان کو اللہ تعالی نے اس کائنات کی سب سے حسین وجمیل چیز بنائی ہے اور پھر اپنی تزئین اور زیبائش وآرائش کا جو ذوقِ خاص اور سلیقہ اسے عطا فرمایا ہے اس میں کوئی اور اس کا شریک وسہیم نہیں۔ اپنے اسی فطری جذبہ کے تحت اس نے اپنے سر کے بال سے لیکر پاؤں کے ناخن تک کی زیبائش وآرائش کے بے شمار اور نت نئے طریقے ایجاد کئے ہیں، عالمی تجارت کا ایک بڑا اور قابل لحاظ حصہ اسی نوعیت کے سامانوں سے متعلق ہے۔

شمائلِ نبی اور احادیثِ رسول ﷺ پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شریعت اسلامی نے اعتدال کی حد تک اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی ہے بلکہ بعض مواقع پر اس کی جانب توجہ دلائی ہے، البتہ اس جذبہ آرائش وزیبائش میں افراط وغلو سے کام لینے کو ناپسند قرار دیا ہے اور ان تمام صورتوں کو نادرست بتایا ہے جن کی حدیں دھوکہ اور فریب دہی تک جا پہنچتی ہیں۔

اس سلسلہ میں وہ حدیث مشعلِ راہ ہے جو صحاح ستہ میں راویوں اور الفاظ حدیث میں قدرے اختلاف کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

"لعن رسول ﷺ الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة"

(متفق علیہ) (اللہ کے رسول ﷺ نے بالوں کو جوڑنے والی اور جڑوانے والی نیز گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔

☆ مدرسہ عربیہ مصباح العلوم، کوپا گنج، ضلع مئو، یوپی۔

دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (متفق علیہ) (اللہ تعالیٰ نے طلبِ حسن کے لیے گودنے والی اور گودوانے والی، بھوؤں کو باریک کرنے والی اور دانتوں کے درمیان فصل کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے، جو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں)۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء" (ابوداؤد ۲/۴۱۷) (بال جوڑنے والی، جڑوانے والی، بھوؤں کو باریک کرنے والی، کرانے والی، گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے بغیر کسی بیماری کے)۔

مذکورہ احادیث کے الگ الگ ٹکڑوں کی تشریح حسبِ ذیل ہے:

"الواصلة والمستوصلة": قال أبوداؤد، وتفسير الواصلة التى تصل الشعر بشعر النساء والمستوصلة المعمول بها" (ابوداؤد ۲/۴۱۷، باب الترجل)۔

یعنی کسی عورت کے بال میں مزید بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں ملعون ہیں۔

اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کسی عورت کے بال میں کوئی بھی چیز جوڑنا خواہ وہ انسان کا بال ہو یا غیر انسان کا، خواہ بال ہو یا کوئی اور چیز، دھاگہ کپڑا وغیرہ مطلقاً ممنوع ہے، چنانچہ بعض علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

"وقال مالک والطبری والأكثرون الوصل ممنوع بكل شئى شعر أوصوف أوخرق أوغيرها واحتجوا بالأحاديث" (ارشاد الساری: ۸/۴۶۵) (مالک، طبری اور اکثر کا قول ہے کہ وصل کسی بھی چیز سے ہو بال، اون یا کسی کپڑے وغیرہ سے بہر حال ممنوع ہے ان کا استدلال انہیں احادیث سے ہے)۔

لیکن دوسرے علماء خصوصاً فقہاء احناف کے یہاں دیگر دلائل کی بنا پر ممانعت کا تعلق

صرف انسان کے بال سے ہے۔

"وأما الوصل بغير شعور النساء فلا بأس لأنه ليس فيه استعمال جزء الإنسان بل هو للزينة فقط" (بذل المجهود ۵؍۷۳) (غیر عورت کا بال جوڑنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں انسان کے جز کا استعمال نہیں ہوتا، بلکہ اس میں فقط زینت ہے)۔

عالمگیری میں ہے: "آدمی کا بال نہ ہو بلکہ کسی اور جانور کا بال ہو جو بال کے ساتھ لگا دیا گیا ہو یا بال کے جوڑے میں رکھ دیا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں) (فتاوی ہندیہ ۵؍۳۵۸، بحوالہ قاضی خاں)۔

"والواشمة والمستوشمة" الواشمة التي تجعل الخيلان في وجهها بكحل أو مداد والمستوشمة المعمول بها" (ابوداؤد، ص: ۴۱۷، باب الترجل)۔

اس کی تشریح امام ابوداؤدؒ نے یوں فرمائی ہے:

واشمہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی کے چہرے میں سرمہ یا سیاہی سے تل بنائے اور مستوشمہ وہ عورت ہے جس کے ساتھ ایسا کیا جائے۔

"النامصة والمتنمصة" اس سے مراد امام ابوداؤدؒ اور علامہ نوویؒ کے نزدیک وہ عورت ہے جو خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے بھوؤں کا بال اکھاڑے اور اسے باریک کرے (ابوداؤد ؍۴۱۷، ریاض الصالحین ؍۶۲۹)۔

"المتفلجات" اس سے مراد وہ عورت ہے جو طلبِ حسن کے پیش نظر اپنے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرے۔

"من غير داء" اس ٹکڑے کا تعلق بعض علماء کے نزدیک صرف آخری صورت یعنی "وشم" سے ہے۔

"متعلق بالوشم أي إن احتاجت إلى الوشم للمداواة جاز وإن بقي منه أثر" (بذل المجهود ۵؍۷۳)۔

جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک اس جملہ کا تعلق ماقبل کی تمام صورتوں سے ہے۔

"وقيل متعلق بكل ماتقدم أى لو كان بها علة فاحتاجت إلى إحداها لجاز" (حوالہ سابق) (کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق ماقبل کی تمام صورتوں سے ہے یعنی اگر کسی کو از راہ علاج ان میں سے کسی کی بھی ضرورت پڑے تو جائز ہے)۔

دوسرا قول زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ فقہی جزئیات اور احادیث وآثار پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات بداہۃً معلوم ہوتی ہے کہ بہت ساری ناجائز چیزیں ضرورتِ علاج کے وقت جائز قرار پاتی ہیں۔

نیز بعض احادیث میں مذکورہ صفات کے ذکر کے بعد "للحسن" کا اضافہ بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

"فيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أوعيب فى السن ونحوه فلا بأس" (بذل المجہود ۵/۷۳) (اس میں اشارہ ہے کہ طلب حسن کے ارادہ سے جو کیا جائے وہی حرام ہے چنانچہ اگر علاج کے وقت یا دانت میں کسی عیب وغیرہ کی صورت میں اس کی ضرورت پڑے تو کوئی حرج نہیں)۔

"المغيرات خلق الله" حدیث کا یہ ٹکڑا اس باب میں ایک اصول متعین کرتا ہے کہ جسم کے اندر تزئین وآرائش کی وہ تمام صورتیں ممنوع ہیں جس میں اللہ کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی واقع ہو جائے۔قرآن کی آیت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ خلق اللہ میں تبدیلی خالص شیطانی عمل ہے،ابلیس نے راندۂ درگاہ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کہا تھا:"ولیغیرن خلق الله" (النساء:۱۱۹) یعنی ابن آدم اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ضرور کریں گے۔

البتہ تغییر خلق اللہ سے مراد کیا ہے،اس سلسلہ میں مفسرین کے بہت سارے اقوال ہیں،مگر قاضی عیاضؒ نے اس کی بڑی عمدہ تفسیر کی ہے فرماتے ہیں کہ:

الظاهر أن المراد بتغيير خلق الله إن ما خلق الله سبحانه وتعالىٰ حيواناً على صورته المعتادة لا يغير فيه لا أن ما خلق على خلاف العادة مثلاً

كاللحية للنساء أو العضو الزائد فليس تغييره تغيير خلق الله'' (بذل المجہود ۵؍۷۳)۔

(تغییر خلق اللہ سے مراد بظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس حیوان کو اس کی معروف صورت پر پیدا کیا ہے اس میں تبدیلی نہیں کی جائے گی، یہ مطلب نہیں کہ جو چیز خلاف عادت پیدا ہو جائے مثلاً کسی عورت کو داڑھی نکل آئے یا کوئی عضو کسی کا زائد ہو جائے تو اس میں تبدیلی بھی تغییر خلق اللہ قرار دی جائے)۔

مذکورہ احادیث اور ان کی تشریح کی روشنی میں چند باتیں سامنے آتی ہیں:

۱- حدیث کے اندر بیان کردہ طلبِ حسن کی تمام صورتیں ''الواصلة'' وغیرہ تغییر خلق اللہ کے زمرہ میں شامل ہیں، لہذا تغییر کی مزید صورتوں کا حکم معلوم کرنے کے لیے حدیث کے اندر ذکر کردہ جزئیات کو پیشِ نظر رکھا جائے گا۔

۲-ضرورتِ علاج کے وقت مذکورہ صورتوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

۳-انسان کے بدن میں جو چیز خلاف عادت نظر آئے اس میں تبدیلی دراصل تغییر خلق اللہ نہیں بلکہ اسے اصلاحِ بدن کا نام دیا جانا مناسب ہے۔

۴-وہی صورتیں تغییر میں داخل ہیں جس میں تغییر کے بعد بقاء ہو، اگر بقاء نہ ہو تو وہ تغییر کے اندر داخل نہیں، ''قيل: النهي عن تغيير خلق الله انما هو فيما يكون باقياً وأما ما لايكون باقياً كالكحل ونحوه من التزيينات فقد أجازه مالك وغيره من العلماء'' (بذل المجہود ۵؍۷۲)۔

سوالنامہ کے جوابات

ان معروضات کی روشنی میں جوابات حسبِ ذیل ہوں گے:

۱، ۲-جسم کے اندر ایسا عیب جو انسان کی فطری اور معروف تخلیق کے خلاف ہو اس عیب کو دور کرنا تغییر خلق اللہ کے دائرہ میں نہیں آئے گا خواہ وہ عیب پیدائشی طور پر موجود ہو یا کسی

حادثہ کے نتیجہ میں بعد میں پیدا ہوا ہو۔ دونوں ہی صورتوں میں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس عیب کو دور کیا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں حدیث عرفجہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے بایں طور کہ کٹی ہوئی ناک کے ساتھ بھی زندگی گزاری جاسکتی تھی مگر اس کے ساتھ انسان کے چہرہ کی ہیئت کیسی کچھ ہوتی وہ محتاج بیان نہیں، بنابریں آنحضرت ﷺ ان کو نہ صرف مصنوعی ناک بنانے کی اجازت دی بلکہ اس کے اندر سونا استعمال کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی جس کا استعمال مردوں کے لیے عام حالات میں درست نہیں ہوا کرتا۔

۳- فطری طور پر پیدا ہونے والے عیوب مثلاً بڑھاپے کی وجہ سے چہرے پر جھریوں کا پیدا ہو جانا یا پیدائشی طور پر ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا ان عیوب کو دور کرنا مذکورہ احادیث کی روشنی میں تغییر خلق اللہ کے اندر داخل ہے، لہذا اس مقصد کے لیے سرجری کرانا درست نہ ہوگا۔ نیز داڑھی سے سفید بال نکالنے سے ممانعت (ابوداؤد: ۲/ ۵۷۸) اور سیاہ خضاب کے استعمال کی حرمت (ابوداؤد: ۲/ ۵۷۸) والی احادیث اسی بات کا پتہ دیتی ہیں۔

۴، ۵- پلاسٹک سرجری ایک طریقۂ علاج ہے، لہذا بوقت ضرورت اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ استدلال میں حدیث عرفجہ پیش کی جاسکتی ہے، طریقۂ علاج کے تعلق سے یہ جزئیہ پیش کیا جاسکتا ہے: "ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه" (بدائع: ۴/ ۳۱۶، کتاب الاستحسان)۔

۶- جب تک انسان کے جسم میں ایسا عیب نہ ہو جو اس کی معروف تخلیق کے خلاف ہو اور جس کی وجہ سے وہ بدہیئت اور بدنما لگے اور عرف میں اسے عیب سمجھا جائے اس وقت تک پلاسٹک سرجری کی اجازت نہ ہوگی۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے سرجری کرانا مذکورہ احادیث: "الواصلات والواشمات والمتنمصات والمتفلجات" کی روشنی میں درست نہ ہوگا۔

۷- اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا کہ انسان کم عمر اور خوبصورت دکھائی دے

تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے فریب دھوکہ اور تغییر خلق اللہ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

۸- مجرم کا اپنی شناخت نہ ہو پانے کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا تو بداہۃً ناجائز ہے، البتہ کسی ایسے مظلوم کا یہ اقدام جسے کسی ظالم کی طرف سے بے جا ظلم کا اندیشہ ہو درست قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ مظلوم ومجبور شخص کے لیے بعض ناجائز چیزیں بھی جائز قرار پاتی ہیں، اس سلسلہ میں آیت قرآنی "لا یحبّ اللہ الجھر بالسوء من القول إلا من ظلم" (نساء: ۱۴۸) اور "إلا من أکرہ وقبلہ مطمئن بالإیمان" (نحل:۱۰۶) سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

هذا ما عندی واللہ أعلم۔

پلاسٹک سرجری اور اس کی شرعی حیثیت

مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی قاسمی ندوی خیرآبادی ☆

۱- انسان کے اندر ایسے عیب کا پایا جانا جس سے بدصورت نظر آئے اور نفرت طبائع کا باعث ہو اس کے دفعیہ کے لیے اپنے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر پیوند کیا جائے تو یہ آپریشن جائز ہوگا ضرورت کے تحت تو یہ صورت نہیں آتی، لیکن حاجت کی تعریف کے قریب نظر آتی ہے، کیوں کہ طبیعتوں کی نفرت کی بنا پر لوگوں سے روابط مشکل ہو جاتے ہیں، جو حاجات میں خلل انداز ہے اور ہونٹ کٹا ہونے سے تو نطق بھی صحیح نہیں ہوتا اور تلاوت قرآن بھی صحیح نہیں ہو پاتی اور "الضرورات تبیح المحظورات" سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔

اور یہ صورتیں سب کی سب اس وقت ہیں جبکہ اپنے ہی جسم کا حصہ کاٹ کر اپنے ہی جسم میں پیوند کرایا جائے، کیوں کہ اپنے اعضاء کا استعمال خود کرنا تو فی الجملہ کسی نہ کسی درجہ میں مقصدِ خلقت کے مطابق ہے اور خود استعمال کرنے میں انسان کی توہین کا پہلو بھی نہیں ہے، جیسا کہ امام ابویوسفؒ نے فرمایا ہے: "ولا إهانة في استعمال جزء نفسه" (بدائع الصنائع ۵ر۱۳۳) البتہ دوسرے کے استعمال میں توہین بھی ہے اور مقصدِ خلقت کے منافی بھی، یہ بات بھی امام ابویوسفؒ سے منقول ہے (بدائع ۵ر۱۳۳)۔

البتہ دوسرے کو بیچنا یا ہبہ کرنا درست نہیں ہے، اہانت کی بناء پر جو حرمتِ انسانی کے خلاف ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انسان خود اپنے اجزاء کا مالک نہیں ہوتا (موجودہ زمانے کے

☆ استاد مدرسہ منبع العلوم، خیرآباد، مئو، یوپی۔

مسائل کا حل از مولانا برہان الدین سنبھلی: ۲۵۷)۔

مفتی شفیع صاحبؒ نے لکھا ہے: ''کسی انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا گوشت یا کوئی عضو دوسرے انسان کو بخشش کردے، کیونکہ خرید وفروخت یا بخشش وہدیہ اپنی ملک میں ہوسکتا ہے اورروح انسانی اوراعضاء انسانی اس کی ملک نہیں جو وہ کسی کو دیدے (فتاویٰ عالمگیری کتاب الحظر والاباحۃ، باب التداوی ۵؍۳۱۰)۔

۲-کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا شدہ عیب ہو یا پیدائشی طور پر ہو، جب اس کے جواز کی علت یہ ہے کہ انسان کے لیے انتفاع بجزءجسمہ جائز ہے اوراسی طرح عیب نفرتِ طبائع کا باعث اور تلاوتِ قرآن میں خلل انداز ہے اور یہ ضرورت میں داخل نہیں ہے، بلکہ حاجت میں ہے اور ان وجوہات کے اعتبار سے پیدائشی عیب اور حادثہ سے پیدا شدہ عیب میں کوئی فرق نہیں اور پیدائشی عیب کی صورت میں آپریشن کا جواز معلوم ہوگیا، لہذا اس صورت میں بھی حکم وہی ہوگا اور آپریشن جائز ہوگا۔

۳- پیدائشی طور پر نہیں بلکہ بعد میں فطری طور پر یا عمر کے تقاضے کی وجہ سے عیب ہوجانا، جیسے چہرے پر جھریاں پڑ جانا یہ وہ چیز ہے جس کو ختم کرنے کی کوشش کرنا گویا فطرت کو مسخ کرنا ہے اور محض زینت وتجمیل کے لیے ہے، اس لیے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ آپریشن کراکے اس کو خوبصورت بنایا جائے۔

اوراسی طرح دوسری علت عدمِ جواز کے لیے یہ ہے کہ اس میں غرراوردھوکہ کے طور پر اپنے کو جوان ظاہر کرنا ہے، یا ناک کو نوکیلی بنا کر خوبصورت ظاہر کرنا ہے جبکہ باری تعالیٰ نے قبول صورت بنایا ہے۔

۴-کسی انسان کے اندر پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے خود اس کے جسم سے کوئی چمڑا، گوشت یا ہڈی لے کر لگائی جائے تو یہ لگانا جائز ہے۔

دلیل: اولاً تو اس لیے کہ یہ جسم انسانی کی اہانت میں داخل نہیں ہے، دوسری بات یہ

ہے کہ اس کو آج کے دور میں اہانت تصور بھی نہیں کیا جاتا اور آدمی کے اپنے جز سے انتفاع جائز ہے، ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے لکھا ہے: "قال الفقهاء أيضاً كل ماورد به الشرع مطلقاً ولاضابط له فيه ولا في اللغة يرجع فيه إلى العرف كالحرز في السرقة" (اصول الفقہ الاسلامی ۸۴۱/۲) اور اگر بیماری کے ازالہ کے لیے ہو تو حاجت میں شامل ہوگا، لہذا جائز ہے۔

۵-سوال میں غور کرنے سے کئی صورتیں نکلتی ہیں: (۱) عضو انسانی کا بدل جمادات، نباتات سے تلاش کیا جائے، (۲) حیوانات کے اعضاء سے یہ کام لیا جائے، یہ دونوں صورتیں زمانہ قدیم سے رائج ہیں اور ہر حیثیت سے بے خطر و بے ضرر بھی ہیں، لہذا فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

دلیل: کیونکہ باری تعالیٰ نے دنیا اور اس کی ہر چیز انسان کے لیے پیدا کیا ہے، حدیث میں ہے: "إن الدنيا خلقت لكم وإنكم خلقتم للآخرة"۔

سوال مذکور کی تیسری صورت یہ ہے کہ عضو انسانی کا بدل دوسرے انسان سے حاصل کیا جائے، جیسے مردہ انسان کی آنکھ یا گردہ وغیرہ نکال کر لگایا جائے، اس کی بھی شریعت میں اجازت بعض کے نزدیک ہے، اس کو تکریم انسانی کے منافی نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ یہ عرف پر موقوف ہے اور عرفاً مردہ انسان میں سے نئے طرز آپریشن کے ذریعہ نکالنا اہانت تصور نہیں کیا جاتا، اس کی دلیل میں اصول الفقہ الاسلامی کے حوالے سے ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی تحقیق گزشتہ صفحہ پر مذکور ہے، لیکن اصح یہ ہے کہ ناجائز ہے، ورنہ اعضاء انسانی کی بیع شروع ہوجائے گی اور یہ بہت بڑا مفسدہ ہے۔

اسی طرح اپنے ہی جسم کے ایک عضو سے گوشت، کھال یا ہڈی نکال کر دوسری جگہ لگانا جائز ہے، اس لیے کہ اس میں اہانت مقصود نہیں ہے، جس کے دلائل اس سے پہلے سوال کے جواب میں گزرے۔

حضرت عرفجہ صحابی کو آپ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی، جب کہ

سونے کا استعمال مردوں کے لیے ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہ علاج کے درجہ میں ہے اور اضطراری حالت نہیں ہے بلکہ تعریفات خمسہ مذکورہ میں سے حاجت کے تحت ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری جیسے اقدامات مستحسن نہیں ہوں گے، اس لیے کہ یہ محض تفریح طبع ہے اور خواہش کی تکمیل ہے اور زینت کے اندر داخل ہے اس کے اندر دفع مضرت، اتمامِ منفعت، ازالۂ مرض یا تقویت جسم کوئی غرض نہیں ہے، لہذا اس مقصد کے لیے کسی ناجائز چیز کے جائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۷- کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے اور اچھا رشتہ حاصل کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری جائز نہیں ہے اور شریعت مطہرہ وقواعد فقہیہ کی روشنی میں اس کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔

دلیل: کیونکہ جوانی کا تعلق ظاہری رعنائی وخوشنمائی سے بھی ہوتا ہے اور باطنی توانائی سے بھی جو فطری ہوتی ہیں وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ حاصل ہونے والی ظاہری خوشنمائی سے حاصل نہیں ہوسکتی اور ظاہری مصنوعی خوبصورتی کے ذریعہ ایک جوان، رعنا اور خوبصورت عورت کا ہمسر بننے میں غرر اور دھوکہ ہے، جس کی حقیقت اگر وہ جان لیتی تو کبھی اس شوہر سے شادی کرنے پر راضی نہ ہوتی اور بوڑھے شخص کو اپنا ہم عمر جوڑا تلاش کرنا چاہئے اور جوان سے شادی کے مقصد سے اپنے کو جوان ظاہر کرنے کے لیے آپریشن کرانا، زینت یا فضول میں داخل ہوسکتا ہے، نیز ایسا کرنے میں ایک جوان عورت کو زندگی بھر کے لیے اذیت میں مبتلا کرنا ہے جو جائز نہیں ہوسکتا۔

۸- اس سوال کے دو اجزاء ہیں: ایک مجرم سے متعلق، دوسرا مظلوم سے متعلق:

الف- مجرم کو اس کے جرم کی سزا دینا شرعی حکم ہے اور مجرم کی شناخت اس کا ذریعہ ہے اور مجرم کو اپنی شناخت ختم کرنا نفاذِ حکم شرعی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا ہے، نیز شناخت ختم کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت دینے میں مجرم کی حوصلہ افزائی اور اس کو بڑھاوا دینا ہے، ان سب مفاسد کے ہوتے ہوئے یہ عمل شرعی طور پر دفعِ مضرت اور جلبِ منفعت کی قبیل سے بھی نہیں ہے، لہذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہرگز اس کے لیے سرجری کی اجازت نہیں ہوسکتی جیسا کہ قتل انسانی کے

بہت بڑا جرم ہونے کے باوجود جرم کے سد باب کے لیے قصاصاً قتل کو "ولکم فی القصاص حیوۃ" کہہ کر قانون بنایا گیا۔

ب- مظلوم کو ظلم سے بچانے کے لیے شریعت نے خود سب سے بہتر دعویٰ کا قانون بنایا ہے اور قضاء کا دروازہ کھولا ہے اور عدالت میں استغاثہ وفریاد کی راہ بھی کھلی ہے اور صلح بین المسلمین کے تحت مسلم معاشرے کے بااثر افراد بھی اس کا ذریعہ ہیں، لہذا اس کے لیے اپنی شناخت ختم کرنا، صورت کو مسخ کرنا، فطری شکل کو بدلنا یہ سب بذات خود ایک جرم ہے اور جب احتیاطی تدابیر اور بچنے کی صورتیں اس آپریشن کے بغیر ہی پوری طرح حاصل ہو جاتی ہیں۔

عیوب کے ازالہ کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم

مولانا اشتیاق احمد اعظمی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ۔ کیا اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

سوال میں مذکور عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا عند الاحناف جائز ہے، موسوعہ فقہیہ کے اندر قطع الأعضاء الزائدة کے زیر عنوان یہ عبارت مذکور ہے: یجوز قطع إصبع زائدة أوشئی آخر کسن زائدة إن لم یکن الغالب فیه الهلاک عند الحنفیة" (۱۱/ ۲۷۴، موسوعہ فقہیہ کویتیہ)۔

اس مسئلہ میں مالکیہ کا اختلاف ہے، علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: "عن عیاض أن من خلق بإصبع زائدة أو عضو زائد لا یجوز له قطعه ولا نزعه لأنه من تغییر خلق الله إلا أن تکون هذه الزوائد تؤلمه فلا بأس بنزعها عند أبی جعفر وغیره" (تفسیر القرطبی ۵/ ۳۹۲)۔

مالکیہ نے الم اور ضرر کو بنیاد بنایا کر آپریشن کی اجازت دی ہے، لیکن اگر عضو زائد باعث تکلیف نہ ہو تو اسے تغییر فی خلق اللہ میں شمار کر کے ناجائز کہا ہے۔

☆ استاذ مدرسہ دار العلوم، مئو، یوپی۔

۲-بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

جس طرح پیدائشی عیب کی صورت میں آپریشن کرانا درست ہے، ایسے ہی بعد میں کسی حادثہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عیب کا آپریشن کرانا بھی درست ہے، حادثہ کے نتیجہ میں خواہ آدمی کی ناک کٹ جائے، ہونٹ بدنما ہو جائے یا رخسار یا کہیں اور کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں، اس طرح کی تمام صورتوں میں آپریشن کرانا درست ہے، کتب احادیث میں اس کی نظیر موجود ہے، چنانچہ ہدایہ میں ہے: حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک یوم کلاب میں زخمی ہوگئی تھی، انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، لیکن اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا، اس واقعہ کا ذکر سنن ترمذی اور ابوداؤد شریف میں موجود ہے (ہدایہ: ۴/۴۵۷، باب الکراہیۃ)۔

اگر سونا استعمال کر کے ناک درست کی جاسکتی ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ مبتلا بہ کے حصہ بدن کا کوئی گوشت کا ٹکڑا لیکر ناک یا دیگر اعضاء بدن کو درست کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

۳-ایسا عیب جو فطری طور پر ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

مذکورہ نوعیت کے عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ یہ ایک فطری اور خلقی چیز میں تبدیلی پیدا کرتا ہے جو نص قرآنی سے جائز نہیں، "فلیغیرن خلق اللہ" کے ضمن میں یہ بھی ایک شیطانی حرکت قرار پائے گی، نیز حدیث میں رسول پاک ﷺ سے ایسے عمل کرنے والے پر لعنت مروی ہے: "لعن اللہ المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ" جھریوں کو دور کرانا، ناک کو زیادہ کھڑی بنوانا، جہاں برائے حسن و جمال ہے وہیں یہ

چیز تغییر خلق اللہ میں بھی داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوگی۔ مزید برآں جھریوں کو دور کرا کر اپنے آپ کو کم سن محسوس کرانا، یہ ایک قسم کی تدلیس اور خداع ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اس کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

ہاں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ انسان کے اپنے ہی حصۂ بدن کے ذریعہ اسی کے کسی دوسرے عضو کی ایک طرح کی پیوندکاری ہے، دوسرے کی جان بچانے کے لیے کوئی آدمی اگر اپنا گردہ بغیر معاوضہ کے دیدے تو یہ صورت جائز ہے، اسی طرح دوسرے کو اپنا خون دیکر اس کی جان بچانا بھی جائز ہے، بشرطیکہ خون کا معاوضہ نہ لے، جب دوسرے کے لیے یہ کام جائز ہے تو اپنے جسم کے عیب کو دور کرنے کے لیے اپنے ہی حصۂ بدن کا کوئی جز استعمال کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

پلاسٹک سرجری، عصر حاضر کا ایک جدید طریقۂ علاج ہے، شرعاً اس طریقۂ علاج میں کوئی قباحت نہیں، میڈیکل سائنس کی ترقیات نے علاج کی بہت ساری نئی نئی صورتیں پیدا کی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے: **عن أبي هريرة أن رسول ﷺ قال: "ما أنزل الله من داءٍ إلا أنزل له شفاء"** (بخاری شریف، حدیث: ۵۵۵۰)۔

مسند احمد بن حنبلؒ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: **"أن رسول الله ﷺ قال: ما أنزل الله داء إلا وأنزل له دواءً جهله من جهله وعلمه من علمه"** (مسند احمد: ۶۲۷۴)۔

ان روایات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اللہ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے، علاج

کی نئی نئی صورتیں اور جدید تکنیک کو اپنانا شرعاً بالکل درست ہے، اس لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنا بشرطیکہ اس کا مقصد نہ تو اضافی تحسین وتجمیل ہو اور نہ ہی تدلیس وتغییر ہو تو بہرصورت جائز ہوگا۔

۶-کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

شرعی نقطۂ نظر سے جسم اللہ کی امانت ہے، جس میں کسی فطری ناگزیر ضرورت کے بغیر خودساختہ تبدیلی کرنا جائز نہیں، ایسے جسمانی عیوب اور خرابی جن کا علاج انتہائی ناگزیر اور ضروری ہو جیسے کسی کا مثانہ ناکارہ ہوچکا ہو تو اس کے پیٹ کی باطنی جدل سے مثانہ تیار کرکے لگانا یا تیسری ڈگری تک جلے ہوئے جسم کے حصہ پر نئی جلد پیوندکاری، یا عنین یعنی جس کا عضو تناسل اس قدر چھوٹا ہو کہ وہ ازدواجی تعلقات کے قیام پر قادر نہ ہو تو اس کے ذکر کو معمول کی مقدار تک طویل کرنا، اس قسم کے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ علاج کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اسی طرح ایک ایسا نقص اور خرابی ہو جو کمتر درجہ کی چیز ہو کہ اس کے وجود سے کسی بڑے ضرر کا اندیشہ نہ ہو مثلاً چہرہ پر چیچک کے داغ، زخم کے نشانات، آگ یا تیزاب سے جلنے کی وجہ سے بدنما ہوگیا تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست کرنا جائز ہوگا، جیسے کینسر کی وجہ سے کسی خاتون کی چھاتی نکال دی گئی ہو تو اسے مصنوعی چھاتی لگانا جائز ہونا چاہیے، اس طرح کے امور کے جواز میں استدلال حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک سے جو یوم کلاب میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، لیکن وہ بدبودار ہوگئی تو حضور اکرم ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا تھا۔

لیکن اضافی تحسین وتجمیل کے لیے پلاسٹک سرجری کا استعمال مثلاً عورت کے پستان کو نوکدار بنانا یا ناک کو زیادہ کھڑا بنوانا، کان کو چھوٹا کرانا یا ہونٹ کو پتلا بنانا وغیرہ جائز نہیں ہوگا۔

اسی طرح تدلیس وتغییر کے لیے کوئی اپنا چہرہ اس حد تک تبدیل کرالے کہ شناخت مشکل ہوجائے، اسی طرح انگوٹھے کے نشان کو تبدیل کرانا کہ آدمی قانون کی گرفت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے یا عمر چھپانے کے لیے جلد کو چست کرانا، یہ سب جائز نہیں ہوگا کیونکہ یہ ایک

طرح کا دھوکہ ہے۔

۷-بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد کے لیے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت شریعت دیتی ہے؟

اس طرح کی پلاسٹک سرجری سراسر دھوکہ ہے اور دھوکہ شرعاً حرام ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من غشنا فلیس منا۔“

مولانا تقی عثمانی مدظلہ کالے خضاب کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں:

”والثانی: أن یفعله الرجل للغش والخداع ولیری نفسه شاباً ولیس بشاب فهذا ممنوع بالاتفاق لاتفاق العلماء علی تحریم الغش والخداع“(تکملۃ فتح الملہم ۱۴۹/۴)۔

اس لیے عمر کو کم ظاہر کرنے کے لیے اور اچھا رشتہ حاصل کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا سراسر دھوکہ ہے، شرعاً اس کی اجازت نہیں۔

۸-کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پائے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں۔شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

اس سے پہلے لکھا جاچکا ہے کہ تدلیس وتغییر اس طرح سرجری کے ذریعہ کرانا کہ شناخت مشکل ہوجائے اور مجرم قانون کی گرفت سے محفوظ ہوجائے جائز نہیں، لیکن مظلوم اگر ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے اس قسم کی سرجری کرا کے اگر اپنے آپ کو محفوظ کرانا چاہتا ہو تو اس کی اجازت ہونا چاہئے۔ہذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب۔

بغرض تجمیل ودفع عیب آپریشن کرانے کا شرعی حکم

مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی ☆

جسم انسانی اپنے اعضاء سمیت خدا کی عطا کردہ امانت ہے، اس کی حفاظت ہر بندہ کا فریضہ ہے اور ضائع کرنا اس امانت خداوندی میں خیانت ہے، جس کی سزا بعض اوقات سخت سے سخت وارد ہوئی ہے۔ خدائے پاک نے بھی اس کی حفاظت کے لیے ممکنہ ہر تدبیر مہیا کردی ہے حتی کہ جملہ مضر مادوں کو حرام تک کردیا، لیکن کبھی کبھی بعض حکم ومصالح کے پیش نظر عوارض کے پیش آنے سے یہ گراں قدر دولت متاثر ہو تو شریعت نے اس کو دفع کرنے کے لیے علاج ومعالجہ کی تاکید فرمادی ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے: "إن لکل داء دواء فإذا أصاب دواء الداء برء باذن اللہ" (مسلم شریف ۲/ ۲۲۵، باب لکل داء دواء واستحباب التداوي) (ہر مرض کے لیے دوا ہے، لہذا اگر دوا بیماری پر پہنچتی ہے تو اللہ کے حکم سے بیماری سے شفایابی ہوتی ہے)۔

ابوداؤد نے سند حسن سے روایت کی ہے: "إن اللہ أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام" (ابوداؤد: ۲/ ۵۴۱، کتاب الطب، باب فی الادویۃ المکروہۃ) (اللہ نے بیماری اور علاج دونوں ہی نازل کیا، اور ہر بیماری کی دوا بنایا ہے لہذا علاج کرو، اور حرام سے علاج مت کرو)۔

عرفجہ بن اسعدؓ کا واقعہ تو مختلف کتابوں میں موجود ہے، ان کی ناک جنگ کُلاب میں

☆ خادم حدیث وفقہ مدرسہ حسینیہ، کلمۃ الہند کیرالہ۔

ضائع ہوگئی، انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی، لیکن اس سے بدبو آنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا (ابوداؤد: ۵۸۱/۲، کتاب الخاتم، باب ما جاء في ربط الاسنان بالذهب، ترمذی: ۳۰۷/۱، ابواب اللباس، باب ماجاء في شد الأسنان بالذهب)۔

امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ کے عنوان سے معلوم ہورہا ہے کہ دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھنا بھی جائز ہے، بلکہ امام ترمذیؒ نے اس کی صراحت بھی ان الفاظ میں کی ہے: "وقد روي عن غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب، وفي هذا الحديث حجة لهم" امام طحاوی وغیرہ بھی جواز کے قائل ہیں، جیسا کہ صاحب العرف الشذی نے تصریح کی ہے، امام محمد رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے (ردالمحتار مع الدر: ۲۵۵/۵، مکتبہ رشیدیہ پاکستان)۔

ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جسم کے کسی جز کا فقدان یا کسی حصے کا کسی خاص وجہ کر تکلیف محسوس کرنا مرض ہے وہیں جمال وموزونیت کا فقدان بھی اسی دائرہ میں آتا ہے،

شریعت نے علاج ومعالجہ کے لیے کچھ خطوط اور ضابطے متعین کیے ہیں انہی خطوط پر رہتے ہوئے علاج ومعالجہ درست ہوسکتا ہے، ان ضابطوں میں اہم وبنیادی ضابطے یہ ہیں:

۱- شریعت نے مختلف مواقع پر اس پر زور دیا ہے کہ دوا حرام نہ ہو، اسی زمرے میں ناپاک اشیاء بھی آتی ہیں، مختلف احادیث میں تداوی بالمسکر، تداوی بالخمر، تداوی بالمحرم سے بچنے کی تاکید آئی ہے (دیکھئے ترمذی ۲۴/۲، ابوداؤد ۵۴۱/۲)۔

ہر چند کہ بعض ناگزیر حالات میں فقہاء کی ایک جماعت نے بعض شرائط کے ساتھ تداوی بالمحرم کی اجازت بھی دی ہے، ان میں سرفہرست حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۱- اگر جسمانی طور پر کوئی ایسا نقص وعیب پایا جائے جو بدہیئت وکریہہ المنظر بنادے، کون سی شکل بدہیئت ہے اور کون سی نہیں یہ زمانہ عرف کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہے، نیز انسانی اعضاء کے علاوہ کوئی دوسری پاک شئی متبادل موجود نہیں جس سے علاج کیا جاسکے تو اپنے ہی جسم

کے بعض حصے کو کاٹ کر دوسرے حصے میں لگانے میں کچھ حرج نہیں ہے جبکہ جہاں سے کاٹا گیا وہاں کوئی عیب مضر پیدا نہ ہو نیز جہاں لگایا جارہا ہے اس کے اچھے ہونے کا گمان غالب ہو، خواہ اس عیب کا تعلق پیدائشی ہی کیوں نہ ہو، عالمگیری میں صریح جزئیہ موجود ہے:

"إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك" (عالمگیری ۵/۳۶۰) (کوئی زائد انگلی یا دوسرے عضو کو کاٹنا چاہے تو علامہ نصیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر غالب گمان ہے کہ اس طرح کاٹنے سے ہلاکت ہوگی تو نہ کرے، اور اگر غالب گمان نجات کی ہے تو کرنے کی گنجائش ہے)۔

اس مسئلہ پر "اختتان" کی حدیث سے بھی روشنی پڑتی ہے، کیوں کہ اس میں بھی زائد جلد ہی کاٹی جاتی ہے جو پیدائشی ہوتی ہے، جس کے جواز میں کوئی کلام نہیں بلکہ شوافع کے یہاں تو اختتان مرد وعورت ہر دو پر واجب ہے۔

۱- اس میں خلقی و غیر خلقی یعنی پیدائشی و حادثاتی عیب میں فرق کرنا بھی اچھا نہیں ہے بلکہ حادثہ کی وجہ کر اگر کوئی عیب پیدا ہو تو وہ عام بیماری کی طرح ہے، علاج کے جتنے مواقع منصوص ہیں وہ تو حادثاتی ہی ہیں۔

۲- البتہ بعض دفعہ عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ کر بعض عیوب پیدا ہوتے ہیں، مثلاً چہرے پر جھریاں پڑجاتی ہیں، تو ایسے موقعہ پر محض حسن کی خاطر آپریشن یا سرجری کی ممانعت ہوگی "أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن نتف الشيب" (نسائی ۲/۲۷۷)۔

ب- ہاں اگر مقصود جہاد ہو یا بیوی کے لیے حسن اختیار کرنا ہو تو اس کی گنجائش ہونی چاہئے، امام ابویوسفؒ کا ارشاد ہے: "كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها" (ردالمحتار ۵/۲۹۹)۔

ج- لیکن پیدائشی طور پر ناک کا پستہ ہونا یا ہاتھ کا چھوٹا ہونا، یہ کوئی عیب نہیں ہے اور نہ

ہی برا سمجھا جاتا ہے، اللہ تعالی نے تو ایک قوم ہی پستہ ناک والی پیدا کر رکھا ہے، لہذا ایسی چیزوں کی اجازت میں واضح طور پر خلق اللہ کی تغییر لازم آتی ہے، جہاں تک ہوسکے اس سے احتراز کیا جائے۔

۴- چونکہ فقہاء کی تصریح کے مطابق ایک انسان کا عضو خود اسی کے حق میں طاہر ہے، لہذا علاج کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو اپنے اعضاء کاٹ کر علاج کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

۵- بظاہر پلاسٹک سرجری جو عام نقائص جسمانی وعیوب کو ختم کرنے کے لیے کیا جائے صحیح معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ بلا ضرورت تلبیس سے بچا جائے، ہمارے سامنے حضرت عرفجہؓ کا واقعہ موجود ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی تھی۔

اصحاب شوافع کے یہاں بھی اجازت معلوم ہوتی ہے، علامہ محلی شوافع کا قول نقل کرتے ہیں: "إلا الأنف والأنملة والسن فيجوز اتخاذها لا الإصبع والفرق بين الأنملة والإصبع أنها تعمل بخلاف الإصبع واليد فلا يجوز اتخاذهما من ذهب ولا فضة" (کنز الراغبین شرح منہاج الطالبین ۲/ ۲۴)۔

گویا کہ مدار اس چیز پر ہے کہ کارگر ہو پاتا ہے یا نہیں، اب تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہر طرح کی سرجری کارگر ہے، اس لیے حلال اشیاء سے اگر نہ ہوسکے تو حرام اشیاء مثلاً سونے وچاندی سے بھی بنایا جاسکتا ہے، لیکن دوسرے انسانی اجزاء سے علاج کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے ایسا کرنا مستحسن نہیں ہے: "لأن الضرورات تبيح المحظورات والضرورات تتقدر بقدر الضرورة"۔

۷- شادی کے قبل اس مقصد سے پلاسٹک سرجری کروانا کہ اچھا رشتہ مل سکے، یا عیب چھپ جائے جائز نہیں ہوسکتا، اس میں تغییر خلق کے ماسوا دھوکہ دہی بھی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

شادی کے وقت اگر عیب ہے تو بیان کرنے میں غیبت کا گناہ بھی لازم نہیں آتا اس کو چھپانے کی اجازت کیوں کردی جاسکتی ہے۔

ہاں نکاح کے بعد محض بیوی کی خوشنودی اور اس کے مطالبہ سے اگر ایسا عمل کرایا جائے تو گنجائش ہے۔

۸- اسی طرح اگر مظلوم ہے، وہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے اگر اضطراری صورت میں پلاسٹک سرجری کرائے تو گنجائش ہے، کیوں کہ ظلم کے خلاف تو قتل تک کی اجازت ہے۔

لیکن کوئی جرم کر کے محض جرم کو چھپانے کے لیے ایسا کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ جرم کے پاداش میں سزا کا بھگت لینا نہ یہ کہ صرف اس کے حق میں خیر ہے، بلکہ اس میں معاشرہ کی اصلاح بھی ہے، اس لیے ایسے موقع پر اس طرح کے اقدام کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام

مفتی عبدالاحد فلاحی ☆

موجودہ دور میں سائنسی ترقی نے جہاں انسان کو بہت کچھ دیا وہاں انسان سے بہت کچھ چھین لیا، اب یہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ معلوم کرے کہ شریعت موجودہ سائنس یا طریقہ علاج سے کس حد تک استفادہ کو جائز قرار دیتی ہے اور کون سے طریقے ہیں جو شرعی حدود کو پامال کرتے ہیں۔

زیر بحث مسئلہ (پلاسٹک سرجری) میں انسانی اعضاء بدن کے ایک حصہ سے نکال کر دوسرے حصہ پر لگائے جاتے ہیں، یہ کس حد تک جائز ہے اور اس کا استعمال کب ناجائز ہوگا بالترتیب سوالات کے جوابات اس طرح ہیں:

۱- وہ عیب جو انسان کے ساتھ پیدائشی طور پر ہو اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن جائز ہوگا، ہندیہ میں اس مسئلہ کی صراحت ہے کہ اگر کسی کی زائد انگلی ہو تو وہ اسے کٹوا سکتا ہے جب کہ مریض کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو: "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب النجاة فهو في سعة من ذلك" (ہندیہ ۵/۳۶۰، کتاب الحظر والاباحہ، باب فیما یسع من جراحات بنی آدم، ط: دار الکتاب دیوبند)، جدید طب نے جو ترقی کی ہے اس کے بعد اب ایسے آپریشن معمولی شمار ہوتے ہیں اور عام حالات میں اس میں انسانی جان کے ختم

☆ خیرامت ٹرسٹ، ممبئی۔

ہونے کے امکانات نہیں ہوتے، انگلی کٹوانے کے تعلق سے ہی ایک استفتاء کے جواب میں مفتی محمود حسنؒ فرماتے ہیں: ''کٹوانا جائز ہے رضائے الٰہی کے خلاف نہیں'' (فتاوی محمودیہ ۱۸؍۳۳۴، کتاب الحظر والاباحۃ، باب التداوی والمعالجہ، ط: ادارہ صدیق ڈابھیل)۔

۲-وہ عیب جو کسی حادثہ کے سبب پیدا ہو اس کو بھی ختم کرنے کے لئے آپریشن جائز ہوگا، اس لئے کہ یہ بیماری کا علاج ہے اور شریعت نے اس کے لئے منع نہیں کیا ہے، حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کا واقعہ ہیکہ انہوں نے سونے کی مصنوعی ناک اللہ کے رسول ﷺ کی اجازت سے لگائی تھی: ''عن عرفجة بن أسعدؓ قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن علي، فأمرني رسول اللهﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب''۔

اسی طرح متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے کہ انہوں نے سونے کے دانت لگوائے تھے، ''وروى غير واحد من أصحاب رسول اللهﷺ أنهم شدوا أسنانهم بالذهب'' (سنن ترمذی ۲؍۶۰۰، کتاب اللباس، باب ما جاء فی شد الاسنان بالذہب، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت) سونے جیسی چیز جس کا استعمال مردوں کے لئے عام حالات میں جائز نہیں ہے، مگر صحابہ کرام نے متبادل نہ ملنے کی صورت میں اسے استعمال کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فطرت کے خلاف کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اسے دور کرنا ضرورت میں داخل ہے۔ صورت مسئولہ میں کسی ناجائز چیز کو استعمال کرنے کی نوبت نہیں آرہی ہے، اس لئے اس مقصد سے آپریشن کرانا تاکہ وہ عیب دور کیا جاسکے جائز ہوگا۔

۳-انسانی جسم میں جو تبدیلی فطری طور پر پیدا ہوتی ہے اس کی کوئی شکل ہو اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست نہیں ہوگا کہ اس میں انسانی بدن میں بغیر کسی ضرورت کے تصرف کیا جارہا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت میں تبدیلی کو پسند نہیں فرمایا: ''فليغيرن خلق الله'' (سورہ نساء:۱۱۹) تغییر خلق کسے کہتے ہیں اس بارے میں مفسرین کی بہت سی

آراء ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جسمانی ساخت میں تبدیلی اور کانٹ چھانٹ کرنا ''تغییر خلق'' ہے، نیز اس آیت سے پہلے جانوروں کے کان چیرنے کا تذکرہ موجود ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے جس خلق میں تغییر کی مذمت کی ہے اس سے مراد جسمانی اور خلقی ساخت ہے۔ مفسرین نے اس کی جو تشریح کی ہے اور قرآن میں جس موقع پر اس کا تذکرہ موجود ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کسی بھی چیز میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی خلقت کا اصل مقصود فوت ہوتا ہو یا اس سے ایسا کام لینا جو فطرت کے خلاف ہو، ''تغییر خلق'' ہے، لہذا فطرت میں اس طرح کی تبدیلیوں کے لئے آپریشن جائز نہ ہوگا۔

۴- ایسے عیب کو دور کرنے کے لئے بدن کے کسی حصہ کو اسی بدن میں دوسری جگہ لگانا جائز ہوگا، اس لئے کہ اعضاء کی پیوندکاری کی صورت میں جو قباحتیں ذکر کی جاتی ہیں ان کا ارتکاب یہاں لازم نہیں آتا ہے۔ عامتاً جن قباحتوں کا تذکرہ فقہاء نے کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

الف- انسانی جسم کی بے حرمتی۔

ب- انسانی جسم کا جب کوئی حصہ الگ ہوجاتا ہے تو وہ ناپاک ہوجاتا ہے، پیوندکاری کی صورت میں بدن کے ساتھ اس ناپاک حصہ کو جوڑا جاتا ہے، ان دونوں کی دلیل: ''الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز قیل للنجاسة وقیل للکرامة هو الصحیح'' (ہندیہ ۵/۳۵۴، کتاب الحظر والاباحہ، باب فی التداوی والمعالجہ، ط: دار الکتاب دیوبند)۔

ج- بعض فقہاء نے انسانی جسم کو چیرنے پھاڑنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ اس میں ہلاکت کا بھی اندیشہ ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے: ''إن کان الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا یفعل'' (ہندیہ ۵/۳۵۴، کتاب الحظر والاباحہ، باب فی التداوی والمعالجہ، ط: دار الکتاب دیوبند)۔

د- اعضاء انسانی کی پیوندکاری کی اجازت دینے کی صورت میں انسانی اعضاء کی حرمت ختم ہوجائے گی اور بازار میں اعضاء کی خرید وفروخت کو راہ ملے گی۔ زیر بحث مسئلہ میں ان

میں سے کسی کا ارتکاب نہیں ہو رہا ہے، اس لئے اس طرح کے پیدائشی عیب کو ختم کرنے کے لئے آپریشن کرانے کی گنجائش ہے، چنانچہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر بدن کے کسی حصہ میں خرابی پیدا ہو جائے اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ بیماری پھیلے گی تو بدن کے اس حصہ کو کاٹا جا سکتا ہے: "لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى كذا فى السراجية" (ہندیہ ۵/۳۶۰، کتاب الحظر والاباحہ، باب فیما یسع من جراحات بنی آدم، ط: دار الکتاب دیوبند)۔

اسی طرح اگر کسی کی انگلی زائد ہو تو اس زائد انگلی کو بھی نکالنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے: "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا يفعل وإن كان الغالب النجاة فهو فى سعة من ذلک" (ہندیہ ۵/۳۶۰- کتاب الحظر والاباحۃ، باب فیما یسع من جراحات بنی آدم، ط: دار الکتاب دیوبند)۔

موجودہ سوال میں انسانی جسم کی بے حرمتی کا ارتکاب بھی لازم نہیں آ رہا ہے، اس لئے کہ علاج کے لئے اسی کے بدن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ پر منتقل کیا جا رہا ہے، دوسری وجہ بھی نہیں پائی جا رہی ہے، اس لئے کہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ بدن سے الگ ہونے کے بعد عضو مردہ کے حکم میں ہے مگر جس کے بدن کا حصہ ہے اس کے لئے وہ اب بھی پاک ہے:

"واختلف فى أذنه، ففى البدائع نجسة وفى الخانية لا، وفى الأشباه: المنفصل من الحى كميتة، إلا فى حق صاحبه فطاهر وإن كثر، وفى شرح المقدسى قلت: والجواب عن الإشكال أن إعادة الأذن وثباتها إنما يكون غالباً بعود الحياة فيها، فلا يصدق أنها أبين من الحى لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تبن، ولو فرضنا شخصاً مات ثم أعيدت حياته معجزة أو كرامة لعاد طاهرا" (رد المحتار علی الدر المختار ۱/۳۶۱، کتاب الطہارۃ باب المیاہ، ط: مکتبہ زکریا دیوبند)۔

اسی طرح اب طریقہ علاج نے جس قدر ترقی کر لی ہے اس کی بنا پر ایسے آپریشنوں

میں جان کا خطرہ بھی نہیں ہوتا، اسی طرح صورت مسئولہ میں ایک انسان کا جزو بدن اسی کے لئے استعمال ہو رہا ہے، اس لئے اس میں اعضاء انسانی کی خرید وفروخت کو راہ ملنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔

۵- جسمانی عیوب اور نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت تو ہوگی مگر حتی الامکان اس سے احتراز کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔

۷- جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ تغییر خلق میں داخل ہے۔

۸- مجرم کے لئے گنجائش نہیں ہوگی، البتہ مظلوم اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرا سکتا ہے: "الضرر یزال"۔ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام

مفتی عبدالرحیم قاسمی ☆

۱-ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

پیدائشی طور پر پایا جانے والا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اس کا آپریشن کرانا جائز ہے، زائد انگلی کو کٹوانا جائز ہے (فتاوی محمودیہ ۱۴/ ۳۲۵)۔

"إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا يفعل، لأنه تعريض النفس للهلاک وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلک"

۲-بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

انسان اپنے بدن یا کسی عضو کا مالک نہیں کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے اسی بنا پر اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو قیمتاً یا بلا قیمت دے دے، فتاوی قاضی میں ہے: مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک فقال له رجل: إقطع يدي وكلها أو

☆ مرکز دعوت وارشاد وافتا، ناظم جامعہ خیر العلوم، بھوپال۔

قال: إقطع منى قطعة فكلها لايسعه أن يفعل ذلك ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من لحم نفسه فيأكل (فتاوی قاضیخاں علی ہامش الہندیہ ۳/ ۴۰۴)۔

یعنی کوئی شخص حالت اضطرار میں ہے اور بھوک کی وجہ سے اس کو اپنی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو، اور مردار جانور بھی نہیں پاتا کہ اس کو کھا کر اپنی جان بچائے اس حالت میں کسی شخص نے پیش کش کی کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو یا یوں کہا کہ کسی جگہ سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر کھالو تو اس مضطر کے لئے اس شخص کا ہاتھ یا گوشت کا کاٹ کر کھانا جائز نہیں اور کسی شخص کو اس طرح کی پیش کش کرنا بھی صحیح نہیں، (اس لئے کہ وہ خود اپنے ہاتھ یا اپنے بدن کے گوشت پوست کا مالک نہیں) جس طرح خود مضطر کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بدن میں سے گوشت کاٹ کر کھالے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے، اس لئے کہ کوئی شخص اپنی روح کا مالک نہیں کہ اسے ضائع کردے، لہذا کسی زندہ یا مردہ انسان کا عضو آپریشن کر کے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں (فتاوی رحیمیہ ۶/ ۲۸۷)۔

الانتفاع بأجزاء الآدمى لم يجز قيل للنجاسة وقيل للكرامة هو الصحيح (فتاوی عالمگیری ۵/ ۳۵۴) (یعنی انسان کے کسی جز سے انتفاع جائز نہیں، صحیح یہ ہے کہ انتفاع کے عدم جواز کی علت کرامت واحترام ہے)۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے: "ولقد كرمنا بنى آدم" (بنی اسرائیل: ۷۰) (یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے)۔

اگر انسانی اعضاء کے علاوہ دیگر چیزوں سے پیوندکاری کی جائے تو حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کا آپریشن کرانا جائز ہے۔

جمہور فقہاء نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے جو عرفجہ بن اسعد صحابی کو کوفہ اور بصرہ کے درمیان جنگ کلاب میں پیش آیا تھا کہ ان کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک

بنوا کر لگالی، مگر اس میں بدبو پیدا ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا کیونکہ سونا سڑتا نہیں۔

یہ حدیث ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد وغیرہ میں روایت کی گئی ہے اور فقہاء محدثین نے اسے معتبر تسلیم کیا ہے، اس میں سونے کی ناک لگانے کا حکم ہے، حالانکہ مردوں کے لئے سونے کا استعمال رسول اللہ ﷺ نے حرام فرمایا ہے (جواہر الفقہ ۲/ ۳۴)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور نے کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر ہونے والی جھریوں کا آپریشن کرانا جائز نہیں، سیاہ خضاب لگانا سخت گناہ ہے، احادیث میں اس پر وعید آئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی، عن النبی ﷺ قال: "یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة" (ابوداؤد ۲/ ۵۷۸)۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اس (بال کی سفیدی) کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ خضاب سے بچو۔

"غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد" (ابوداؤد ۲/ ۵۷۸)۔

اس حدیث میں سیاہ خضاب سے بچنے کا صراحتاً حکم فرمایا، لہذا اس سے بالکل احتراز کیا جائے اس کا استعمال جائز نہیں (فتاوی رحیمیہ ۶/ ۲۹۱)۔

اگر کوئی شخص دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے خضاب استعمال کرے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرے تو یہ باجماع حرام ہے (درس ترمذی از مفتی تقی عثمانی ۵/ ۳۵۳)۔

جھریوں کا آپریشن بھی اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، لہذا یہ

جائز نہیں۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تا کہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے اس کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز اسی جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے "وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها أو شعر غیرها" (فتاوی عالمگیری ۳۵۸/۵) (انسانی بالوں کو بالوں میں جوڑنا حرام ہے، برابر ہے کہ خود اسی عورت کے بال ہوں یا دوسری عورت کے بال ہوں)۔

فتاوی قاضی خاں میں ہے: رجل برجله جراحة قالوا یکره له أن یعالجه بعظم الإنسان والخنزیر لأنه محرم الانتفاع (فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ۴۰۴/۳) (کسی آدمی کے پیر میں زخم ہے انسان کی ہڈی اور خنزیر کی ہڈی سے اس کا علاج مکروہ ہے، کیونکہ اس سے انتفاع حرام ہے)۔

البتہ کان کٹ جائے یا دانت اکھڑ جائے یا ایسا کوئی عضو جسے دوبارہ اس کی جگہ پر لگا کر کارآمد و مفید بنایا جا سکتا ہو تو اس کو اس کی جگہ پر دوبارہ لگانے کی گنجائش ہے: لو قلع إنسان سنه أو قطع أذنه ثم أعادهما إلی مکانهما وصلی أو صلی وسنه أو أذنه فی کمه تجوز صلاته فی ظاهر الروایة (اگر انسان نے اپنا دانت اکھاڑ لیا یا کان کاٹ لیا پھر ان دونوں کو ان کی جگہ پر دوبارہ لگا دیا اور نماز پڑھ لی یا اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس کا دانت یا کان اس کی آستین میں ہے تو ظاہر الروایہ میں ہے کہ اس کی نماز جائز ہے) (فتاوی قاضیخاں علی ہامش الہندیہ ۲۰/۱)۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری سے ہلاکت کا غالب گمان نہ ہوتو اس کی گنجائش ہے۔

۶-کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے پلاسٹک سرجری کا آپریشن کرانا جائزنہیں، کیونکہ اس میں کوئی جسمانی یا ذہنی تکلیف نہیں اور ایسے آپریشن کے لئے جان کو خطرہ میں ڈالنا جائزنہیں۔

۷-بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

انسان کے کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائزنہیں۔

وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها أو شعر غیرها لقول ﷺ: "لعن الله الواصلة المستوصلة والواشمة والمستوشمة والواشرة والمستوشرة والنامصة والمتنمصة" (درمختار) قال الشامی: لما فیه من التزویر۔

(انسانی بالوں کو بالوں میں جوڑنا حرام ہے، حضور ﷺ کی حدیث کی وجہ سے کہ بالوں کو جوڑنے والی پر اور جڑوانے والی پر اور تل گودنے والی پر اور گدوانے والی پر اور دانتوں کو باریک کرنے والی پر اور دانتوں کو باریک کروانے والی پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والی پر اور اکھڑوانے والی عورتوں پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ شامی نے کہا: کیونکہ اس میں تزویر ہے یعنی ملمع سازی وفریب کاری ہے) (شامی ۲۳۹/۵)۔

۸-کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

ظلم کے خطرہ کی حالت میں ظالم سے شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی

گنجائش ہوگی، درمختار میں ہے:

الكذب مباح لإحياء حقه، ودفع الظلم عن نفسه، قال الشامي: وواجب إن وجب تحصيله كما لو رأى معصوماً اختفى من ظالم يريد قتله أو إيذاءه فالكذب هنا واجب (شامی ۲۷۴/۵)۔

(اپنے حق کو زندہ کرنے کے لئے اور اپنی جان سے ظلم کو دفع کرنے کے لئے جھوٹ بولنا مباح ہے، شامی نے کہا کہ اگر اس کو حاصل کرنا واجب ہے تو اس موقع پر جھوٹ بولنا واجب ہو جائے گا، جیسے اگر ظالم سے بے گناہ کو چھپتے ہوئے دیکھا جو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے یا اس کو تکلیف دینا چاہتا ہے تو یہاں جھوٹ بولنا واجب ہے) کہ میں نے نہیں دیکھا۔

آپریشن بغرض تجمیل و دفع عیب

مفتی محمد عارف باللہ قاسمی ☆

اللہ تعالی نے انسانوں کو مختلف اعضاء کا مجموعہ جسم امانت کے طور پر عنایت کیا ہے، اس لئے اس کی حفاظت انسانوں پر لازم ہے جسم انسانی کی حفاظت کی کئی شکلیں ہیں:

۱- کسی سبب سے پیدا ہونے والی یا پیدائشی طور پر موجود کسی ایسی تکلیف کا ازالہ جو انسانی جسم کو مبتلائے تکلیف کرتی ہو۔

۲- کسی سبب سے کسی عضو میں کوئی ظاہری یا باطنی نقص پیدا ہو جائے جس سے اس عضو کی منفعت وصلاحیت کلی یا جزئی طور پر متاثر ہو جائے، تو اس نقص کی تلافی کرنا تا کہ اس کی مفقود فطری منفعت وصلاحیت اس میں دوبارہ پیدا ہو جائے۔

۳- کسی سبب سے کوئی عضو جسم انسانی سے متعلق عام فطری نظام کے ناموافق ہو جائے، یا وہ ناموافقت اس میں پیدائشی طور پر موجود ہو، تو اس کو عام فطرت کے موافق کرنا۔

حفاظت کی ان شکلوں کو علاج ومعالجہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے، تا کہ جسم راحت وآرام، منفعت وصلاحیت اور ہیئت وصورت کے اعتبار سے اس عام فطرت کے موافق ہو جائے جو اللہ نے جسم انسانی کے حوالے سے متعین کر رکھا ہے اور جو عام انسانوں میں مشترک ہے۔

علاج کے طریقوں میں سے موجودہ دور میں دو طریقہ بہت ہی متعارف ہے (۱) دوائیوں کا استعمال، (۲) آپریشن۔

☆ مدرسہ اسلامیہ دار العلوم ربانیہ حیدر آباد۔

انسانی جسم کی حفاظت کے لئے علاج ومعالجہ کے ان دونوں طریقوں میں سے جس کی بھی ضرورت ہو اس کا استعمال شرعاً مباح ہے، بلکہ ایسے وقت میں جب کہ علاج کے بغیر ہلاکت کا اندیشہ ہو اس وقت علاج کے ذریعہ جان بچانے کی تدبیر کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

دوائیوں کے استعمال کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

"ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء" (بخاری:۵۲۴۶) (اللہ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کی شفا کو بھی نازل کیا ہے)۔

اسی طرح فصد اور حجامت کی اجازت سے آپریشن کا جواز ثابت ہوتا ہے، حجامت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إن أفضل ما تداویتم به الحجامة" (مسلم:۲۹۵۲) (بے شک جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو حجامت ان میں افضل ہے)۔

علاج کے ان دونوں طریقوں میں موجودہ دور میں بڑا انقلاب پیدا ہوا ہے اور اس میں نت نئی چیزیں اور طریقے وجود میں آئے ہیں، نیز ان طریقوں کو جن مقاصد کے پیش نظر اختیار کیا جاتا ہے ان میں بھی تنوع پیدا ہوا ہے، اور تنوع کے نتیجہ میں آپریشن کی ایک نئی قسم "جراحة التجمیل" (آپریشن بغرض تجمیل ودفع عیب) وجود میں آئی ہے، جس کا مقصد انسانی جسم کے کسی پیدائشی، یا حادثاتی عیب کو دور کرنا ہوتا ہے، یا موافق فطرت انسانی شکل وصورت کو تحسین وتزئین وغیرہ کے پیش نظر من چاہی انداز میں ڈھالنا ہوتا ہے، ماہر اطباء کے نزدیک اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

جراحة التجميل هي جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة أو وظيفته إذا ما طرأ عليه نقص أو تلف أو تشوه. (بحوث لبعض النوازل الفقهیہ المعاصرہ:۲۶) (آپریشن برائے تجمیل وہ آپریشن ہے جو ظاہری جسم کے کسی حصہ کو خوبصورت بنانے کے لئے کیا جاتا ہے، یا اس کے منفعت کو بہتر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے جبکہ اس میں کوئی نقص یا بے کارگی یا بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے)۔

اس کو جن مقاصد کے پیش نظر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور "الأمور بمقاصدها" کے اصول کی روشنی میں اس کے جواز وعدم جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے:

۱- عام قانون فطرت کے خلاف کسی ایسے عیب کو دور کرنے کے لئے کیا جانے والا آپریشن جو عیب انسانی صحت کو متاثر کرتا ہو یا اس کے ہوتے ہوئے عیب دار عضو کی منفعت کلی یا جزئی طور پر معدوم ہو۔

۲- موافق فطرت جسم واعضاء جسم کو مزید خوبصورت بنانے اور مفروضہ معیار حسن سے ہم آہنگ کرنے کے لئے یا اپنی متعارف شکل وصورت غیر متعارف بنانے کے لئے کیا جانے والا آپریشن۔

عام قانون فطرت کے خلاف پیدائشی یا حادثاتی عیب کے ازالہ کے لئے آپریشن کا حکم

پہلی قسم: یعنی اگر جسم میں کوئی عیب موجود ہو، جسے انسانی صحت کے تحفظ یا اس عضو کی منفعت کی حصولیابی کی خاطر دور کرنا ضروری ہو یا وہ انسانی جسم کے حوالے سے عام قانون فطرت کے خلاف ہو، چاہے وہ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی سبب سے پیدا ہو گیا ہو، چونکہ یہ عام قانون فطرت کے خلاف ایک عیب ہے جو کہ انسانی صحت یا اس عضو کی منفعت کے منافی ہے، اس لئے اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے، جیسے کٹے ہوئے ہونٹ اور غیر معمولی معیوب انداز میں ٹیڑھی ناک کو آپریشن کے ذریعہ عام فطرت کے موافق بنانا یا ہاتھ یا پاؤں کی زائد انگلیوں کو کاٹنا، ملی ہوئی انگلیوں کو جدا کرنا، عورت کی داڑھی یا مونچھ کو دور کرنا، پستان سے محروم عورت میں پستان لگانا، آگ میں جلے ہوئے عضو کو درست کرنا وغیرہ دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگائی، لیکن اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کی

اجازت دی (سنن ابوداود: ۴۲۳۲)۔

۲- اس قسم کے عیوب چونکہ خلاف فطرت ہیں، اس لئے اس میں حسی یا معنوی ضرر ہوتا ہے اور انسان کو ضرر کے دور کرنے کا حق حاصل ہے، فقہی قاعدہ ہے: "الضور یزال" (ضرر کو زائل کیا جاتا ہے)۔

۳- خلاف فطرت عیب کا ازالہ ایک انسانی ضرورت ہے، کیونکہ خلاف فطرت ہونا معیوب ہے، تو جس طرح عام آپریشن ضرورت کی وجہ سے جائز ہیں، اسی طرح یہ آپریشن بھی علت ضرورت کے پیش نظر جائز ہوگا۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے اور یہ تغییر خلق اللہ (اللہ کی تخلیق میں تبدیلی) نہیں ہے جس پر احادیث میں لعنت کی گئی ہے، کیونکہ تغییر خلق اللہ سے مراد موافق فطرت حالت کو بدل کر خلاف فطرت کیفیت کو پیدا کرنا ہے، جبکہ خلاف فطرت کیفیت (عیب) کو دور کرنے کی شرعاً اجازت ہے، جیسا کہ اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا کہ میرے چہرہ پر زائد بال ہیں، کیا میں اپنے شوہر کی خاطر زینت کے پیش نظر ان کو دور کرسکتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ضرور انہیں صاف کرو اور اپنے شوہر کے لئے زینت کرو (مصنف عبدالرزاق: ۵۱۰۴)۔

البتہ اگر عیب معمولی ہو اور تکلیف دہ بھی نہ ہو تو جسمانی معمولی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات کرنا اور آپریشن کے ذریعہ معمولی کمی بیشی کو دور کرنا بہتر نہیں ہے بلکہ اسے گوارا کرلینا بہتر ہے، کیونکہ جس ضرورت کے پیش نظر اس آپریشن کی اجازت دی گئی ہے وہ ضرورت کامل متحقق نہیں ہے۔

نیز اس جائز آپریشن کے ذریعہ عیب دور کرنے کی تین شکلیں ہیں:

۱- کسی خارجی چیز کے اضافہ کے بغیر عیب کو دور کرنا جیسے زائد انگلیوں کو کاٹنا یا ملی ہوئی انگلیوں کو جدا کرنا وغیرہ، اور یہ آپریشن ایسا ہی ہے جیسے کسی تکلیف دہ عضو کو کاٹ کر جدا کرنا، فقہاء کے

کلام میں اس کی تصریح ملتی ہے کہ تکلیف دہ عضو کو اگر کاٹنے کی ضرورت ہو تو اس کو کاٹنا جائز ہے۔

۲- کسی مصنوعی چیز کے اضافہ کے ذریعہ اس عیب کو دور کرنا، آپریشن کی یہ شکل بھی جائز ہے، اور اس کے جواز کی دلیل وہ روایت ہے جو ماقبل میں حضرت عرفجہؓ کے بارے میں گذری کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی۔

البتہ اس میں یہ شرط ملحوظ رہے کہ وہ مصنوعی چیز کسی غیر ماکول اللحم جانور، درندے، کتے اور خنزیر کے گوشت یا چربی یا بال سے یا خنزیر کے چمڑے سے نہ بنائی گئی ہو، کیونکہ غیر اضطراری حالت میں ان سے انتفاع جائز نہیں ہے (موسوعہ فقہیہ)۔

اسی طرح عیب کو دور کرنے میں کسی دوسرے انسان کے کسی عضو سے بھی انتفاع جائز نہیں ہے، چاہے وہ انسان زندہ ہو یا مردہ، کیونکہ کسی انسان کے کسی عضو سے انتفاع قطعا جائز نہیں ہے، فتاوی بزازیہ میں ہے:

يكره معالجة الجراحة بعظم الإنسان ... لأنها محرمة الانتفاع (فتاوی بزازیہ ۳۶۵/۶) (انسان کی ہڈی سے علاج مکروہ (تحریمی) ہے، اس لئے کہ اس سے انتفاع حرام ہے)۔

نیز فتاوی ہندیہ میں ہے:

الانتفاع بجزء الآدمی لم يجز (ہندیہ ۳۵۴/۵) (آدمی کے جزء سے انتفاع جائز نہیں ہے)۔

اس کی اصل بنیاد وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنی بیٹی کے بال میں کسی دوسری عورت کے بال کو جوڑے، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں: "جاءت امرأة إلى النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله! إن لي ابنة عريسا أصابتها حصبة فتمرق شعرها أفأصله؟ فقال: لعن الله الواصلة والمستوصلة" (مسلم:۳۹۶۱) (ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیٹی شادی کے قابل ہے جسے پھوڑے ہو گئے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے تو

کیا میں اس کے بال میں کچھ بال جڑوادوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہے بالوں کو جوڑنے والی پر اور جوڑوانے والی پر)۔

۳- آپریشن برائے دفع عیب کی ایک شکل یہ ہے کہ اسی انسان کے جسم کے کسی حصہ سے تھوڑا گوشت یا چمڑا لے کر اس عیب کو دور کیا جائے، اس طور پر کہ خود اس عضو کی منفعت متاثر نہ ہو، آپریشن کی یہ شکل بھی چونکہ مبنی بر مصلحت ہے، اور اس کے ذریعہ خود اس انسان کے مضرت کو دور کر کے اس کی منفعت کو حاصل کیا جاتا ہے، اگرچہ عام حالات میں انسان کے کسی غیر تکلیف دہ عضو کو کاٹنا جائز نہیں ہے، مگر دفع مضرت اور جلب منفعت کے اصول کے تحت آپریشن کی یہ شکل بھی جائز ہے، کیونکہ دفع مضرت بھی احکام میں مؤثر اور معتبر ہے اور اس کی وجہ سے بھی ''عدم جواز'' ''جواز'' میں تبدیل ہوجاتا ہے، جیسا کہ ایک مضطر شخص کو کھانے کی کوئی چیز میسر نہ ہو البتہ وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو اس طرح کاٹ کر اپنی جان کو بچا سکتا ہو کہ اس کا کاٹنا اس کے لئے مہلک نہ ہو تو اس کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اپنے عضو کو کاٹ کر اپنی بھوک دور کر لے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ دو ضرر میں سے اشد کو دور کرنے کے لئے اخف کو اختیار کرنا جائز ہے، جیسا کہ فقہی قاعدہ: ''الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف'' (معمولی نقصان کے ذریعہ بڑے نقصان کو دور کیا جائے گا) اور فقہی قاعدہ: ''يختار أهون الشرين'' (دو شر میں سے جو آسان ہو اسے اختیار کیا جائے گا) کا تقاضا ہے۔

نیز دوسرے انسان کے اعضاء کا استعمال اس لئے ممنوع ہے کہ یہ اس کی کرامت کے خلاف ہے اور اس میں اس کی اہانت ہے، جبکہ خود انسان کا اپنے جزء سے انتفاع از قبیل اہانت نہیں ہے، علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

إن استعمال جزء منفصل عن غيره من بني آدم إهانة بذلك الغير والآدمي بجميع أجزائه مكرم ولا إهانة في استعمال جزء نفسه (بدائع الصنائع ۵/۱۳۳) (کسی آدمی کے جسم سے علاحدہ کئے ہوئے اس کے جزء کو استعمال کرنا اس آدمی

کی توہین ہے، کیونکہ آدمی اپنے تمام اعضاء سمیت قابل احترام ہے، جبکہ خود اپنے جزء کو استعمال کرنے میں کوئی اہانت نہیں ہے)۔

موافق فطرت اعضاء جسم کی تزئین وتحسین یا تبدیلی کی خاطر آپریشن کا حکم

موافق فطرت جسم واعضاء جسم کو مزید خوبصورت بنانے اور مفروضہ معیار حسن سے ہم آہنگ کرنے کے لئے، یا فطری عیوب کو دور کرنے کے لئے یا اپنی متعارف شکل وصورت کو غیر متعارف بنانے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- موافق فطرت جسم میں آپریشن کے ذریعہ اس کے فطری عیوب، حسن وجمال اور صورت میں تبدیلی درحقیقت اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے، جس سے اسلام نے سختی سے روکا ہے اور اسے شیطانی عمل قرار دیا ہے، شیطان کے چیلنج کو اللہ نے ان الفاظ میں قرآن کریم میں ذکر کیا ہے:

”ولأضلنهم ولأمنينهم ولآمرنهم فليبتكن آذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله“ (نساء:۱۱۹) (میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو (برے اعمال کے کرنے کی) تعلیم دوں گا جس سے وہ چوپایوں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے)۔

۲- نیز اس کے ذریعہ غیر فطری حسن وجمال کو پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جبکہ اسلام میں ہر وہ عمل ناجائز ہے جس کے ذریعہ فطری خداداد حسن وجمال کی جگہ غیر فطری حسن وجمال پیدا کیا جاتا ہو جیسا کہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے، مثلاً عورتیں خود کو حقیقی عمر سے کم عمر یا حقیقی حسن سے زائد خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے دانتوں کو باریک کروایا کرتی تھیں اور چہرے وغیرہ کے بالوں کو صاف کروایا کرتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لعن الله المتنمصات والمؤتشمات والمتفلجات اللاتي يغيرن خلق الله عزوجل“ (نسائی:۵۰۲۰) (اللہ نے بالوں کو

نوچوانے والیوں، گودوانے والیوں اور دانتوں کو باریک کروانے والیوں پر لعنت کی ہے جو کہ اللہ عزوجل کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں)۔

اسی طرح چہرہ کی رنگت کو تبدیل کرنے کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"كان رسول الله ﷺ يلعن القاشرة والمقشورة والواشمة والموتشمة والواصلة والمتصلة" (مسند احمد: ۲۴۹۳۳) (رسول اللہ ﷺ چہرہ کی رنگت تبدیل کرنے والی اور کروانے والی پر، گودنے والی اور گودوانے والی پر اور بالوں کو جوڑنے والی اور جوڑوانے والی پر لعنت کرتے تھے)۔

نیز بالوں میں دوسری عورت کے بال یا اس جیسی کسی چیز کے جوڑنے کے بارے میں حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: "زجر النبي ﷺ أن تصل المرأة برأسها شيئاً" (مسلم: ۳۹۶۷) (نبی ﷺ نے اس بات سے روکا ہے کہ عورت اپنے سر میں کوئی چیز ملائے)۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپریشن یا کسی اور ذریعہ سے اپنے اعضاء جسم کو اس کی خداداد فطری حقیقت ورنگت کے برخلاف بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی بھی مقصد سے بڑھتی ہوئی عمر کی وجہ سے پیدا ہونے والی فطری کیفیتوں کو دور کرنے کے لئے یا حقیقی رنگت کو تبدیل کرنے کے لئے یا حقیقی حسن کو بڑھانے کے لئے یا جسم کے کسی حصہ کو مفروضہ معیار حسن سے یا اپنی پسند سے ہم آہنگ کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری اور اسلام

مولانا منور سلطان ندوی ☆

جواب ۱، ۲- انسان کا جسم اللہ تعالی کی امانت ہے، اس کی حفاظت ممکن حد تک فرض ہے، اور اس میں اپنی طرف سے کسی طرح کی تبدیلی، اعضاء کی کاٹ چھانٹ درست نہیں ہے، شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے، البتہ علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنا ضروری ہو اور نہ کاٹنے سے دوسرا حصہ بھی متاثر ہوسکتا ہو یا اس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو، ایسی صورت میں مذکورہ حصہ کا کاٹنا جائز ہے، صحیح مسلم کی روایت ہے: حضرت جابر بن عبد اللہؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن ابی کعبؓ کے پاس ایک طبیب بھیجا، طبیب نے ان کی ایک رگ کو کاٹا پھر اس حصہ کو داغ دیا (صحیح مسلم ۲۱/۴)۔

مذکورہ واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے طبیب کے عمل پر نکیر نہیں فرمائی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کا کاٹنا درست ہے۔

امام ابن حزم ظاہریؒ نے اس سلسلہ میں اہل علم کا اتفاق نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

واتفقوا على أنه لا يحل أن يقتل نفسه ولا يقطع عضوا من أعضائه ولا أن يؤلم نفسه في غير التداوي بقطع العضو الألم خاصة... (الاجماع /۱۵۷)۔

(علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی آدمی کے لئے خود کو ہلاک کرنا، اپنے کسی حصہ کو کاٹنا یا تکلیف دینا جائز نہیں ہے، صرف علاج کے لئے تکلیف والے حصہ کو کاٹ سکتے ہیں)۔

☆ رفیق دار الافتاء دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنا عقلی طور پر بھی واضح ہے، اس طرح کہ کسی حصہ کے کاٹنے کا مطلب دراصل ایک ناکارہ یا عیب دار عضو کو درست کرنا ہے، اگر متاثر حصہ کو اسی حالت میں رکھیں تو دوسرا حصہ بھی متاثر ہوسکتا ہے، اس لئے بقیہ اعضاء کو بچانے کے لئے ایک عضو کا کاٹنا درست ہوگا، اس لئے یہاں پر بڑے مفسدہ کے مقابلہ میں چھوٹے مفسدہ کو گوارہ کیا جائے گا، علامہ عز بن عبد السلامؒ تحریر فرماتے ہیں:

....أحدهما إتلاف لإصلاح الأجساد وحفظ الأرواح كإتلاف الأطعمة.... ويلحق به قطع الأعضاء المستاكلة حفظا للأرواح، فإن إفساد هذه الأشياء جائز للإصلاح (قواعد الاحکام ۲/۸۷)۔

آپریشن برائے دفع عیوب

جسمانی عیوب ونقائص بعض پیدائشی ہوتے ہیں جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ہاتھ میں چھ انگلی کا ہونا، اور بعض عیوب کسی حادثہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں، مثلاً چہرے کا جھلس جانا، چمڑے کا جل جانا، جلنے کی وجہ سے انگلیوں کا مل جانا وغیرہ۔

الف- یہ عیوب ایسے ہیں کہ ان کا علاج ضروری اور ناگزیر ہے، آپریشن نہ کرانے سے جان جانے کا اندیشہ ہے اور آپریشن کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے، ایسی صورت میں مذکورہ عیوب کے ازالہ کے لئے آپریشن کرانا درست ہے۔

۱- اس کی دلیل وہ تمام احادیث ہیں جن میں علاج کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يا عباد الله! تداووا فإن الله عزوجل لم يضع داء إلا وضع له شفاء غير داء واحد، قالوا: ما هو؟ قال: الهرم" (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۵۵)۔

اور سنن ابوداؤد کی روایت ہے: "إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء، تداووا ولا تتداوى بحرام" (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۸۷)۔

۲-"إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه إن الله غفور رحيم" (بقرہ:۱۷۳)۔

"فمن اضطر فی مخمصة غير متجانف لإثم فإن الله غفور رحيم" (مائدہ:۳)۔

۳-فقہی قواعد: الضرر يزال (الاشباہ والنظائر لابن نجیم / ۸۵)۔

الضرورات تبيح المحظورات (حوالہ سابق)۔

إذا ضاق الأمر اتسع (حوالہ سابق:۸۴)۔

ب- یہ عیوب ایسے نہیں ہیں کہ ان کا آپریشن نہ کرانے سے جان کا خطرہ نہیں ہے، البتہ اس کی وجہ سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اس میں جسمانی یا ذہنی یا دونوں طرح کی تکلیف ہوتی ہے، ان جیسے عیوب کے ازالہ کے لئے بھی آپریشن کرانا درست ہوگا، اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱-"عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب فی الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق، فأنتن عليه فأمر النبی ﷺ أن يتخذ أنفاً من ذهب" (ترمذی/ ۱۷۷۱)۔

مذکورہ روایت میں عیب اس درجہ کا نہیں تھا کہ بڑے ضرر کا سبب بنتا، اس کے بعد بھی آپ ﷺ نے اس کے ازالہ کے لئے سونا استعمال کرنے کا حکم دیا، جبکہ سونا مردوں کے لئے حرام ہے۔

۲-اگر ان عیوب کی وجہ سے جسمانی یا ذہنی تکلیف ہوتی ہے، اس کا ازالہ آپریشن سے ہوسکتا ہے، لہذا آپریشن انسانی ضرورت ہے، فقہی اصطلاح میں اسے حاجت کہا جائے گا، اور حاجت کے بارے میں فقہی قاعدہ ہے: "الحاجة تنزل منزلة الضرورة، عامة كانت أو خاصة" (الاشباہ للسیوطی/ ۸۸، الاشباہ لابن نجیم/ ۹۱)۔

۳- احادیث میں تغییر خلق اللہ کی ممانعت آئی ہے، وہ بلاضرورت یا تجمیل کے مقصد کے لئے ہے، جبکہ مذکورہ صورت میں آپریشن عیوب کے ازالہ کے لئے ہے جو ظاہر ہے علاج ہے اور انسانی ضرورت ہے، لہذا یہ صورت حدیث میں وارد ممانعت سے مستثنی ہوگی، شارحین نے اس کی وضاحت کی ہے، امام نوویؒ "لعن الله الواشمة والمستوشمة" والی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وأما قوله المتفلجات للحسن" فمعناه يفعلن ذلك طلباً للحسن، وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس" (شرح مسلم نووی: کتاب اللباس والزینۃ)۔

یہ صورت تغییر خلق اللہ میں اس لئے بھی شامل نہیں ہوگی کہ اس کا اصل مقصد تکلیف کو دور کرنا ہے، اس کی وجہ سے جو خوبصورتی آتی ہے وہ ضمناً ہے (احکام الجراحۃ الطبیۃ / ۱۲۵)۔

۴- ان عیوب کا دور کرنا علاج ہے اور شریعت نے علاج ومعالجہ کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس کو واجب قرار دیا ہے۔

۵- عام طور پر فقہاء ائمہ اربعہ کی کتابوں میں اس طرح کی جزئیات موجود ہیں کہ علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنے کی ضرورت ہو تو کاٹ سکتے ہیں۔

۳- آپریشن بغرض تجمیل

آپریشن بغرض تجمیل کی دو شکلیں ہوتی ہیں:

۱- خوبصورتی کے لئے کسی عضو کو بڑا یا چھوٹا کرنا یا اسے خاص شکل دینا۔

۲- بڑھاپے کے آثار کو ختم کرنا۔

ان دونوں طرح کی سرجری کا مقصد محض خوبصورتی، اعضاء کو زیادہ پرکشش بنانا اور خود کو جوان دکھانا ہوتا ہے، انسان کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، اور نہ یہ کسی تکلیف کے ازالہ کے

لئے ہوتا ہے لہٰذا یہ عمل درست نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ نے تغییر خلق اللہ سے منع فرمایا ہے، اور اسے شیطان کی کارستانی قرار دیا ہے، ارشاد ہے: "ولأضلنهم ولأمنينهم ولآمرنهم فليبتكن آذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (سورہ نساء: ۱۱۹)۔

۲- عن عبد الله بن مسعودؓ أنه قال: "سمعت رسول الله ﷺ يلعن المتنمصات والمتفلجات للحسن اللاتي يغيرن خلق الله" (بخاری ومسلم)۔

اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے جس عمل پر لعنت فرمائی ہے، اس کی وجہ تغییر خلق اللہ بیان کیا ہے، اسی طرح ایک دوسری روایت میں بھی ہے۔

سرجری کی یہ شکل حرام ہے، کیونکہ یہ کسی ضرورت علاج کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد محض خوبصورتی اور اللہ کی تخلیق کے ساتھ کھلواڑ ہے، پھر اس میں دھوکہ، فریب، خواہشات نفس کی پیروی اور شیطانی پھندوں کی اتباع ہے۔

۴- جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے یا کسی بیماری کے لئے انسان کے جسم کے حصہ کا گوشت، چمڑا، ہڈی، یا دوسرا جزء استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ سوال دراصل اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ انسانی اعضاء سے انتفاع درست ہے یا نہیں؟ اور اگر استفادہ درست ہے تو کب؟ صرف اضطراری حالت میں یا حاجت کے لئے بھی۔

انسانی اعضاء سے استفادہ کے موضوع پر عالم اسلام میں متعدد سیمینار ہو چکے ہیں، بعض معاصر فقہاء کی رائے عدم جواز کی ہے، جبکہ اکثر معاصر فقہاء اور فقہی اکیڈمیاں اس کے جواز کے قائل ہیں، بلکہ اب اس کے جواز پر اتفاق ہوتا جا رہا ہے، البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک انسان کے لئے خود اسی کے جسم کے کسی حصہ کا استعمال کب جائز ہوگا؟

ملیشیا کی موتمر اسلامی اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اسے ضرورت کی شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے، جبکہ اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ، انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ، ہیئۃ کبار العلماء

سعودی عرب، اور دیگر متعدد فقہی اکیڈمیوں نے حاجت یعنی علاج کے لئے بھی اس کو جائز قرار دیا ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے: نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے: ۱۴۴، فقہی فیصلے: ۱۵۸، شرعی فیصلے: ۱۱۹، احکام الجراحۃ الطبیہ: ۲۳۷)۔

الف- مذکورہ ساری اکیڈمیوں نے ضرورۃ یعنی اضطرار کی حالت میں انسانی اعضاء سے انتفاع کی اجازت دی ہے، اس لئے اس سلسلہ میں دلائل پیش کرنا تحصیل حاصل ہے۔

ب- راقم کی رائے میں اضطرار کے علاوہ علاج جو حاجت کے دائرہ میں آتا ہے اس کے لئے بھی انسانی اعضاء سے استفادہ درست ہونا چاہئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ممانعت کی کوئی صریح دلیل نہیں۔

لہذا جب انسانی اعضاء سے انتفاع ممنوع نہیں ہے تو پھر علاج کے لئے اس کا استعمال درست ہوگا، بشرطیکہ اس سے کسی عیب یا نقص یا مرض کا ازالہ مقصود ہو، اضافہ حسن نہیں، علاج سے متعلق احادیث سوال نمبر ۱ کے جواب میں گزر چکی ہیں۔

۵- ایسے جسمانی عیوب ونقائص یا امراض جس سے جسمانی یا ذہنی تکلیف ہوتی ہو یا انسان بدہیئت نظر آتا ہو، پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا، اس کے دلائل اوپر گذر چکے ہیں، عیوب میں عرف کا اعتبار ہونا چاہئے، شخصی رجحان یا پسند کی بنیاد پر کوئی معمولی نقص وعیب شمار نہیں ہوگا۔

۶- جسمانی ساخت کی معمولی کمی بیشی عیب نہیں شمار کیا جاتا ہے، اور نہ اس کی وجہ سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، لہذا اس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ انسانی ضرورت نہیں ہے اور اسے مرض بھی نہیں کہا جائے گا۔

۷- انسان کم عمر نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ ملے، یہ مقصد حاجت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے، پھر یہ دھوکہ ہے، جس کی ممانعت موجود ہے، حدیث میں انسانی بال کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، اس کی علت بھی دھوکہ اور تدلیس قرار دی گئی ہے، لہذا اس صورت میں پلاسٹک

سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ مباح چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فتاوی ہندیہ میں اس سے متعلق جزئیات موجود ہیں (الفتاوی الہندیہ ۳۵۶/۵۷)۔

۸- مجرم کا اپنی شناخت سے بچنے یا مظلوم کا ظالم کے پہچاننے کے خوف سے پلاسٹک سرجری کرانا درست نہیں ہوگا، یہ صاف دھوکہ ہے، جس کے بارے میں ''من غشنا فلیس منا'' کی روایت موجود ہے، پھر اس کی وجہ سے ظلم کا دائرہ وسیع ہوگا اور ظالم کے لئے آسانیاں فراہم ہوں گی۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مفتی تنظیم عالم قاسمی ☆

۱- زیب وزینت کے لئے ایسے تمام طریقوں سے اجتناب کیا جائے جن سے خدا کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی لازم آتی ہو شیطان کو جب اللہ نے اپنے دربار سے دھتکار دیا تو اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا، گمراہ کروں گا اور انہیں حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں تغیر کریں: "ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (سورہ نساء:۱۱۹) یہاں تمام طرح کا تغیر مراد نہیں ہے بلکہ ایسا تغیر ممنوع ہے جو فطرت کے خلاف ہو جیسے بدن کو گودوانا، دانتوں کو باریک کرانا، ابرو اور بھوؤں کو تراش خراش کرنا، رسول اللہ ﷺ نے ایسی تمام عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو اس طرح کا تغیر کراتی ہیں: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (صحیح بخاری ومسلم بحوالہ مشکوۃ/۳۸۱) (گودنے اور گودوانے والی عورتیں، منہ پر سے بال نچوانے والی عورتیں، افزائش حسن کے لئے دانتوں کو ریتی سے رتوانے والی عورتیں ان سب پر جو اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تغیر کرتی ہیں اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے)۔ اس حدیث میں مذکورہ عمل کے ممنوع ہونے کی وجہ تغییر لخلق اللہ بیان کیا گیا ہے، اسلام سے قبل عورتیں مصنوعی طور پر اس طرح کیا کرتی تھیں، دانتوں کو نوک دار اور دانتوں کے درمیان تھوڑے فاصلے پیدا کرنے کے لئے دانتوں کو رتوائی تھیں، ظاہر ہے کہ یہ بے جا تکلف اور حسن کے لئے تغییر لخلق اللہ ہے جو ناپسند قرار

☆ استاذ حدیث دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد۔

دیا گیا ہے لیکن ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہے تو وہ نہ صرف جائز بلکہ مطلوب اور مستحسن ہے، جیسے عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے: إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب (شامی ۲۳۹/۵)۔

عورتوں کا اپنے کان یا ناک کو چھدوانا تاکہ بالیاں اور سونے یا چاندی کے بنے ہوئے پھول پہنیں، شریعت نے اس کو بھی جائز قرار دیا ہے، اس سے خلق الٰہی میں تغیر تو آتا ہے مگر یہ عین فطرت کے مطابق ہونے کی وجہ سے ناجائز نہیں ہے: جمهور الفقهاء على أن تثقيب أذن الصغيرة لتعليق القرط جائز فقد كان الناس يفعلونه في زمن النبي صلی اللہ علیہ وسلم من غير إنكار (موسوعہ فقہیہ طبع کویت ۲۷۲/۱۱)۔

اسی طرح کسی شخص کے ہاتھ میں اگر پانچ کے بجائے چھ انگلیاں نکل آئیں اور وہ اس کے لئے تکلیف یا بدصورتی کا موجب ہو تو چھٹی انگلی کو آپریشن کے ذریعہ الگ کرانا درست ہے: "يجوز قطع إصبع زائدة أو شيء آخر كسن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاك" (عالمگیری ۳۶۰/۵) اسی طرح کسی کا ہونٹ، ناک، کان وغیرہ کٹا ہوا ہو تو آپریشن کے ذریعہ اسے صحیح کرنے کی اجازت ہے، یہ تغییر لخلق اللہ میں داخل نہیں ہے۔

۲- زیب وزینت کے لئے دوسرا اصل یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو دھوکہ دہی اور فریب کا باعث ہو، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء" (ابوداؤد) (اپنے بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے والی عورتوں، بالوں کو چننے اور چنوانے والی نیز بغیر کسی مرض کے گودنے یا گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے: "أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لعن الواصلة والمستوصلة" (۸۷۸/۲)، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو اپنے بالوں میں چوٹیاں لمبی کرنے کے لئے دوسری عورتوں کے بال جوڑ لیتی ہیں، کیونکہ اس میں

تدلیس اور فریب ہے۔

۳- ایسا تزئین جس سے لڑکا لڑکی یا لڑکی لڑکا نظر آنے لگے، درست نہیں ہے۔

ایسے مرد اور عورت پر آپ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے، عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: "لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (مشکوۃ ۳۸۰) (حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں ان پر اللہ تعالی کی لعنت ہوتی ہے)۔

یہ مشابہت لباس میں ہو یا ہیئت اور وضع وقطع اختیار کرنے میں، یہی وجہ ہے کہ سر کا منڈالینا عورتوں کے لئے ناجائز قرار دیا گیا، "نهى أن تحلق المرأة رأسها" حج اور عمرہ جو اہم عبادت ہے اس موقع پر عورتوں کے لئے صرف بالوں کی تھوڑی سی مقدار قینچی سے کاٹ لینے کو کافی قرار دیا گیا ہے اور سر کے بالوں کو مکمل طور پر منڈا لینے یا تراش کر ختم کر لینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت اور خلاف حسن ہے۔

۴- فیشن کے طور پر جو زینت اختیار کی جائے وہ بھی درست نہیں، جیسے ناک کھڑی کرنا اور پستان کو اٹھانا وغیرہ، بیوٹی پارلر میں بہت سے ایسے عمل کئے جاتے ہیں جن کا تعلق فیشن سے ہے، جیسے پیٹ یا پشت یا زانو کے بال صاف کرنا، آنکھیں لمبی اور بڑی کرانا، چہرے کی جھریاں ٹھیک کرانا وغیرہ۔ عہد نبوی ﷺ میں عورتیں فیشن کے طور پر دانتوں کو تیز اور نوکیلے کراتی تھیں، اسی طرح دانتوں کے درمیان فاصلہ کراتی تھیں، بدن کے بعض حصوں سے بالوں کے اکھاڑنے کا بھی رواج تھا فیشن کے ان تمام طریقوں سے منع فرما دیا: "إن رسول الله ﷺ حرم الوشر" (نسائی ۲/۲۸۱) (آپ ﷺ نے دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا)۔

تزئین اور حسن و جمال کے اس اصولی بحث کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوالنامہ میں مذکور سوالات میں سے ہر ایک شق پر گفتگو کی جائے تا کہ مسئلے کی حقیقت واضح ہو سکے۔

۱-ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آئے اور وہ پیدائشی طور پر ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کا زائد ہونا، آپریشن کے ذریعہ ایسے عیوب دور کئے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ آپریشن اس کے لئے ہلاکت اور ضرر شدید کا باعث نہ ہو۔ مشہور واقعہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہونے والی کلاب کی جنگ میں حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے اپنی بدہیئتی کو دور کرنے کے لئے پہلے چاندی کی ناک بنوائی لیکن اس سے بدبو محسوس ہونے لگی تو آپ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دے دی (مسند احمد، ترمذی)۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن عرفجة بن أسعدؓ قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فأنتن عليّ فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفا من ذهب"۔

یہ عیب اگرچہ پیدائشی نہیں ہے لیکن علت جامع بدہیئتی اور بدصورتی ہے، اگر ناک نہ بھی بنواتے تو بھی زندہ رہ سکتے تھے لیکن یہ ایسا عیب ہے جس سے پوری زندگی احساس کمتری اور شرمندگی ہوتی ہے، اس لئے اس عیب کو بیماری کے درجے میں رکھتے ہوئے سونے کے استعمال کی اجازت دی جو مردوں کے لئے عام حالات میں حرام ہے، ناک کا پیدائشی طور پر ٹیڑھا ہونا یا ہونٹ کٹا ہوا ہونا بھی ایسا عیب ہے جس سے آدمی کی شکل خراب ہوجاتی ہے اور عام فطرت کے خلاف ہونے کے سبب شرم آتی ہے۔

اسی وجہ سے فقہاء نے پانچ انگلی سے زائد انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی ہے: "يجوز قطع إصبع زائدة أو شيء آخر كسن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاك ونقل القرطبي عن عياض: أن من خلق بإصبع زائدة أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه لأنه من تغيير خلق الله" (موسوعہ فقہیہ ۱۱/۲۷۴)۔

البتہ ناک کے ٹیڑھے ہونے کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ اگر ناک اس قدر ٹیڑھی ہو کہ بدنما معلوم ہوتی ہو چہرے کا حسن ختم ہوگیا ہو تو اس کا آپریشن درست ہے لیکن اگر

ناک ہلکی ٹیڑھی ہو جس سے شکل وصورت میں کوئی خاص اثر مرتب نہ ہوتو آپریشن درست نہیں ہوگا ورنہ فیشن کی راہ کھل جائے گی اور تھوڑے بہت عیب کے اظہار پر بھی آپریشن کا رواج عام ہو جائے گا۔

۲- جو عیوب پیدائش کے بعد ظاہر ہوں اور ان سے ہیئت خراب ہوگئی ہوتو آپریشن کے ذریعہ ان عیوب کو دور کرنا درست ہے، جیسا کہ حضرت عرفجہؓ کو یوم کلاب میں ناک کٹ جانے کے سبب سونے کی ناک بنانے کی اجازت مرحمت کی گئی تھی جب کہ سونا کا استعمال مردوں کے لئے جائز نہیں، عیب ایک مرض سے کم نہیں جس سے آدمی ذہنی کوفت کا شکار رہتا ہے، اس لئے شریعت نے حادثات میں پیدا شدہ عیوب بذریعہ آپریشن دور کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ مستحسن ہے۔

۳- بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ طبعی عمر کو پہنچ جانے کے بعد سر میں یا داڑھی میں جو سفید بال نظر آئیں ان کو نوچ دیا جائے، البتہ اس کی اجازت ہے کہ مہندی وغیرہ کا خضاب استعمال کر کے سفید بالوں کو سرخ کیا جائے، بال نوچنے سے ممانعت کی وجہ تدلیس ہے کہ اس سے عمر دراز شخص کا اپنے آپ کو کم عمر بتانا مقصد ہوتا ہے اور تدلیس جائز نہیں، ہاں اگر جوانی میں یا بچپن میں عمر کی کمی کے باوجود کسی مرض کے سبب بال سفید ہو جائیں تو اس کو کالی مہندی لگانے یا بال اکھاڑنے کی اجازت ہے، اس لئے کہ اس میں تدلیس نہیں ہے، اسی طرح بچپن کی جھریاں بھی دور کی جاسکتی ہیں۔

اس سے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ جو عیب فطری طور پر پیدا ہو جیسے عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست نہیں ہے، آج کل فلمی دنیا میں کام کرنے والی عورتیں، سربراہان مملکت اور ٹیلی ویژن کے اسکرین پر نمایاں ہونے والے افراد چہرے وغیرہ کی ایسی تبدیلی کراتے ہیں کہ اس سے ہیئت بدل جاتی ہے، یہ شرعاً قطعی طور پر درست نہیں ہے، اس میں

تدلیس اور تغییر لخلق اللہ لازم آتا ہے۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی دوسری تدبیر اور دوا نہ ہو تو جسم کے کسی حصے کا گوشت، یا چمڑا، یا ہڈی کاٹ کر بذریعہ آپریشن پیوند کاری کی جاسکتی ہے، جیسے زانو، ران کے گوشت اور جلد سے کٹے ہوئے ہونٹ، چہرے کی کھال یا گوشت نکل جانے پر اس کے عیب کو دور کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ جسم کے دوسرے حصے سے اس طرح جلد یا ہڈی وغیرہ کا نکالنا ہلاکت اور ضرر شدید کا اندیشہ نہ ہو۔

۵-جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری مستحب اور مستحسن ہے، الأصل في التزئين الاستحباب لقوله تعالى: "قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده والطيبات من الرزق" (موسوعہ فقہیہ ۱۱/۲۶۵)۔

۶-ایسا عیب جس سے شکل وصورت متاثر ہوتی ہو اور بدنمائی پیدا ہوتی ہو اس کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ختم کرانا مستحسن ہے لیکن تھوڑے بہت عیب جس سے خوبصورتی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، اس کا آپریشن مستحسن نہیں، اس سے فیشن کی راہ کھل جائے گی، اس لئے سداً للباب اس سے منع کیا جائے۔

۷-عیوب ونقائص دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہے، خواہ مقصد اس کا کچھ بھی ہو جیسے خوبصورت بننا، اچھا رشتہ لگنا، بیوی سے محبت میں اضافہ ہونا وغیرہ، البتہ اگر مقصد کسی کو فریب یا دھوکہ دینا ہے تو "الأمور بمقاصدها" کی وجہ سے پلاسٹک سرجری درست نہ ہوگی، اگر کوئی عمر دراز چہرے کی جھریاں وغیرہ اس لئے دور کراتا ہے کہ چھوٹا اور خوبصورت لگے، فریب کے سبب جائز نہیں اور اگر کوئی نوجوان ہے اور جھریاں پڑ گئی ہیں یا کوئی اور عیب ہے تو پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۸-شریعت کا مقرر کردہ اصول "الأمور بمقاصدها" سے یہ شق واضح ہے کہ مجرم اپنے جرم کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو درست نہیں ہوگا، ورنہ بڑے بڑے قاتل،

چور، ڈاکو اور زانیوں کے لئے راستے کھل جائیں گے اور مزید فتنوں کا آغاز ہوگا، مجرمین کو تو برسرِعام سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان کو چھپانے اور پشت پناہی کا، البتہ مظلوم کے لئے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنے کو چھپانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کے علاوہ ظالم سے بچنے کے لئے دوسرے راستے اختیار کریں اگر کوئی شکل نہ ہو اور مسلسل ظلم کا شکار ہو تو مظلوم محض ظالم سے بچنے کے لئے ایسا کرسکتا ہے۔

هذا ما عندی و الله اعلم بالصواب

پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل اور احکام

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان دیکھنے میں بدہیئت معلوم ہو اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور سے موجود ہو لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا تو اگر اس قسم کے عیوب چہرہ میں ہوں تو ان کا علاج کرانا بالفاظ دیگر اس قسم کے عیب کو دور کرنے کے لئے ان کا آپریشن کرانا جائز ہے، کیونکہ چہرہ مرکز حسن ہے اور چہرہ ہی کو تصویر کے باب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اگر اس میں کوئی عیب پیدائشی ہو یا عارضی ہو، دونوں قسم کے عیب کے ازالہ کیلئے آپریشن کی شرعا اجازت ہوگی، اور یہ اجازت مرد وعورت دونوں کے لئے عام ہے، کیونکہ اگر اس قسم کے اعذار میں آپریشن کر کے چہرہ کو پرکشش نہیں بنایا جاتا ہے تو زوجین میں کماحقہ محبت ومودت پیدا نہیں ہوسکتی، چہرہ کے علاوہ جسم کے کسی دوسرے حصہ میں اگر اس کے بدہیئت ہونے کی وجہ سے بدنما معلوم ہو مثلاً ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے علاوہ چھ یا آٹھ یا سات انگلیاں ہوں اور وہ ضرر رساں نہ ہوں تو شرعاً ان کا آپریشن کرا کر جسم سے ان کو جدا کرنا درست نہیں ہے۔

نقل القرطبی عن عیاض أن من خلق باصبع زائدة أو عضو زائد لا یجوز قطعه و لا نزعه لأنه من تغیر خلق الله (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۲۷۴) (قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے امام قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی زائد انگلی ہو یا کوئی زائد عضو ہو تو اسے کاٹنا یا اکھیڑنا جائز

☆ مفتی مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره، دربھنگہ، ومہتمم مدرسہ رحیمیہ فیض العلوم برہم پور۔

نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں (اس عمل سے) تغییر وتبدیلی لازم آتی ہے)۔

فتاویٰ عالمگیری میں زائد انگلی کے کاٹنے کے سلسلے میں قدرے تفصیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کاٹنے سے غالب گمان ہلاکت کا ہوتو نہ کاٹے اور اگر غالب گمان نجات پا جانے کا ہوتو پھر کاٹنے کی گنجائش ہے،

إذا أراد الرّجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير رحمه الله تعالى: إن كان الغالب علىٰ من قطع مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (فتاویٰ ہندیہ ۳۶۰/۵ کتاب الکراہیۃ)۔

اسی طرح اگر کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی زخم یا اس کو کھا جانے والی کوئی بیماری لاحق ہوگئی جس کے بڑھنے ہی کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس ہاتھ کو کاٹ ڈالنا جائز ہے یہی حکم دیگر اعضاء کا بھی ہے، لیکن اگر کوئی خطرہ نہ ہوتو زائد انگلیوں وغیرہ کو کٹوانا شرعاً فضول خرچی میں داخل ہے: لا بأس يقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى كذا في السراجية، لا بأس بقطع اليد من الآكلة وشق البطن لما فيه كذا في الملتقط (حوالہ بالا)۔

۲- اگر جسم میں کوئی عیب پیدائشی تو نہ ہو، البتہ بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے تو اگر نقصان دہ ہے تو اس کا آپریشن کرا دینا درست ہے، اور اگر نقصان دہ نہیں ہے، تاہم چہرہ میں ہے اور دیکھنے میں بدہیئت معلوم ہوتا ہے، تو اس کا بھی آپریشن کرا دینا مناسب ہے اور اگر چہرہ کے علاوہ ہے اور نقصاندہ بھی نہیں ہے، تو ایسے عیب کو جسم میں چھوڑ دینا ہی بہتر ہے، کیونکہ مذہب اسلام میں علاج کا مسئلہ رخصت کے قبیل سے ہے، جس کو اختیار کرنا کوئی فرض وواجب نہیں ہے بلکہ استحباب کے قبیل سے ہے، جبکہ مفید ہو، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

عن ابن مسعودؓ قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، ما لي لا ألعن من لعنه رسول الله

ﷺ هو فی کتاب الله" (بخاری کتاب اللباس ۸۷۹/۲)۔

(اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں اور چہرہ کے بال اکھاڑنے والیوں اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، لعنت بھیجی ہے، پھر میں کیوں نہ لعنت ان پر بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے)۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میری لڑکی کو خسرے کا بخار ہو گیا ہے جس کے سبب اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں (اور اس کے شوہر مجھے اس معاملہ میں زور دیتے ہیں) تو کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال (جو دوسری عورتوں کے سر سے گرے ہوئے بالوں سے تیار کیا جاتا ہے) لگادوں تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جوڑوانے والیوں دونوں پر لعنت بھیجی ہے (بخاری ۸۷۹/۲)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر عمر کے زیادہ ہونے کے سبب پیدا ہو جاتا ہے جیسے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، تو اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرانا یا پلاسٹک سرجری کرانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

۴- اگر کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیوب مثلاً کسی حادثہ کی وجہ سے منہ کے جل جانے یا کسی ہڈی کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اسی شخص کے جسم کے دوسرے حصہ کے گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز کے لگانے کی ضرورت پڑ جائے تاکہ پیوند کاری کر کے عیب کو دور کیا جاسکے یا بیماری کا ازالہ ہو سکے تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے، چنانچہ جب حضرت قتادہؓ کی آنکھ تیر کے لگنے کی وجہ سے ان کے جسم سے علیحدہ ہوگئی تو انہوں نے وہ آنکھ اٹھا کر اپنا معاملہ خدمت نبوی ﷺ میں پیش کیا تو حضور پاک ﷺ نے اس علیحدہ شدہ آنکھ کو اس کی سابق جگہ پر رکھدیا تو وہ آنکھ حسب سابق درست ہوگئی (سیرت حلبیہ ۲۵۲/۲)۔ اس واقعہ سے اعضاء کی

پیوندکاری کا جواز مستفاد ہوتا ہے، خواہ انسانی عضو کو اسی انسان کے جسم میں لوٹا دیا جائے جس کے جسم سے الگ ہوا ہے یا کسی اور کے جسم میں لگایا جائے، کیونکہ جو حصہ جسم سے کٹ کر الگ ہو جاتا ہے وہ شرعاً مردار اور ناپاک ہو جاتا ہے، تاہم حالت اضطرار میں اس کا استعمال جائز ہے، کماصرح الفقهاء "الضرورات تبيح المحظورات"۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص میں اگر کوئی عیب ونقص ایسا ہے جو عبادت کی ادائیگی جو مقصد تخلیق ہے، میں خلل کا باعث ہے، تو ایسے عیوب کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری یا پیوندکاری بلاشبہ درست ہے، اسی طرح چہرہ، سینہ یا شرمگاہ میں کوئی ایسا عیب ہے جو فریضہ زوجیت کی ادائیگی میں اور زوجین کے باہم ایک دوسرے کی تسکین کا باعث ہونے میں مخل ہے، اور پلاسٹک سرجری کرانے سے وہ خلل دور ہو سکتا ہے، تو شرعاً ایسی سرجری یا پیوندکاری کی اجازت ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے سبب پلاسٹک سرجری کرانا سراسر غیر مستحسن اقدام ہے۔

۷- اگر کوئی شخص پلاسٹک سرجری اس مقصد سے کرائے کہ وہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے تو شرعاً یہ درست نہیں ہے، کیونکہ لڑکی والوں کو اس کی وجہ سے دھوکا ہوگا، قال النبی علیہ السلام: "من غشنا فليس منا" (مسلم شریف، کتاب الایمان)۔

(جو شخص لوگوں کو دھوکہ دے (ملاوٹ کر کے یا ظاہر وباطن میں دورنگی پیدا کر کے) تو وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

البتہ اگر کوئی شخص جسمانی اعتبار سے مضبوط ہے، صحت مند ہے، اس کی رجولیت باقی ہے، لیکن کسی عارضی بیماری کی وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر وہ بدہیئت ہو گیا، یا وہ کم عمر ہے اس کے بال سفید ہو گئے تو ایسے شخص کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جس کے سبب اس کا چہرہ پرکشش وحسین معلوم ہو اور بیوی شوہر سے خوب محبت کرے، احقر کے نزدیک شرعاً جائز ہے۔

۸- مجرم شخص اگر جرم کو چھپانے اور اپنی شناخت نہ ہو پانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کرالے تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے، لیکن اگر کوئی مظلوم کسی ظالم کے ظلم سے خطرہ کی صورت میں اپنے کو ظالم سے چھپانے کی خاطر پلاسٹک سرجری کرالے تا کہ کوئی ظالم شناخت نہ کر سکے تو شرعاً جائز ہے، پہلی صورت مجرم والی یا عمر کو چھپانے کی غرض سے سرجری والی شکل دھوکہ اور شرعاً خداع پر مشتمل ہے اور دوسری صورت مظلوم والی تحفظ والی شکل ہے، اسی طرح بیوی کے لئے تزئین اختیار کرنا تحسین و تجمیل پر مبنی ہے، لہذا اگر کوئی شخص چہرہ میں سرجری کرائے اور مرد مردوں سے اور عورت عورتوں سے تو جائز ہے، اور پہلی شکل ناجائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ☆

۱، ۲- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے: ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟ اسی طرح بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

اس طرح کے عیب خواہ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا درست ہے، کیونکہ اس سے خلق الٰہی میں تغییر لازم نہیں آرہی ہے، بلکہ یہ اصل خلقت کی تکمیل وتحسین کے قبیل سے ہے، گویا کہ اصل خلقت میں اس کی وجہ سے جو عیب پیدا ہو گیا تھا، آپریشن کے ذریعہ اس کی اصلاح کی گئی اور اس کی صورت جو بدہیئت تھی عام قانون فطرت کے مطابق کیا گیا، البتہ اس طرح کے آپریشن میں کامیابی کی امید ہو: "إن غلب على الظن نجاحها" (درمختار مع الرد ۵/۲۷۹، ہندیہ ۵/۳۶۰)، ظاہر ہے کہ موجودہ دور میں تقریباً کامیابی ہی ہوتی ہے ناکامی شاذ ونادر ہوتی ہے۔

اصل خلقت یعنی عام قانون فطرت کے خلاف پیدائشی اور پیدا ہونے کے بعد حادثاتی

☆ استاذ: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

عیب کو بذریعہ آپریشن ازالہ کے جواز پر صحابی رسول حضرت عرفجہؓ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کلاب نامی سے ایک جنگ مشہور ہے، اس میں حضرت عرفجہؓ کی ناک زخمی ہوگئی تھی، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی لیکن پوری کامیابی نہیں ملی، ناک میں بو پیدا ہوگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا (سنن ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد الأسنان بالذہب حدیث نمبر: ۱۷۷۰، أبوداود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ربط الأسنان بالذہب، حدیث نمبر: ۴۲۳۳، مسند احمد ۵/ ۲۳، صحیح ابن حبان الزینۃ والتطیب، حدیث نمبر: ۵۴۶۳، جامع الاصول ۴/ ۷۳۱، ۷۳۲)۔

عورت کی اصل خلقت یہ ہے کہ اس کے چہرہ پر بال نہیں اگتے ہیں، اس لئے اگر عام قانون فطرت کے خلاف اس کے چہرہ پر بال نکل آئیں، مثلاً داڑھی یا مونچھ آجائیں یا ہونٹ کے نیچے اور ٹھوڑی کے اوپر درمیان میں بال نکل آئیں، تو بہت سے فقہاء نے اس طرح کے بالوں کو مونڈنے یا کسی بھی طریقہ پر صاف کرنے کو عورتوں کے حق میں مستحب قرار دیا ہے۔ علامہ شامیؒ کا بیان ہے: إزالة الشعر من الوجه حرام، إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب، وفي التاتارخانية عن المضرات؛ ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعروجه ما لم يشبه المخنث (ردالمحتار ۹/ ۵۳۶)۔

اسی سلسلہ میں حنابلہ کا ایک قول ایک شرط کے ساتھ جواز کا ہے، جیسا کہ شیخ عبدالوہاب بن مبارک انماطی کا بیان ہے: إذا أخذت المرأة الشعر من وجهها لأجل زوجها بعد رؤيته إياها فلا بأس به (احکام النساء/ ۱۶)۔

یہ تفصیلات اس وقت ہیں جبکہ جسم کے دوسرے حصے سے گوشت کاٹنے کی ضرورت نہ پڑے، اور اگر خدانخواستہ اس کی ضرورت پڑے، مثلاً: ہونٹ زیادہ کٹی یا پھٹی ہوئی ہو، یا ناک کٹ گئی ہو اس طور پر کہ دوسری جگہ سے گوشت کاٹ کر بھرنے کی ضرورت پڑے، تو یہ صورت بھی شرعاً جائز ہے، جواز کی دلیل وہی ہیں جو اوپر ذکر کی گئیں، جہاں تک کٹے ہوئے گوشت کے پاک اور

ناپاک ہونے کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کی بات ہے، تو مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے راجح معتمد اور صحیح قول پر اور متاخرین احناف کے مذہب کے مطابق پاک ہے جیسا کہ تفصیل سے اوپر ذکر آچکا ہے، البتہ جسم کی جس جگہ سے بھی گوشت کاٹا جائے اس کی وجہ سے ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس عضو کے تلف کا خوف ہو جس سے گوشت کاٹا گیا، کیونکہ انسان پر جان کی حفاظت فرض ہے۔

نیز پیدائشی اور حادثاتی عیب کو دور کرنا ایک حاجت ہے، کیونکہ گو آدمی اس عیب کے ساتھ زندہ رہ سکتا ہے، لیکن معاشرہ میں دوسرے لوگوں کو دیکھ کر ایک گونہ نفسیاتی کوفت اور گھٹن محسوس کرے گا۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

ہمارے خیال میں اس مقصد کے لئے آپریشن کرانے کی شرعاً گنجائش معلوم نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اس آپریشن کا مقصد درست نہیں ہے، اور فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے: **الأمور بمقاصدها**" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱؍۱۳)، نیز اس سے تدلیس لازم آتا ہے جو کہ شرعاً درست نہیں (تفسیر قرطبی ۵؍۲۵۲، فتح الباری ۱۰؍۴۳۹)، اسی وجہ سے حدیث شریف میں سیاہ خضاب کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ فتح مکہ کے موقع سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد حضرت ابوقحافہؓ لائے گئے جن کی داڑھی اور سر کے بال بالکل سفید تھے، آپ ﷺ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کسی خضاب سے ان کا رنگ بدلا جائے، البتہ سیاہ خضاب کے استعمال سے پرہیز کیا جائے (مسلم عن جابرؓ، باب استحباب الشیب بصفرۃ وحمرۃ وتحریمہ بالسواد: ۲؍۱۹۹)۔

ہاں اگر عورت ہو جس کی ناک پیدائشی طور پر چپٹی ہو یا زیادہ کھڑی نہ ہو، اس کی وجہ سے رشتہ نہ آتا ہو، تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ناک تھوڑی کھڑی

کرلے تاکہ اچھی دکھے اور رشتہ آسانی سے مل جائے، کیونکہ ایسا کرنا اس کے حق میں تدلیس کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ حاجت کے درجہ میں ہوگا، اسی طرح اگر شادی ہوچکی ہو، لیکن اس کی ناک چپٹی یا مناسب کھڑی نہ ہونے کی وجہ سے شوہر نہ چاہتا ہو اور ہراساں کرتا ہو، تو اس کے حق میں بھی پلاسٹک سرجری اس مقصد کے لئے کرانا جائز ہوگا کہ شوہر اس کو چاہنے لگے اور اس کو ہراساں کرنا ترک کردے، کیونکہ اس کے حق میں بھی پلاسٹک سرجری کرانا حاجت کے درجہ میں ہوگا، اور بعض مرتبہ حاجت ضرورت کا درجہ حاصل کرلیتی ہے، اور اس کی وجہ سے ممنوع چیزوں کی اجازت دی جاتی ہے، یعنی اس کی وجہ سے ایسے احکام کی اجازت دی جاتی ہے، جن کی عام حالات میں اجازت نہیں ہوتی ہے، "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ار ۹۳، للسیوطی ر ۱۷۹)، نیز فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے: "الأمور بمقاصدها" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ار ۳۱)، یعنی قصد وارادہ سے حکم مختلف ہوتا ہے، یہاں اس عورت کا قصد درست ہے، بخلاف مرد کے، اس کا قصد سوائے تحسین اور کم عمر نظر آنے کے کچھ نہیں، اور اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت نہیں، اس لئے کہ تحسینی عمل کے لئے ممنوع شرعی شئی جائز نہیں ہوتی ہے۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہوجائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

شرعاً یہ صورت جائز ہے بشرطیکہ جسم کے جس حصہ سے گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا عضو آپریشن کے ذریعہ لیا جائے، اس کی وجہ سے ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس عضو کے معطل اور تلف ہونے کا خوف ہو، کیونکہ حفظ نفس اور حفظ عضو انسان پر لازم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو" (نساء: ۲۹) "اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو" (بقرہ: ۱۹۵) اور فقہ اسلامی کا اصول ہے کہ کسی ضرر کو اسی کے مثل ضرر یا اس سے بڑے ضرر کے ذریعہ دور نہیں کیا جائے،

"الضرر لا یزال بالضرر" اور "الضرر لا یزال بمثله" (الاشباہ والحموی ۱/ ۱۵۵، ۱۵۶)۔

جواز کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کی کامیابی موہوم نہ ہو بلکہ یقینی یا کم از کم غالب گمان ہو (درمختار مع الرد: ۵/ ۴۷۹، ہندیہ: ۵/ ۳۶۰)

جہاں تک جواز کی دلیلوں کی بات ہے، تو وہ حسب ذیل ہیں:

۱- آپریشن کے ذریعہ جسم کے جس حصہ کو لیا جاتا ہے، وہ پاک ہے، جیسا کہ مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور متاخرین احناف کا مذہب ہے۔

۲- اگر کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو پلاسٹک سرجری اس وقت ضرورت بن جائے گی جبکہ اس کے سوا علاج کی کوئی اور متبادل صورت نہ ہو اور جان کا خطرہ ہو، اور ضرورت کے وقت شرعاً ناجائز چیزیں جائز ہوجاتی ہیں، الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱/ ۸۷)۔

۳- اگر عیب کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے، تو پلاسٹک سرجری حاجت کے درجہ میں ہوگی، کیونکہ عیب کے ساتھ معاشرہ میں عیب زدہ انسان احساس کمتری اور گھٹن محسوس کرتا ہے اور نفسیاتی مریض بن جاتا ہے، اور بعض اوقات حاجت بھی ضرورت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے، اور اس کی وجہ سے ایسے احکام کی اجازت دی جاتی ہے، جن کی عام حالات میں اجازت نہیں ہوتی "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱/ ۹۳، للسیوطی ۱۷۹)۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

اگر جسمانی عیب ونقص ایسا ہے کہ اس کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا ہے، تو از راہ ضرورت پلاسٹک سرجری درست ہوگی، اور اگر زندہ رہ سکتا ہے تاہم بڑی مشقت ودشواری خواہ جسمانی ہو یا نفسیاتی، سے دوچار رہے گا، تو از راہ حاجت پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی، جیسا کہ اوپر سوال

نمبر ۴ کے جواب میں گذرا۔

۶-کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن نہیں ہونگے، اس لئے کہ ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری ضرورت وحاجت میں سے کسی کے زمرہ میں نہیں آتی، بلکہ یہ تحسینی عمل ہوگا، اور تحسینی عمل کیلئے شرعاً ممنوع شئی کا ارتکاب درست نہیں ہوتا ہے، اور نیز معمولی کمی وبیشی سے اصل خلقت متاثر نہیں ہوتی ہے کہ اس کے جواز کی گنجائش نکل سکے۔

۷-بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

یہ مقصد شریعت مطہرہ کے مزاج ومذاق سے میل نہیں کھاتا ہے، بلکہ یہ مصنوعی عمل شرعاً دھوکا اور تدلیس ہوگا، اور تدلیس کا عمل شرعاً حرام ہے (تفسیر قرطبی ۲۵۲/۵، فتح الباری ۴۳۹/۱۰)، اور ظاہر ہے کہ یہ تحسینی عمل ہے، اور تحسینی عمل درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقصد صحیح اور شرعاً معتبر ہو "الأمور بمقاصدها" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۳۱/۱) اور اس سے ممنوع شرع کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو، اور یہاں ممنوع شرع کا ارتکاب لازم آتا ہے، اور وہ خلق اللہ میں تغییر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو شیطان کا عمل قرار دے کرنا جائز وحرام قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

"اور میں انہیں حکم دوں گا چنانچہ وہ چوپایوں کے کانوں کو تراشیں گے اور انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کریں گے" (نساء: ۱۱۹، اس آیت کی تفسیر کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر رازی ۵۲/۵، تفسیر قرطبی ۲۵۰/۵، ۲۵۱، ۲۵۲)۔

۸-کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

مجرم کا اپنی شناخت چھپانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کرانا شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ اولاً وہ مجرم ہے اور ثانیاً سزا سے بچنے کے لئے جرم کو چھپانا مزید جرم پر جری ہونے کے مترادف ہے، اصولی طور پر اس نوع کی پلاسٹک سرجری تغییر فی خلق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں تبدیلی کے زمرہ میں داخل ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے، اور یہاں ضرورت یا حاجت بھی نہیں پائی جارہی ہے کہ ممنوع شرع کی اجازت دی جاسکے، بلکہ پلاسٹک سرجری کے سہارے مجرم مزید جرم ومعصیت میں جری ہوگا، اور یہاں اللہ تعالیٰ نے معصیت پر مدد کرنے سے بھی منع کیا ہے: "ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان" (مائدہ: ۲) یعنی اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے ظالموں کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے، بلکہ حوصلہ شکنی کی ہے، اور ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے۔

جہاں تک مظلوم کی بات ہے کہ ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کے خطرہ سے پلاسٹک سرجری کرانا، تو اگر ظالم کی طرف سے ظلم کا ہونا یقینی یا غالب گمان ہو، اور ظلم کی نوعیت قتل یا کسی عضو کا تلف ہو، تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت ہوگی، کیونکہ جان اور عضو کی حفاظت کے لئے شرعاً ممنوع احکام کی اجازت ہوتی ہے، جسے فقہ اسلامی کی اصطلاح میں ضرورت کہا جاتا ہے۔

نیز شریعت مطہرہ نے انسان کو خود حفاظت کا اختیار دیا ہے، اپنی جان اور مال کی حفاظت کی راہ میں قتل کو شہادت سے تعبیر کیا ہے: عن عبد الله بن عمرو قال: سمعت النبی ﷺ یقول: "من قتل دون ماله فهو شهید" (متفق علیہ: بخاری، کتاب المظالم، باب من قاتل دون مالہ حدیث نمبر: ۲۴۸۰، مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من قصد أخذ مال غیرہ بغیر حق کان القاصد مہدر الدم، حدیث نمبر: ۳۶۱)۔

سنن ابوداؤد کی روایت میں اضافہ ہے: "ومن قتل دون دمه فهو شهید" (کتاب السنہ، باب قتال اللصوص، حدیث نمبر: ۴۷۷۲)، اور اگر قاتل کو قتل کردیا تو اس پر قصاص لازم

نہیں ہوگا۔

اگر قتل یا عضو کے تلف کئے جانے کا غالب گمان نہ ہو، تو پلاسٹک سرجری کی شرعاً گنجائش نہیں ہوگی، کیونکہ ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری اس کے حق میں ضرورت نہیں بن پاتی ہے۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق چند اہم سوالات

مفتی محمد ممتاز خان ندوی ☆

سرجری کی تعریف

الموسوعة الطبية الحديثة میں سرجری کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

جسم کے ظاہری اعضاء میں سے کسی عضو کو خوبصورت بنانے کے لئے جبکہ اس عضو میں کوئی عیب یا نقص پیدا ہو گیا ہو، آپریشن کر کے اس عیب یا نقص کو دور کر دیا جائے۔

سرجری کی قسمیں

(۱) ضروری سرجری (۲) سرجری برائے تزئین۔

(۱) ضروری سرجری کا مطلب ہے: کسی مرض یا عیب کے ازالہ کے لئے سرجری۔

(۲) سرجری برائے تزئین کا مطلب ہے: اعضاء کو پرکشش بنانے، نوجوانی کو باقی رکھنے، بڑھاپے کے آثار کو ختم کرنے کے لئے سرجری۔

سرجری میں چند شرعی رکاوٹیں:

سرجری میں چند شرعی قباحتیں ہیں جو اس کے جواز میں رکاوٹ ہیں:

(۱) تغییر فی خلق اللہ۔

☆ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور تکیہ کلاں رائے بریلی، یوپی۔

(۲) بسا اوقات ستر کا طبیب کے سامنے کھولنا۔

(۳) سرجری کے وقت تکلیف سے بچنے کے لئے آدمی کا بیہوش کرنا۔

جہاں پر بھی امت محمدیہ سخت اور دشوار کن مسائل سے دوچار ہوئی تو وہاں پر فقہ اسلامی لکیر کی فقیر نہیں رہی، بلکہ اس کے اندر ہمیشہ دشوار اور مشکل مسائل میں جن سے امت کا سامنا تھا، لچک رہی ہے، اور فقہ اسلامی نے ایسے مشکل وقت میں لوگوں کے لئے آسانی وسہولت کی راہیں کھولی ہے، فقہی قواعد: الضرورات تبيح المحظورات، المشقة تجلب التيسير، الحرج مدفوع، إذا ضاق الأمر اتسع، اسی آسانی وسہولت پر غمازی کرتے ہیں، اشباہ ونظائر جو فقہ حنفی کی اہم اصولوں کی کتابوں میں سے ہے، اس میں: الضرورات تبيح المحظورات، کے تحت ذکر ہے، جاز أكل المخمصة وإساغة اللقمة بالخمر (اشباہ ونظائر: ص ۲۷۵) یعنی مضطر کے لئے شدید بھوک جبکہ کوئی حلال غذا موجود نہ ہو، بقدر ضرورت جس سے جان بچ سکے، مردار کھانا جائز ہے، اور اشباہ ہی میں: المشقة تجلب التيسير کے تحت ذکر ہے: وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسوئتين (ایضاً: ص ۲۹۰) یعنی طبیب کا ضرورت کے سبب مریض کے ستر دیکھنے کی اجازت ہے۔

ان مختصر وضاحتوں کے بعد جو مقالہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، اپنے عنان قلم کو اصل موضوع (پلاسٹک سرجری) کی طرف موڑتے ہیں۔

۱- پیدائشی عیب میں سرجری

اگر پیدائشی عیب ایسا ہے جس سے آدمی کو اذیت ہورہی ہو، اذیت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اذیت جسمانی (۲) اذیت روحانی:

اذیت جسمانی یہ ہے کہ آدمی کا کان اس قدر چپٹا ہو کہ اس سے سننے میں تکلیف ہورہی ہو، یا ناک اس قدر دبی ہوئی ہو کہ سانس لینے میں تکلیف ہورہی ہو۔

اذیت روحانی یہ ہے کہ آدمی کو جسمانی اذیت تو نہیں ہے، مگر وہ دوسرے کے سامنے آنے میں شرماتا ہے، اور اپنے اندر کمتری محسوس کرتا ہے، اور گھٹ گھٹ کر زندگی گذارتا ہے۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ عیب کی وجہ سے خواہ اس سے جسمانی اذیت ہو، یا روحانی اذیت سرجری کی اجازت ہونی چاہئے، کیونکہ ایسا عیب آدمی کے لئے مشقت کا باعث ہے، فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: المشقة تجلب التيسير، مشقت سہولت پیدا کرتی ہے، اسی قاعدے کے ذیل میں مشہور حنفی فقیہ علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ضرورت اور دشواری کے وقت طبیب کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت دی ہے، وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسوئتين (الاشباہ والنظائر ر ۲۴۰)۔

فقہی عبارتوں کے جائزہ اور فقہاء کرام کے رجحان سے بھی ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے۔

۱- ہندیہ جو فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف ہے، اس میں چھٹی انگلی کے متعلق ہے:

إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئاً آخر، إن كان الغالب على من قطع، مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو فى سعة من ذلك (ہندیہ ۴؍۱۱۴) (جب آدمی زائد انگلی یا کسی دوسری چیز کو کاٹ دیتا ہے، تو اگر غالب امکان اس کے کاٹنے کی وجہ سے ہلاکت کا ہو تو ایسا نہ کرے، اور اگر غالب امکان بچ جانے کا ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

۲- دبستان فقہ شافعی کے شارح و ترجمان، امام نوویؒ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

فيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب فى السن ونحوه فلا بأس به (شرح مسلم ۲؍۲۰۵) (اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کے لئے مذکورہ عمل کرنا حرام ہے، لیکن اگر علاج کے لئے یا عیب دور کرنے کے لئے ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اس عبارت سے یہ بات منقح ہوجاتی ہے کہ عیب دور کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت ہے، محض خوبصورتی کے لئے آپریشن کی اجازت نہیں ہے۔

۳- ہندیہ میں ہے: اگر جانور کو اس مقصد کے لئے خصی کیا جائے، تاکہ اس کی منفعت میں اضافہ ہو، تو یہ جائز ہے تو ایک انسان جو اشرف المخلوقات ہے، عیب کی وجہ سے اس کے اندر نقص پیدا ہوگیا ہے، تو انسان کی قدر و قیمت بڑھانے کے لئے سرجری کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہونی چاہئے، عبارت ہے:

وأما في غيره من البهائم فلا بأس به إذا كان فيه منفعة وإذا لم يكن فيه منفعة أو دفع ضرر فهو حرام (ہندیہ ۵/۳۵۷)۔

۴- البحوث الفقہیہ میں عبدالرحمان بن عبداللہ السند کی عبارت بھی سامنے رہے۔

فالتفلج لأجل الحسن مذموم، لكن لو احتاجت إلى ذلك لمداواة جاز (البحوث الفقہیہ/۲۷۵) (حسن کی غرض سے دانتوں میں جھیری کرنا مذموم ہے، لیکن اگر دانتوں میں جھیری علاج کی غرض سے ہو تو جائز ہے)۔

۵- البحوث الفقہیہ کی درج ذیل عبارت سے بھی پیدائشی عیب کو سرجری کے ذریعہ دور کرنے کی پوری تائید ہوتی ہے۔

البحوث الفقہیہ میں ڈاکٹر عبدالرحمان السند تحریر فرماتے ہیں:

ولا يدخل في النهى ما كان داخلاً في جملة العلاج والتداوى الماذون فيه ولكن التغيير الذى لأجل التحسين بدون حاجة (البحوث الفقہیہ/۲۷۶، ۲۰۰۷) (جسم کے اندر وہ تبدیلی تغییر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہے، جو علاج و معالجہ کے لئے ہو، البتہ اگر محض خوبصورتی کے لئے جسم کے اندر تبدیلی کی جائے تو یہ تبدیلی تغییر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل ہے)۔

خلاصہ کلام: ۱- اگر عیب پیدائشی ہے، جو عام فطرت کے خلاف ہے، جیسے کسی کا پیدائشی

ہونٹ کٹا ہوا ہے، یا ناک ٹیڑھی ہے، یا کسی کے چھٹی انگلی ہے تو اگر عیب سے جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہو تو ایسے عیب میں سرجری کی اجازت ہوگی۔

۲- پیدائشی عیب جس سے آدمی کو جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہے اس میں سرجری کے ذریعہ جسم میں جو تبدیلی ہوگی یہ تبدیلی مشقت کے سبب جائز ہے، اور اسی طرح مشقت کے سبب طبیب کے سامنے ستر کھولنا اور بیہوشی کی دوا دینا بھی جائز ہوگا۔

۲- بعد میں کسی عیب کے پیدا ہونے کی وجہ سے سرجری

اگر کوئی عیب پیدائشی نہیں ہے، بلکہ وہ کسی حادثہ کے سبب بعد میں پیدا ہو گیا ہے۔ احقر کی رائے یہ ہے کہ اگر اس عیب سے آدمی کو غیر معمولی جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہے، تو پیدائشی عیب کی طرح اس عیب کے دور کرنے میں بھی سرجری کی اجازت ہوگی تا کہ آدمی کو اذیت سے خواہ جسمانی ہو یا روحانی چھٹکارا مل جائے اور آدمی کو آرام وسکون مل جائے اور بلا جھجک زندگی گذار سکے۔

اس سلسلہ میں کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱-روي أن عرفجة أصيب أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفاً من ورق فانتن فأمره سيدنا رسول الله ﷺ أن يتخذ من ذهب (رواہ ابوداؤد کتاب الخاتم باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذہب) (روایت کی جاتی ہے کہ کلاب کی جنگ میں عرفجۃ کی ناک کٹ گئی، تو انہوں نے چاندی کی ناک لگالی، تو اس سے بدبو آنے لگی، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

اس حدیث سے ہمارا استدلال اس طرح ہے کہ آپ نے ناک کٹ جانے سے بدبو پیدا ہونے کی وجہ سے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا، اور اس کو آپ ﷺ نے تغیر فی خلق اللہ قرار نہیں دیا، اسی طرح جو عیب بعد میں پیدا ہو گیا ہے، یہ بھی ناک میں بدبو پیدا ہونے سے کم نہیں

ہے، اس وجہ سے اس عیب میں بھی سرجری جائز ہونی چاہئے، اور جسم کے اندر جو تبدیلی ہوگی، یہ تغییر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہوگی۔

۲- چہرہ سے بال صاف کرنا حرام ہے، البتہ اگر عورت کو مرد کی طرح داڑھی یا مونچھ کے بال اگ آئیں تو اس کا صاف کرنا حرام نہیں ہے بلکہ مستحب ہے (شامی ۹/ ۵۳۶)۔

۳- بدائع الصنائع میں ہے: أما لو شد السن المتحرک بالذهب فقد ذکر الکرخیؒ أنه یجوز (بدائع الصنائع ۴/ ۲۱۵) (اگر دانت ہل رہا ہے، تو اس کو سونے یا چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے)۔

۴- ہندیہ ہی میں ہے: جراح اشتری جاریة رتقاء فله شق الرتق وإن ألمت کذا فی القنیة (کسی جراح نے کوئی باندی خریدی جو رتقاء تھی، تو اس کے لئے شرمگاہ کو پھاڑنا جائز ہوگا اگرچہ آدمی کو تکلیف ہو)۔

دلائل مذکورہ سے واضح ہو رہا ہے کہ بعد میں کسی عیب کے پیدا ہونے کی وجہ سے سرجری کی اجازت ہونی چاہئے، اور عیب کی وجہ سے سرجری کے ذریعہ جسم کے اندر جو تبدیلی ہوگی، یہ تغییر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہے، بلکہ ایسی تبدیلی مشقت کے سبب جائز ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں البحوث الفقہیہ سے ڈاکٹر الہام بنت عبداللہ باجنید کی عبارت پیش کردی جائے جو پیدائشی عیب، اور جو عیب بعد میں پیدا ہوا ہے، سرجری کے ذریعہ اس عیب کے ختم کرنے کے جواز پر بالکل بے غبار ہے:

وقد توصل الباحثون المعاصرون علی جواز هذا النوع من العملیات الجراحیة ومشروعتها:

أولاً: أن العیوب التی تعالجها هذه الجراحات تشتمل علی ضرر حسی ومعنوی وهو موجب للترخیص بفعل الجراحة، لانه یعد حاجة فنزل منزلة الضرورة، ویرخص بفعلها إعمالاً للقاعدة الشرعیة: الحاجة تنزل منزلة

الضرورة عامة كانت أو خاصة۔

خلاصہ کلام: ۱-جسم کے اندر کسی حادثہ کی وجہ سے کوئی عیب پیدا ہو گیا ہے، تو اگر اس عیب سے آدمی کو غیر معمولی جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہے، تو سرجری کی اجازت ہوگی۔

۲-عیب کے ازالہ کے لئے جسم کے اندر جو تبدیلی ہوئی ہے، یہ تغییر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہے، بلکہ مشقت کے سبب جائز ہے، اور اسی طرح طبیب کے سامنے ستر کھولنا، اور آدمی کا بیہوشی کی دوا لینا تاکہ آپریشن کرتے وقت اس کو تکلیف نہ ہو، مشقت کے سبب یہ چیزیں جائز ہوں گی۔

البتہ محض خوبصورتی کے لئے، مثلاً چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں، ان کو دور کرنے کے لئے، یا ناک چپٹی ہے اس کو کھڑی کرنے کے لئے سرجری کرانا تاکہ وہ خوبصورت نظر آئے۔

احقر کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ محض خوبصورتی کے لئے سرجری ناجائز اور حرام ہے۔

۱-بخاری کی روایت ہے کہ: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (صحیح البخاری ۷ر ۶۳) (اللہ کی لعنت ہو گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں، یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

علامہ شامی قولہ: "لعن الله الواصلة" کے ذیل میں متفلجات کا مطلب یہ تحریر فرماتے ہیں: الواشرة التي تفلج أسنانها أو تحددها وترقق أطرافها تفعلها المرأة العجوز تشبه بالشواب (رد المحتار ۵ر ۲۳۹) (واشرہ وہ عورت ہے جو دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرے یعنی اس کو باریک کرے اور اس کے کناروں کو پتلا کرے، بوڑھی عورتیں نوجوان

عورتوں کی طرح نظر آنے کے لئے ایسا کرتی ہیں)۔

۲- حضرت اسماءؓ کی روایت ہے: "أن امرأة جاءت إلى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله! إن لي ابنة عريساً أصابتها الحصبة فتمزق شعرها أفأصلها؟ فقال عليه السلام: لعن الله الواصلة والمستوصلة" (بخاری ۷ر ۶۳) (ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک میری ایک بیٹی عریس ہے، اس کو بالوں کے جھڑنے کی بیماری ہوگئی ہے، جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کے سر میں دوسرے بال لگادوں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بال لگانے والی اور لگوانے والی، دونوں پر اللہ کی لعنت ہو)۔

اس حدیث کے ذیل میں صاحب درمختار فرماتے ہیں: وصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها، لقوله عليه السلام: "الواشمة والمستوشمة والواشرة والمستوشرة والنامصة والمتنمصة" (شامی ۵ر ۲۶۴، باب فی صلۃ الشعر) (بال جوڑنا آدمی کے بال سے حرام ہے، خواہ خود اس کے بال ہوں یا دوسرے کے اللہ کے رسول ﷺ کے قول کی وجہ سے ....)۔

محض خوبصورتی کے لئے سرجری میں دوسری قباحت (تدلیس) لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہے، ایک انسان عمر دراز ہے، اس کے چہرہ پر جھریاں پڑگئیں ہیں، اس نے سرجری کے ذریعہ جھریاں ختم کرالی، لوگوں کو اس کے سلسلہ میں دھوکہ ہوجائیگا، وہ یہ کہ لوگ اس کو جوان سمجھیں گے، حالانکہ حقیقت میں وہ بوڑھا ہے، اور حدیثوں میں ایسی چیز سے منع کیا گیا ہے، جس سے لوگ دھوکہ میں پڑجائیں۔

۱- اللہ کے رسول ﷺ نے کالے خضاب سے منع فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دھوکہ میں نہ پڑیں:

عن ابن عباسؓ عن النبي ﷺ قال: "يكون قوم في آخر الزمان

يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة" (کنز العمال ۶/۶۷۰) (حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے، جو سیاہ خضاب لگائیں گے، جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی)۔

نیز البحوث الفقہیہ میں عبدالرحمان بن عبداللہ السند تحریر فرماتے ہیں:

لأن النبي ﷺ سماه زوراً لما فيه من التدليس والغش وقد نهى النبي ﷺ عن الغش لقوله: "من غش فليس منا" (البحوث الفقہیہ ۲۸۰)۔

محض خوبصورتی کے لئے سرجری میں بسا اوقات اطباء کے سامنے ستر کھولنا بھی لازم آئے گا، بغیر ضرورت کے اطباء کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

۱- مسلم شریف کی روایت ہے: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة (مسلم کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات) (کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے)۔

۲- سنن ابی داؤد کی روایت ہے: "احفظ عورتک إلا من زوجتک أو ما ملکت یمینک" (سنن ابی داؤد کتاب الحمام باب ماجاء فی التعری) (تم اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، مگر اپنی بیوی اور باندی کے)۔

معاصر علماء نے بھی محض خوبصورتی کے لئے سرجری کو خواہ وہ کسی بھی قسم کی ہو، ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔

الاحکام الطبیہ کے مصنف تحریر فرماتے ہیں:

وهذا النوع من الجراحة محرم شرعاً، لأنه لا يشمل على أسباب علاج ضرورية أو حاجية بل أن الغاية منه هو التجمل المحض واللعب بالخلقية الإلهية والتدليس والتزوير واتباع الشهوات والأهواء الاستسلام لحبائل الشيطان

وغواءه (الاحکام الطبیۃ ر ۱۹۷) (اور سرجری کی یہ شکل حرام ہے، کیونکہ یہ کسی ضروری علاج کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد محض خوبصورتی، اور اللہ کی تخلیق کے ساتھ کھلواڑ ہے، پھر اس میں دھوکہ، فریب، خواہشات نفس کی پیروی اور شیطانی پھندوں کی اتباع ہے)۔

البحوث الفقہیہ میں ڈاکٹر الہام بنت عبداللہ باجنید فرماتی ہیں:

"وهی العمليات التی يقصد منها تحسين المنظر وتجديد الشباب دون وجود دوافع ضرورية أوحاجية ستلزم فعلها۔

وبالنظر فی كثير من الكتب التی تناولت هذه القضية نجدها قد سارت علی القول بتحريم هذا النوع من العمليات لأنها لا تشمل علی دوافع ضرورية ولا حاجية، لأن فيها تغيير لخلقة الله والعبث بها حسب الأهواء (البحوث الفقہیہ ر ۳۱۳)۔

عبارت مذکور محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کے عدم جواز اور اس کی حرمت پر بالکل دوٹوک ہے۔

۴-عیب کی وجہ سے گوشت یا چمڑا اسی جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا

شریعت نے جسم سے بعض چیزوں کو کاٹ کر الگ کرنے کو فطرت انسانی قرار دیا ہے، جیسے مونچھے کتروانا، ناخن تراشنا اور ختنہ وغیرہ۔

وجہ یہ ہے کہ اگر مونچھے کتری نہ جائیں، ناخن کاٹے نہ جائیں، اور ختنہ نہ کرایا جائے تو آدمی کے اندر بہت ساری بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ عیب یا بیماری کے ازالہ کے لئے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، یا چمڑا، یا ہڈی، جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا جائز ہوگا، بشرطیکہ طبیب حاذق یہ بتادے کہ اس کے علاوہ شفایابی ممکن نہیں ہے۔

واضح رہے کہ فقہاء کرام کے یہاں بیماری کے ازالہ کے لئے علاج میں خاصا توسع نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱- وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسوئتين (اشباہ والنظائر/ ۲۴۰) (ضرورت کے وقت طبیب کا ستر عورت اور شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے)۔

۲- فتاویٰ بزازیہ میں ہے: أكل خرء الحمام في الدواء لا بأس به (ہندیہ ۵/ ۳۵۵) (بطور علاج کبوتر کی بیٹ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔

جب بیماری کے ازالہ کے لئے ایک نجس اور ناپاک چیز کا استعمال جائز ہے، تو بیماری کے ازالہ یا عیب کو دور کرنے کے لئے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، یا چمڑا، یا ہڈی، یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں سے لگانا بھی جائز ہوگا۔

۳- ہندیہ میں ہے: لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى كذا في السراجية (ہندیہ ۵/ ۳۵۶) (عضو کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر اس میں سڑن پیدا ہو جائے تاکہ وہ اندر تک سرایت نہ کرے، اسی طرح سراجیہ میں ہے)۔

۴- شامی میں ہے: ولا بأس بكيّ الصبيان إذا كان لداء أصابهم وكذا لا بأس بكيّ البهائم (شامی ۵/ ۲۲۶) (اور کوئی حرج نہیں ہے بچوں کے جسم داغنے میں، جب یہ کسی مرض کی وجہ سے ہو، اور اسی طرح جانوروں کے جسم کے داغنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے)۔

اسلامی فقہ اکیڈمی سعودی نے بیماری، یا عیب کی وجہ سے ایک عضو کو کاٹ کر اسی کے جسم میں دوسری جگہ لگانے کے جواز کی تجویز پیش کی ہے (مجلۃ الفقہی الاسلامی الرابع الجزء الاول/ ۵۰۹)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ بیماری یا عیب کے ازالہ کے لئے جسم سے چمڑا یا ہڈی نکال کر یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے علاوہ مرض اور عیب کے ازالہ کے لئے اور کوئی راستہ نہ ہو۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کیلئے کسی طرح سرجری کا حکم

اگر عیب یا نقص ایسا ہے کہ اس سے آدمی کو اذیت اور تکلیف ہورہی ہے، اذیت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اذیت جسمانی (۲) اذیت روحانی۔

(۱) اذیت جسمانی یہ ہے کہ کان اتنے چپٹے ہیں کہ آدمی کو سننے میں تکلیف ہورہی ہے، اسی طرح ناک اس قدر دبی ہوئی ہے کہ اس کو سانس لینے میں تکلیف ہورہی ہے۔

(۲) اذیت روحانی یہ ہے کہ عیب یا نقص ایسا تو نہیں ہے کہ آدمی کو جسمانی اذیت ہو، مگر اس کو روحانی اذیت ہو، مثلاً کسی کی ناک ٹیڑھی ہے، یا پانچ کے بجائے چھ انگلی ہیں وغیرہ، وہ لوگوں کے سامنے آنے میں شرمارہا ہے اور گھٹ گھٹ کر زندگی گذار رہا ہے۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ اگر عیب ایسا ہے کہ آدمی کو جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہورہی ہو، تو ایسے شخص کے لئے سرجری کی اجازت ہونی چاہئے، اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص کی شرمگاہ میں چوٹ لگی ہے، تو جسمانی اذیت کی وجہ سے طبیب کے سامنے ستر کھول سکتا ہے، جبکہ عام حالت میں دوسرے کے سامنے ستر کھولنا جائز نہیں ہے، اشباہ والنظائر میں ہے: "وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسوئتين"۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے سرجری

جسم کے اندر معمولی کمی وبیشی، اگر یہ محض خوبصورتی کے لئے ہے، تو جسم کے اندر معمولی کمی وبیشی ناجائز اور حرام ہے، اور تغییر فی خلق اللہ میں داخل ہے، حدیث میں محض خوبصورتی کے لئے جسم کے اندر معمولی کمی بیشی کو ممنوع قرار دی گئی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمنتصمات للحسن المغيرات لخلق الله" (صحیح بخاری ۷؍۶۳) (اللہ کی لعنت ہو، گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لئے

دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

ظاہر ہے کہ دانتوں میں جھیری اور نوک دار بنانا، اور جسم کو گودوانا، یہ جسم کے اندر معمولی تبدیلی ہے، لیکن حدیث میں منع کیا گیا۔

۷- سرجری اس مقصد کے لئے تا کہ اچھا رشتہ مل سکے

سرجری اس مقصد کیلئے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے، تا کہ اچھا رشتہ مل سکے محض خوبصورتی کیلئے سرجری کے سلسلہ میں سوال نمبر ۳ میں بڑی تفصیل سے بحث کی جا چکی ہے، اور یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ خوبصورتی اور جسم کے اندر نکھار پیدا کرنے کے لئے سرجری کئی قباحتوں کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ محض خوبصورتی کے لئے سرجری کے جائز اور حرام ہونے پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) بخاری کی روایت ہے: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (اللہ کی لعنت ہو گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر، اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

(۲) فتاویٰ المرآۃ میں ہے:

دونوں ابروؤں کے بال کو کاٹنا یا اس کو ہلکا کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ابرو کے بال کو اکھاڑنے والی، اور جو یہ عمل کرے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے، اور اہل علم نے ابرو کے ہلکا کرنے کو نمص میں شمار کیا ہے (فتاوی المرأۃ/۱۶۷)۔

مذکورہ دلائل سے صاف ظاہر ہے، محض خوبصورتی کے لئے خواہ وہ کسی مقصد کے لئے ہو کسی قسم کی سرجری جائز نہیں ہوگی۔

۸- مجرم کا پلاسٹک سرجری کرانا

مجرم کے سلسلہ میں اسلام کا نقطہ نظریہ ہے کہ مجرم کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہئے، تاکہ مجرم اپنے جرم سے باز آئے، اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی عبرت کا سامان ہو، اور مظلوم جس پر ظلم ہوا ہے، اس کو بھی انصاف مل جائے۔

(۱) سورہ بقرہ میں ہے: "**كتب عليكم القصاص في القتلى**" (سورۃ بقرہ: ۱۷۸) (مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلہ خون) کا حکم دیا گیا ہے)۔

(۲) سورہ مائدہ میں ہے: "**وكتبنا عليهم فيها أن النفس بالنفس والعين بالعين والأنف بالأنف والأذن بالأذن والسن بالسن والجروح قصاص**" (سورہ مائدہ: ۴۵) (اور ہم نے ان لوگوں کے لئے توریت میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان اور آنکھ کے بدلہ آنکھ، اور ناک کے بدلہ ناک، اور کان کے بدلہ کان، اور دانت کے بدلہ دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے)۔

(۳) سورہ بقرہ میں ہے: "**ولكم في القصاص حياة يا أولي الألباب**" (سورہ بقرہ: ۱۷۹) (اور اہل عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے)۔

(۴) خود اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ماعز اور غامدیہ کو ان کے زنا کے جرم میں سنگ سار کیا۔

(۵) آپ ﷺ نے فرمایا: "**لا قود إلا بالسيف**" (رواہ احمد فی المسند ۵/ ۳۱۴) (قصاص صرف تلوار ہی سے ہے)۔

مذکورہ دلائل سے واضح ہو رہا ہے کہ مجرم کو اپنے جرم سے بچنے کے لئے سرجری ناجائز اور حرام ہوگی، کیونکہ مجرم کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اپنے جرم کی سزا نہیں مل پائے گی یہ چیز اسلام کے نظریہ کے خلاف ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ مجرم کے سرجری کرانے

میں تا کہ اس کی شناخت نہ ہو سکے، پولس اور سرکاری محکموں کو دھوکہ دیتا ہے، دھوکہ اسلام میں ناجائز اور حرام ہے، لسان نبوی نے فرمایا: "من غش فليس منا" (جس نے کسی کو دھوکہ دیا اس کا تعلق ہم سے نہیں)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مجرم کیلئے دو شرعی قباحتوں کی وجہ سے سرجری ناجائز اور حرام ہے۔

مظلوم کا سرجری کرانا

مظلوم جس کو ظالم کی طرف سے ظلم کا خطرہ ہے، اگر ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے سرجری کرائے تا کہ اس کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے ظالم کے ظلم سے بچ جائے۔

اس سلسلہ میں احقر کو کوئی فقہی عبارت تو نہیں مل سکی، اور نہ کسی مفتی کا فتویٰ نظر سے گذرا، البتہ مظلوم کے سلسلہ میں اسلام کا معاملہ ہمدردی اور خیر خواہی کا ہے، اور مظلوم بعض چیزوں میں دوسرے سے مستثنیٰ ہے۔

سورہ نساء میں ہے: "لا يحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم" (سورہ نساء: ۱۴۸) (اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا، مگر جس پر ظلم ہوا ہو)۔

اس آیت کریمہ میں مظلوم کے لئے یہ گنجائش رکھی گئی، جس نے اس پر ظلم کیا ہے اس کی وہ علانیہ برائی بیان کرے، اس وجہ سے احقر کی رائے یہ ہے کہ مظلوم کے لئے سرجری تا کہ وہ ظالم کے ظلم سے بچ جائے، گنجائش ہونی چاہئے۔

پلاسٹک سرجری اور بعض اہم مسائل

مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی ☆

اس نام میں پلاسٹک سرجری کا لفظ داخل ہونے سے یہ معنی نہیں نکلتے کہ کوئی ایسا مریض ہو جس نے جراحت کرائی ہو اور اس کا چہرہ نقلی مال سے بھرا ہوا ہو۔

یہ پلاسٹک نام کیمیاوی جز سے نہیں لیا گیا ہے، بلکہ یونانی نام پلاسٹکو (Plastiko) سے لیا گیا ہے، جس کے معنیٰ بنانے اور ڈھالنے کے ہوتے ہیں اور اسی سے پلاسٹک کے مادہ کا نام بھی نکالا گیا ہے۔

پلاسٹک سرجری (Plastic Surgery) انسان کی ظاہری شکل اور ذاتی شبیہ کو بہتر بنانے کی کوشش نئے انداز سے اور حسن کو نکھارنے کے طریقہ سے کرتا ہے۔

اصطلاح کا اشتقاق اور اس کی تعریف

ویبسٹر ڈکشنری (websters Dictionary) پلاسٹک سرجری کی تعریف اس طرح کرتی ہے: وہ سرجری جو جسم کو ضائع، مجروح، ناقص، بدنما اور بدشکل حصوں کے اصلاح کیلئے کی جاتی ہے، کچھ لوگ اس سرجری سے اس لئے بچتے ہیں کہ اس میں لفظ پلاسٹک کا استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی کبھی کبھی مصنوعی یا سطحی کے نکالے جاتے ہیں، جبکہ کچھ دوسرے لوگ اس سے یہ سمجھ کر اعتراض کرتے ہیں کہ اس سرجری میں اصلی پلاسٹک کے حصے انسان کے جسم میں لگائے جاتے

☆ مرکز الامام ابی الحسن الندوی، دار عرفات، میدان پور، تکیہ کلاں، رائے بریلی۔

ہیں، اس مفہوم میں صداقت کچھ اس طرح نظر آتی ہے کہ یہ لفظ یونانی لفظ پلاسٹکو سے نکلا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں: ''جس کو ڈھالا جاسکے'' (American Board of Plastic Surgary) امریکن بورڈ آف پلاسٹک سرجری کی ویب سائٹ (website) پلاسٹک سرجری کی اس طرح تعریف کرتی ہے:

پلاسٹک سرجری کا تعلق مرمت، دوبارہ تعمیر، تبدیلی، ظاہری نقائص، شکل یا عمل کے ہیں، خاص طور سے کھال، اعصابی نظام، دماغ کی بناوٹ، ہاتھ، پاؤں، نسوانی نشیب وفراز، موضع استنجاء، یا جسم کے ان ہی حصوں کے مصنوعی خوبصورتی کو بڑھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اسکی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ، پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا ان عیوب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

ترمذی کی روایت ہے: عن عرفجة بن أسعد قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن علي، فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب" (ترمذی حدیث: ۱۷۷۰)۔

(حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، جس سے ناک میں بدبو پیدا ہوگئی، تو آپ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ عیوب اگر کسی شخص میں پائے جائیں، تو ان عیوب کو پلاسٹک سرجری سے دور کیا جاسکتا ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (شرح مسلم نووی ۲؍۲۰۵)۔

اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کے لئے مذکورہ عمل کرنا حرام ہے، لیکن اگر علاج کے لئے یا عیب دور کرنے کیلئے ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ اگر اس طرح کے عیوب کسی شخص میں پائے جائیں تو اس کو سرجری کے ذریعہ ان عیوب کو دور کرنے کی اجازت ہے۔

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کیلئے آپریشن کرانا درست ہوگا؟

جسم میں جب کوئی عیب پیدائشی ہو یا بعد میں کسی حادثہ کی بناء پر کوئی نقص وعیب واقع ہوگیا تو چونکہ اس زمانہ میں علم جراحت (Surgery) بڑی ترقی پر ہے اور ہلاکت ونقصان کا کچھ خوف نہیں ہوتا، اس لئے ان کو دور کرنے کے لئے جو آپریشن کئے جائیں وہ جائز ہوں گے۔

پیدائشی طور پر کوئی عیب نہ ہو بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہو، تو اس کے آپریشن کی اجازت دی گئی ہے، حضرت عرفجہؓ کو پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں تھا، بعد میں عیب پیدا ہوا تھا، جس کی بنیاد پر انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی تھی اور بعد میں جب اس میں بدبو پیدا ہوگئی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عرفجہؓ کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جسم اللہ کی امانت اور اس کا پیکر، اللہ کی تخلیق کا مظہر ہے، جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر کوئی خودساختہ تبدیلی درست نہیں، اس وجہ سے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی طور پر بال لگانے ،خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کو نا جائز ، قابل لعنت اور اللہ کی خلقت میں تغیر قرار دیا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ محض زینت اور فیشن کی غرض سے اس قسم کا کوئی آپریشن اور جسم میں تغیر قطعاً درست نہ ہوگا، جیسا کہ آج کل ناک وغیرہ کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔

حضرت ریحانہؓ سے مروی ہے:

"إن رسول الله ﷺ حرم الوشر" (نسائی، مسند احمد) (آپ ﷺ نے دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا ہے)۔

دانتوں کے درمیان تھوڑے فصل کو حسن سمجھا جاتا ہے، اسلام سے پہلے خواتین مصنوعی طور پر ایسا کیا کرتی تھیں، اس کی ممانعت کی گئی ہے (رد المحتار ۵/۲۳۹)۔

روایت میں ہے:

"لعن المتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله" (مسلم باب تحریم فصل فعل الواصلۃ) (حسن و جمال کے لئے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی خدا کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو)۔

عن ابن عباسؓ عن رسول الله ﷺ قال: "يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة" (مشکوۃ) (اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اس سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو خضاب کریں گے، کبوتر کے پوٹے کے مثل ، وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے)۔

دوسرے کو دھوکہ دینا مثلاً بڑھاپے کو چھپایا جائے اور اپنے آپ کو جوان سمجھا جائے، اسی طرح وہ تغیرات جن سے دھوکہ ہوتا ہو مثلاً چہرے سے بڑھاپے کی جھریوں کو سرجری کے ذریعہ دور کر دیا جائے ،تاکہ آدمی خصوصاً عورت جوان نظر آئے ،لہذا ایسی تمام تغیرات سے بچنا

ضروری ہے، "ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (سورہ نساء:۱۱۹) (اور شیطان نے کہہ رکھا ہے کہ میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے)۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اس کے جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزاس کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے، تاکہ وہ عیب دور ہو جائے، یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

انسان کا جسم اسلام میں ایک قابل احترام چیز ہے اور اس میں بے مقصد کانٹ چھانٹ گناہ ہے، لیکن اگر خود جسم انسانی کی حفاظت اور علاج کے لئے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس کی اجازت ہے۔

"ولا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى، ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة" (ہندیہ ۳۵۶/۵) (اگر عضو میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کی نشو نما کو روکنے کے لئے عضو کو کاٹ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مثانہ میں کنکری ہو تو اس کو چیرنے میں بھی کوئی حرج نہیں)۔

محض حسن و جمال میں اضافہ کے لئے اعضاء کی سرجری درست نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ کوئی ضرورت نہیں اور اسلام آرائش وزیبائش کے لئے ان تکلفات کی اجازت نہیں دیتا، ہاں اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو گیا ہو اور اس کو الگ کر دینے میں کوئی خطرہ نہ ہو تو آپریشن کے ذریعہ اس کو الگ کیا جا سکتا ہے (ہندیہ ۳۶۰/۵)۔

۵-جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

جسم اللہ کی امانت ہے اور امانت میں خیانت جائز نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے:

"لعن الله الواشمات و المستوشمات والنامصات والمتنمصات

المتفلجات للحسن المغيرات لخلق الله" (مشکوۃ، بخاری) (اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جسم گودنے والیوں پر، اور جسم گودوانیوالیوں پر اور چہرہ کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور حسن کے لئے دانتوں کو گھس کر جدا جدا کرنے والیوں پر، اللہ کی بناوٹ کو بدلنے والیوں پر)۔

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ باتیں فطرت میں داخل ہیں:

(۱) ختنہ کرنا، (۲) زیر ناف بال صاف کرنا، (۳) مونچھیں کترنا، (۴) ناخن کاٹنا، (۵) بغلوں کے بال صاف کرنا (بخاری، حدیث: ۵۸۸۹)۔

اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جسم میں کوئی پیدائشی عیب ہو، یا بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے ہو گیا ہو اور ہلاکت ونقصان کا اندیشہ نہ ہو، تو اس کو دور کروانے کے لئے آپریشن کرا سکتے ہیں، اس کو اصلاح برائے بدن کہا جاتا ہے، بہت زیادہ ٹیڑھے دانت جن کو سیدھا کرنے کے لئے کچھ دانت نکالنے پڑ جائیں تو وہ بھی اسی ضابطہ کے تحت آئیں گے۔

۶- کیا معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

محض حسن وجمال میں اضافہ کے لئے اعضاء کی سرجری درست نہ ہوگی، اسلئے کہ یہ کوئی ضرورت نہیں، لیکن تحصیل حسن وزینت کے لئے کان چھیدنا، مہندی لگانا، ناخن تراشنا، بال صاف کرنا، بال کتروانا، مونچھیں تراشنا، داڑھی سنوارنا وغیرہ، اسی طرح جسمانی اصلاح کے لئے ختنہ کرانا، زائد انگلی کٹوانا، عورت کا اپنے چہرہ پر اگے ہوئے داڑھی مونچھوں کے بال صاف کرنا وغیرہ کی اجازت دی گئی ہے۔

امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (شرح مسلم نووی ۲/۲۰۵)۔

اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کیلئے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرانا حرام ہے، لیکن اگر علاج کے لئے یا عیب دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرواتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسا عیب ہے، جو بغیر سرجری کے صحیح نہیں ہوسکتا ہے تو اس عیب کو دور کرنے کیلئے اسے سرجری کرنے کی اجازت ہوگی اور اگر معمولی عیب جو بغیر سرجری کے ٹھیک ہوسکتا ہے تو اسکی اجازت نہیں ہوگی۔

۷- بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: "من غشنا فليس منا" (جمع الجوامع) ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: **"من غش فليس منا"** (ترمذی) (اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں)۔

ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ! میری بیٹی کو بخار ہوا جس سے اس کے سر کے بال اڑ گئے، تو کیا میں اس کے سر میں دوسرے انسان کے بال لگادوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوسرے کے بال لگانے والی اور لگوانے والی پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جسم انسانی کی جس طرز پر تخلیق فرمائی ہے اور قدرتی طور پر جس انداز سے بدن انسانی کی نشونما ہوتی ہے، اس میں انسانوں کی جانب سے جو تبدیلیاں کی جاتی ہیں اور اللہ کی خلقت میں جو تغیر کی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها كذا

فی الاختیار شرح المختار، ولا بأس للمرأة أن تجعل فی قرونها وذوائبها شیئاً من الوبر کذا فی فتاویٰ قاضی خان (ہندیہ ۵/۳۵۸) (بالوں کے ساتھ آدمی کے بال جوڑنا حرام ہے، چاہے خود اس کے ہو یا دوسری خاتون کے، ہاں عورتوں کے لئے اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ اپنے جوڑوں میں جانوروں کے بال کا کچھ حصہ رکھ لیں)۔

علامہ ابن قدامہ نے بھی بال جوڑنے کی ممانعت پر روشنی ڈالتے ہوئے کسی اور چیز کے استعمال کی اجازت دی ہے:

والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس واستعمال المختلف فی نجاسته وغیره ذلک لایحرم لعدم ذلک المعانی فیها وحصول المصلحة تحسین المرأة لزوجها من غیر مضرة (المغنی ۱۰/۶۸) (بالوں کو بال سے جوڑنا حرام ہے، ایک تو اس میں دھوکہ دہی ہے، دوسرے اس میں ایک ایسی چیز کا استعمال کرنا ہے جس کے ناپاک ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے، اس کے علاوہ دوسری صورتیں حرام نہیں کہ اس میں حرمت کی یہ علت موجود نہیں اور کسی ضرر کے بغیر یہ مصلحت بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ عورت شوہر کے لئے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کر لے)۔

۸- کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

"وکتبنا علیهم فیها أن النفس بالنفس والعین بالعین والأنف بالأنف والأذن بالأذن والسن بالسن والجروح قصاص" (سورہ مائدہ) (اور ہم نے یہود پر تورات میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلہ جان، آنکھ کے بدلہ آنکھ، ناک کے بدلہ ناک، کان کے بدلہ کان، دانت کے بدلہ دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے)۔

"والسارق والسارقة فاقطعوا أیدیهما جزاء بما کسبا نکالاً من الله"

(سورہ مائدہ) (جو مرد چوری کرے اور جو عورت، ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو، ان کے کردار کے عوض، بطور سزا کے اللہ کی طرف سے)۔

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص سے قصاص لیا جائے گا۔ شریعت نے قصاص اور دیت رکھی ہے، اگر ایسے شخص کو سرجری کی اجازت دے دی جائے تو سزا کا مستحق کہاں ہو پائے گا، لہذا ایسے شخص کو سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔

پلاسٹک سرجری اور اس کا حکم

مولانا جمیل اختر ندوی ☆

پلاسٹک سرجری ایک طریقۂ علاج ہے، اور یہ کوئی نیا نہیں، بلکہ کافی پرانا طریقہ ہے، لیکن میڈیکل سائنس کی ترقی نے اس کے اندر جتنے تنوعات پیدا کردئے ہیں، اس نے اسے ایک نیا مسئلہ بنا کر کھڑا کردیا ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا قابل مبارک باد ہے کہ اس نے اس طرح کے موضوع کو بحث وتلاش کے لئے انتخاب کیا۔

پلاسٹک کا لفظ Plastikos سے ماخوذ ہے، جس کے معنی موڑنے اور نئی شکل دینے کے ہیں۔

پلاسٹک سرجری سے مراد یہ نہیں ہے کہ آدمی کے کسی زخم کی بھرپائی پلاسٹک یا کسی Synthetic چیز کے ذریعہ کی جائے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے ہی جسم کے کسی ایسے حصہ سے گوشت لے کر اس کے اندر پیدا ہونے والے عیوب کو دور کیا جاتا ہے، جس حصہ میں گوشت کی مقدار زیادہ ہے، اور جہاں سے گوشت نکالنے پر کوئی دوسری خرابی بھی لازم نہیں آتی۔

The process of reconstructing or repairing injurd from unsightly parts of the body by the Transfer of tissue(oxford)

اس کی دو قسمیں ہیں:

1- Reconstructive, 2- Cosmetic

پہلی قسم کا مقصد جسم کے عیوب کو دور یا کسی عضو کی کارگردگی میں اضافہ کرنا ہوتا ہے،

☆ جامعہ ضیاء العلوم۔

جب کہ دوسری قسم میں اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کر کے انسان حسین اور جاذب نظر بنایا جاتا ہے۔

ان بنیادی باتوں کے جان لینے کے بعد آیئے اب سوالات کے جوابات بالترتیب معلوم کرتے چلیں۔

۱- پیدائشی طور پر موجود عیب، جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو، کا آپریشن کرانا؟

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ مخلوقات میں انسان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کو سب سے بہترین سانچہ میں ڈھالا گیا ہے، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم" (التین:۴)۔

لیکن کبھی کبھی خالق کائنات اپنی قدرت کا مظاہرہ کرنے کے لئے عام روش سے ہٹ کر اس خوبصورت انسانی سانچہ میں کمی یا زیادتی کر دیتا ہے، مثلاً پانچ انگلیوں کی جگہ چھ انگلیاں یا خوبصورت ہونٹ کی جگہ کٹا ہوا ہونٹ وغیرہ اور یہ سب اس لئے کرتا ہے، تاکہ انسان اپنی خوبصورتی پر نازاں ہو کر سرکش نہ بن جائے، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کیا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں:

۱- یہ عیب جسمانی طور پر تکلیف دہ نہ ہو، البتہ لوگوں کے مذاق اڑانے یا الٹے سیدھے القاب سے نوازنے کی وجہ سے ذہنی طور پر تکلیف کا باعث ہو۔

۲- یہ عیب جسمانی طور پر تکلیف دہ ہو۔

اس حقیر کے نزدیک مذکورہ دونوں صورتوں میں آپریشن کے ذریعہ عیب کو دور کرنے کی گنجائش ہے۔

پہلی صورت میں تو اس لئے کہ ذہنی تکلیف جسمانی تکلیف سے بڑھ کر ہوتی ہے، بلکہ بسا اوقات یہ تکلیف اتنی شدید ہوتی ہے کہ انسان خودکشی کر لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے، یہی وجہ

ہے کہ شریعت نے ذہنی تکلیف (جب مسلسل ہو) کی بناء پر زن وشو کے درمیان بھی حق تفریق دے رکھی ہے، چنانچہ مجموعہ قوانین اسلامی کی دفعہ ۸۱ میں ہے:

اگر شوہر زوجہ کو برا بھلا کہے، گالی دے جو عورت کے لئے انتہائی تحقیر اور اذیت کا باعث ہو یا شدید زدوکوب کرے تو اس کو حق تفریق حاصل ہے (مجموعہ قوانین اسلامی، ص:۱۹۹، دفعہ:۸۱)۔

اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت قتادہؓ کو احد کے موقع سے ایک تیر ایسا لگا کہ ان کی آنکھ حلقہ سے باہر آ گئی، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"فأخذتها بيدي وقلت: يا رسول الله! إن لي امرأة أحبها وأخشى أن تراني تقذريني" (میں نے اسے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اب وہ مجھے ناپسند کرے گی)۔ آپ ﷺ نے حضرت قتادہؓ سے فرمایا: "إن شئت صبرت ولك الجنة، وإن شئت رددتها ودعوت الله تعالى" (اگر چاہو تو اس پر صبر کرو اور اس کے بدلہ تمہیں جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں اسے اس کی جگہ پر لوٹا دوں اور تمہارے لئے (جنت کی) دعا کروں)، اس کے جواب میں حضرت قتادہؓ نے عرض کیا: "يا رسول الله ﷺ! إن الجنة لجزاء جزيل وعطاء جميل، وإني مغرم بحب النساء وأخاف أن يقلن أعور، فلا يردني ولكن تردها وتسأل الله لي الجنة" (اے اللہ کے رسول! بلاشبہ جنت ایک بہترین بدلہ ہے، لیکن میں عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میری آنکھ اپنی جگہ پر نہ آئی تو وہ مجھے کانا کہیں گی، اس لئے آپ اس کی جگہ پر لوٹا دیں اور میرے لئے جنت کی دعاء کریں)۔

چنانچہ آپ ﷺ نے آنکھ کو اس کی جگہ پر لوٹا دی اور ان کے لئے جنت کی دعاء فرمائی (السیرۃ الحلبیہ ۲/۲۵۲)۔

اس واقعہ میں یہ بات واضح ہے کہ حضرت قتادہؓ نے ذہنی تکلیف سے بچنے کے لئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آنکھ کو اس کے حلقہ میں لوٹا دیا جائے۔

جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے کہ یہ عیب جسمانی طور پر بھی تکلیف کا باعث ہو، تو پہلی صورت کے ثابت ہونے کے بعد بدرجہ اولیٰ اس عیب کو آپریشن کر کے دور کرنے کی گنجائش ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ "حدیث متنمصات" کی تشریح کے ذیل میں بعض چیزوں کا استثناء کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ویستثنی من ذلک ما یحصل به الضرر والأذیة کمن یکون لها سن زائدة أو طویلة تعیقها فی الأکل أو إصبع زائدة تؤذیها أو تؤلمها فیجوز ذلک، والرجل فی هذا الأخیر کالمرأة (فتح الباری، کتاب اللباس، باب المتنمصات، ۳۹۵/۱۳ ط: دار ابی حیان، قاہرہ)

(بعض وہ چیزیں جو تکلیف اور اذیت کا باعث ہوں، جیسے زائد یا لمبا دانت جو کھانا کھانے میں دشواری کا سبب بنے، یا زائد انگلی جو ایذا پہنچائے یہ اس سے (وصل شعر بشعر الإنسان) بھووں کو باریک کرنے وغیرہ سے مستثنیٰ ہیں)۔

۲- حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرنا؟

بعض دفعہ انسان پیدائشی طور پر تو بالکل صحیح و سالم ہوتا ہے، لیکن کسی حادثہ کی وجہ سے اس کے جسم میں کوئی عیب پیدا ہو جاتا ہے، اس عیب کو دور کرنے کے لئے بھی آپریشن کی گنجائش ہے۔

۳- فطری طور پر پیدا ہونے والے عیب کو چھپانے کے لئے آپریشن کرانا؟

قدرت کا ایک ایسا نظام ہے کہ پیدائش سے پہلے سے ساٹھ ستر برس کی عمر کو پہنچنے تک ہر ہر شخص کو مختلف حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اب اگر کوئی اس نظام کی خلاف ورزی کرنا چاہے، مثلاً بوڑھاپے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں یا بال سفید ہو گئے اب خواہ مخواہ اس کو دور کر کے بوڑھاپے کو جوانی سے بدلنے کے درپے ہو جائے تو اس کے لئے قطعاً (بعض صورتوں کے علاوہ) اس کی گنجائش نہیں ہوگی، اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ سخت گناہ گار ہوگا، اسی کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''بوڑھاپے کومت دور کرو، کیوں کہ جو بھی مسلمان حالت اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے تو ایک روایت کے مطابق اس کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق اس کے بدلہ میں اس کے لئے اچھائی لکھی جائے گی اور خطا معاف کی جائے گی'' (ابوداؤد باب فی نتف الشیب)۔

اسی طرح حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے:

''آپ علیہ السلام نے گودنے والی، گودوانے والی اور تلاش حسن میں اللہ کی خلقت میں تبدیلی کر کے ابرو کے بال باریک کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے'' (ترمذی)۔

اس حدیث میں ایک لفظ ''متنمصات'' آیا ہے، یہ نمص سے ماخوذ ہے، امام ابوداؤد نے ''نامصه'' کی تعریف یوں کی ہے۔

والنامصة التي تنقش الحاجب حتى ترقه (ابوداؤد، کتاب الترجل، حدیث نمبر: ۴۱۷۰)

(نامصہ سے مراد ابرو میں نقش کر کے باریک کرنے والی ہے)۔

اس کے عدم جواز پر سب سے بڑی دلیل قرآن مجید کی آیت ''ولآمرنهم فليغيرن خلق الله'' (نساء: ۱۱۹) ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس تغیر خلق سے مراد کیا ہے؟ حضرت حسن بصریؒ اس سے مراد ''وشم'' یعنی کھال کو سوئی سے گود کر نیل یا کوئی دوسرا رنگ جھروکنا لیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت جانور کو خصی کرنے کی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت انس بن مالکؓ، حضرت سعید بن المسیب، حضرت عکرمہؒ (ایک روایت کے مطابق) حضرت قتادہؒ (ایک روایت کے مطابق) حضرت ابوصالح اور حضرت سفیان ثوری رحمہم اللہ سے بھی یہی مروی ہے، جبکہ حضرت مجاہدؒ، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت حکم، امام سدی، امام ضحاک، حضرت عطاء خراسانی اور دوسری روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ، حضرت عکرمہؒ، حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہم اللہ، اللہ کے دین میں تبدیلی مراد لیتے ہیں (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۲۷ دار الجیل، بیروت)۔

یعنی مفسرین اس سے مراد چہرہ میں کلی یا جزوی تبدیلی لیتے ہیں؛ چنانچہ قاضی ثناء اللہ

پانی پتیؒ اور صاحب روح المعانی وغیرہ نے اس کی تشریح "عن وجهه صورة أو صفة" سے کی ہے (دیکھئے تفسیر مظہری ۲/۲۳۹، ط: زکریا بکڈپو، دیوبند، روح المعانی ۴/۲۱۹، ط: زکریا بکڈپو دیوبند) صاحب روح المعانی نے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہؓ نے اس آیت کو پڑھنے کے بعد کہا:

ما بال أقوام جهلة يغيرون صبغة الله تعالىٰ ولونهٖ وسبحانه (روح المعانی ۴/۲۲۰) (ناواقف لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ کے رنگ کو بدل رہے ہیں)۔

امام ابوعبداللہ قرطبیؒ نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ ہاتھ کی زائد انگلی یا کوئی دوسرے زائد عضو کو کاٹنا بھی بلا عذر جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ بھی تغییر خلق کے شمار میں آتا ہے (دیکھئے تفسیر قرطبی ۳/۲۶۳)۔

بہرحال جس طرح مفسرین نے "تغییر خلق اللہ" سے دوسری چیزیں مراد لی ہیں، وہیں انسانی اعضاء وجوارح اور رنگ وغیرہ میں تبدیلی کو بھی مراد لی ہے، اس سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ فطری طور پر پیدا ہونے کی تبدیلی کو دور کرنا تغییر خلق اللہ میں شمار ہوتا ہے، اس لئے اس کی گنجائش نہیں ہے، "الأحكام الطبية" (ص ۱۹۷) میں ہے:

سرجری کی یہ شکل حرام ہے، کیوں کہ یہ کسی ضروری علاج کے لئے نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا مقصد صرف خوبصورتی ہے، اور تخلیق قدرت سے کھلواڑ، دھوکہ، فریب، خواہش نفسانی کی اتباع اور شیطانی پھندوں کے سامنے سرنگوں ہونا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے علاج کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"نعم يا عباد الله! تداووا فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء أو دواءً إلا داء واحد فقالوا: يارسول الله! وما هو؟ قال: الهرم" (ترمذی ابواب الطب، حدیث نمبر ۲۰۳۸)

(ہاں، اے اللہ کے بندو! علاج کراؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا بھی رکھی ہے، سوائے ایک بیماری کے، صحابہ نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھاپا)۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بوڑھاپے کو جوانی سے بدلنے کی کوشش خواہ مخواہ ہے، اور یہ ایک طرح سے لغو کام ہے جو شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔

پھر اس میں مخدرات (بے ہوش کرنے والی دوا) کا استعمال بھی ہوتا ہے جو بلا ضرورت شدید جائز نہیں ہے۔

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ بعض روایتوں سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بوڑھاپے کو دور کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع سے حضرت ابوقحافہؓ کے بال اور داڑھی میں سفیدی دیکھی تو ان سے فرمایا:

"غيروا هذا الشيئ واجتنبوا السواد" (ابوداؤد، باب فی الخضاب، حدیث نمبر: ۴۲۰۴)

(اس (سفیدی) کو بدلو کالے سے بچو)۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے:

"غيروا الشيب، ولا تشبهوا باليهود" (ترمذی، ابواب اللباس حدیث نمبر: ۱۷۵۲)

(بوڑھاپے کو دور کرو اور یہود کی مشابہت مت اختیار کرو)۔

ان روایتوں سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بوڑھاپے کو دور کرنے کا حکم فرمایا ہے، لیکن غور کیا جائے تو خود ان احادیث سے ہی معلوم ہو جائے گا کہ مسئلہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ سفیدی کو تو دور کرنے کا حکم فرمایا، لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا: "سیاہی سے بچو" اور ظاہر ہے کہ جب تک بال سیاہ نہ کئے جائیں، بوڑھاپا چھپ نہیں سکتا، خود آپ ﷺ سے مروی ہے:

"إن أحسن ما غير به الشيب الحناء والكتم" (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۵۳)۔

ظاہر ہے کہ حنا اور کتم کے استعمال سے بوڑھاپا چھپے گا نہیں، بلکہ مزید نمایاں اور نکھر کر سامنے آئے گا، پس معلوم ہوا کہ بوڑھاپے کو جوانی سے تبدیل کرنے کا یہ حکم نہیں ہے۔

۴- عیب کو دور کرنے کے لئے جسم کے اجزاء کا استعمال؟

جسم کے عیب کو دور کرنے کے سلسلہ میں تفصیلات سوال (۱) اور (۲) کے جواب میں

گذر چکا ہے، یہاں پر مسئلہ کا مدار اس پر ہے کہ کیا انسانی اجزاء سے انتفاع جائز ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں تمام فقہاء کی رائے یہی ہے کہ انسان کے اجزاء سے انتفاع جائز نہیں ہے۔

إجماع المسلمين على تحريم مسلخ جلد الآدمي واستعماله"

اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ حرمت انسان کی شرافت اور اس کی کرامت کی وجہ سے ہے (المجموع ۱/۲۷۰-۲۷۱) حتی کہ اگر کوئی مضطر جبکہ اسے کھانے کے لئے مردار بھی نہ ملے، خود اپنا یا کسی دوسرے شخص کا کوئی عضو اس کے اجازت دیدینے کے بعد بھی کھانا چاہے تو شریعت میں اس کے لئے اس کی گنجائش نہیں ہے:

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک، فقال له رجل: اقطع يدی وكلها، لا يسعه، كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من لحم نفسه فيأكل (فتاوی خانیہ علی ہامش الہندیہ ۳/۴۰۴) (مضطر ہلاک ہونے کے قریب ہو اور اسے مردہ بھی کھانے کو نہ ملے، (اس حال میں) اس سے کوئی کہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر کھاؤ تو اس کیلئے اس کی اجازت نہیں ہے، جیسا کہ اس کے لئے خود اپنے کسی عضو کو کھانے کی اجازت نہیں ہے)۔

دراصل اجزاء انسانی سے انتفاع کی دو شکلیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا استعمال عمومی طور پر کیا جائے، دوسرے یہ کہ ان کا استعمال عمومی طور پر نہ کیا جائے، بلکہ علاجا اور ضرورۃ کیا جائے۔

عمومی استعمال کی حرمت تو تمام کے یہاں مسلم ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لعن الله الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة" (بخاری، باب الوصل فی الشعر حدیث نمبر: ۵۹۳۳) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، بال جوڑنے والی، بال جڑوانے والی، گودنے والی، اور گودوانے والی پر)۔

حضرت امام ابوداؤد "الواصلة" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

التی تصل الشعر بشعر النساء (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۱۴۰)۔

پھر حضرت سعید بن جبیرؒ کا قول "لاباس بالقرامل" نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

کأنه مذهب أن المنهي عنه شعور النساء" (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۱۷۱) یعنی منہی عنہ عورتوں کے بال جوڑنا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر بال مردوں کے ہیں تو جوڑے جاسکتے ہیں، کیوں کہ اس نہی کے عموم میں دونوں داخل ہیں۔

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

اگر اپنے بالوں میں آدمی کے بال جوڑے تو یہ حرام ہے، خواہ بال مرد کے ہوں یا عورت کے، اور خواہ یہ بال محرم اور شوہر کے ہوں یا کسی غیر محرم کے، عموم حدیث کی بناء پر حرمت میں سب برابر ہیں (شرح النووی علی مسلم ۵/۳۸۶)۔

جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے تو بعض جزئیات ہمیں ایسے ملتے ہیں کہ جن سے اس کی گنجائش ثابت ہوتی ہے، چنانچہ ہندیہ میں ہے:

لا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه الدواء (ہندیہ ۵/۳۵۵)

(دواء کے طور پر عورت کا دودھ ناک میں ڈالنے اور اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

دودھ انسان کا جزء ہے، لیکن دواءً اسے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح حرمت مصاہرت کا ایک اصول "الاستمتاع بالجزء حرام" کا ہے یعنی آدمی کا اپنے جزء سے استمتاع کرنا حرام ہے، صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ کوئی مرد جب اپنی بیوی سے تعلق قائم کرتا ہے تو اس مرد کا جزء اس کی بیوی کے اندر منتقل ہوجاتا ہے، جو اولاد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور اولاد سے نکاح جزئیت کی وجہ سے حرام ہے، اور یہی سبب جزئیت خود اس کی بیوی کے اندر بھی پایا گیا، لہذا بیوی کو بھی حرام ہونا چاہئے، لیکن اگر بیوی کو حرام قرار دیا گیا تو شریعت کا مقصود تو الدوتناسل ہی فوت ہوکر رہ جائے گا، اس لئے جزئیت کے پائے جانے کے باوجود ضرورۃً مرد کے لئے بیوی کو جائز رکھا گیا (ہدایہ ۲/۳۰۹)۔

صاحب ہدایہ کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ ضرورۃً استمتاع بالجزء جائز ہے، تاہم یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو چیز ضرورۃ جائز ہوتی ہے، بقدر ضرورت ہی اس کا استعمال بھی جائز ہے: ما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها (الاشباہ لابن نجیم ر ۱۴۰) لہذا بیوی سے تو استمتاع جائز ہوگا، لیکن اولاد سے حرام۔

ٹھیک اسی طرح اجزاء انسانی سے عمومی انتفاع تو حرام ہوگا، لیکن ضرورۃً اس سے انتفاع بھی جائز ہے، اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا نے اپنے دوسرے سمینار (دہلی) منعقدہ: ۸۔۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ مطابق: ۸۔۱۱ر دسمبر ۱۹۸۹ء میں یہ تجویز پاس کی کہ "ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے" (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ر ۱۵۵، طباعت ۲۰۰۷)۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ شارع نے احترام محترم کی بقاء کیلئے اہانت کو ناپسند، بلکہ ناجائز قرار دیا ہے، لیکن احترام اور اہانت کی کوئی ٹھوس تعریف نہیں کی ہے، لہذا ایسی صورت میں عرف سے اس کی توضیح ہوتی ہے، بشرطیکہ وہ عرف شریعت کے مخالف نہ ہو:

فمادام لا يخالف الشرع وجبت مراعاته والشارع راعى الصحيح من عرف العرب في التشريع، ففرض الدية على العاقلة، وشرط الكفاءة في الزواج (علم اصول الفقہ للخلاف ر ۱۰۰، قاہرہ) (جب تک شریعت کے خلاف نہ ہو، عرف کی رعایت کی جائے گی، شارع علیہ السلام نے عرب کے صحیح عرف کی رعایت کی، چنانچہ عاقلہ پر دیت مقرر کیا اور شادی میں کفاءت کی شرط لگائی)۔

علامہ قرافیؒ نے لکھا ہے کہ لکیر کا فقیر بن کر صرف کتابوں میں لکھی ہوئی عبارتوں پر جمود مت اختیار کرو، بلکہ جس طرح زمانہ دراز سے عرف کی رعایت چلی آرہی ہے، تم بھی عرف کی رعایت کرو (الفروق للقرافی ار ۳۲۲)۔

اب دیکھا جائے کہ آج کل اس علاج کے ذریعہ اجزاء انسانی سے انتفاع کو لوگ کس

نظر سے دیکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ لوگ اس کو اہانت کی نظر سے نہیں دیکھتے ورنہ اس طرح کا علاج عام نہیں ہوتا، جس طرح کہ پہلے عام نہیں تھا، اس لئے عرف کا اعتبار کرتے ہوئے بھی ضرورۃً اس کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۵-عیب کو دور کرنے کے لئے کسی بھی طرح کی پلاسٹک سرجری کا حکم:

کسی طرح کی پلاسٹک سرجری سے مراد نشاہد نباتات، جمادات اور اجزاء انسانی اور اجزاء حیوانی کے ذریعہ سرجری کیا جانا ہے، تو یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ اجزاء انسانی سے بھی ضرورۃً انتفاع کیا جا سکتا ہے، اجزاء حیوانی، جمادات اور نباتات سے انتفاع بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

نباتات، اور جمادات سے انتفاع کی تو صراحۃً ثبوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو روکنے کیلئے چٹائی استعمال کیا گیا، حضرت عرفجہؓ کو ناک سونے کی بنوانے کی اجازت دی گئی، جس کی تفصیل (۱) اور (۲) میں گذر چکی ہے، علاجاً اجزاء حیوانی کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ ہندیہ میں ہے: "قد جوز التداوی بعظم ما سوی الخنزیر والآدمی من الحیوانات مطلقاً" (ہندیہ ۵/ ۳۵۴) (خنزیر اور آدمی کے علاوہ دوسرے حیوانات کی ہڈی سے علاج کو جائز قرار دیا گیا ہے)۔

یہاں پر خنزیر اور آدمی کے اجزاء کی نفی کی گئی ہے، آدمی کے اجزاء کے سلسلہ میں تفصیل (۴) میں گذر چکی ہے، رہی بات خنزیر کی تو یہ ممانعت اس وقت ہے جب کہ کوئی ذریعہ علاج موجود ہو، اگر کوئی اور ذریعہ علاج موجود نہیں ہے تو اس سے بھی علاج کرنے کی گنجائش ہے، کیوں کہ فقہاء نے حرام اشیاء سے بھی علاج کرنے کی اجازت دی ہے:

یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأكل المیتة للتداوی (ہندیہ ۵/ ۳۵۵)

(بیمار کیلئے خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کا کھانا دواء جائز ہے)۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ نباتات، جمادات، حیوانی اجزاء اور انسانی اجزاء سے

علاج کے لئے انتفاع کیا جاسکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

۶-معمولی کمی وبیشی کیلئے آپریشن:

کسی بھی طرح کے آپریشن کیلئے کافی صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے، اور ایک غریب یا متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے شخص کو اس صرفہ کو اکٹھا کرنے میں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

اس کے برعکس امراء اپنی معمولی جسمانی کی وبیشی کو دور کرنے کے لئے دور دراز ملکوں کا سفر کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے، اور صرف اپنی (Fitness) کو برقرار رکھنے کے لئے اتنا خرچ کرتے ہیں جس سے کئی غریب گھرانوں کا دیا روشن ہوسکتا ہے اور کتنی ایسی لڑکیوں کا گھر بس سکتا ہے، جن کی عمریں بن بیاہ کے ڈھلتی جارہی ہیں۔

صرف فٹ نیس کو برقرار رکھنے کے لئے اتنا خرچ کرنا ظاہر ہے کہ ''اسراف'' ہے اور قرآن مجید صراحت کے ساتھ اسراف سے روکتا ہے، اسی طرح یہ بات بھی گذر چکی ہے کہ شریعت نے ضرورۃً ایسا کرنے کی اجازت دی ہے اور جس کی اجازت ضرورۃ ہوتی ہے، اس کو بقدر ضرورت ہی اپنانے کی اجازت ہے، ما أبیح للضرورة یتقدر بقدرها (الاشباہ والنظائر ر ۱۴۰)، چنانچہ مضطر شخص کیلئے بھی مردار سے اتنا ہی کھانے کی اجازت ہے، جس سے اس کی جان بچ جائے۔

المضطر لا یأکل من المیتة إلا قدر سد الرمق (الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ص ۱۴۰: ط: یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند) (مضطر سد رمق کے بقدر ہی مردار سے کھائے گا)۔

۷-کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری

شریعت کا اصول ہے کہ خلق اللہ کو بغیر کسی جائز مصلحت کے چھپانا اور اس پر شرم محسوس کرنا درست نہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے، ''لا تنتفوا الشیب'' (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۲۰۲)، اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله" (بخاری، حدیث نمبر:۵۸۱۱) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے گودنے والی، گودوانے والی، حسین بننے کے لئے بھوؤں کے بال باریک اور دانتوں کے درمیان خلا کو دور کر کے خلق اللہ میں تبدیلی کرنے والی پر)۔

اس حدیث میں ایک لفظ "المتفلجات" آیا ہے، علامہ نوویؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

متفلجات سے مراد ثنایا اور رباعیات کے درمیان کا خلا ہے، بوڑھی عورتیں بوڑھاپے کو چھپانے اور دانتوں کی خوبصورتی کو باقی رکھنے، دانتوں کے درمیان معمولی خلا چھوٹی بچیوں کا ہوتا ہے، چنانچہ جب عورت بڑی ہو جاتی ہے تو دانت بھی بڑے اور بھونڈے ہو جاتے ہیں، عمر کو چھپانے اور خوبصورتی کو باقی رکھنے کے لئے عورتیں ایسا کرتی تھیں (شرح النووی علی صحیح مسلم ۲۸۸/۵-۲۸۹، نیز دیکھئے: فتح الباری ۳۸٦/۱۳)۔

امام نوویؒ کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں بوڑھی عورتیں اپنے بوڑھاپے کو چھپانے اور اپنے آپ کو حسین ظاہر کرنے کے لئے اس طرح کا عمل کیا کرتی تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے عمل سے منع فرمایا، یہ کھلی ہوئی تدلیس اور دھوکہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکہ دینے والے کے بارے میں فرمایا کہ جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس لئے کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۸- ظالم کے ظلم سے بچنے کیلئے اپنی شناخت چھپانا

(۳) اور (۷) میں یہ بات تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے کہ تدلیس کے لئے آپریشن کرانے کی گنجائش نہیں ہے، مجرمین کا اپنی شناخت چھپانا بھی تدلیس ہی کے ضمن میں آتا ہے، نیز

اس سے سماج اور معاشرہ کو خطرہ ہے، اس لئے مجرمین کو شناخت چھپانے کے لئے آپریشن کرانے کی گنجائش نہیں ہے۔

اب رہی بات مظلوم کی کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے کیا وہ آپریشن کرا سکتا ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں: ایک یہ کہ مظلوم کو یہ یقین ہو کہ ظالم ہر حال میں اس کو نقصان پہنچائے گا، دوسرے یہ کہ مظلوم کے دل میں صرف ایک خیال اور گمان ہو۔

پہلی صورت میں شناخت چھپانے کی گنجائش ہونی چاہئے، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ سے روشنی پڑتی ہے کہ جب ظالم فرعون، سنان ابن علوان کے ظلم سے بچنے کے لئے اپنی بیوی حضرت سارہ کے بارے میں بتایا کہ وہ ان کی بہن ہیں، ابن اثیر لکھتے ہیں:

وکانت سارة من أحسن النساء وجها، وکانت لا تعصی إبراهيم شيئاً، فلما وصفت لفرعون أرسل إلی إبراهيم، فقال: من هذه التی معک؟ قال أختی يعنی فی الإسلام، وتخوف أن قال هی امرأتی أن يقتله (الکامل لابن الاثیر ۱/۵۷، ط، دار الکتاب العربی، بیروت) (حضرت سارہ بہت خوبصورت خاتون تھیں، اور کسی بھی چیز میں حضرت ابراہیمؑ کی نافرمانی نہیں کرتی تھیں جب فرعون کے سامنے حضرت سارہ کی تعریف کی گئی تو اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بلا بھیجا، اور پوچھا، تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں فرمایا، میری بہن یعنی دینی اعتبار سے بہن، ان کو خدشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ کہہ دیں کہ یہ میری بیوی ہے تو ان کو قتل کرا دے گا)۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے شناخت چھپانے کی گنجائش ہے، یہ اس صورت میں ہے، جبکہ ظالم کے ظلم کا یقین ہو، اگر یونہی ایک خیال کے درجہ میں ہو تو اس کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے (واللہ اعلم بالصواب)۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا محمد شاہجہاں ندوی ☆

زینت کی اباحت مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے، چنانچہ مرد، مردانگی کے شایانِ شان اپنے لیے مباح ہر زینت سے مزین ہوسکتا ہے، اسی طرح عورت نسوانیت سے مناسبت رکھنے والی ہر طرح کی مباح زینت اختیار کرسکتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ کس طرح کی تزئین وتجمیل درست ہے، تو اس سلسلہ میں بنیادی دلیل ارشاد باری ہے: "ولآمرنهم فليبتكن آذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله ومن يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا" (النساء:۱۱۹) (میں انہیں حکم دوں گا، تو وہ چوپایوں کے کان پھاڑیں گے اور ان کو سمجھاؤں گا، تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بگاڑیں گے اور جو اللہ کے سوا شیطان کو اپنا سرپرست وکارساز بنائے تو وہ صریح نقصان میں پڑگیا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تزئین وتجمیل درست ہے جس سے خدائی ساخت میں ردوبدل نہ ہو، لیکن خدائی ساخت میں ردوبدل کرنے سے کیا مراد ہے، اس سلسلہ میں کئی اقوال ذکر کرنے کے بعد طبری تحریر کرتے ہیں: "وأولى الأقوال بالصواب في تأويل ذلك، قول من قال: معناه: "ولآمرنهم، فليغيرن خلق الله"، قال: أو عكسه، ومن تكون لها سن زائدة، فتقلعها أو طويلة فتقطع منها، أو لحية أو شارب، أو

☆ الجامعۃ الاسلامیہ، شانتاپورم، مالاپورم، کیرالہ۔

عنفقه، فتزيلها بالنتف ومن يكون شعرها قصيرا أو حقيراً فتطوله أوتغزره بشعر غيرها، فكل ذلک داخل في النهي، وهو من تغيير خلق الله تعالى، ويستثنى من ذلک، ما يحصل به الضرر والأذى كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل، أو إصبع زائدة تؤذيها، أو تؤلمها، فيجوز ذلک، والرجل في هذا الأخير كالمرأة" (فتح الباری ۱۰/ ۴۶۳)۔

(عورت کے لئے جائز نہیں ہے، اپنی اس خلقت میں سے کسی چیز کو بدلنا، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے، خواہ یہ تبدیلی اضافہ کی شکل میں ہو یا کمی کی شکل میں، جس کا مقصد خوبصورتی حاصل کرنا ہو، ایسا نہ شوہر کے لیے کرسکتی ہے اور نہ دوسروں کے لیے، جیسے کسی عورت کی دونوں ابرو ملی ہوئی ہوں، تو وہ ان دونوں کے بیچ کی ملاوٹ ختم کردے، اس گمان میں کہ اس سے اس کی بھوں کا فاصلہ دراز ہوکر خوبصورتی آجائے گی، یا اس کا برعکس کرے یا جس کو زائد دانت ہو، تو وہ اسے اکھاڑ دے یا لمبا دانت ہو، تو اس سے کچھ کاٹ دے یا داڑھی یا مونچھ یا بچہ داڑھی ہو، تو اسے اکھاڑ کر ختم کردے اور جس کا بال چھوٹا ہو یا کم ہو، تو اسے طول دے یا دوسرے کا بال گوندھ لے، تو یہ ساری صورتیں نہی میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔ ان صورتوں سے اس صورت کا استثناء کیا جائے گا، جس میں تکلیف اور اذیت لاحق ہو، جیسے کسی کو زائد دانت ہو یا لمبا دانت ہو جو کھانے میں اسے روکے یا زائد انگلی ہو، جو اذیت یا درد پہنچاتی ہو، تو اسے ختم کرنا جائز ہے اور اس آخری صورت میں مرد عورت کی طرح ہے)۔

طبری نے جواز کی شرط مادی درد میں منحصر کردی ہے، لیکن مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ درد کے مفہوم میں وسعت پیدا کرتے ہوئے، اس میں ذہنی یا معنوی تکلیف اور ضرر کو بھی شامل کیا جائے اور عورت اور مرد کے لیے کٹے ہوئے ہونٹ یا ٹیڑھی ناک یا ہاتھ یا پاؤں کی زائد انگلی یا زائد دانت یا لمبے دانت سے کچھ کاٹ کر، اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست قرار دیا جائے، کیونکہ یہ سب انسان کے معنوی درد کا سبب ہیں اور مقصد ذہنی تکلیف ختم کرنا، قرار

دیا جائے، اگر چہ اس سے کچھ تحسین و تجمیل بھی حاصل ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حنفیہ کے نزدیک بھی زائد انگلی اور زائد دانت وغیرہ کو کاٹنا جائز ہے (دیکھئے: الفتاویٰ الھندیہ ۵/۳۶۰)۔

۲- کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کرانا درست ہے، اس لیے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے عرفجہ بن اسعدؓ کو جن کی ناک "یوم کلیب" کی جنگ میں کٹ گئی تھی اور انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی تھی، چنانچہ جب اس میں بدبو پیدا ہوگئی "فأمره النبی ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" تو سرکار نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے سونے کی ناک بنوالی (ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب فی ربط الأسنان بالذهب: ۴۲۳۲)۔

امام خطابی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "وفيه إباحة استعمال اليسير من الذهب للرجال عند الضرورة، كربط الأسنان به، وماجرى مجراه، ممالا يجري غيره فيه مجراه" (معالم السنن للخطابی ۴/۲۰۰ طبع: دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت مردوں کے لیے تھوڑا سا سونا استعمال کرنا مباح ہے، جیسے سونا کے ذریعہ دانت باندھنا اور جو دانت کی مانند ہو، جس میں سونے کے علاوہ کا استعمال نہ ہو سکتا ہو۔

عرفجہ کو آپ ﷺ نے سونے کے استعمال کی اجازت یا تو کٹی ہوئی ناک کے سبب سے پیدا ہونے والی بدہیئتی کو چھپانے کے لیے دی یا نہ چھپانے کی صورت میں اس پر مرتب ہونے والی اذیت کی وجہ سے اجازت دی، خواہ جو بھی وجہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ حادثاتی عیب کو دور کرنا جائز ہے، لہذا ایسے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا بھی درست ہوگا، کیونکہ حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی بدہیئتی، ذہنی تکلیف کا سبب ہے، لہذا اسے دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا مباح ہوگا۔ اس وجہ سے کہ اصل مقصد بدہیئتی یا مسخ کو دور کرنا ہے، اگر اس سے کچھ تحسین و تجمیل بھی حاصل ہو جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خاص طور سے عورت اس بدہیئتی کے ازالہ کے

ساتھ تحسین کا بھی قصد کرے، تو بھی آپریشن کرانا مباح رہے گا، کیونکہ چہرہ کو خوبصورت بنانے کی رغبت عورت کے لیے جائز ہے، فقہ حنبلی میں یہ جزئیہ موجود ہے: "ولها حلق وجه وحفه وتحسينه وتحميره" (غاية المنتهي في الجمع بين الاقناع والمنتهى للشيخ مرعي بن يوسف الحنبلي: ۲۱/۱) (عورت کے لیے چہرہ کے بال کو جڑ سے ختم کر دینا اور اسے خوبصورت اور سرخ بنانا درست ہے)۔

اور ابن عابدین تحریر کرتے ہیں: "ولعله محمول على ما إذا فعلته، لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه، لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء" (ردالمحتار ۵۳۶/۹) (شاید بال کے اکھاڑنے کی ممانعت اس صورت پر محمول ہے، جبکہ عورت غیروں کے لیے زینت اختیار کرے ورنہ اگر عورت کے چہرہ پر بال ہو، جس کے سبب شوہر اس سے نفرت کرتا ہو، تو اسے زائل کرنے کی حرمت مستبعد معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ خوبصورتی کے لیے عورتوں کے لیے زینت مطلوب ہے، مگر یہ کہ ممانعت کو غیر ضروری صورت پر محمول کیا جائے، کیونکہ آلہ کے ذریعہ بال اکھاڑنے میں اذیت ہے)۔

آگے تحریر کرتے ہیں: "إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب، فلا تحرم إزالته، بل تستحب، وفي التاتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين، وشعر وجهه، ما لم يشبه المخنث" (مرجع سابق ۵۳۶/۹) (مگر یہ کہ عورت کو داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے زائل کرنا حرام نہ ہوگا، بلکہ مستحب ہوگا، تاتارخانیہ میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ بھوں اور اپنے چہرہ کے بال تراشنے میں مضائقہ نہیں، جب کہ مخنث سے مشابہ نہ ہو جائے)۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو زائل کرنے کے لیے مرد و عورت دونوں کے لیے آپریشن کرانا جائز ہے۔

۳- عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جائیں یا کسی کی ناک

پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہو، تو اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت میں ردوبدل کا مفہوم پایا جاتا ہے، اسی کے ساتھ فطرت کے تقاضے کو بدلنے کی کوشش ہے، اللہ تعالیٰ نے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی منزل مقرر کی ہے، ہر منزل میں جوان رہنے کی خواہش دنیا کی نعمت کو سب کچھ سمجھنے کے مترادف ہے اور حد سے زیادہ عیش وعشرت میں مبتلا ہونے کی خواہش ہے جو شرعاً مکروہ ومذموم اور ناپسندیدہ ہے۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کے گوشت یا چمڑے یا کسی دوسرے حصہ کو اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے، تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے، تو یہ صورت جائز ہے۔ بشرطیکہ اس آپریشن پر مرتب ہونے والے ضرر کے مقابلہ متوقع نفع زیادہ ہونے کا گمان غالب ہو اور ایسا اس لیے کیا جا رہا ہو کہ عضو مفقود کو وجود میں لایا جائے یا اس کی شکل یا اس کے معلوم عمل کو بحال کیا جائے یا عیب کو درست کرنا مقصود ہو یا بدصورتی اور بدہیئتی کو ختم کرنا مطلوب ہو، کہ جس کی وجہ سے اس آدمی کو ذہنی یا جسمانی یا عضویاتی تکلیف ہو رہی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کے مفہوم میں داخل نہیں ہے اور اس میں انسان کی تحقیر نہیں ہے، بلکہ اس کی بدہیئتی اور تکلیف کو دور کرنا ہے۔

۵- یہ سوال مکرر ہے، اس سے پہلے اس کا جواب آچکا ہے کہ ہر اس جیسا عیب یا نقص جو انسان کی ذہنی یا جسمانی تکلیف کا ذریعہ ہو اسے دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری جائز ہے، جب کہ عضو مفقود کو وجود میں لانا یا اس کی شکل یا اس کے معلوم وظیفہ کو بحال کرنا یا عیب کو دور کرنا یا ایسی بدہیئتی یا مسخ کو ختم کرنا مقصود ہو، جو انسان کے جسمانی یا عضویاتی یا ذہنی تکلیف کا سبب ہو۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی، جیسے اس ناک کو ہموار کرنا جس میں تھوڑی اٹھان یا پستی یا کجی ہو یا ہونٹ تھوڑا موٹا ہو، تو اسے باریک بنانے یا رخسار پر تل اگانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا ممنوع ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت میں ردوبدل کا کچھ مفہوم

پایا جاتا ہے۔

۷-اس مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا کہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئے، شرعی اعتبار سے حرام ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے، اگر اس طرح کی دھوکہ بازی کی اجازت دے دی جائے، تو انسان پھر مختلف قسم کی فریب کاریوں میں مبتلا ہو جائے گا، اسی کے ساتھ ساتھ اس میں اللہ تعالیٰ کی ساخت میں ردوبدل کا بھی مفہوم موجود ہے، چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيزات خلق الله، مالي لا ألعن من لعنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو ملعون في كتاب الله" (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتنمصات: ۵۹۳۹، وباب المستوشمۃ: ۵۹۴۸) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، جو اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والی ہیں، میں کیوں ان پر لعنت نہ کروں، جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور جو اللہ کی کتاب میں ملعون ہیں)۔

حافظ ابن حجر امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ان چیزوں یعنی گودنے، دانتوں کے درمیان حسن کے لیے فاصلے بڑھانے اور بال جڑوانے اور اکھاڑنے کے سلسلہ میں سخت وعید محض اس وجہ سے وارد ہوئی ہے کہ ان میں دھوکہ اور فریب ہے اور اگر ان میں سے کسی چیز کی رخصت دے دی جاتی تو یہ رخصت فریب کاری کی دیگر قسموں کو جائز ٹھہرانے کا ذریعہ بن جاتی اور اس وجہ سے بھی سخت وعید وارد ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیلی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے قول "اللہ کی خلقت بدلنے والیوں" سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے (فتح الباری ۱۰/۳۶۷)۔

۸-اس سوال کی دو شقیں ہیں:

الف- مجرم کا اپنی شناخت نہ ہو پانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا اور یہ حرام ہے،

کیونکہ جب اسلام جرم کو سخت ناپسند کرتا ہے تو پھر مجرم کو شناخت چھپانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟

ب- اگر کوئی واقعی مظلوم ہو اور اسے ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہو، تو اسے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہے، کیونکہ اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہے، سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

"ومن قتل دون ماله، فهو شهيد، ومن قتل دون دينه، فهو شهيد، ومن قتل دون دمه، فهو شهيد، ومن قتل دون أهله فهو شهيد" (الترمذی، کتاب الدیات: ۱۴۲۱، وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح) (جو اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے، تو وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے، تو وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے، تو وہ شہید ہے)۔

جب جسمانی عیب کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہے، تاکہ انسان ذہنی تکلیف سے بچ کر مطمئن زندگی گزارے، تو پھر ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے کیونکر پلاسٹک سرجری جائز نہ ہوگی؟

میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں!

مولانا محمد فاروق دربھنگوی قاسمی ☆

حامداً ومصليا، أمابعد!

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان سرتاپا مکرم ومعظم پیدا کیا گیا ہے اور ہر موڑ پر اس کی کرامت وشرافت کا لحاظ رکھا گیا ہے، حتی کہ اس کے جسم کے کٹے ہوئے بال اور ناخن کی بھی عظمت کا حکم ہے اور کیف ما اتفق جگہوں میں ڈالنے کی ممانعت آئی ہے، اسی لیے اس کے کسی بھی عضو یا حصہ کی بیع کو جائز نہیں قرار دیا گیا اور نہ مفت کسی دوسرے کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی، جیسا کہ ''اعضاء کے پیوندکاری'' کے عنوان پر ہونے والے سیمینار میں اس پر روشنی ڈالی جاچکی ہے۔

لیکن ان تمام کے باوجود اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ انسانی جسم کا کوئی بھی حصہ نکال کر، خود اسی انسان کے دوسرے مقام پر استعمال کرنا ازروئے شرع کیسا ہے؟ تو اس سلسلے میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حصۂ انسانی کے استعمال وعدم استعمال کا مدار دو چیزیں ہیں: (۱) کرامت انسانی۔ (۲) اس سے علیحدہ کئے ہوئے حصہ کی طہارت وعدم طہارت، جہاں تک بات رہی کرامت انسانی کی تو یقیناً ایک انسان کا حصہ لیکر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا اور استعمال کرنا کرامتِ انسانی کے خلاف ہے جس کی اجازت نہیں، جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے: لأنه جزء من الآدمي والآدمي بجميع أجزائه محترم مكرم

☆ جامعہ دارالاحسان، باڈولی، ضلع سورت۔

وليس من الكرامة والاحترام ابتذاله بالبيع والشراء الخ (بدائع ۴/۳۳۸)۔

لیکن خود اپنے جسم کے اندر استعمال کرنا، یہ کرامت انسانی کے خلاف نہیں جیسا کہ صاحب بدائع فرماتے ہیں: ولا إهانة في استعمال جزء منه (بدائع ۵/۱۳۲)۔

اور رہی بات حصۂ منفصلہ کی طہارت وعدم طہارت کی تو اس سلسلے میں علامہ کاسائیؒ فرماتے ہیں:

زندہ انسان کا وہ عضو یا وہ جزء جس میں خون ہو جیسے ہاتھ، کان، ناک وغیرہ جب اسے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے تو وہ بالاجماع نجس ہے: قال في البدائع: وما أبين من الحي إن كان جزء فيه دم كاليد والأذن والأنف ونحوها فهو نجس بالإجماع۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جب زندہ انسان سے علیحدہ کیا ہوا پورا حصہ نجس ہے، تو نجس شئے کے ذریعہ سرجری وغیرہ کرنا خود اپنے جسم میں بھی جائز نہ ہو، لیکن الاشباہ اور سراج کے ضابطہ سے بالکل واضح ہے کہ عدم طہارت کا حکم صرف دوسرے انسان کے لیے ہے، نہ کہ خود اپنے جسم کے لیے، جیسا کہ علامہ علاء الدین الحصکفی نقل فرماتے ہیں:

وفي الأشباه: المنفصل من الحي كميتة إلا في حق صاحبه، فطاهر وإن كثر (درمختار ۱/۳۲۱)۔

وفي السراج قال: الأذن المقطوعة والسن المقطوعة طاهرتان في حق صاحبها وإن كانتا أكثر من الدراهم (حاشیۃ الشامی ۱/۳۶۱)۔

لہذا اس ضابطہ سے معلوم ہو گیا کہ ایک انسان سے علیحدہ کیا ہوا جزء اسی انسان کے جسم میں بلا کراہت لگایا جا سکتا ہے، نیز علامہ مقدسی اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ عام طور سے جب جسم کے کسی حصہ کو دوبارہ جسم سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس کی پیوند کاری کر دی جاتی ہے تو اس حصہ میں حیات عود کر جاتی ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ جدا ہی نہ کیا گیا ہو، لہذا اس صورت میں وہ جس طرح جدا کرنے اور علیحدہ کرنے سے پہلے پاک تھا ویسے ہی بعد میں بھی پاک رہتا ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ ان سے نقل فرماتے ہیں:

وفی شرح المقدسی...... أن إعادة الأذن وثباتها إنما یکون غالبا بعود الحیاة إلیها، فلا یصدق أنها مما أبین من الحی، لأنها بعود الحیاة إلیها صارت کأنها لم تبن الخ" (شامی ۱/ ۳۲۱)۔

اور سرجری میں یہی ہوتا ہے کہ علیحدہ کیا ہوا جزء جہاں جوڑ دیا جاتا ہے وہاں حیات عود کرجاتی ہے، اس کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں۔

تغییر خلق اللہ کا مفہوم

صحیحین میں ہے: عن عبد اللہ: "لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالی" (رواہ البخاری: ۵۹۳۱ ومسلم: ۵۵۲۹)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی جس صورت پر پیدا کیا گیا ہے اگر بغرض تزئین اس میں کچھ بھی تغیر وتبدل کیا گیا تو وہ تغییر ممنوع میں داخل ہے، جیسا کہ امام قرطبی نے احکام القرآن میں ابوجعفر طبری سے نقل کیا ہے۔

لیکن شیخ المشائخ حضرت علامہ خلیل احمد سہارنپوری علیہ الرحمہ بذل المجہود میں تغییر خلق اللہ کی حقیقت مذکورہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابوجعفر طبری کا قول بندہ کے نزدیک غیر موجہ ہے اور تغییر خلق اللہ کی جو حقیقت بیان فرمائی ہے وہ خلاف ظاہر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جاندار کو جس صورت معتاد پر پیدا کیا ہے اس میں تغیر وتبدل کرنا، ظاہری اعتبار سے تغییر خلق اللہ کا مصداق ہے، نہ کہ مطلق تغییر، چنانچہ جس کو اللہ جل شانہ نے خلاف عادت صورت پر پیدا کیا ہے، اس کو عادت کے موافق بدل دینا، تغییر خلق اللہ نہیں، جیسے کسی عورت کو داڑھی، مونچھ نکل آئے، یا کسی کی ایک انگلی زائد ہوجائے تو داڑھی وغیرہ کا حلق کرنا اور زائد انگلی کو کاٹ دینا تغییر خلق اللہ میں داخل نہیں، بلکہ صورت معتاد پر لے آنا ہے (بذل المجہود ۵/ ۷۳)۔

البتہ علامہ قرطبی احکام القرآن میں نقل کرتے ہیں کہ تغییر خلق اللہ کی ممانعت اس وقت

ہے جب کہ وہ تغییر باقی رہنے والی ہو اور جو تغییر باقی رہنے والی نہ ہو بلکہ کچھ وقت کے بعد ختم ہو جاتی ہو، جیسے سرمہ لگانا یا عورتوں کا تجمل اختیار کرنا یا مہندی لگانا، تو حضرت امام مالکؒ اور دیگر علماء نے انہیں جائز قرار دیا ہے، اس لیے کہ یہ سب چیزیں دیرپا نہیں ہیں (احکام القرآن ۳/ ۲۶۹)۔

حضرت مولانا تقی عثمانی زیدہ مجدہ تکملۃ فتح الملہم میں تغییر خلق اللہ کی حقیقت اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

جسم میں زینت وزیبائش کی غرض سے کسی قسم کی زیادتی یا کمی اس طرح کرنا کہ وہ جسم کے ساتھ برابر باقی ہو اور دیکھنے سے واضح ہوتا ہو کہ اصل خلقت اسی طرح سے ہے، تلبیس اور تغییر خلق اللہ ہے، جس کی ممانعت نصوص میں صادر ہوئی ہے۔

لہذا کوئی عورت اپنے شوہر کے لیے ہاتھوں میں مہندی، ہونٹوں پر لالی، رخساروں کو گلابی کر رکھا ہو تو یہ اصل خلقت کے ساتھ تلبیس نہیں اور یہ جمہور علماء کے نزدیک ممنوع نہیں، اسی طرح زائد انگلی کا کاٹنا یہ بھی تغییر میں شامل نہیں بلکہ ازالہ عیب یا ازالہ مرض کے قبیل سے ہے (تکملۃ فتح الملہم ۴/ ۱۹۵)۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں:

۱- اگر کسی کو پیدائشی طور پر ایسا عیب ہو جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا جائز ہے، اس لیے کہ یہ صورت معتادہ میں تغییر نہیں بلکہ صورت معتادہ کے مطابق کرنے کے لیے تغییر ہے۔ کما مر۔

۲- جو عیب کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، اس کے لیے بھی آپریشن کرنا درست ہے، جیسے کہ جنگ کلاب کے موقع پر حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کی ناک کٹ گئی تھی تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے چاندی پھر سونا کی ناک بنانے کی اجازت دی گئی، چنانچہ یہ صورت بھی عام فطرت انسانی کے موافق بنانے کے لیے ہے۔

۳- جو عیب فطری طور پر پیدا ہو گیا ہو، جیسے بڑھاپے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں

پیدا ہو جانا، تو اگر یہ قدر قلیل ہو، جیسا کہ عموماً کبر سنی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے جس سے بڑھاپے اور جوانی کا فرق معلوم ہوتا ہے، تو یہ بھی صورت معتادہ میں داخل ہے، لہذا آپریشن کے ذریعہ اس کو زائل کرنا ممنوع ہوگا، لیکن اگر جھریاں اس حد تک پہنچ جائیں جو عام بوڑھے کو نہیں ہوتیں تو اس وقت عیب و مرض کے قبیل سے مان کر آپریشن کے ذریعہ ازالہ کی اجازت ہوگی۔

بات رہی ناک کے چپٹی ہونے کی تو اگر یہ اس قدر چپٹی ہے جیسا کہ بعض ملک و دیار کے رہنے والے لوگوں کی ہوتی ہے، تو اس صورت میں بھی آپریشن کے ذریعہ تغییر کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ اگر ناک اتنی چپٹی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عام عادت تخلیق کے بالکل خلاف ہو، تو اس وقت عام عادتِ تخلیق کے موافق بنانے اور ازالہ عیب کی نیت سے آپریشن کرانے کی اجازت ہوگی۔

۴- انسان کا اپنے جسم کے کسی حصہ کو خود اپنے جسم کے دوسری جگہ پر ازالۂ عیب کے لیے لگانا جائز ہے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

۵- جسمانی وہ عیوب و نقائص جو عام خلقتِ خداوندی کے خلاف ہو تو اس کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی جو تقریباً عام خلقت میں کسی نہ کسی جہت سے پائی ہی جاتی ہے، اس کے لیے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

۷- کم عمر دکھانے یا خوبصورت باور کرانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا تغییر خلق اللہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

۸- مجرم ہو یا مظلوم کسی کے لیے بھی اپنی شناخت بچانے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں، مجرم کے لیے عدم جواز کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ سرجری مزید جور و ظلم اور اس کے جرم شنیع کا ذریعہ ہے۔

پلاسٹک سرجری-صورتیں اور احکام

مولانا عبداللہ خالد لوناواڑی ☆

لفظ پلاسٹک "Plastic" یونانی لفظ "Plastikos" سے مشتق ہے، اس کا معنی ہے کسی چیز کو موڑنا، یا نئی شکل دینا، پلاسٹک سرجری سے مراد ایسی سرجری ہے، جس کا مقصد جسمانی نقص کی اصلاح کرنا ہو، خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کا نتیجہ، یا پھر اعضاء کی شکل میں تبدیلی پیدا کرکے اس کے حسن و جمال اور جذب وکشش میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔

پلاسٹک سرجری کی قسمیں

پلاسٹک سرجری اصلاً عام سرجری کا ایک جز ہے، جس کے تحت جسمانی عیوب ونقائص کی اصلاح کی جاتی ہے، چونکہ اس طرح کے مریضوں کی تعداد عام طور پر زیادہ نہیں ہوا کرتی، اس وجہ سے عرصہ تک یہ کام سرجن ہی کیا کرتے تھے، جنگ عظیم کے موقع سے جنگ کی وجہ سے پہلی بار اس طرح کے مریضوں کی تعداد کافی بڑھ گئی، جس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کے نام سے مستقل شعبہ کا قیام عمل میں آیا، اور یہ شعبہ ڈاکٹروں کی توجہ کا مرکز بنا، البتہ دوسری جنگ عظیم کے کچھ دنوں کے بعد پلاسٹک سرجری کے شعبوں کا کاروبار کافی حد تک محدود ہو گیا، کیونکہ مریض کی تعداد کافی کم ہوگئی، اس نے پلاسٹک سرجری کے شعبوں میں خاص طور پر اس کے لیے قائم شدہ پرائیویٹ کلنکوں کے وجود پر سوالیہ نشان لگا دیا۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری میں نئے شعبہ کو متعارف کرایا گیا جس کا

☆ دار العلوم، لوناواڑہ (گجرات)۔

مقصد انسان کے خارجی حسن میں اضافہ کرنا ہے، یہ شعبہ کافی مقبول ہوا، خاص طور پر فلمی ستاروں کی مقبولیت، مقابلہ حسن کا مختلف سطح پر انعقاد اور کلب آرٹ سے منسلک افراد کی نقالی کے رجحان نے ایسے بہت زیادہ منافع بخش کاروبار بنا دیئے، اس طرح پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہوگئیں:

(۱) Reconstructive

اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا یا کسی عضو کی کارکردگی میں اضافہ کرنا،

(۲) Cosmetic یا Acsthetic

اس کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کر کے انسان کو پرکشش اور جاذب نظر بنانا ہے (بحث ونظر: شمارہ: ۷۷/۷۳ مضمون: ڈاکٹر حسنین ندوی)۔

اسلامی نقطہ نظر سے اس کی دو حیثیتیں ہوں گی: (۱) زیب و زینت کے لیے (۲) علاج معالجہ۔

زیب وزینت

اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس نے انسان کی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے زیب وزینت کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا إن اللہ لا یحب المسرفین" (الاعراف: ۳۱) (ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کرو، کھاؤ، پیو، اور فضول خرچی مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

"قل من حرم زینة اللہ التی أخرج لعبادہ" (الاعراف: ۳۲) (پوچھو! وہ خوبصورت چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کے لیے پیدا کی کس نے حرام کیا)۔

اسی لیے حضور ﷺ نے بالوں کے لیے خضاب کے استعمال کو پسند فرمایا ہے (ترمذی ۲۰۵۱/۳)۔

اسی طرح عورتوں کے لیے ہاتھ، پاؤں، ہونٹ، رخسار وغیرہ پر کسی خاص قسم کے رنگین

کریم کا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

"لا ینبغي للصغیر أن یخضب یده بالحناء لأنه تزین وأنه یباح للنساء دون الرجال" (خلاصۃ الفتاویٰ ۴/ ۳۷۳)۔

اسی طرح آپ ﷺ نے صفائی وستھرائی، اچھے کپڑے پہننے، بالوں کی آرائش، وضع قطع کی اصلاح اور خواتین کے لیے ریشم اور شوخ رنگ کے کپڑے نیز زیورات کو جائز رکھا ہے۔

لیکن دوسری طرف جذبۂ آرائش میں تکلف اور مبالغہ آمیز حد تک تزئین کو منع فرمایا ہے، اسی طرح ایسی زینت کو ناپسند کیا ہے جس میں جسم میں فطری خلقت میں تبدیلی ہو اور اسی وجہ سے خوبصورتی کے لیے دانتوں کو تیز کرنے اور اس کے درمیان فصل کرنے کو منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"أن رسول الله ﷺ حرم الوشر" (نسائی:۲/ ۲۰۸۱) (آپ ﷺ نے دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا ہے)۔

اسی طرح دوسری روایت میں ہے:

"لعن المتفلجات للحسن المتغیرات خلق الله" (مسلم ۲/ ۲۰۵) (حسن وجمال کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی خدا کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر خدا کی لعنت ہو)۔

اسی طرح اپنے بال کے ساتھ دوسروں کے بال جوڑنے، گودنے سے، اور بھوؤں کے بال اکھاڑ کر باریک بنانے کو ناپسند فرمایا ہے۔

عن عبد اللهؓ قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغیرات خلق الله" (بخاری:۵۸۱۱) (حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھنوؤں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔ اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کے خاطر کریں۔

ایک اور روایت میں ہے:

"لعن اللّٰہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات" (بخاری) (اللہ کی لعنت ہو گودنے اور گودوانے والی، اور بالوں کے اکھاڑنے والیوں پر)۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زینت کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا جائز نہ ہوگا، اس لیے فطری طور پر جو عیب پیدا ہو جاتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانے کی وجہ سے اس کو دور کرنے کے لیے، اسی طرح پستان یا ناک، کان، یا ہونٹ کو چھوٹا یا پتلا کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہ ہوگا، اسی طرح انسان کو کم عمر دکھانے کے لیے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، اس کے لیے بھی پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہ ہوگا، اس لیے کہ محدثین نے "متفلجات" اور "وشر" کی تعریف میں اس کو بھی داخل کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا دھوکہ دینا ہے، اور دھوکہ دینا جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے: "من غشنا فلیس منا" اس لیے یہ جائز نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ اس میں ایک بڑی رقم صرف ہوتی ہے، جو ایک طرح کا اسراف ہے، اس لیے یہ جائز نہ ہوگا۔

(۲) علاج ومعالجہ کے لیے۔

اسلام میں نہ صرف علاج کرانا جائز ہے بلکہ اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن أبی الدرداء أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: "إن اللّٰہ أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بالحرام" (أبوداؤد، رقم الحدیث: ۳۸۷۰)۔

دوسری روایت میں ہے:

عن أبی ہریرۃؓ أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: "ما أنزل اللّٰہ من داء إلا أنزل له شفاء" (بخاری رقم الحدیث: ۵۶۷۸)۔

اسی طرح ہندیہ میں ہے:

الاشتغال بالتداوي لا بأس به إذا اعتقد أن الشافي هو الله(ہندیہ ۲ر۲۵۴)۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کسی حصے کے کا گوشت یا چمڑا یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم میں لگایا جائے تا کہ وہ عیب دور ہوجائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہوگا؟

چنانچہ درمختار میں ہے:

المنفصل من الحی کمیتة إلا فی حق صاحبه(درمختار)۔

اسی طرح بدائع الصنائع میں امام ابویوسفؒ کا قول نقل کیا ہے، کہ انسان کا خود اپنے جسم سے انتفاع ازقبیل اہانت نہیں ہے۔

"ولا إهانة فی استعمال جزء منه"(بدائع الصنائع ۵ر۱۳۲)۔

اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں:

"اپنا ہی کسی عضو کا کوئی حصہ اپنے ہی کسی دوسرے عضو میں لگا لینا یہ درست ہوگا جیسا کہ کینسر وغیرہ مرض میں ایسا اکثر ہوتا ہے"(جدید فقہی تحقیقات ۱ر۳۳۰)۔

اسی طرح کی رائے استاذ محترم مفتی خالد سیف اللہ صاحب کی بھی ہے، اور یہی فیصلہ مکہ فقہ اکیڈمی کا بھی ہے، اس کی تجاویزات میں ہے:

"انسان کے جسم میں سے کوئی حصہ لینا تا کہ اسی انسان کے جسم میں پیوندکاری کی جائے، مثلاً کھال یا ہڈی کا کوئی ٹکڑا لے کر جسم میں کسی دوسرے مقام پر بوقت ضرورت لگایا جائے تو جائز ہوگا"(مکہ فقہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے:۱۶۶)۔

اسی طرح سونا، چاندی، لوہا، پتھر وغیرہ ایسی چیزوں سے علاج کرانا درست ہوگا، اسی طرح جسم کے خارجی حصہ یا اندرونی حصہ میں مصنوعی اعضاء کا استعمال وغیرہ ازراہ علاج درست ہوگا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عرفجہؓ نام کے صحابی کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی۔

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعدؓ "أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق، فأنتن عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب" (سنن ترمذی؛ حدیث نمبر: ۱۷۷۰)۔

علامہ وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

ويستثنى من حرمة استعمال الذهب والفضة أمور للضرورة أو للحاجة صناعة الأنف إذا قطع والأسنان إذا سقطت يجوز عملها من الذهب أو الفضة وهذا رأى الجمهور (الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۳/ ۵۲۴۴)۔

اسی طرح ہندیہ میں ہے:

لو تحركت سن رجل وخاف سقوطها فشدها بالذهب أو بالفضة لم يكن له بأس (ہندیہ ۵/ ۳۳۶)۔

اسی طرح غیر فطری طور پر کوئی چیز ہو اس کو دور کرنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔
چنانچہ فقہاء نے غیر فطری طور پر کسی کی چھٹی انگلی نکل آئے تو اس کو دور کرنے کی اجازت دی ہے:

إذا أراد أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، لأنه تعريض النفس للهلاك وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة (قاضی خان علی الھندیہ ۳/ ۴۱۰)۔

اسی طرح فقہاء نے عورتوں کو داڑھی یا مونچھ نکل آنے پر اسکو صاف کرنے کو مستحب قرار دیا ہے: إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب (ردالمحتار ۵/ ۲۳۹)۔

اس لیے کسی بیماری کے علاج کے لیے یا غیر فطری طور پر جو عیوب پیدا ہوتے ہیں اس کو دور کرنے کے لیے ہر قسم کی پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا، چاہے یہ عیب پیدائشی ہو یا کسی حادثے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ ان تمام صورتوں میں علاج کے لیے آپریشن یا پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا۔

لیکن معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن نہ ہوں گے، اس لیے کہ اس میں ایک درجہ کا اسراف اور جسم میں کانٹ چھانٹ ہے، اور یہ مستحسن نہیں ہے۔

مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہے اور وہ اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

پلاسٹک سرجری کا مقصد اگر تدلیس وتغیر ہو اس طرح کہ کوئی اپنا چہرہ اس حد تک تبدیل کرالے کہ اس کی شناخت مشکل ہو جائے اور قانون کی گرفت سے بچ جائے تو یہ جائز نہ ہوگا، اس لیے کہ یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جو جائز نہیں ہے، ہاں اگر مظلوم کو ظالم سے پلاسٹک سرجری کے بغیر بچنا مشکل ہے اور اس سے بڑے ضرر کا اندیشہ ہے یا جان کا خطرہ ہے تو اس صورت میں جائز ہوگا، اس لیے کہ شریعت کا ایک عام قاعدہ ہے:

"الضرورات تبیح المحظورات" (الأشباہ والنظائر ۱/۱۲۱)۔

دوسرا یہ کہ مضطر کے حکم میں ہوگا، اور مضطر کے لیے شریعت نے حرام چیزوں کو بھی حلال کردیا ہے چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں:

یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأکل المیتة للتداوی إذا أخبرہ طبیب مسلم أن شفاءہ فیه (الہندیہ ۵/۳۵۵)۔

اس لیے مظلوم کے لیے ظالم سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا، اگر بڑے ضرر یا جان کے جانے کا اندیشہ ہو۔ واللہ أعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مفتی سید باقر ارشد قاسمی ☆

کچھ لوگ اپنے آپ کو مزید خوبصورت بنانے کی حرص میں پلاسٹک سرجری کرواتے ہیں، اضافی حسن کی طلب یا اپنے آپ کو کم عمر بتانے کی غرض سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاتی ہے، اس طرح کی سرجری کو Cosmetic Surgery کہا جاتا ہے، اس طرح کی سرجری کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدل و تغیر کر کے انسان کا اپنے آپ کو مزید خوبصورت و جاذب نظر بنانا ہے، یہ صورت ناجائز ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، متناسب الاعضاء وخوبصورت جسم، چنانچہ ارشاد ہے: "لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم"...... (سورۂ تین)۔ سورۃ النساء کی آیت میں حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے: "ولآمرنهن فليغيرن خلق الله"، میرے کہنے پر وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلّجات للحسن المغيرات خلق الله" ...... (صحیح البخاری: رقم حدیث: ۴۷۶۶) (اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھویں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کے لئے کریں)۔

☆ معہد یعقوب بنگلور۔

پلاسٹک سرجری برائے دفع عیب

کبھی انسان میں پیدائشی طور پر یا حادثاتی طور پر کوئی ایسا عیب پیدا ہوجاتا ہے جو بدنما ہونے کے ساتھ ساتھ تکلیف دہ یا نقصان دہ بھی ہوتا ہے، یعنی انسانی جسم میں خلافِ فطرت کوئی تغیر تخلیقی یا حادثاتی طور پر پیدا ہوجاتا ہے، اس عیب یا تغیر کو بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے، ایسی سرجری کو Reconstructive Surgery کہا جاتا ہے، اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا اور اس کے نقصان سے متعلقہ شخص کو بچانا ہے، اس طرح کی سرجری کی ضرورتِ شدیدہ پر اجازت دی جانی چاہئے، کیونکہ احادیث میں اس کی اجازت موجود ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کا علاج نہ پیدا فرمایا ہو، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ما أنزل الله داء إلا وقد أنزل له شفاء“ (مسند الامام احمد بن حنبلؒ، رقم حدیث: ۳۵۷۶)۔

عرفجہ بن اسعدؓ سے روایت ہے: کہتے ہیں کہ میری ناک جاہلیت میں ہوئی جنگ کلاب میں کٹ گئی، میں نے چاندی کی ناک بنواکر لگالی مگر اس سے بدبو نکلنے پر رسول اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا: عن عرفجة بن أسعد، قال: ”أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفاً من ورق، فأنتن عليّ، فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب“...... (جامع الترمذی: رقم حدیث: ۱۷۷۱)۔

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے علاج سے روکا نہیں بلکہ علاج کا حکم دیا ہے، ایسے عیوب یا بیماری جن سے انسان کو تکلیف ہوتی ہو چاہے وہ تکلیف بدنی ہو یا ذہنی، ان کو دور کرنا عند الشرع لازمی ہے، کیونکہ اللہ نے بیماری کے ساتھ ساتھ شفاء کو پیدا فرمایا ہے۔

اس تمہید و تفصیل کے بعد سوالنامے پر احقر کی آراء یہ ہیں:

۱- تخلیقی عیب کی پلاسٹک سرجری

ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب

پیدائشی یا تخلیقی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ۔

یہ ایسے عیب ہیں جو خصوصاً لڑکیوں میں پائے جائیں تو ان کے لئے شادی بیاہ کے سلسلہ میں آڑ بن جاتے ہیں اور ایسے عیب گرچہ کہ نقصان دہ نہیں ہیں لیکن وہ نفسیاتی طور پر الجھن کا باعث بن جاتے ہیں، ایسے عیب والوں کو لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے میں تکدر وتقذر رہتا ہے۔

لہٰذا عرفجہ اور قتادہ کے واقعہ میں رسول اکرم ﷺ نے ظاہری حادثاتی طور پر پیدا ہوئے عیب کو دور کرنے کا حکم دیا جب کہ اس کا نقصان تو شدید نہیں تھا لیکن بدنمائی یا بدہیئتی ظاہر تھی۔ اسی سے مستفاد کرتے ہوئے فی زمانہ ایسے عیوب کی (جو تخلیقی یا حادثاتی طور پر انسان میں پیدا ہو جائے) پلاسٹک سرجری جائز ہے۔ عندالضرورت اس حکم سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

۲- حادثاتی عیب کی پلاسٹک سرجری

اس سلسلہ کا بھی وہی حکم ہے کہ اس کی اجازت موجود ہے، کیونکہ عرفجہ کی ناک اور قتادہ کی آنکھ دونوں حادثاتی طور پر ہی ضائع ہوئی تھیں، ان کے علاج کا حکم رسول اللہ ﷺ نے مرحمت فرمایا، انسان کو اللہ نے بہترین تخلیق قرار دی، متناسب الاعضاء جسم عطا کیا اب اس میں کوئی کمی بیشی حادثاتی طور پر پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے علاج کا حکم موجود ہے، بلکہ ایسے وقت میں علاج واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو علاج کرانے کا حکم دیا جب کہ اس بیماری یا اس علت کا علاج موجود ہو، چنانچہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ما أنزل اللہ داء إلا وقد أنزل له شفاء“ (مسند الامام احمد بن حنبلؒ، رقم حدیث: ۳۵۷۶)۔

لہٰذا حادثاتی طور پر پیدا شدہ عیب کی پلاسٹک سرجری بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔

۳- فطری عیب کی پلاسٹک سرجری

اس سلسلہ میں دو مسئلے ہیں: ایک فطری عیب عمر کے لحاظ سے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے،

جیسا کہ بڑھاپے میں چہرے کی جھریوں کا پیدا ہو جانا اور دوسرا مسئلہ تخلیقی یا پیدائشی طور پر کسی کی ناک کھڑی نہ ہونا یا موٹی ہونا یا ہونٹ پتلے یا موٹے ہونا وغیرہ۔

پہلا عیب تو خالصتاً فطری ہے جس میں کوئی نقصان نہیں اور نہ ہی یہ بدہیئتی میں شمار ہے، اس لئے ایسے فطری عیب کی پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔

دوسرا عیب پیدائشی طور پر ناک کھڑی نہ ہونا یا موٹی ہونا یا ہونٹ پتلے یا موٹے وغیرہ ہوں، اس میں بھی کوئی نقصان نہیں، ہاں البتہ بعض اوقات یہ عیب کچھ مشکلات پیدا کرتا ہے بالخصوص لڑکیوں کے لئے ان کی شادی بیاہ کے مسئلہ میں، لہٰذا اگر ایسی کوئی صورتحال پیدا ہوگئی ہے تو ایسے وقت پر پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی ورنہ عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہوگی، یعنی شدید ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔

۴- پلاسٹک سرجری میں اپنے جسم کے حصہ کے استعمال کا شرعی حکم

کسی بیماری کے ازالے کے لئے یا جسم کے کسی عضو میں موجود عیب کے دفعیہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء کا استعمال کے جواز کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے:

فقہاء کے یہاں اس سلسلہ میں بحث چھڑی کہ آیا اپنے جزء سے انتفاع جائز ہے یا نہیں، اس لئے کہ انتفاع جزء اہانت میں شامل ہے، کیونکہ خود سے علاحدہ ہو یا علاحدہ کیا جائے دونوں صورتوں میں جزءِ انسانی میت کو شامل ہے چنانچہ میت کا (چاہے وہ جزء ہی کیوں نہ ہو) دفن کرنا واجب ہے۔ اس سلسلہ میں طرفین کا مذہب یہ ہے کہ اپنے ہی علاحدہ شدہ عضو کو دوبارہ اپنے جسم میں لگانا "ناجائز" ہے، وہ اس کو واجب الدفن سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں: فإذا انفصل استحق الدفن ككله و الإعادة صرف له عن جهة الاستحقاق، مگر امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ دوبارہ جزء کو اپنے ہی جسم میں لگانا جائز ہے، کیونکہ انسان کا خود اپنے جزء سے

انتفاع اہانت کے قبیل سے نہیں چنانچہ کہتے ہیں: ''ولا إهانة في استعمال جزء منه''۔

اورالدرالمختار میں ہے: المنفصل من الحی کمیتة إلا فی حق صاحبه (یعنی زندہ سے الگ ہونے والا جسم کا حصہ مردار ہے مگر اس عضو والے کے حق میں نہیں)۔

اس سلسلہ میں فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے، لہٰذا کسی بیماری کے ازالے کے لئے یا جسم کے کسی عضو میں موجود عیب کے دفعیہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء کا استعمال کرتے ہوئے سرجری کروانا جائز ہے۔

۵-جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کا حکم

ایسے جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی کہ جن میں ضرر شدید ہو اور باعث تکلیف ہوں، مثلاً ناک ٹیڑھی ہو جائے، کسی حادثہ میں آنکھ پھوٹ جائے یا نکل جائے یا اسی طرح کا کوئی عیب یا نقص جو بدنما بھی ہو اور تکلیف دہ بھی۔

ایسے عیوب ونقائص جن سے تکلیف تو نہیں ہے اور بدہیئتی بھی نہیں، مثلاً ہاتھ اور پاؤں میں پانچ کی جگہ چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کی بالعموم اجازت نہیں ہوگی۔ ہاں شدید ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

ایسے عیوب ونقائص جن میں تکلیف تو نہیں ہاں البتہ بدہیئت ہوں جیسے چہرے پر بڑا سا گومڑ یا ناک بھدی یا سوٹی ہونا، ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، اس سلسلہ میں ضرورت شدیدہ ہی پر اجازت ہوگی، عام حالات میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ ضرورت شدیدہ یعنی کسی لڑکے یا لڑکی کے رشتہ میں وہ عیب رکاوٹ بن رہا ہو تو اس کی سرجری کی جاسکتی ہے۔

۶-معمولی جسمانی عیوب کا حکم

معمولی جسمانی عیوب کی پلاسٹک سرجری جائز نہیں، کیونکہ بغیر کسی ضرر یا ضرورت کے خلق اللہ میں تبدیلی شیطانی حرکت ہے، چنانچہ سورۃ النساء کی یہ آیت اس پر دال ہے:

"ولآمرنهم فليغيرن خلق الله" (میرے کہنے پر وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے)،
لہٰذا بلا ضرورت وضرر پلاسٹک سرجری ناجائز ہے۔

۷- پلاسٹک سرجری برائے تجمیل وتحسین

انسان کا کم عمر اور خوبصورت لگنے کے لئے تاکہ رشتہ لگ سکے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں۔ پلاسٹک سرجری کی اجازت کسی عیب پر، بدہیئتی پر یا تکلیف پر ہے، خود کو حسین، جاذب نظر وکم عمر لگنے کے لئے اگر کوئی پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو اس کی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ یہ عند الشرع حرام ہے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کے مماثل ہے، لہٰذا احادیث میں اس قبیل کی گئی چیزوں کی ممانعت آئی ہے جو اس زمانہ میں عربوں کے درمیان حسن وجمال میں اضافہ کے ذریعہ تھیں، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھویں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کے لئے کریں، قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلّجات للحسن المغيرات خلق الله" (صحیح البخاری: رقم حدیث: ۴۷۶۶)۔

۸- اپنی شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کا حکم

مجرم کا اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں، ایک تو وہ مجرم ہے اور دوسرا شناخت کو چھپانے میں دھوکہ دہی ہے۔

مظلوم کا ظالم کے خوف سے پلاسٹک کرانا یہ حالات پر مبنی ہے۔ اگر ظالم سے حد درجہ زیادہ ظلم کا خوف ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے گنجائش ہونی چاہئے کہ وہ پلاسٹک سرجری کرائے، لیکن معمولی قسم کا خوف ہو تو ایسی صورت میں سرجری کرانا جائز نہیں ہوگا۔

چوتھا باب

مختصر تحریریں

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت

مفتی محبوب علی وجیہی ☆

۱- انسانی جسم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ ہے جو خدائے وحدہ لاشریک لہ کے قادر مطلق ہونے کی شہادت دیتا ہے، اس جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ امانتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں، لہذا بے ضرورت جسم کے اندر تغیر وتبدل درست نہیں ہے، البتہ اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو اور اس کے کاٹنے میں ہلاکت کا بھی اندیشہ نہ ہو تو اس عضو کے الگ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲- مذکورہ صورت میں بھی عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہے کیونکہ جب فطری عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن درست ہے تو بعد میں کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کرانا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا۔

۳- مذکورہ صورت میں مرد کے لیے تو آپریشن کرانا درست نہیں ہے مگر عورت کے لیے درست ہے، بشرطیکہ عورت کی نیت اس آپریشن سے شوہر کے لیے زینت حاصل کرنا مقصود ہو۔ شریعت مطہرہ نے عورت کو شوہر کا دل مائل کرنے کی غرض سے زینت حاصل کرنے کی اجازت دی ہے جیسے کہ اگر عورت کے چہرے پر بال پیدا ہو جائیں تو عورت ان بالوں کو اکھاڑ سکتی ہے یہاں تک کہ عورت کے لیے اجازت ہے کہ وہ بھوؤں کو بھی خوبصورت کرا سکتی ہے۔

۴- اس صورت کے اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اگر جان کے ہلاک

☆ جامع العلوم، فرقانیہ، رامپور۔

ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس طرح کرنا درست ہے۔

۵- پلاسٹک سرجری بلاشبہ درست ہے اس کے غیر درست ہونے کی کوئی علت نہیں ہے۔

۶- معمولی کمی وبیشی کے لیے ایسے اقدامات درست نہیں ہیں، کیونکہ اس میں آپریشن کی خاص ضرورت نہیں ہے۔

۷- مرد کے لیے اس مقصد سے آپریشن کرانا کہ وہ خوبصورت معلوم ہو یا جوان نظر آئے درست نہیں ہے، البتہ عورت کے لیے یہ صورت اختیار کرنا درست ہے جبکہ اس کی غرض شوہر کے لیے زینت اور خوبصورتی حاصل کرنا ہو یا پھر کوئی شخص مجاہد ہو تو اس کے لیے بھی پلاسٹک سرجری درست ہوگی جیسے کہ ایسا خضاب جس سے بال بالکل کالے ہو جائیں اور اصل وغیر اصل کا فرق واضح نہ ہو تو وہ مجاہد کے لیے جائز ہے، اسی طرح اس کے لیے پلاسٹک سرجری کا حکم ہے۔

۸- مجرم کے لئے تغیر وتبدل کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں حاکم کو دھوکہ دینا ہے اور جرم کو چھپانا ہے بخلاف مظلوم کے کہ وہ اگر پلاسٹک سرجری ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لیے کرائے تو درست ہے، کیونکہ اس سے ظلم سے نجات حاصل کرنا مقصود ہے، حدیث شریف میں ہے: "إنما الأعمال بالنيات"۔

پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام

مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی ☆

اسلام نے جمالیاتی احساس کو نظر انداز نہیں کیا، لیکن ہر معاملے میں اسلام کی تعلیم اعتدال وتوازن کی ہے، اس لیے فطری جمال کو باقی رکھتے ہوئے اس میں بناوٹ، تصنع اور افراط سے روکا گیا ہے۔

۱-اگر انسان کے بدن میں کوئی ایسا عیب ہو جس سے وہ بدنما لگے جیسے پیدائشی طور پر کسی عضو میں کوئی عیب ہو تو اس کا آپریشن کرانا درست ہوگا۔

اس کی دلیل وہ حدیث نبوی ﷺ ہے جس میں آں حضرت ﷺ نے ایک شخص کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی تھی۔

۲-اگر کسی حادثے کی وجہ سے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کا آپریشن کرانا درست ہوگا۔

۳-ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہو جاتا ہے جیسے چہرے پر جھریوں کا ہو جانا، اس طرح کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے ابرو کے بال اکھاڑنے، گودنے کو منع کیا ہے۔

۴-جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا لے کر جسم کے کسی عیب کو یا بیماری کو دور کرنا درست ہے۔

☆ مالیرکوٹلہ، پنجاب۔

۵-جسمانی عیوب کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔

۶-معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرانا مستحسن نہیں ہے، مثلاً بعض خواتین سینے کے ابھار کو زیادہ کرنے کے لیے آپریشن کراتی ہیں۔

۷-فطری خوبصورتی کے علاوہ آئیڈیل خوبصورتی کے لیے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرانا شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

۸-ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے شناخت کو چھپانا اور اس کے لیے پلاسٹک سرجری کا سہارا لینا درست ہوگا۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام

مولانا شیر علی☆

اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ وہ مرض وتکلیف کو دور کرنے کے لیے ہو اور جو عضو بیکار ہو گیا ہو اس کی اصلاح کے لیے ہو، جیسا کہ ایک صحابی عرفجہ بن اسعدؓ کو حضور ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور خالص زینت کی غرض سے مردوں کو اجازت نہیں دیتا، عورتوں کے لیے اگر انسانی اعضاء یا کوئی جانور کا عضو لگایا جائے تو وہ جائز نہیں ہے، اون وغیرہ کی چٹیا جڑوانا جائز ہے، جلد کو صاف رکھنا عورتوں کے لیے اسلام میں مرغوب ہے، جبکہ شوہر کی بھی یہی تمنا ہوتی ہے، خلقت بدلنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

جواب ۱-ضروری نہیں ہے۔

جواب ۲-عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت ہے۔

جواب ۳-جائز نہیں ہے۔

جواب ۴-جائز ہے۔

جواب ۵-جائز ہے۔

جواب ۶-عیب کو دور کرنے کے لیے اجازت ہے۔

جواب ۷-جائز نہیں ہونا چاہیے۔

جواب ۸-ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے جائز ہے اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

☆ شیخ الحدیث فلاح دارین، ترکیسر، ضلع سورت، گجرات۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا ابوسفیان مفتاحی ☆

۱- وباللہ التوفیق! ایسا عیب جس سے انسان بدشکل نظر آتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں چھ انگلیوں کا ہونا تو اس طرح کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہے، کیونکہ یہ ایک طرح کا مرض ہے اور مرض کے علاج کے لیے شریعت نے حکم دیا ہے اور اس طرح کے امراض کا علاج آپریشن ہی ہے، لہذا جائز ہے، اس لیے کہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم

۲- وباللہ التوفیق: بعض دفعہ پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں ہوتا لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بھی ایک مرض ہے اور ڈاکٹر نے اس سے شفا کے لیے آپریشن کرانا بتایا ہے، تو علاج کے لیے آپریشن کرانا درست ہے۔ واللہ اعلم

۳- وباللہ التوفیق: ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے مثلاً عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے ڈاکٹر کے مشورہ سے دوا کھائی جائے اور اسی پر اکتفا کیا جائے کیونکہ یہ مرض بڑھاپے کی وجہ سے ہوتا ہے اور بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں ہوتا اور اگر کسی کی ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہو تو بذریعہ آپریشن پلاسٹک سرجری کر کے اس ناک کو کھڑی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ آج کل ناک کے چپٹی ہونے کی وجہ سے شادی

☆ جامعہ مفتاح العلوم، مئو، یوپی۔

میں بہت تاخیر ہوتی ہے، بنابریں اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

۴-وباللہ التوفیق: کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز اسی کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہوجائے جیسے کینسر کے مرض میں کیا جاتا ہے، یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ صورت جائز ہے۔ واللہ أعلم

۵-وباللہ التوفیق: جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے اگر پلاسٹک سرجری سے وہ نقائص وعیوب دور ہوسکتے ہیں تو ایسی پلاسٹک سرجری جائز ہے۔ واللہ أعلم

۶-معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے ایسے اقدامات کرنے مستحسن نہ ہوں گے۔ واللہ أعلم

۷-وباللہ التوفیق: بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو مقصد اس میں محض تزئین وآرائش کے جذبات کی تسکین ہے، لہذا ایسے مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔ واللہ أعلم

۸-وباللہ التوفیق: کوئی شخص درحقیقت مجرم ہے تو ایسے مجرم کے لیے اپنی شناخت نہ ہونے پانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کرانے کی شرعاً اجازت نہیں کیونکہ اس میں جرم میں تعاون ہے جو بنص قطعی ممنوع ہے اور جو شخص درحقیقت مظلوم ہے تو اس کے لیے جبکہ اس کو ظالم کی طرف سے شناخت ہوجانے کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے تو ظلم سے بچانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراکے اپنے کو چھپانا جائز ہے کیونکہ شرعاً حتی المقدور اپنی طرف سے ظلم کا دفاع کرنا واجب ہے۔ واللہ أعلم

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱- ہاں! اس طرح کے تمام عیبوں کو دور کرنے کے لیے نہ صرف یہ کہ آپریشن کرانا درست ہوگا، بلکہ کرنا بہتر اور پسندیدہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، اس کے علاوہ متعدد ومختلف احادیث میں اس بات کی ممانعت ہے کہ آدمی اپنے سرتاپا سے بدشکل اور بدہیئت نظر آئے، سو جب آدمی کے لیے اپنی خارجی بدہیئتی کو دور کرنا ازروئے شرع پسندیدہ ہے تو متعلق شخص کی ذاتی اور داخلی بدہیئتی کو دور کرنا بدرجۂ اولیٰ مندوب ومستحسن ہوگا، قرآن شریف میں بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے (سورۂ تین: ۴)، نیز یہ کہ انسان کے حوالہ سے اس کی ذات اقدس نے اعلیٰ ترین کاریگری کا مظاہرہ فرمایا ہے (مومنون)، نیز اس مضمون کی دیگر آیات، پس کسی انسان کا اپنی اس معمول کی خوش ہیئتی سے ہٹا ہونا ایک استثناء ہے جس کو اس کے مسلمہ حسن وجمال کے عام دھارے میں لا دینا یقیناً ہر طرح سے بہتر اور پسندیدہ ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ یہ دین مصلحتوں کا دین ہے اور کسی انسان کے بدشکل اور بدہیئت بنے رہنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے اور اس کے برعکس میں تہ در تہ مصلحتوں کا نقصان ہے سو اس کو اس نقصان سے بچانا ہر طرح سے مطلوب اور مستحسن ہوگا۔

۲- حادثاتی عیب کا بذریعہ آپریشن درست کرانا بدرجہ اولیٰ ثواب و مستحسن ہوگا۔

۳- ہاں! اس طرح کے کسی عیب کو بھی آپریشن کے ذریعہ درست کرانا جائز ہوگا اور یہ

☆ ادارہ تحقیقات اسلامی، علی گڈھ۔

اس تغییر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آئے گا جس کی شریعت میں ممانعت ہے۔

۴-ظن غالب ہو کہ اس عمل کے ذریعہ اس کا یہ عیب درست ہو جائے گا تو ایسا کرانا جائز ہوگا۔

۵-اوپر کی تفصیل کی روشنی میں جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے۔

۶-مصلحتیں مقتضی ہوں تو ایسی صورت میں بھی یہ اقدامات مستحسن ہوں گے۔

۷-ہاں! اس مقصد سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔صرف اس بات کا لحاظ رہے کہ اس کی وجہ سے عمر وغیرہ کے سلسلے میں دھوکہ نہ دیا جائے۔شادی میں لڑکے رلڑکی دونوں کی عمر کو ہر حال میں صحیح بتایا جائے۔

۸-مجرم اپنی شناخت کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے الا یہ کہ وہ صدق دل سے توبہ کرلے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔اور یہ معروف قاعدہ فقہیہ "الأمور بمقاصدها" کے تحت آئے گا۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

مولانا لطیف الدین فلاحی☆

۱- اگر ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، چاہے وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا، ایسے عیوب کی وجہ سے پلاسٹک سرجری اور آپریشن کی اجازت ہوگی۔ اگر آپریشن سے اس کا عیب دور ہوجاتا ہے اور وہ بدنی اعتبار سے بحال ہوجاتا ہے تو یہ بھی ایک طریقۂ علاج ہے اور علاجاً ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔

عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو:

إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئا آخر قال نصيرؒ: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (۳۶۰/۵)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غالب گمان شفا کے حصول کا اگر ہو تو اس طرح اقدام مستحسن ہوگا۔

۲- اور اگر یہ عیب فطری اور پیدائشی نہیں ہے، بلکہ بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو شرعاً ایسے عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کی اجازت ہوگی، اس لیے کہ پیدائشی عیب کا دور کرنا بعض مرتبہ مشکل ہوتا ہے، جب شرعاً اس کی گنجائش نکل آئی تو حادثہ کے سبب عیب کا

☆ شیخ الحدیث دارالعلوم ماٹلی والا گجرات۔

پیدا ہونا اور پھر اس کا دور کرنا بمقابلہ پیدائشی عیب کے زیادہ آسان اور اس کا علاج سہل الحصول ہوتا ہے، اس کی اجازت بدرجہ اولیٰ ہوگی، اس لیے اس میں شفا کا یقین بمقابلہ اس کے زیادہ ہے۔

۳- اور اگر ایسا عیب ہے جو فطری طور پر ہر شخص کے ساتھ عمر کے گذرنے کے ساتھ پیدا ہوتا ہی ہے، جیسے عمر درازی کی وجہ سے جھریاں کا چہرہ پر پیدا ہونا، تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، اس لیے کہ یہ عیب بوڑھاپا کے ساتھ خاص ہے اس کو دور کرنے میں بظاہر دھوکہ دہی لازم آتی ہے، اس کی وجہ سے درحقیقت آدمی کی صحیح عمر کا پتہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے، دوسرا شخص دھوکہ میں پڑسکتا ہے اور یہ تجمل اور تزئین کے بھی قبیل سے ہے اور یہ صفت عورتوں کے ساتھ بھلی معلوم ہوتی ہے اور یہ ان کے ساتھ خاص ہے، اور ویسے بھی ہر بیماری کا علاج اللہ پاک نے نازل کیا ہے، لیکن بوڑھاپا کا علاج دنیا میں نہیں ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے: "لكل داءٍ دواء إلا الهرم فإنه لا دواء له" أو كما قال عليه الصلوٰة والسلام (بحوالہ بحرالرائق ۸/۴۱۹)۔

ہاں البتہ اگر ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہیں ہوتی ہے تو علاجاً آپریشن کی اس بارے میں اجازت ہوگی۔

۴- یہ صورت بھی جائز ہے علاجاً ایسا کرنے میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا۔ ماقبل میں عربی عبارت گزر چکی۔

۵- اگر علاجاً اپنے ہی جسم کا کوئی عضو نکال کر اپنے ہی جسم کے کسی حصہ پر چسپاں کر دیا گیا تو جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کی شریعت میں اجازت ہوگی، اس لیے کہ اس میں بظاہر انسانیت کی توہین نہیں ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے بھی ایسے اقدامات کی اجازت ہوگی، اس لیے کہ بیماری کو دور کرنے کا کام شریعت میں ملتا ہے۔ اب وہ بیماری چاہے معمولی ہو یا زیادہ علاج کی

غرض سے، یہ اقدام کیا جا سکتا ہے۔

۷-بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔ حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے بال کے ساتھ دوسرے کے بال جڑوانے والے اور اپنا بدن گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

"لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والواشرة والمستوشرة والنامصة والمتنمصة۔"

درمختار (۹/۴۵۴) میں ہے: ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها أو شعر غیرها۔

اپنے بال کے ساتھ دوسرے کے بال جوڑنا تو حرام ہے ہی، اس لیے کہ دوسرے کے بال سے انتفاع جائز نہیں، لیکن اپنے بال کے ساتھ بھی جائز نہیں، نہ مرد کے لیے اس کی اجازت ہے اور نہ ہی عورت کے لیے اس اقدام کی اجازت ہے۔ علامہ شامیؒ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں دھوکہ دہی اور جھوٹ لازم آتا ہے: "لمافیه من التزویر" یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جس میں انسان کی اصلیت مخفی رہ جاتی ہے اور کم عمری اور خوبصورتی کا دھوکہ لگ جاتا ہے اور بڑی عمر کا شخص بھی کم عمر معلوم ہوتا ہے اور پھر زبان سے بھی یہ شخص اپنی عمر کم ہی بتلاتا ہے، سامنے والا سخت مغالطہ میں پڑ جاتا ہے، لہذا یہاں پر پلاسٹک سرجری پر اقدام یہ شخص علاجاً نہیں کر رہا ہے بلکہ تزویراً کر رہا ہے، اس کی اجازت دینے سے دوسرے بہت سے مفاسد کے باب کے کھلنے کا اندیشہ ہوگا، لہذا ایسے اقدام کی اجازت نہیں ہوگی۔

۸-کبھی کبھی بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو اس مقصد سے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت ان کو ہرگز اس مقصد کے لیے اجازت نہیں دے گی، اس لیے کہ اس میں مجرم کو سزا دینا دشوار ہو جائے گا اور جب سزا نہیں ملے گی تو وہ بار بار جرم کرے گا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعہ

ہر بار چہرہ کی اصل صورت بدلتا رہے گا، اس طرح تو فساد زمین میں عام ہو جائے گا۔ البتہ اگر کوئی واقعی مظلوم ہے اور ظلم سے بچنے کی کوئی صورت اس کے سوا نظر نہیں آرہی ہے اور اس نے ہر صورت اختیار کر کے آزمالیا لیکن ساری راہیں مسدود ہیں، اب اگر پلاسٹک سرجری واقعی ظالم کے پنجہ تک پہنچنے میں مزاحم ہے تو ان سخت قیودات کے بعد اجازت دینی چاہئے، بظاہر اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آرہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپریشن بغرض تجمیل ودفع عیب

حافظ شیخ کلیم اللہ العمری☆

۱- سوال میں مذکورہ عیوب حسی اور معنوی ضرر اور مشقتوں پر مشتمل ہیں اور یہ ضرر اور عیوب آپریشن کے موجب ہیں جو حاجیات کے درجہ میں ہیں، ضرر حسی اور معنوی کی وجہ سے حاجیہ ضروریہ کے قائم مقام ہوجاتی ہے جیسا کہ عام اصول اور قاعدہ ہے:

"الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" (الاشباہ والنظائر لابن رجب/۱۹) اور جو نصوص تحریم پر دال ہیں یہ اس سے مستثنیٰ ہیں، اس لیے کہ اس دفع عیب پر تغییر خلق اللہ کا مفہوم نہیں پایا جاتا، ارشاد ربانی ہے: "فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" (البقرۃ:۱۷۳) صورت مسؤلہ میں از روئے شرع پیدائشی عیوب کے ازالہ کے لیے آپریشن (برائے دفع عیب) کیا جاسکتا ہے۔

۲- وہ عیوب جو کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس کے علاج کے لیے آپریشن کیا جاسکتا ہے جیسے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے چہرہ بری طرح زخمی ہوجائے یا جلدوں کا بری طرح جھلس جانا یا آگ کی وجہ سے انگلیوں کا ایک دوسرے سے پیوست ہوجانا تو اس طرح کہ عیوب کے دفع کے لیے آپریشن کیا جانا ایک ضروری عمل ہے، بلکہ یہ ایک بیماری کے حکم میں ہے جس کا علاج کرنا ضروری ہے، ارشاد نبوی ہے: "تداووا فإن الله لم يضع داء إلا وضع له دواء غير داء واحد الهرم" (ابوداؤد:۳۳۵۷)۔

☆ مفتی، جامعہ دارالسلام، عمرآباد۔

۳- مذکورہ عیوب فطری ہیں اس کے ازالہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس کی وجہ سے ضرر حسی یا معنوی یا دیگر معمولات انسانی میں کوئی فرق نہیں آتا لہذا یہ آپریشن از روئے شرع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں تدلیس شامل ہے اور یہ دھوکہ بھی ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "ومن غشنا فليس منا" (مسلم ابوداؤد، ترمذی و ابن ماجہ) اور تغییر خلق اللہ کا موجب بھی ہے۔

۴- مذکورہ صورت مجبوری کی وجہ سے اور دفع عیب کے لیے جائز ہے اور اس سے علاج اگر مقصود ہو تو قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" اور یہ عمل پیوند کاری میں شامل نہیں ہے، اس لیے اس کے جواز میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے: "فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" (البقرہ: ۱۷۳)۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری از روئے شرع جائز ہے، کیونکہ مقصود یہاں دفع عیب ہے اور اس میں تدلیس اور غش کا پہلو مفقود ہے، لہذا یہ آپریشن برائے دفع عیب جائز ہے اور یہ پلاسٹک سرجری علاج کے قبیل سے ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کا حکم یہ ہے کہ جس کمی وبیشی کی وجہ سے معمولات انسانی میں کوئی فرق نہ پڑتا ہو یا کوئی بڑا عیب نہ ہو تو اس عیب کے ازالہ کے لیے آپریشن (پلاسٹک سرجری) نہ کرنا اولی ہے بلکہ اس کمی وبیشی کو قضاء وقدر تسلیم کر کے راضی رہنا بہتر ہے۔

۷- مذکورہ صورت از روئے شرع حرام ہے، کیونکہ یہ تدلیس ہے اور دھوکہ دہی بھی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے: "من غشنا فليس منا" (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)۔

۸- کسی ظالم کے لیے یہ عمل جائز نہیں ہے، البتہ مظلوم کے لیے جواز کا پہلو موجود ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: "إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان" (النحل: ۱۰۶)۔

خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

مولانا مبارک حسین ندوی ☆

۱-انسان کے جسم کا کوئی ایسا نقص جس کی وجہ سے اس کی جسمانی ہیئت بدنمائی کی حد کو پہونچ جائے اور اس کی وجہ سے لوگوں میں اس کے لیے تنفر کی فضا پیدا ہو، ایسے عیب کا علاج درست ہے، اگر چہ اس کے لیے آپریشن کرنا پڑے گا۔

۲-جس طرح مذکورہ بالا عیب کا آپریشن کے ذریعہ اس صورت میں علاج درست ہے جبکہ عیب پیدائشی ہو اسی طرح اس صورت میں بھی آپریشن وغیرہ کے ذریعہ علاج کرنا درست ہے جبکہ اس قسم کا کوئی عیب کسی حادثہ کی بنا پر پیدا ہو جائے۔

۳-عمر کی زیادتی یا صحت کی کمزوری کی وجہ سے چہرہ پر پیدا ہونے والی جھریاں ان کا علاج دوا وغیرہ سے تو درست ہے لیکن آپریشن کے ذریعہ اس کا علاج درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ آپریشن کے ذریعہ ایسے عیب کو چھپانے کی سعی ہوگی جس سے آدمی کی عمر کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے۔

البتہ ناک کان وغیرہ میں کوئی نقص ہو جو آپریشن کے ذریعہ دور ہو سکتا ہو تو اس کے لیے آپریشن میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴-جسم میں پائے جانے والے کسی نقص وغیرہ کے علاج وازالہ کے لیے مریض ہی کے جسم کے کسی حصہ کا استعمال کرنا درست ہے جبکہ علاج کے لیے یہی متعین ہو جائے جیسا کہ

☆ نیپال۔

''اکیڈمی'' میں یہ بحث ہو چکی ہے۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے اگر کسی مادہ کا استعمال کرنا مفید ہو خواہ پلاسٹک ہو یا اور کوئی چیز جیسے سونا یا چاندی وغیرہ درست ہے۔

۶- جسم میں پائی جانے والی معمولی سی کمی کے لیے مذکورہ بالا آپریشن اور علاج کی شکلیں اختیار کرنا مستحسن و بہتر ہے۔

۷- محض عمر کی کمی اور خوبصورتی کے اظہار کے لیے جبکہ اس سے کوئی بیجا فائدہ اٹھانا بھی مقصود ہو'' پلاسٹک سرجری'' وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔

۸- اپنی شناخت یا شخصیت کو چھپانے کے لیے بھی اس قسم کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مذکورہ بالا دونوں شکلیں دھوکہ دہی کو مستلزم ہیں جس کے مفاسد ظاہر ہیں۔

آپریشن بغرض حسن ودفع عیب

مولانا افتخار احمد مفتاحی☆

کسی بھی چیز میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی خلقت کا اصل مقصود فوت ہوتا ہو تغییر خلق کے زمرہ میں ہے کیونکہ اس سے اللہ کی تخلیق میں نقص آتا ہے جو کسی طرح درست نہیں، لیکن اگر جسم کے کسی عضو کے کاٹ چھانٹ سے جسم میں نقص کے بجائے کمال پیدا ہوتا ہو یا جسم میں کوئی بیماری ہو تو اس کو کاٹ دینا تغییر خلق میں داخل نہیں ہے، اسی وجہ سے اگر جسم کی حفاظت کے لیے اور علاج کے لیے جسم ہی کے کسی عضو کو کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے تو جائز ہے، "ولا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكله لئلا تسرى ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة"۔

اگر عضو میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کو مزید آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے عضو کو کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مثانہ میں کنکری ہو تو اس کو چیرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے تحت کاٹ چھانٹ کیا جا سکتا ہے۔

محض حسن وجمال میں اضافہ کے لیے اعضاء کی قطع وبرید درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ ضرورت میں داخل نہیں ہے، ہاں اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو گیا ہو اور اس کو الگ کرنے میں کوئی خطرہ لاحق نہ ہو تو آپریشن کے ذریعہ اس کو الگ کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں موجود ہے: "إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر إن كان

☆ استاذ جامعہ مفتاح العلوم، مئو، یوپی۔

الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لایفعل وإن کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک" (جب آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسرا حصہ کاٹنا چاہے تو اگر اس کی وجہ سے ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرے اور اگر غالب امید نجات کی ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

اس لیے ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اور یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا، ان عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا۔

۲- جسم کے اعضاء عام قانون فطرت کے موافق تھے لیکن حادثہ کی وجہ سے کسی عضو میں عیب پیدا ہو گیا مثلاً ہونٹ کٹ جانا، یا ناک ٹیڑھی ہو جانا تو اس کو فطری وضع پر لانے کے لیے آپریشن کرانا درست ہونا چاہیے کیونکہ اس میں انسانی جسم کی اہانت لازم نہیں آتی بشرطیکہ ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو۔

۳- جو آثار عام قانون فطرت کے موافق وجود میں آتے ہیں جیسے عمر زیادہ ہونے کے باعث چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا اور اعضاء کی تخلیق کے حسن و جمال میں کچھ کمی کا ہونا جیسے ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی ہونا وغیرہ اس طرح کے معمولی عیب کو دور کرنا ضرورت میں داخل نہیں ہے، اس لیے آپریشن کی اجازت نہ دینا ہی درست معلوم ہوتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کو ناجائز اور قابل لعنت اور اللہ کی خلقت میں تغییر قرار دیا گیا ہے، روایت میں ہے: "لعن الله المتفلجات للحسن المغیرات خلق الله" (مسلم)۔

۴- اللہ رب العزت نے انسانوں کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے اور تمام اعضاء کو اس تناسب سے پیدا کیا ہے کہ اس سے انسانوں کی خوشنمائی ظاہر ہوتی ہے لیکن بعض انسانوں کے بعض اعضاء عیب دار ہوتے ہیں جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اس لیے اگر سرجری کے ذریعہ اس عیب کو دور کیا جائے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی کاٹ کر یا کوئی دوسرا اجزا ای

کے دوسرے عیب دار حصہ میں لگایا جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ یہ انسانی جسم کی اہانت نہیں ہے بلکہ اس کی تکریم کے مرادف ہے۔

۵- ایسے جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جس سے انسان کا جسم بدہیئت نظر آتا ہو ضرورت کے زمرہ میں ہے درست ہونا چاہیے، لیکن اگر ایسے عیوب ونقائص ہوں جس سے انسانی جسم بدہیئت معلوم نہ ہوتا ہو تو پلاسٹک سرجری کرانا درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ بلا کسی فطری ضرورت کے خودساختہ تبدیلی کرنا ہے جو درست نہیں۔

۶- بغرض تجمیل معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری مستحسن نہیں ہے۔

۷- پلاسٹک سرجری اس مقصد سے کرانا کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے شرعی طور پر درست نہیں، کیونکہ یہ فریب اور دھوکہ دہی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ عورتوں کا بال جوڑنا فریب ہے اور نبی ﷺ سے ممانعت منقول ہے، حتی کہ بعض ایسی نوجوان لڑکیوں کے لیے اس کی اجازت چاہی گئی جن کی شادی ہوئی تھی اور بیماری کی وجہ سے ان کے سر کے بال گر گئے تھے، لیکن حضور ﷺ نے پھر بھی سختی سے منع فرمایا (بخاری)۔

۸- ہماری شریعت میں دھوکہ بازی درست نہیں ہے، اس لیے اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری درست معلوم نہیں ہوتی۔

آپریشن اس کی صورتیں اور احکام

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، جیسے پیدائشی طور پر ہونٹ کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا۔ اس طرح کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ یہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہے جو حرام ہے۔

والحجة على ما قلنا:

۱- ما في الكتاب: "ولأمرنهم فليغيرن خلق الله" (سورۃ النساء: ۱۱۹)۔

ما في القرطبي: قال أبوجعفر الطبري: حديث ابن مسعودؓ دليل على أنه لايجوز تغيير شئ من خلقتها الذي خلقها الله عليه بزيادة أو نقصان التماس الحسن لزوج أو غيره سواء، فلجت أسنانها أو وشرتها أو كان لها من زائدة فأزالتها أو أسنان طوال فقطعت أطرافها، لأن كل ذلك تغيير خلق الله (۵/ ۳۹۳، فتح الباري ۱۰/ ۳۶۳)۔

۲- ما في الحديث: عن عبدالله بن مسعودؓ قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، مالي لا ألعن من لعنه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ملعون في كتاب الله (صحيح

☆ جامعہ اشاعت العلوم، اکل کوا، مہاراشٹر۔

البخاری: ۲/ ۵۷۹، رقم الحدیث: ۵۷۱۰، أحکام الجراحۃ الطبیۃ، ص: ۳۰۵، ۳۰۶)۔

۲-بعض دفعہ پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، اس کے علاج کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا، کیوں کہ یہ تغییر خلق اللہ نہیں بلکہ حفظِ خلق اللہ ہے، جس کا بندہ مکلّف ہے۔

والحجة على ماقلنا:

۱- ما في القرآن الكريم: "ولاتلقوا بأيديكم إلى التهلكة" (سورۃ البقرۃ: ۱۹۵)۔

۲- ما في الموافقات للشاطبي: مجموع الضروريات خمسة وهي حفظ الدين والنفس والنسل والمال والعقل، وقد قالوا: "انها مراعاة في كل ملة" (۲/ ۳۲۶، کتاب المقاصد)۔

۳- ما في الأشباه والنظائر لابن نجيمؒ: "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" (۱/ ۳۲۶) "المشقة تجلب التيسير" (الأشباہ ۱/ ۲۷۶)، "الضرر يزال" (الأشباہ ۱/ ۳۰۵)۔

۳-ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر کھڑا نہ ہونا، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس طرح کا آپریشن دفعِ ضرورت وحاجت کے لیے نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کا مقصد اہواء وشہواتِ ناس کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ مشروع نہیں۔

"وهذا النوع من الجراحة لا يشتمل على دوافع ضرورية، ولا حاجية بل غاية ما فيه تغيير خلقة الله تعالى، والعبث بها حسب أهواء الناس، وشهواتهم فهو غير مشروع ولايجوز فعله (احکام الجراحۃ الطبیہ/ ۱۹۳)۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے ان کے جسم کے کسی

حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا اجزاء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا تاکہ وہ عیب دور ہو جائے دو حال سے خالی نہیں، یا تو عیب پیدائشی ہوگا یا کسی حادثہ یا مرض کی وجہ سے پیدا ہوا ہوگا، پہلی صورت میں آپریشن درست نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہے جو شرعاً ممنوع ہے اور دوسری صورت میں شرعاً جائز ہوگا، کیوں کہ تغییر خلق اللہ نہیں بلکہ حفظِ خلق اللہ ہے، جس کا بندہ مامور ومکلّف ہے۔

۵،۶، ۸ اور ۷: جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے، معمولی جسمانی کمی وبیشی، کم عمر وخوبصورت نظر آنے، مظلوم کا شناخت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا شرعاً ناجائز ہے (سابقہ حوالجات)۔

پلاسٹک سرجری اور اسلام

مولانا اسماعیل بھڈکودروی ☆

۱- جب کسی انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب ہو جس سے وہ بدشکل نظر آتا ہو جیسے ہونٹ کٹا ہوا ہو، ناک ٹیڑھی ہو، ہاتھ یا پاؤں میں چھنگلیاں ہو، تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے جائز اور حلال سامان کے استعمال کے ساتھ آپریشن کرانا درست ہے۔

"إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر قال نصيرؒ: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك" (عالمگیری ۵/۳۶۰، خانیہ علی الہندیہ ۳/۴۱۰)۔

۲- کسی حادثہ کی وجہ سے انسان میں پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لئے بھی جائز اور حلال سامان کو استعمال کرکے آپریشن کرانا جائز ہے۔

عن عرفجة بن أسعدؓ قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن علي فأمرني رسول اللهﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب" (ترمذی شریف: ۱/۳۰۶، باب ماجاء فی شد الاسنان بالذہب) (حضرت عرفجہ بن اسعدؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کی جنگ کلاب میں میری ناک کٹ گئی سو میں نے چاندی کی ناک بنائی تو وہ بدبودار ہوگئی اور حکم کیا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے کہ بنالوں میں سونے کی ناک (کہ اس میں بدبو نہیں آتی)۔

☆ دارالعلوم کنتھاریہ، بھروچ، گجرات۔

۳- بڑھاپے کی وجہ سے چہرہ کی ختم شدہ خوبصورتی لوٹانے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں۔

عن أبی ریحانة قال: "نهی رسول الله ﷺ عن عشر فیه الوشر" (الحدیث) الوشر وهو علی ما فی النهایة تحدید الأسنان وترقیق أطرافها تفعله المرأة الکبیرة تتشبه بالشواب، قال بعضهم: وإنما نهی عنه لما فیه من التغریر وتغییر خلق الله تعالیٰ (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۵۹)۔

۴- انسان کے جسم کے اعضاء میں سے کسی عضو میں اگر ایسا عیب ہو کہ اس کی وجہ سے عضو کی منفعت جسمانی مختل ہو جائے تو بذریعہ آپریشن اسی کے جسم کے کسی جزو کو استعمال کر کے اس کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا جائز ہے: وکما یکره أن یعید تلک السن الساقطة مکانها عند أبی حنیفةؒ ومحمدؒ ولکن یأخذ سن شاة ذکیة فیشدها مکانها وقال أبو یوسفؒ: لا بأس بسنه ویکره سن غیره (بدائع کتاب الاستحسان ۴/۳۱۶)۔

۵- مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا۔

۶- اگر کسی عضو کی منفعت کے بالکلیہ ختم ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے جسمانی طور پر کوئی تکلیف ہوتی ہو تو مستحسن ہے۔

۸- اگر کوئی مظلوم ظلم سے بچنے کے لئے جائز اور حلال سامان کے ساتھ پلاسٹک سرجری کرائے تو اس کی گنجائش ہے، اس لئے کہ مظلوم کے لئے ظلم سے بچنے کی تدبیر اختیار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کو ظالم کی جانب سے ظلم کا غالب گمان اور قوی خطرہ ہو، ورنہ تغییر خلق اللہ سے بچنا لازم ہے۔

مجرم کو شناخت سے بچنے کی غرض سے صورت بدلنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں۔

افزائش حسن یا دفع عیب کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

مفتی انور علی☆

۱- انسان کے اندر اگر ایسا کوئی پیدائشی عیب ہے جو عام قانون فطرت کے خلاف ہے تو اس کو دور کرنے کے لئے احناف کے نزدیک آپریشن جائز ہے، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ناک ٹیڑھی ہونا، ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا یا انگلیوں کا سٹا ہونا۔ مالکیہ نے اس مسئلہ میں ضرر والم کو بنیاد بنایا ہے یعنی اگر زائد دانت یا زائد انگلی، مبتلا بہ کے لئے باعث ضرر ہے تو آپریشن کے ذریعہ اس کی اصلاح جائز ہے ورنہ تغییر فی خلق اللہ ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں، جبکہ احناف کے یہاں اس مسئلہ میں مزید وسعت ہے عام انسانی فطرت کے خلاف ہونا ہی اصل بنیاد ہے صرف اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ اس زائد چیز کو کاٹنے میں ہلاکت کا گمان غالب نہ ہو، "يجوز قطع إصبع زائدة أو شئى آخر كسن زائدة إن لم يكن الغالب فيه الهلاك عند الحنفية" (موسوعہ ۱۱/ ۲۷۴)۔

۲- حادثاتی عیب کی وجہ سے بھی آپریشن کرانا درست ہے کیونکہ حادثہ میں کبھی چہرہ متاثر ہوتا ہے، ناک کٹ جاتی ہے ہونٹ خراب ہو جاتا ہے رخسار کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس طرح کی صورتوں میں چہرہ کی ہیئت کا بگڑ جانا یقیناً بہت بڑی ذہنی تکلیف کا سبب ہے اور اس کی اصلاح کے بغیر لوگوں کے بیچ رہنا اس کے لئے سوہان روح ہے، اس لیے کہ اس طرح کی صورت حال میں آپریشن ایک ضرورت ہے اور اس کی دلیل سنت نبوی ﷺ میں موجود ہے۔

☆ مفتی دار العلوم، مئو۔

حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک یوم کلاب میں زخمی ہوگئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی لیکن وہ بدبودار ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا، یہ واقعہ سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی میں موجود ہے، اس واقعہ کے پس منظر میں سونے کی ناک سے استدلال کرکے یہ کہا جاسکتا ہے کہ پلاسٹک سرجری کا عمل بدرجۂ اولیٰ درست ہوگا، کیونکہ اس میں اسی آدمی کے بدن سے گوشت یا چمڑا لے کر اسے دوسری جگہ لگایا جاتا ہے (ہدایہ کتاب الکراہیۃ)۔

۳-عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں یا گردن کے چمڑے ڈھیلے ہوگئے یا ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہیں ہے یا گردن بہت سڈول نہیں یا ہونٹ اور ٹھڈی کی خوبصورتی میں کمی ہے تو ان نقصانات کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا شریعت کی نگاہ میں جائز نہیں، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حسن وجمال کے لئے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور اس عمل کو اللہ کی خلقت میں تغییر قرار دیا ہے۔

"لعن اللّٰہ المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰہ" (مشکوۃ شریف، صحیح مسلم)

دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے سے بہت زیادہ پرتکلف ہے جھریاں دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا یا ناک کھڑی کرنے کے لئے سرجری کا عمل کرانا، مزید برآں یہ کہ آپریشن کے ذریعہ جھریاں دور کرانا ڈھیلے چمڑے ٹائٹ کرانا ایک قسم کا دھوکہ بھی ہے۔ مزاج شریعت سے یہ چیزیں میل نہیں کھاتیں۔ جب ایک جوان آدمی قبل از وقت سفید ہوجانے والے بال میں کالا خضاب نہیں لگاسکتا تو جھریوں کو دور کرنے اور چمڑے ٹائٹ کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے جبکہ یہ باتیں عمر کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں۔

۴-انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، چمڑہ، ہڈی یا کوئی اور جزو دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہوجائے یا کسی بیماری کا علاج کیا جائے تو ایسا کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں معلوم ہوتی۔ اعضاء کی پیوند کاری کے مسئلہ میں علماء نے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ دوسرے کی جان بچانے کے لیے اگر کوئی شخص

اپنا گردہ بلاعوض دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اسی طرح جان بچانے کے لیے از راہ ہمدردی دوسرے شخص کو اپنے خون کا عطیہ دینا بھی جائز ہے، اس نظائر کو سامنے رکھتے ہوئے زیر بحث مسئلہ کا جواب بالکل واضح ہے کہ ایک آدمی کے اپنے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لیے اسی آدمی کے جسم کا کوئی حصہ استعمال کیا جارہا ہے تو ایسا کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور یہ صورت بالکل جائز ہے۔

۵- پلاسٹک سرجری اس زمانہ کا ایک جدید طریقۂ علاج ہے۔ اس کی تفصیلات جاننے کے بعد یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ اس طریقۂ علاج کا ہماری شریعت سے کوئی تصادم نہیں۔

میڈیکل سائنس کی ترقیات نے علاج کی بہت سی نئی شکلیں پیدا کی ہیں جس طرح نئی نئی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے علاج کے راستے بھی کھل رہے ہیں۔ دوا وعلاج بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس لئے مباح چیزوں سے نفع اٹھانے میں کسی طرح کی رکاوٹ ڈالنا امت کو ضیق اور تنگی میں ڈالنا ہے۔ ہماری شریعت میں علاج کی استطاعت رکھتے ہوئے علاج نہ کرنا غیر مستحسن ہے، خود اللہ کے نبی ﷺ نے دوا کیا ہے اور لوگوں کو "تداووا یا عباد الله" کا حکم دیا ہے اور بہت ساری بیماریوں میں مختلف دواؤں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی ہے۔

آج مشینی دور میں بہت سارے مواقع پر پلاسٹک سرجری کے بغیر دوسرے طریقے کامیاب نہیں ہوتے، اس لئے جسمانی عیوب ونقائص کو دور کرنے کے لیے جہاں پلاسٹک کی ضرورت ہو وہاں یہ طریقۂ علاج بالکل جائز اور درست ہے۔

۶- اسلامی نقطۂ نظر سے جسم اللہ کی امانت ہے جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر خود ساختہ تبدیلی منع ہے، بڑے جسمانی عیب کو دور کرنے کا معاملہ الگ ہے، لیکن اگر معمولی کمی بیشی ہو مثلاً ناک بہت کھڑی نہیں ہے، عورت کا پستان نوکدار نہیں ہے، گردن کی ساخت بھدی ہے تو اس طرح کے عیب کی اصلاح کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا محض تکلف اور

اسراف ہے، شریعت کا مزاج اس کی اجازت نہیں دیتا، اس کی اجازت کی صورت میں خلق اللہ میں تغییر لازم آئے گی، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے حسن و جمال کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والیوں کو مغیرات خلق اللہ کہا ہے اور ان پر لعنت کی ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے کالا خضاب لگانے سے منع کیا، بال نوچنے سے منع کیا، ان نصوص کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ ہلکے پھلکے عیب کے ازالہ کے لئے ایسے اقدامات غیر مستحسن ہیں اور پلاسٹک سرجری ناجائز ہے۔

۷- اپنے آپ کو کم عمر اور خوبصورت ظاہر کرنے کے لیے اور اچھے رشتہ کے حصول کے لیے پلاسٹک سرجری جائز نہیں، کیونکہ یہ سراسر دھوکہ ہے اور شریعت میں دھوکہ حرام ہے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "من غشنا فليس منا" (صحیح مسلم: کتاب الایمان)۔

۸- پلاسٹک سرجری کا عمل کبھی اپنے آپ کو چھپانے کے لیے کیا جاتا ہے، ایسا اقدام اگر مظلوم ظالم سے بچنے کے لیے کرتا ہے تو یہ عمل جائز ہے کیونکہ ظلم سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مکرہ کو زبان سے کلمۂ کفر تک کہنے کی اجازت دی ہے، دفع ظلم کے لیے علماء کے نزدیک رشوت دینا بھی جائز ہے، البتہ اگر کوئی مجرم اپنی شناخت ختم کرنے کے لئے یہ عمل کرتا ہے تو اس کے اس اقدام کو درست نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس سے دنیا میں جرائم کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا شمس الدین المظاہری☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدصورت نظر آئے اور وہ پیدائشی ہو اسے آپریشن کے ذریعہ دور کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ آپریشن اس کیلئے ہلاکت اور ضرر شدید کا باعث نہ ہو، چنانچہ فقہاء نے پانچ سے زائد انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی ہے: "یجوز قطع إصبع زائدة أو شئی آخر کسن زائدة إن لم یکن الغالب منه الهلاک" (الموسوعة الفقہیہ ۱۱/۲۷۴)، اسی طرح حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی تو اولاً چاندی کی ناک بنوائی لیکن بدبو محسوس ہونے کی بنیاد پر آپ ﷺ کے حکم سے سونے کی بنوائی (مسند احمد و ترمذی وابوداؤد ۲/۵۸۱) یہ عیب اگرچہ پیدائشی نہیں ہے لیکن علت جامع بدہیئتی و بدصورتی موجود ہے اگر ناک نہ بھی بنواتے تو زندہ رہ سکتے تھے۔

۲- جو عیب پیدائش کے بعد ظاہر ہوا ہو اور اس سے ہیئت خراب ہوگئی ہو تو اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا درست ہے، چنانچہ اوپر مذکور حضرت عرفجہ کی حدیث اس کی واضح دلیل ہے، مردوں کے لئے سونا کا استعمال حرام ہے لیکن عیب دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی، لہذا علاج اور آپریشن کے ذریعہ اس طرح کے عیوب کو دور کرنا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا۔

۳- سوال میں مذکور دونوں عیوب میں سے کسی کو بھی بذریعہ آپریشن دور کرنا درست

☆ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی نوگاؤں آسام۔

نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ جھریاں عموماً اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنے کے لئے دور کیا جاتا ہے جو تدلیس اور دھوکہ ہے جسکی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عمر طبعی کی وجہ سے سفید ہونے والے بال کو دور کرنا اور فقہاء نے اس کی اجازت نہیں دی ہے "نتف الشیب مکروہ" (ہندیہ ۳۵۹/۵)۔

ناک کا زیادہ کھڑا نہ ہونا حقیقت میں عیب نہیں ہے ورنہ تو پستہ قد ہونا، کالا ہونا اور بالکل سفید ہونا بھی عیب ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بے شمار ملکوں اور علاقوں کے لوگوں کی ناک چپٹی ہوتی ہے اور وہاں اسی کو پسند کیا جاتا ہے، لہذا خواہ مخواہ فطرت الٰہی کو بدلنے کے لئے بے جا تکلفات مناسب نہیں۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی دوسری تدبیر اور دوا نہ ہو تو جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی کاٹ کر بذریعہ آپریشن پیوندکاری کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ یہ عمل اس کے لئے ہلاکت یا ضرر شدید کا باعث نہ ہو۔

۵- جسمانی عیوب ونقائص دور کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری مستحب اور مستحسن ہے:
الأصل فی التزئین الاستحباب لقوله تعالیٰ: "قل من حرم زینة الله التی أخرج لعباده" الآیة (الموسوعہ ۲۶۵/۱۱)۔

۶- معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں دی جائے گی ورنہ فیشن کی راہ کھل جائے گی۔

۷- اچھے مقاصد کے لئے عیوب ونقائص کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کرانے کی گنجائش ہے مثلاً خوب صورت بننے کے لئے، اچھا رشتہ لگنے کے لئے، البتہ اگر مقصد غلط ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہوگی، لہذا اگر عمر دراز انسان اپنی جھریاں محض زینت یا کم عمر نظر آنے کے لئے دور کراتا ہے تو فریب کی وجہ سے درست نہیں، لیکن اگر یہی عمل نوجوان کرائے تو اس کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۸- مجرم کو اپنے جرم چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی ورنہ تو بڑے بڑے فتنے فساد کا دروازہ کھل جائے گا، البتہ مظلوم کے لئے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنے کو چھپانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے تاکہ ظالم کے ظلم سے اس کی حفاظت ہو سکے۔

هذا ماعندی والله اعلم بالصواب۔

میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں

مولانا محمد سلمان پالنپوری ☆

۱، ۲- موجودہ میڈیکل سائنس کا ایک بہترین تحفہ پلاسٹک سرجری ہے۔ ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے اور وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، یا وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود نہ ہو، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ (زخمی ہونے، جلنے، سڑ جانے وغیرہ) کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، تو ان سب کی سرجری کروانا جائز ہے، چاہے عام سرجری یعنی آپریشن یا پلاسٹک سرجری کی نوبت کیوں نہ آئے، بلکہ بہتر ہے تاکہ اس کا چہرہ اور جسمانی اعضاء اپنی فطری و اصلی شکل میں واپس آسکیں، یا کم از کم بدنما اور بھدے معلوم نہ ہوں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت کو درست کرنا اور اس کو اس کی فطری و اصلی حالت میں لانا مطلوب ہوتا ہے، اصل خلقت میں تغییر نہیں کرنا ہوتا۔

وأما قطع الإصبع الزائدة ونحوها فإنه ليس تغييرا لخلق الله وإنه من قبيل إزالة عيب أو مرض فأجازه أكثر العلماء خلافا لبعضهم (تکملہ فتح الملہم ۴/ ۱۹۵)۔

أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (نووی شرح مسلم ۱۴/ ۸۹)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر عمر کے تقاضا کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جیسے عمر زیادہ ہونے

☆ مفتی مدرسہ جامعہ خلیلیہ ماہی، پالنپور، شمالی گجرات۔

کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا، یا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانوں کی شکل وصورت میں پیدائشی طور پر جو معمولی امتیاز وفرق رکھا ہے جیسے ناک یا ٹھوڑی کا معمولی چھوٹا یا بڑا ہونا وغیرہ، تو ایسی ہیئت اور عیب کو دور کر کے محض خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے آپریشن یا پلاسٹک سرجری کروانا شیطانی عمل اور ناجائز ہے۔

اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے سے دھتکارے جانے کے بعد کہا تھا کہ میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کریں (سورہ نساء:۱۱۹) اور یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ضرورت کے بجائے نفسانی خواہشات کا دخل ہے، یعنی خوبصورت بننا بوڑھا نہ دکھنا جوان دکھنا وغیرہ۔

تیسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو حسن کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والیوں کو بھی خلقت ربانی میں تغیر کرنے والا قرار دیا ہے۔

"لعن المتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (مسلم شریف ۲/۲۰۵)۔

اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے دو باتیں جمع فرمادیں: حسن اور تغییر خلقت اور اس قسم کی سرجری میں یہ دونوں باتیں داخل ہیں، لہذا یہ بھی وعید میں داخل ہوگی اور شرعاً ممنوع ہوگی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ سب دھوکے اور فریب کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے کو ایسا لگے کہ یہ محترم یا محترمہ کم عمر، خوبصورت اور عمر جوان ہیں۔

وبما يبدو منه أنه كان في أصل الخلقة هكذا فإنه تلبيس وتغيير منهى عنه (تکملہ فتح الملہم ۴/۱۹۵)۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا، تاکہ وہ عیب

دور ہو جائے یا بیماری کا ازالہ ہو جائے، یہ جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں ضرر کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ عیب اور بیماری کے ازالہ کے بجائے امالہ ہوگا اور جواز کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے عورت کا دودھ جو انسانی جزء ہی ہے علاجاً استعمال کی اجازت دی ہے۔

لا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة وشربه للدواء (الفتاوی الہندیہ ۳۵۵/۵)۔

۵- اگر جسمانی عیوب ونقائص نمبر ۱ ونمبر ۲ کے تحت ذکر کردہ، عیوب ونقائص کی قسم کے ہیں یا ان کی وجہ سے کوئی جسمانی تکلیف ہے، تو پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہے۔

ومفهومه أن المفعول لطلب الحسن هو الحرام فلو احتيج إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (ارشاد الساری شرح البخاری ۱۲/ ۶۱۰)۔

۶- ایسی معمولی جسمانی کمی وبیشی جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانوں کی شکل وصورت اور اعضا کی وضع وساخت میں فطری اور پیدائشی طور پر رکھی ہے، اس کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا غیر مستحسن اور ناجائز ہے۔

(والمتفلجات للحسن) يفهم منه أن المذمومة من فعلت ذلك لأجل الحسن (فتح الباری شرح البخاری ۱۰/ ۳۸۵)۔

۷- پلاسٹک سرجری اس مقصد سے کروانا کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ جائے، ناجائز ہے اور اس کی تفصیل جزئیہ نمبر ۳ کے جواب میں ذکر کردی گئی ہے۔

۸- جب سے دنیا وجود میں آئی ہے، تب سے ظالم اور مظلوم کا بھی وجود رہا ہے اور مظلوم لوگ ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لئے مختلف جائز تدابیر اختیار کرتے رہے ہیں، ظالم کے ظلم سے بچنا خاص اسی تدبیر (پلاسٹک سرجری) میں منحصر نہیں ہے، لہٰذا ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے دوسری جائز تدابیر اختیار کرنی چاہیے، اس مقصد کے لیے خلقت ربانی میں تبدیلی کرنے کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔ ہاں: اگر کسی مظلوم پر کسی وقت میں ظلم سے

بچنے کی یہی خاص صورت (پلاسٹک سرجری) ضروری اور متعین ہو جائے اور ظلم سے بچنے کی دوسری کوئی جائز صورت ممکن نہ رہے اور نا قابلِ برداشت ظلم کا اندیشہ ہو، تو ایسی مجبوری میں پلاسٹک سرجری کرانے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ **هذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب**

جوابات بابت پلاسٹک سرجری

مولانا اقبال ٹنکاروی ☆

۱- پہلی صورت یعنی جسم میں موجود عیب چاہے وہ پیدائشی ہو یا حادثاتی جیسے ہونٹ کٹا ہوا ہو یا کان کٹا ہوا ہو یا ناک کٹ گئی ہو، انگلی زائد ہو یا اور کسی طرح کا عیب جس کی وجہ سے انسان کے اس عضو کی منفعت فوت ہوگئی ہو یا کم ہوگئی ہو یا انسان بدہیئت نظر آئے تو علاج ومعالجہ والی احادیث مبارکہ، اسی طرح الضرر یزال کے ماتحت اس کو اجازت ہوگی کہ وہ آپریشن کرا کے عیب دور کرے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپریشن کی وجہ سے اس کو کوئی بڑی ہلاکت لاحق نہ ہوگی، "لأن الضرر لا یزال بالضرر" وہ چیزیں جو علامت شیب ہے نہ کہ عیب اس کے لیے آپریشن کی اجازت نہ ہوگی، جیسے کہ بڑھاپے میں چہرے کی جھریاں وغیرہ۔ ان عیوب کے علاج کے لیے اپنے ہی جسم کا کوئی حصہ گوشت یا چمڑی وغیرہ کا استعمال کرنا درست ہے: "ولو سقط سنه یکره أن یأخذ سن میت" وکذا یکره أن یعید تلک السن الساقطة مکانها عند أبی حنیفة ومحمد، وقال أبویوسف: لا بأس بسنه ویکره سن غیره" (بدائع: ۳۱۶/۴)۔

بہتر یہ کہ ازالہ عیوب میں حلال و پاک چیز سے علاج کرے، لیکن اگر طیبات میں سے کوئی متبادل موجود نہ ہو یا اس سے علاج موہوم ہو تو دوسری صورت (استعمال محرم) بقدر ضرورت حدیث عرفجہ کے تحت استعمال کر سکتا ہے، دوسری صورت یعنی بغرض تدلیس پلاسٹک سرجری کرانا

☆ مہتمم دارالعلوم ماٹلی والا گجرات۔

چاہتا ہے تو یہ صورت قطعاً جائز نہیں۔ ''من غشنا فلیس منا۔''

۳- تیسری صورت یعنی بغرض حسن و جمال آپریشن کرانا چاہے تو یہ بھی ناجائز ہے، بعموم آیت: ''إنه لا يحب المسرفين''، ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة'' اوراحادیث مبارکہ: ''لعن الله الواصلة والمستوصلة''۔

مذکورہ بالا حدیثوں کے ذریعہ جو صحیح ہے ہم خوبصورتی پیدا کرنے کی غرض سے کئے جانے والے آپریشنوں کا حکم معلوم کرسکتے ہیں، جسے جسم وشہوت کی پرستار تہذیب نے رائج کیا ہے، یعنی دور حاضر کی مادہ پرستانہ مغربی تہذیب نے، چنانچہ اپنی ناک یا پستان وغیرہ کی شکل درست کرانے پر مرد ہو یا عورت ہزاروں روپیہ خرچ کرڈالتے ہیں، یہ سب کام موجب لعنت ہیں، کیونکہ یہ تکلیف دہ بھی ہیں اور اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں بلاضرورت ردوبدل کے مترادف بھی، پھر یہ تبدیلی محض صوری ہوتی ہے حقیقی نہیں اور یہ ردوبدل جسم میں ہوتا ہے روح میں نہیں۔

البتہ اگر کسی شخص کے جسم میں کوئی عیب موجود ہو جو ایک زائد چیز کی حیثیت رکھتا ہو تو اس کا علاج کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ مقصود اس عیب کو دور کرنا ہو جس میں وہ مبتلا ہے اور جس سے عرصۂ حیاۃ اس پر تنگ ہو رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دین میں کوئی حرج نہیں رکھا ہے (المرأۃ بین البیت والمجتمع: ۱۰۸)۔

اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے: ''لعن المتفلجات للحسن'' (خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے دانتوں میں درازیں بنانے والیوں پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے) کے الفاظ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ کام اس صورت میں مذموم ہے، جبکہ جھوٹی خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے کیا جائے، لیکن اگر کسی تکلیف یا ضرر کو دور کرنے کی غرض سے واقعی اس کی ضرورت ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مفتی ظہیر احمد☆

ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آئے، وہ عیب پیدائشی طور پر ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے، جیسے کوئی عضو ٹوٹ جائے، کٹ جائے یا ایسی خرابی جس کو عرف میں عیب سمجھا جاتا ہو، ان کا علاج کرانا ناگزیر ہے جو کم از کم ایسی حاجت کے درجہ میں آتے ہیں جو ضرورت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو ایسے تمام عیوب کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شرعاً درست ہوگا، اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث سے بھی اس کی اجازت مترشح ہوتی ہے:

عن أبی الدرداءؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: "إن اللہ أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء تداووا ولا تتداووا بالحرام" (ابوداؤد: ۲۸۷۰)۔

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعدؓ "أصیب أنفه یوم الکلاب فی الجاهلیة فاتخذ أنفا من ورق فأنتن علیه فأمر النبي ﷺ أن یتخذ أنفا من ذهب" (رواہ الترمذی: ۱۷۷۱)۔

اور اگر تحسینی درجہ کے مقاصد کے لیے پلاسٹک سرجری کروائی جاتی ہے جیسے ناک کو زیادہ کھڑا کرنے کے لیے یا چہرے کی جھریاں دور کرنے کے لیے تو اس کی شرعاً اجازت نہ ہوگی، چونکہ اس میں بہت سے محظورات بھی لازم آتے ہیں، مثلاً محظورات کا استعمال، ستر کا کھولنا اور

☆ مدرسہ اشاعت العلوم، کانپور۔

اعتداء علی العضو اور مثلہ جن کے ارتکاب کی اجازت تحسینی درجہ کے مقاصد کے حصول کے لیے نہ ہوگی وہ مقاصد کم از کم حاجت کے درجہ کے ہونے چاہئے "الضرورة تبيح المحظورات"، "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" کے قواعد کی روشنی میں۔

ان مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں:

۱- ان تمام عیوب کے ازلہ کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شرعاً درست ہوگا۔

۲- اس کے لیے بھی پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا۔

۳- ان امور میں پلاسٹک سرجری شرعاً درست نہ ہوگی، کیونکہ یہ سب تحسینی درجہ کے ہیں، جن کے لئے محظور شرعی کے ارتکاب کی اجازت نہ ہوگی۔

۴- شرعاً اس کی اجازت ہے، حيث جاء في الدر المختار: المنفصل من حيي كميتة إلا في حق صاحبه (الدر المختار)۔

البتہ مظلوم کے لیے ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لیے اپنی شناخت پلاسٹک سرجری کے ذریعہ چھپانے کی شرعاً اجازت ہوگی، "الضرر يزال"۔

پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم

مولانا قمر عالم☆

یہ ایک حقیقت ہے کہ جسم انسانی اللہ تعالی کی امانت ہے اسکی حفاظت ہر ممکن طریقہ پر کرنا یہ انسان کی ذمہ داری ہے جسم ہی کی حفاظت میں اسے لاحق ہونے والے مختلف قسم کی امراض و بیماریوں کا علاج و معالجہ بھی ہے۔اسی طرح اگر اسے کوئی ایسا عیب لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ بدہیئت نظر آتا ہے،خواہ وہ عیب پیدائشی ہو یا بعد میں کسی حادثہ کے نتیجہ میں پیدا ہو گیا ہو،تو ایسے عیب سے آپریشن وغیرہ کے ذریعہ اگر ممکن ہو تو چھٹکارہ حاصل کر لینا چاہئے، اگر چہ اس طرح کے عیب سے انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ بھی کم نہیں۔

موجودہ دور میں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس طرح کے عیوب سے نجات حاصل کرنے سے متعلق فقہ اکیڈمی انڈیا کی جانب سے شرعی حکم معلوم کیا گیا ہے۔ذیل میں ان حکموں کو بالترتیب علی حسب سوال بیان کیا جاتا ہے۔

۱-ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے مثلاً اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہو یا ناک وکان ٹیڑھا ہو، یا ہاتھ و پاؤں میں اضافی انگلیاں ہوں، یا گنجا پن ہو یا چیچک کی وجہ سے چہرے و بدن میں نشانات پڑ گئے ہوں، اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن شرعاً جائز ہے اور بظاہر اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

☆ مدرسہ حسینیہ رانچی۔

۲- ایسا عیب جو پیدائشی نہ ہو مگر بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو تو اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا جائز ہے، جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ کا بیان ہے کہ میرے دادا عرفجہؓ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بدبو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا (ترمذی شریف: ۱۷۷۱)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے چہرے پر جھریوں کا ہو جانا، اس کے دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری اگر اضافی تجمیل و تحسین کے لئے ہے تب تو جائز نہیں ہے اور اگر بغرض علاج ہے تو اس طرح کی پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہے، لیکن اگر کسی کی ناک پیدائشی طور پر کھڑی نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ بدہیئت نظر آتا ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس کی ناک کو بھی سیدھی کر دینے کی شرعاً گنجائش ہے، کیونکہ ناک کا معمول کے مطابق کھڑی نہ ہونا عرف میں عیب مانا جاتا ہے، اور خود اس مبتلیٰ بہ کو اس سے ذہنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جو جسمانی تکلیف سے کم نہیں ہے۔

۴- انسان کے اپنے ہی جسم سے گوشت، ہڈی یا چمڑا وغیرہ کاٹ کر اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ اس کے جسم میں پایا جانے والا عیب ختم ہو جائے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

۵- پلاسٹک سرجری کا مقصد اگر ضرر و نقصان کو دور کرنا ہے تب تو اس کی اجازت ہے، لیکن اس کا مقصد تدلیس و تغییر اور اضافی تجمیل و تحسین ہے تب جائز نہیں ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی اگر اس کے لیے ناگریز ہے تب تو اس کی اجازت ہے، جیسا کہ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ''الضرورات تبیح المحظورات''۔

اور اگر حسن و جمال میں غلو مقصود ہے تو شریعت اسے پسند نہیں کرتی، کیوں کہ خالق و مالک نے خود انسان کی تخلیق میں حسن و جمال کو داخل کر دیا ہے: ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي

اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ"۔

۷،۸-اس میں چوں کہ غرر اور دھوکہ ہے، اس لئے اس طرح کی پلاسٹک سرجری شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ ایک صورت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر کسی مظلوم کو ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں خطرہ شدید اور ظلم عظیم کا اندیشہ ہو اور ظالم کے ظلم سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ مظلوم اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری شرعاً کرا سکتا ہے، کیوں کہ یہ حالت اضطرار کی ہے اور حالت اضطرار میں جان بچانے کے لئے بہت ساری حرام چیزوں کا استعمال بھی درست ہو جاتا ہے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے: "الضرورات تبيح المحظورات"۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام

مولانا محمد اشرف عباس☆

۱-اگر پیدائشی طور پر ایسا عیب ہو جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو، تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن جائز ہے۔

۲-کسی حادثے کے نتیجے میں کوئی عیب در آیا ہو، اس کے لیے بھی آپریشن کا سہارا لینا درست ہے جیسا کہ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

۳- جو عیب فطری طور پر پیدا ہو گیا، اگر وہ قدر قلیل اور معتاد ہے تو اس کے لیے آپریشن جائز نہیں اور اگر عام عادت سے زیادہ ہے تو اجازت ہے، جیسے بڑھاپے کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پیدا ہو جانا اسی طرح ناک اگر اس قدر چپٹی ہو جو عام طور سے اس دیار کے لوگوں کی نہیں ہوتی تو آپریشن کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

۴- ازالہ عیب کے لیے انسان کا اپنے جسم کے ایک حصے کو دوسری جگہ پر لگانا جائز ہے۔

۵- وہ جسمانی عیوب ونقائص جو عام خلقت خداوندی کے خلاف ہوں، ان کے ازالے کے لیے پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۶-معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لیے اس کی اجازت نہیں۔

۷-کم عمر نظر آنے یا محض تجمیل کی غرض سے پلاسٹک سرجری تغییر خلق اللہ ہے،

☆ جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ، گجرات۔

جائز نہیں۔

۸- مجرم یا مظلوم کسی کو بھی اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

مولانا ذکاء اللہ شبلی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت وعیب دار نظر آتا ہو جیسے کہ ہونٹ کا کٹا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، اس طرح کے عیب کو آپریشن کے ذریعہ درست کر لینے کی شرعاً اجازت ہوگی۔

البتہ پانچ انگلیوں کے بجائے چھ انگلیاں ہونا گرچہ عیب ہے لیکن یہ عیب ایسا ہے جو دوسروں پر بہت کم ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی کام میں حرج ہوتا ہے، اس لیے اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے۔

۲- چہرہ مہرہ کی وہ ہیئت جو عمر کی زیادتی کی بناء پر دیکھنے میں آتی ہے وہ عیب نہیں بلکہ منجانب اللہ رعب ووقار کا ذریعہ ہے۔

زیادتی عمر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اس عمر میں جسمانی شباہت اس حسن اور کمال کا حامل ہوتا ہے جس سے لوگوں کی نگاہیں جھک جاتی ہیں، ادب اور محبت سے پیش آیا جاتا ہے، اور دیکھنے والا احترام اور عزت سے پیش آتا ہے، قوی سے قوی لوگ مرد ضعیف کے آگے نرم ہو جاتے ہیں۔

ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے: جس کے بال اسلام کی حالت میں سفید ہوتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہر سفیدی کے بدلہ ایک نیکی عطا فرماتا ہے، ایک گناہ کم کرتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے (ابوداؤد)، یہاں تک کہ بوڑھے دشمن تک کو میدان جنگ میں آقا ﷺ نے قتل کرنے

☆ قاضی شریعت دار القضاء، اندور۔

سے منع فرمایا، ارشاد ہوا نہ کسی شیخ فانی کو قتل کرو اور نہ کسی بچہ کو (ابوداؤد)، اور بزرگوں کی تعظیم کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی)۔

۳، ۴- وہ عیب جو کسی حادثہ کے بناء پر ہو گیا ہو، چہرہ کٹ جانا یا پیشانی کی کھال کا چھل جانا اور وہ بغیر سرجری کے درست نہ ہو سکتا ہو تو جسم کے دوسرے حصہ سے چمڑہ لے کر اس جگہ چپکا سکتے ہیں۔

۵، ۶، ۷، ۸- شرعاً یہ سب امور جائز و درست نہیں۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات اور جوابات

مفتی جمیل احمد نذیری☆

۱، ۲- ان دونوں صورتوں میں آپریشن کرانا درست ہوگا اور یہ علاج کے قبیل سے ہوگا۔

الف- عن أبی الدرداءؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "إن اللہ أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء، فتداووا ولا تتداووا بحرام" (ابوداؤد ۵۴۱/۲)۔

ب- "ما أنزل اللہ داء إلا أنزل لہ شفاء" (بخاری ۸۴۸/۲)۔

ج- "لکل داء دواء، فإذا أصیب دواء الداء برأ بإذن اللہ تعالی" (مسلم ۲۲۵/۲)۔

عبدالرحمن بن طرفہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ کی ناک، زمانۂ جاہلیت کی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، اس کی جگہ انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا (ترمذی؛ حدیث: ۱۷۷۰)۔

۳- چہرہ کی جھریاں دور کرنے کے لیے آپریشن جائز نہ ہوگا، کیونکہ اس سے عمر کم ہونے کا دھوکہ ہوگا، البتہ ناک کھڑی کرانے کے لئے آپریشن درست ہوگا، اس لیے کہ اس میں کم عمری وغیرہ کا دھوکہ نہیں۔

۴- جائز ہے، یہ علاج ومعالجہ کے قبیل کی چیز ہے جس کی شریعت نے اجازت دی

☆ مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نواده، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

ہے، احقر کو اس میں کوئی مانع نہیں لگتا۔

۵- وہ جسمانی عیوب ونقائص جن کے دور کرانے پر عمر کے کم ہونے کا دھوکہ ہو، جائز نہ ہوگا، فرمان نبوی ﷺ ہے: "من غشّنا فلیس منا" (مسلم ۱/ ۷۰، کتاب الایمان)۔

۶- ایسے اقدامات مستحسن نہیں، صرف جائز ہوں گے۔

۷- یہ تدلیس اور دھوکہ ہے، ایسی پلاسٹک سرجری وآپریشن کی شریعت اجازت نہیں دیتی، "من غشنا فلیس منا" (مسلم ۱/ ۷۰)، دوسری حدیث میں ہے: "یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحة الجنة" رواه أبو داؤد والنسائی (مشکوۃ ۲/ ۳۸۲)۔

حدیث میں اس وعید کی وجہ بھی یہی ہے کہ کالے خضاب کے ذریعہ بوڑھا آدمی، خود کو جوان ظاہر کر کے دھوکہ دیتا ہے۔

۸- مجرم کے لیے جائز نہ ہوگا، مظلوم کے لیے جائز ہوگا۔ ظلم سے بچنے کی تدبیر میں بہت سی حرام چیزیں، حد جواز میں آجاتی ہیں مثلاً دفع ظلم کے لیے جھوٹ بولنا اور دفع ظلم کے لیے رشوت دینا جائز ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

قاضی محمد کامل قاسمی ☆

۱- اگر انسان میں پیدائشی طور پر کوئی عیب ہے اور وہ عام قانون فطرت کے خلاف ہے جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلی کا ہونا وغیرہ تو ایسے عیب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرانا درست ہے، اس لئے کہ اس میں تغییر خلق اللہ نہیں ہے۔

۲- اگر اس طرح کا کوئی عیب پیدائشی طور پر تو نہیں ہے لیکن بعد میں کسی حادثہ کیوجہ سے پیدا ہو جائے تو اس کے علاج کے لئے آپریشن کرانا جائز اور درست ہے، اس لئے کہ یہ تغییر خلق اللہ میں داخل نہیں ہے۔

۳- اور ۷- عمر کے زیادہ ہونیکی وجہ سے چہرہ پر پیدا ہونیوالی جھریوں کا خوبصورتی حاصل کرنے یا کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے آپریشن کرانا ایسا ہی حرام ہے، جیسے خوبصورتی حاصل کرنے کیلئے دانتوں کے بیچ فاصلہ کرانا حرام ہے، اس لئے کہ اس میں تغییر خلق اللہ (اللہ تعالی کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنا اور بگاڑنا ہے) اور اس لئے بھی کہ اس میں دھوکہ دینا ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے: "لعن عبد الله الواشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (بخاری شریف:۸۷۹)۔

خوبصورتی حاصل کرنے کیلئے ان کاموں کے کرنیوالی عورتوں کو اس حدیث میں

☆ دار القضاء جنوبی جامعہ نگر، نئی دہلی۔

مغیرات خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنے والی) کہا ہے۔

چپٹی اور کھڑی دونوں طرح کی ناک انسان کی فطری اور معتاد صورت ہیں، لہذا ان میں تغیر وتبدل کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانیوالے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا اجزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے، جیسا کہ اکیڈمی کے دوسرے فقہی سمینار کے موضوع اعضاء کی پیوندکاری کی تجویز میں لکھا ہے: ''اسی طرح ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے'' (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ر ۱۵۵)۔

۵-اگر جسم میں کوئی عیب یا نقص ایسا ہے جو انسان کی فطری اور معتاد صورت کے خلاف ہے تو اس کی پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہے ورنہ نہیں، اس لئے کہ پہلی صورت میں تغییر خلق اللہ کا حکم نہیں لگے گا اور دوسری صورت میں تغییر خلق اللہ کا حکم لگے گا۔

۶-معمولی جسمانی کمی وبیشی اگر تغییر خلق اللہ کے دائرہ میں آتی ہے تو نا جائز ہے ورنہ جائز ہے۔

۷-مجرم کو اپنی شناخت سے بچنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی شریعت اجازت نہیں دیتی ہے، اس لئے کہ شریعت تو مجرم کو اقرار واعتراف جرم کا حکم دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''یٰایها الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی أنفسکم أو الوالدین والأقربین إن یکن غنیاً أو فقیراً فالله أولیٰ بهما فلا تتبعوا الهویٰ أن تعدلوا وإن تلوا أو تعرضوا فإن الله کان بما تعملون خبیراً'' (سورہ نساء: ۱۳۵)۔

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اللہ کی طرف گواہی دو اگر چہ تمہارا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے، سو تم دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤ گے تو

اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے)۔

شریعت نے مجرم کے اقرار جرم کو ثبوت جرم کا ایسا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے کہ اس کے بعد کسی اور ثبوت کی حاجت ہی نہیں رہتی ہے۔

عدل وانصاف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب مجرم کا مجرم ہونا ثابت ہوجائے پھر مظلوم یا تو اسے معاف کردے یا مجرم کو اس کے جرم کی سزا مل جائے۔

اگر مجرم کو اپنی شناخت چھپانے کیلئے پلاسٹک سرجری کی اجازت دی جائے تو یہ قرآنی احکام اقرار جرم، قیام عدل کے خلاف ہوگا۔ اسی طرح ارشاد باری: وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب" (سورہ مائدہ:۲) (اور آپس میں نیک کام پر اور پرہیزگاری پر مدد کرو، اور گناہ پر اور ظلم پر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے)۔

اور حضور اقدس ﷺ کے فرمان: "انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً" کے بھی خلاف ہوگا، کیوں کہ ظالم کی مدد حدیث کی رو سے اسے ظلم سے روکنا ہے اور مظلوم کی مدد اس کو ظلم سے بچانا اور اس کا حق دلانا ہے اور ظالم کو پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت دینے میں گناہ اور ظلم کرنے پر اس کی مدد کرنا ہے اور ظالم کو ظلم سے روکنا نہیں ہے بلکہ اسے جرم کرنے کے لئے جری بنانا ہے اور مظلوم کو ظلم سہنے پر مجبور کرنا اور اسے اس کے حق سے محروم کرنا ہے، نیز زمین پر ہونے والے ظلم وزیادتی اور فساد میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

اگر ظالم ایسا طاقتور ہوچکا ہے جسمانی طاقت کی وجہ سے یا دیگر اسباب وآلات کی وجہ سے اس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ وہ مظلوم کو پہچاننے کی صورت میں اسے جان سے ماردے گا یا اس کے کسی عضو کو ضائع کردے گا تو ایسے مظلوم کو پلاسٹک سرجری کرانے کی شرعاً اجازت ہوگی، بھلے ہی اس سے تغییر خلق اللہ لازم آجائے، اس لئے کہ اس مظلوم پر ایک تو مکرہ کا حکم جاری ہوگا مکرہ کے متعلق قرآن کریم میں ہے:

”إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان ولكن من شرح بالكفر صدراً فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم“(سورہ نحل:۱۰۶)۔

(مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہے اور لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے)۔

لہذا جیسے مکرہ کو اپنی جان بچانے کیلئے دل سے ایمان پر قائم رہتے ہوئے کلمۂ کفر کو اپنی زبان سے ادا کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح جان بچانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی بھی اجازت ہوگی۔

دوسرے ایسے مظلوم پر مضطر کا حکم بھی جاری ہوگا، یعنی جیسے مضطر کو اپنی جان بچانے کے لئے حرام چیزوں کا کھانا جائز ہے، ایسے ہی جان بچانے کیلئے پلاسٹک سرجری کرانا بھی جائز ہوگا۔

اور اگر مظلوم ایسا ہے کہ اس کو مکرہ نہیں کہا جاسکتا ہے تو پھر اسے اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، بلکہ اسے اپنے تحفظ کے لئے دیگر ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ واللہ أعلم بالصواب۔

آپریشن برائے تجمیل و دفع عیب

مفتی سراج احمد ملی ☆

آج کل علاج کی ایک نئی صورت پلاسٹک سرجری کی دریافت ہوئی ہے اور ان سے متعلق جو سوالات ہشتگانہ فراہم کئے گئے ہیں، ان کے سلسلہ وار جوابات پیش خدمت ہیں:

ا- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف- پیدائشی طور پر کسی عضو مثلاً ہونٹ، کان یا تالو کا ناقص ہونا۔

ب- پیدائشی طور پر آنکھ، ناک کا ٹیڑھا ہونا یا زبان کا ضرورت سے زیادہ نیچے سے جڑا ہوا ہونا یا ہونٹ کا ضرورت سے زیادہ موٹا ہونا۔

ج- پیدائشی طور پر کسی عضو کا زائد ہونا مثلاً ہاتھ یا پیر میں بجائے پانچ کے چھ انگلیوں کا ہونا یا کہیں مسہ وغیرہ کا ہونا۔

الف اور ب میں متقدمین کے یہاں کسی علاج کا ذکر میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس کے لیے موجودہ طریقۂ علاج بعد کی دریافت ہے، اس لیے اس شرط کے ساتھ کہ اگر تجربہ ومشاہدہ سے یہ امر محقق ہو کہ نیا عیب پیدا نہیں ہوگا اور ایسے آپریشن میں شفا ہو جاتی ہو تو میرے خیال میں ان دو شکلوں میں آپریشن کی اجازت ہونی چاہیے۔

ج- کسی عضو کا زائد ہونا، مثلاً ہاتھ یا پیر میں بجائے پانچ کے چھ چھ انگلیاں یا کہیں مسہ ہونا، ان کو بذریعہ آپریشن جدا کرنا خواہ بغرض تجمیل ہو یا برائے دفع عیب وضرورت ہو تو درست

☆ مالیگاؤں، مہاراشٹر۔

ہے اور یہاں بھی شرط یہی ہے کہ عموماً نیا عیب پیدا نہ ہو اور شفا ہو جاتی ہو فتاویٰ ہندیہ (۳۶۰/۵) میں ہے: إذا أراد الرجل أن یقطع إصبعاً زائدة أو شیئاً آخر، قال نصیرؒ: إن کان الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا یفعل، وإن کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک"۔

۲-ایسا عیب جو پیدائشی طور پر نہ ہو بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، اس کا علاج یا آپریشن کروانا شرعاً جائز ہے، خواہ اس علاج میں مریض ہی کے جسم کا کوئی جز استعمال ہو یا کسی معدنی شئی کا استعمال ہو یا کسی ذبح شدہ حلال جانور کا کوئی جز ہو یا کسی مردار مگر حلال جانور کا کوئی جز ہو سب جائز ہے۔

عہد نبوی میں بھی اس کی مختلف نظیریں ملتی ہیں، مثلاً حضرت مقدادؓ جن کی ایک آنکھ کسی جنگ میں حلقۂ چشم سے باہر لٹک گئی تھی تو آپ ﷺ نے حضرت مقدادؓ کے اصرار پر اسے دوبارہ حلقۂ چشم میں داخل فرما دیا تھا۔ ان کے پورے معاملے پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کا یہ اصرار ضرورتاً بھی تھا اور برائے تجمیل بھی۔

اسی طرح حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کا جنگ کلیب میں زخمی ہونا اور اولاً چاندی کی ناک بنوانا اور بو پیدا ہونے پر آپ ﷺ کی اجازت سے سونے کی ناک کا بنوانا۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی یہ عمل ضرورتاً و تجملاً دونوں غرض سے ہے۔

۳-فطری طور پر پیدا ہونے والا عیب مثلاً عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، ان جھریوں کے ازالہ کے لیے آپریشن کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ ایسے عیب سے نہ معاشرہ میں کراہت کی جاتی ہے اور نہ ہی عمر کے اس اسٹیج پر اس کی کوئی ضرورت ہے۔

۴-کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کے ازالہ کے لیے اسی انسان کے جسم کے کسی دوسرے حصہ کے کسی جزء کا استعمال جب کہ دوسرے مقام کے بھی شفا کی امید ہو جائز ہے۔

۵-ایسے جسمانی عیوب ونقائص جو پیدائشی ہوں، یا کسی حادثہ کا نتیجہ ہوں سن رسیدگی کے باعث نہ ہوں ان کے ازالہ کے لئے پلاسٹک سرجری کروانا جبکہ مریض اس کے خرچ کا تحمل کرسکتا ہو اور شفا کی امید ہو تو جائز ہے۔

۶-معمولی جسمانی کمی بیشی کی صورت میں جبکہ معاشرہ میں کسی طرح کی دقت کا سامنا نہ ہو تو ایسے اقدامات غیر مستحسن ہونے چاہئیں۔

۷-محض اس مقصد کے لیے کہ انسان کم عمر یا خوبصورت دکھلائی دے تا کہ اچھا رشتہ لگ سکے پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ یہ غش وغرر کے قبیل سے ہوگا، اس کی بنیاد اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد گرامی: "لعن الله الواصلة والمستوصلة" ہے، اگرچہ مستوصلہ ہی کے گرے ہوئے بالوں کو جمع کر کے واصلہ جوڑے تب بھی یہی حکم ہے (عالمگیری ۵/۳۵۸، بحوالہ اختیار شرح المختار، رد المحتار علی الدر ۹/ ۵۳۵)، گویا مدارِ حکم "إن الأمور بمقاصدها" ہے، جہاں مقصد کسی کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا یا دھوکہ دینا ہے وہاں عدم اجازت اور جہاں یہ غرض نہ ہو وہاں اجازت ہو سکتی ہے۔

۸-یہ سوال مریض سے زیادہ سرجن کے لیے اہمیت کا حامل ہے کہ اسے کن افراد کی سرجری کرنی چاہیے اور کن کی نہیں۔

جہاں کوئی مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لیے اور حکومت وقانون کی گرفت سے بچنے کے لیے سرجری کروانا چاہ رہا ہو تو اس شکل میں نہ ایسے مجرم کے لیے شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ وہ ایسا کروالے اور نہ ہی سرجن کو اس کی اجازت ہے کہ وہ ایسے مجرم کی سرجری کرے۔

البتہ اگر کوئی مظلوم ہو اور وہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے بجز پلاسٹک سرجری کے اور کوئی چارہ نہ دیکھے تو شرعاً ایسے مظلوم کے لیے اس کی اجازت ہوگی کہ اپنی شناخت چھپانے کے لیے وہ ایسا کرے اور سرجن کے لیے بھی اس کے تعاون کی شرعاً اجازت ہوگی۔

پلاسٹک سرجری اور اس کا شرعی حکم

مولانا شاہد علی قاسمی ☆

۱- اگر جسم میں کسی جگہ ایسا عیب ہو جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اور وہ عیب پیدائشی طور میں اس پر موجود ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا، ان جیسے تمام عیوب میں آپریشن کرانا درست ہے، بشرطیکہ آپریشن کی وجہ سے غیر معمولی نقصان جیسے جان کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

اسی طرح علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا دانت پیدائشی طور پر اتنا بڑا ہو جس سے وہ بدہیئت نظر آتا ہو اور اس کی وجہ سے کھانے وغیرہ میں تکلیف ہوتی ہو تو اس کے لیے دانت کٹوانا اور نکلوانا درست ہے، بشرطیکہ یہ عمل کسی عضو کے تلف ہونے یا مرض میں اضافہ کا سبب نہ بنے (دیکھئے: الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۵/ ۳۹۲)۔

۲- اگر مذکورہ بالا عیوب اور ان جیسے دوسرے نقائص کسی حادثہ کے سبب پیدا ہو جائیں تو ان کی اصلاح کے لیے آپریشن کرانے کی بہ درجہ اولیٰ اجازت ہوگی، اس سلسلہ میں صریح نص بھی موجود ہے، چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور دفاع کرتے ہوئے ایک صحابی کی آنکھ باہر نکل آئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آنکھ اس کی جگہ رکھ دی اور وہ آنکھ تاعمر یوں ہی رہی (دیکھئے: السیرۃ النبویۃ والمعجزات/ ۴۸۴، بحوالہ دار قطنی)۔

☆ المعہد العالی، حیدرآباد۔

اسی طرح حضرت عرفجہ سے روایت ہے کہ جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، مگر اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو آپ ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت مرحمت فرمائی (ترمذی ۱/۳۰۶)۔

۳-عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پیدا ہونا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا ایک فطری عیب ہے، جو غیر معمولی نہیں ہے۔ جب کہ آپریشن کی اجازت غیر فطری عیب کی بنیاد پر دی جاتی ہے، جیسا کہ سوال (۱) اور سوال (۲) کے جواب میں گزر چکا ہے، اس لیے چہرہ کی جھریاں دور کرنے اور ناک کھڑی کرنے کے لیے آپریشن کرانے کی اجازت نہیں ہوگی، زمانۂ جاہلیت میں سن رسیدہ خواتین اپنی کم عمری کے اظہار کے لیے دانتوں کو باریک بنایا کرتی تھیں (نہایہ ۵/۱۸۸) تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا، الفاظ حدیث ہیں:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (صحیح مسلم ۲/۲۰۵)۔

متفلجات "متفلجہ" کی جمع ہے، جو فلج سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنا۔

اسی طرح عورتوں میں ایک قدیم فیشن جسم کو گودنے کا رہا ہے، یعنی سوئی کے ذریعہ جسم کے کسی حصہ میں باریک سوراخ کیا جاتا، پھر اس پر سرمہ یا کوئی رنگین چیز لگادی جاتی، اس طرح سیاہ یا کسی اور رنگ کے نقطے ابھر آتے، اس کو حسن میں اضافہ کا باعث سمجھا جاتا، آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

أن النبي ﷺ قال: "لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة" (ترمذی ۱/۳۰۶ وقال الترمذی: ہٰذا حدیث حسن صحیح)۔

دانتوں کو باریک کرانا اور جسم کے کسی حصہ کو گودوانا ظاہر ہے کہ یہ تجمیل کے لیے ہوا کرتا تھا، جس کی حضور نے اجازت نہیں دی، تو جھریاں دور کرنے اور ناک زیادہ کھڑی کرنے کی

بھی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ بھی تجمیل کے دائرے میں آتے ہیں۔

۴-جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی اسی کے جسم کے کسی دوسرے حصہ میں لگانا پلاسٹک سرجری کہلاتا ہے، اگر پلاسٹک سرجری کسی ناگزیر اور غیر معمولی حالت پیش آنے کی وجہ سے ہو جیسے کسی کا چہرہ اکسیڈنٹ کی وجہ سے بیکار ہو جائے اور پلاسٹک سرجری سے اس کی اصلاح ممکن ہو تو ایسی صورتوں کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔ پلاسٹک سرجری ایک جدید طریقۂ علاج ہے، جو سائنس کی ترقی کا مظہر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا صریح حکم نصوص میں ملنا مشکل ہے، تاہم ان نصوص سے استدلال کیا جاسکتا ہے جن میں ضرورت کے مواقع پر حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله، فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" (البقرہ: ۱۷۳)۔

اسی طرح احادیث رسول میں ایک حد تک اس طرف رہنمائی ملتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کی آنکھ جو جنگ بدر میں باہر نکل گئی تھی، اسے اس کی جگہ پر رکھ دی اور تاعمر یوں ہی رہی (السیرۃ النبویۃ والمعجزات ر ۴۸۴، بحوالہ دار قطنی)۔

نیز فقہاء کے یہاں اصول ہے کہ ضرر اشد کو ضرر اخف سے دور کیا جائے گا، "الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف" (الاشباہ والنظائر ر ۱۴۳) پلاسٹک سرجری میں گو انسانی جزء سے انتفاع لازم آتا ہے، جو بہ ذات خود کرامت انسانی کے نقطۂ نظر سے ناجائز ہے، لیکن ایک عظیم مقصد کی خاطر یہ عمل کیا جارہا ہے، اس لیے ایسی سرجری جائز ہوگی۔

البتہ انسانی بدن میں ایسی بیماری یا ایسا عیب ہو جس کا دور کرنا ناگزیر نہ ہو جیسے چہرہ کے بعض حصہ کی جلد کالی ہو اور باقی حصہ گورا ہو، کسی عورت کے پستان میں کینسر ابتدائی مرحلہ میں ہو اور ڈاکٹر نے اسے کاٹ کر نکال دیا ہو اور اب عورت سینہ لگوانا چاہتی ہو، یا گہرے زخم کی وجہ سے گہرا نشان پڑ گیا ہو، اس طرح کے عیب کا ازالہ ناگزیر نہیں ہے، ان عیوب کے ساتھ بھی انسان معمول کی

زندگی گزار سکتا ہے تو کیا ان عیوب کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی؟

نصوص اور فقہاء کی عبارات کی روشنی میں اس کا بھی جواز معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی آنکھ جو جنگ کے موقع پر نکل گئی تھی اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا، اسی طرح حضرت عرفجہ کو حضور ﷺ نے سونے کی ناک بنانے کی اجازت دی، اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی کو پیدائشی طور پر ایک ہاتھ مین چھ انگلیاں ہوں تو ان کو بشرط سلامت جان کاٹنے کی اجازت ہوگی (ہندیہ ۳۶۰/۵) نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عورت کی شرمگاہ میں گوشت بڑھ جائے اور جماع کے قابل نہ رہے تو اسے شق کر کے گوشت نکالنے کی اجازت ہوگی، فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "جراح اشترى جارية رتقاء فله شق الرتق وإن ألمت" (فتاوی ہندیہ ۳۶۰/۵)۔

پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف

مفتی احتشام الحق ☆

سوالنامہ میں مذکور آٹھوں سوالوں میں سے سوال نمبر ۴ کا یہ جز کہ ’’کسی بیماری کے ازالہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگا دیا جائے تا کہ وہ بیماری دور ہو جائے، اور سوال نمبر ۸ کا یہ جزء کہ ’’بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، کے علاوہ سوالنامہ میں مذکور تمام سوالات یا تو منفعت سے تعلق رکھتے ہیں یا زینت سے یا فضول سے، اور ظاہر ہے کہ شریعت اسلامی جو انسانیت کی ظاہری ومعنوی صلاح وفلاح کی ضامن ہے، ان چیزوں کے لئے انسانی اعضاء کے استعمال کی کہاں اجازت دے سکتی ہے، جب کہ وہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی نہیں بلکہ اس کے کٹے پھٹے، بیکار اعضاء واجزاء کے استعمال کو بھی حرام قرار دیتی ہے، اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع وبرید کو بھی ناجائز کہتی ہے، اور اعضاء کی اس حفاظت میں مسلم وکافر یکساں ہیں کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے تا کہ یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال کی ان چیزوں سے بالاتر رہیں جن کو کانٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۴ کا یہ جز کہ ’’کسی بیماری کے ازالہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا

☆ دیوبند۔

گوشت یا چمڑا یا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگا دیا جائے تاکہ وہ بیماری دور ہو جائے، اور سوال نمبر ۸ کا یہ جزء کہ "بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے تو اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، ان دونوں صورتوں میں اگر بیماری یا ظلم حاجت کے درجہ کو پہنچ جائے تب بھی پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ اضطرار کی حالت میں اجازت دی جاسکتی ہے۔

اور رہی یہ بات کہ "یہ بھی بیماری میں داخل ہے کہ انسان دیکھنے میں کسی خاص وجہ سے بدہیئت نظر آئے، اس دوسری قسم کے علاج کی طرف بھی ہمیشہ سے لوگ توجہ دیتے آئے ہیں، کیونکہ اس سے اگرچہ انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہے" (اور سوالنامہ میں مذکور دونوں مستثنی اجزاء کے علاوہ تمام سوالات اسی ذہنی تکلیف کو مدنظر رکھ کر مرتب کئے گئے ہیں)۔

تو اس میں یہ بات بھی مسلم ہے کہ اس دوسری قسم کے علاج کی طرف لوگ ہمیشہ سے توجہ دیتے آئے ہیں، اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا عہد نبوی ﷺ میں بھی صحابہ نے اس ذہنی تکلیف سے دوچار ہو کر اس بیماری کے علاج کی طرف توجہ دی یا نہیں؟ اور اگر دی تو انہیں دربار رسالت سے اس سلسلہ میں کیا حکم ملا؟ جب ہم اس سلسلہ میں کتب احادیث کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صحیحین وسنن وغیرہ میں صریح صحیح احادیث ملتی ہیں کہ عہد نبوی میں بھی صحابہ نے اس ذہنی تکلیف سے دوچار ہو کر اس کے علاج کی طرف توجہ دی اور دربار رسالت سے اس علاج کا حکم دریافت کیا، چنانچہ صحیح بخاری میں مختلف ابواب قائم کر کے اور صحیح مسلم میں "باب تحريم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات والمغيرات خلق الله تعالى" قائم کر کے مختلف احادیث بیان کی ہیں:

۱- عن أسماء بنت أبي بكر قالت: "جاءت امرأة إلى النبي ﷺ

فقالت: یا رسول الله! إن لی ابنة عریسا أصابتها حصبة فتمرق شعرها أفاصله؟ فقال: لعن الله الواصلة والمستوصلة" (بخاری ۲/۸۷۸، مسلم ۲/۲۰۴)۔

۲-عن أسماء بنت أبی بکر أن امرأة أتت النبی ﷺ، فقالت: "إنی زوجت ابنتی فتمرق شعر رأسها وزوجها یستحسنها أفأصل شعرها یا رسول الله؟ فنهاها" (بخاری ۲/۸۷۹، مسلم ۲/۲۰۴)۔

۳- عن عائشة "أن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها فاشتکت فتساقطت شعرها فأتت النبیﷺ فقالت: إن زوجها یریدها أفأصل شعرها؟ فقال رسول اللهﷺ: لعن الواصلات" (بخاری ۲/۸۷۸، مسلم ۲/۲۰۴)۔

۴-عن ابن عمر "أن رسول الله ﷺ: لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة" (بخاری ۲/۸۷۹، مسلم ۲/۲۰۴)۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مذکورہ مستثنی شدہ دوامور کے علاوہ سوالنامہ میں مذکور باقی تمام امور میں سے کسی بھی امر کے لئے پلاسٹک سرجری کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ان احادیث میں جس ذہنی تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے وہ سوالنامہ میں مذکور تمام ذہنی تکلیفوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ جولڑکی دلہن بن کر پہلی بار اپنے شوہر کے گھر جائے تو آج کے زمانہ میں ہی نہیں بلکہ زمانہ قدیم سے ہی سب جانتے ہیں کہ اس لڑکی کی فطرت اور جذبات کیا ہوتے ہیں؟ اور اس کے شوہر کے ارمان کیا کیا ہوتے ہیں؟ اور لڑکی کی زندگی شوہر کے گھر چین وسکون سے گذرے اس کے لئے والدین کیا کیا جتن کرتے ہیں؟ ایسے موقع پر اگر لڑکی بیمار ہوجائے اور اس کی وجہ سے اس کے سر کے بال گر جائیں اور وہ گنجی ہوجائے تو وہ اس کے لئے کیا جتن نہیں کرے گی؟ اور اگر گنجی ہونے کی حالت میں ہی اسے دلہن بن کر پہلی بار اپنے شوہر کے گھر جانا پڑے، تو اس لڑکی کو جو ذہنی تکلیف ہوگی، کیا کوئی اس کا اندازہ لگاسکتا ہے کہ وہ کتنی شدید تکلیف میں مبتلا ہے؟

لہٰذا مذکورہ بالا مقاصد کے لئے پلاسٹک سرجری بھی انہی تصرفات میں سے ہے جن کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ ان مقاصد کے لئے سرجری میں بلا وجہ شرعی اعضاء انسانی میں بے جا کاٹ چھانٹ ہوتی ہے جو ممنوع وحرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ مستثنیٰ شدہ دو امور کے علاوہ باقی سوال نامہ میں مذکور تمام امور میں سے کسی بھی امر کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا ممنوع وحرام ہے، کیونکہ اس میں تخلیق خداوندی کو بدلنا بھی ہے اور جھوٹ، فریب، دھوکا دہی اور ملمع سازی بھی ہے۔ فقط، واللہ اعلم

پلاسٹک سرجری - مسائل واحکام

مولانا عبدالتواب اناوی ☆

پلاسٹک سرجری جب کسی ایسی ضرورت کے لئے ہو جو واقعۃً ضرورت ہو تو بہر صورت اجازت ہونا چاہئے مگر جب محض برائے تجمل ہو مثلاً ساٹھ سال کی عورت اپنے رخسار وثد یین آپریشن کرا کر سڈول بنائے تا کہ وہ خوبصورت معلوم ہو تو اجازت نہ ہونی چاہئے اسی طرح مجرم کو اپنی شناخت مٹانے کے لئے اجازت نہ ہونی چاہئے، شادی سے قبل جن عیوبات کو شادی نہ ہونے یا اچھا رشتہ نہ ملنے کی بنیاد پر اجازت ہو اسے بعد از شادی غیر مباح قرار دیا جانا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

☆ جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ۔

آپریشن بہ غرض تجمیل ودفع عیب

مولانا ریحان مبشر مئوی ☆

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ساری کائنات سے ممتاز کیا ہے: "لقد کرمنا بنی آدم" (الآیة) "لقد خلقنا الانسان فی أحسن تقویم" (الآیة) ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے، اس لیے انسان پر اپنے اعضاء بدن کی حفاظت کرنا ضروری ہے، مگر بعض حالات کی بناء پر اس کی حفاظت نہیں کر پاتا جس میں بندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اور اس میں عیوب اور نقائص پیدا ہو جاتے ہیں یا کبھی عام فطرت سے ہٹ کر انسان جنم لیتا ہے، جس سے وہ بدہیئت نظر آتا ہے، اس صورت میں وہ علاج ومعالجہ کی طرف قدم اٹھاتا ہے، چنانچہ آج "پلاسٹک سرجری" جس میں مریض کے جسم سے کوئی حصہ کاٹ کر اس کے دوسرے حصہ میں لگا دیتے ہیں، کی طرف لوگوں کا بہت میلان ہو رہا ہے، اور اس علاج کو لوگ خوب اپنا رہے ہیں، اس سلسلے میں جو سوالات ابھرتے ہیں، جن کا تذکرہ سوال نامے میں ہے۔ ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱،۲- فتاوی ہندیہ میں ہے:

"إذا أراد الرجل أن یقطع إصبعاً زائدةً أو شیئاً آخر، قال نصیرؒ: إن کان الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک، فإنه لا یفعل، فإن کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک" (ہندیہ ۳۶۰/۵ کتاب الکراہیۃ)۔

☆ تدریب فی الافتاء، دار العلوم، دیوبند۔

فقیہ الامت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”زائد انگلی کٹوانا بھی جائز ہے، رضائے الٰہی کے خلاف نہیں، مگر تکلیف بھی ہوگی، اپنے تحمل کو دیکھ لیں“ (فتاوی محمودیہ ۱۸/ ۳۴۴ الفصل الثانی فی أعضاء الإنسان وأجزاءہ)۔

لہذا زائد انگلی کٹوانا اگر جان جانے کا غلبہ نہ ہو، ایسے ہی کٹے ہونٹ یا ٹیڑھی ناک کا آپریشن جس میں دوسری جگہ کا گوشت یا چمڑا نہ لگایا جائے، درست ہے۔

۳- اللہ رب العزت نے انسانی نشوونما کا نظام، کچھ اس طرح سے بنایا کہ اولاً وہ بچپن کے وقت بھولا بھالا، پھر حد مراہقت، پھر حد بلوغ، پھر حد شبابیت جس میں وہ حسن سے سرشار، سرسبز وشاداب، تازگی سے پر ہوجاتا ہے، پھر اس پر بڑھاپے کا حملہ ہوتا ہے تو چہرے کی تروتازگی بتدریج آہستہ آہستہ معدوم ہوجاتی ہے، اور اس کی جگہ جھریاں جنم لیتی ہیں، یہی فطرت خدائی ہے، اور اسی کے مطابق ہر شخص پر اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، اب اگر ان میں کوئی ردوبدل کرے تو وہ نظام خدائی میں دخیل مانا جائے گا، اس لیے چہرے کی جھریوں کو ختم کرنے کے لیے آپریشن کرانا بہ چند وجوہ ناجائز وحرام ہے۔

اولاً: یہ ”لاتبديل لخلق الله“ (الآیۃ) کے منافی ہے۔

ثانیاً: حدیث میں ہے: ”نهى رسول الله ﷺ عن عشر وفيها الوشر (مشکوۃ: ۳۷۶ کتاب اللباس)، قال: الوشر وهو على مافى النهاية تحديد الأسنان وترقيق أطرافها، تفعله المرأة الكبيرة تتشبه بالشواب، قال بعضهم: إنما نهى عنه لما فيه من التغرير، وتغيير خلق الله تعالى“ (مرقاۃ المفاتیح ۸/ ۲۵۹، کتاب اللباس مکتبہ امدادیہ، پاکستان)۔

جب صرف چہرے پر سے بال اکھاڑنا اور دانتوں کو برابر کرنا حرام ہے، تو چہرے پر سے جھریاں ختم کرنے کے لیے آپریشن کرانا بدرجہ اولی حرام ہوگا۔

ثالثاً: یہ اعضائے انسانی کی تکریم کے خلاف ہے۔

رابعاً: اس میں لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا ہے۔

۴- مضطر لم يجد ميتةً، وخاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع يدی وكلها، أو قال: إقطع منی قطعةً وكل لايسعه أن يفعل ذلک، ولا يصح أمره به، كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعةً من نفسه فيأكل" (عالمگیری ۵/۳۳۸ الباب الحادی عشر فی الکراہیۃ فی الاکل، زکریا)۔

وإذا كان برجل جراحة، يكره المعالجة بعظم الخنزير والإنسان، لأنه يحرم الانتفاع به كذا في الكبری (عالمگیری ۵/۳۵۴ الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات: مطبوعہ زکریا، دیوبند)۔

"الانتفاع بأجزاء الآدمی لم يجز، قيل للنجاسة وقيل للكرامة، وهو الصحيح كذا فی جواهر الأخلاطي" (عالمگیری ۵/۳۵۴ زکریا، دیوبند)۔

مضطر، زندہ انسان کا گوشت اور خود اپنا کوئی عضو نہیں کھا سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ آج کل مریض کے کسی حصے سے گوشت اتار کر، دوسری جگہ چڑھانے کا جو معمول ہے یہ ناجائز ہے (احسن الفتاوی ۸/۲۷۴ دارالاشاعت، دیوبند)۔

اگر انسان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو کہ اس کی کھال اور بال اور اعضاء کو قطع و برید کر کے استعمال کیا جائے تو یہ انسانی شرافت و تکریم اور منشائے تخلیق کائنات کے بالکل منافی ہے، اسی لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت، کاٹ تراش کر استعمال کو، سنگین جرم اور سخت حرام قرار دیا ہے (جواہر الفقہ ۲۰/۴۳ دیوبند)۔

لہذا ان منصوصات کے پیش نظر سوال نمبر ۴ میں مذکورہ صورت ناجائز و حرام ہے۔

بعض حضرات کو بدائع کے اس جزئیہ سے اشتباہ ہوا، اور انھوں نے کہہ دیا کہ مریض کے اپنے عضو سے کاٹ کر اس کے دوسرے کسی عضو کو پیوند لگانا جائز ہے، وہ جزئیہ یہ ہے:

"وإعادة جزء منفصل إلى مكانه؛ ليلتئم، يجوز، كما إذا قطع شيئ من عضوه،

فأعاده إلى مكانه، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه (بدائع ۵/ ۱۳۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: اس جزئیہ سے دوسری جگہ نقل کرنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کسی عضو کو اس کی اصل جگہ پر لگانے کو مرمت کرنا نہیں سمجھا جاتا؛ اس لیے اس میں اہانت نہیں دوسری جگہ لگانا مرمت کہلاتا ہے جو اہانت ہے (احسن الفتاوی ۸/ ۲۷۳، کتاب الحظر والاباحۃ، دار الاشاعت، دیوبند)۔

لہذا کسی عضو کو کاٹ کر دوسری جگہ لگانا ممنوع و ناجائز ہوگا، مگر ضرورت شدیدہ مثلاً نقص اور عیب ایسا ہو کہ اس سے انسان اپنی ضروریات پوری نہ کرسکتا ہو، یا چہرہ اتنا بھیانک ہو گیا ہو کہ لوگ اس کو دیکھ کر خوف کھاتے ہوں تو اس ضرورت شدیدہ میں بہ قول مفتی عبدالرحیم صاحبؒ لاجپوری: ''دونوں قسم (دوسرے موضع سے کھال نکال کر لگانا، رحم کے جھلی سے علاج کرنا) کا علاج اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے'' (فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/ ۱۷۷، دار الاشاعت، کراچی، پاکستان)۔

اور بہ قول صاحب احسن الفتاویٰ: ''مع ہذا بہ وقت ضرورت شدیدہ، ان علماء کی توسیع پر عمل کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے'' (احسن الفتاویٰ: ۸/ ۲۷۳، دار الاشاعت، دیوبند) گنجائش ہے۔

۵- ضرورت شدیدہ اور حالت اضطرار میں اس کی گنجائش ہے کما مر۔

۶، ۷- مذکورہ دونوں صورتوں میں ضرورت کا تحقق نہیں، اس لیے ناجائز، گناہ کبیرہ ہے۔

۸- بہ چند وجوہ درست نہیں ہے۔

پوشیدگی کے دوسرے بھی طریقے موجود ہیں۔ اس میں دیگر لوگوں کو دھوکہ دینا ہوگا۔

مناقشہ

ایک آواز

ابھی جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ پلاسٹک سرجری کا ہے، اس سلسلہ میں ایک بات جو ذہن میں آرہی ہے اور جسے عرض کرنا ہے وہ یہ کہ اس کے ذریعہ جنس کی تبدیلی بعض مرتبہ عمل میں لائی جاتی ہے، تو کیا یہ بھی پلاسٹک سرجری کی کوئی صورت ہے؟ ہمارے یہاں جو اکسپرٹ اور ماہر بیٹھے ہوئے ہیں، ڈاکٹر افتخار الدین صاحب وہ اس پر روشنی ڈالیں گے کہ جنس کی تبدیلی ہوتی ہے جس میں مذکر کو مؤنث، اس طرح میڈیکل سائنس میں ایسی کچھ ترقیات ہوئی ہیں اور اس کے بعد اصل مسائل جو اس پر مرتب ہوتے ہیں جو اس وقت کئی جگہ پیش آرہے ہیں وہ یہ کہ اگر یہ جنس کی تبدیلی ہوتی ہے تو اس پر جو احکام ہیں وہ احکام کس حوالہ سے اور کس اعتبار سے مرتب ہوں گے اور اس کے بعد جو مسائل کھڑے ہوتے ہیں اس سلسلہ میں کیا کچھ ہوسکتا ہے؟ میں چاہوں گا کہ حضرت مولانا بھی جواب دیں اور دوسرے جو حضرات ہیں وہ بھی اس حوالہ سے غور فرمائیں۔

ڈاکٹر افتخار الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مطالعہ کافی وسیع ہے اس بارے میں، یہ صحیح ہے کہ جنس کی تبدیلی بھی آج کل پلاسٹک سرجری کا حصہ ہے اور بعض حالات میں پیدائش سے کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا جنس متعین نہیں ہوتا اور یہ بڑا ڈاکٹروں کو بھی کنفیوژن رہتا ہے اور بچوں کے ماں باپ کو بھی کنفیوژن رہتا ہے کہ اس بچے کو ہم لڑکا کہیں یا لڑکی

کہیں، ایسی صورتوں میں بعض وقت بچوں کا بھی ایک رجحان رہتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہم کو لڑکی کے طور پر ٹریٹ کیا جائے یا بعض چاہتے ہیں کہ ہم کو لڑکے کے طور پر ٹریٹ کیا جائے تو اس چوائز کے بنا پر یہ سرجری فوری نہیں ہوتی، کم از کم ایک سال دو سال جس جنس میں بچی کو یا اس پیشنٹ کو لڑکا بنانا ہے یا لڑکی بنانا ہے تو اس ماحول میں اس کو رکھا جاتا ہے۔ پہلے اس کو ایک آدھ سال ایسے ماحول میں رکھتے ہیں اور اس کو ایسا ٹریٹ کرتے ہیں جیسا کہ وہ لڑکا ہے اور اس کا لباس اور اس کے ساتھ برتاؤ بھی ایسا ہی کرتے ہیں جیسا کہ وہ لڑکا ہے۔ پھر ماں باپ کے پرمیشن سے اور اس بچے کی خواہش کے اوپر سرجری کی جاتی ہے، بالکل یہ صحیح ہے جنس بعض وقت الٹا ہوتا ہے، مرد کو لڑکی بنا دیتے ہیں، جنسی آپریشن کے ذریعہ یہ بھی ممکن ہے اور یہ پلاسٹک سرجری کا حصہ ہے۔

مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی

یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس زمانے کا، بات یہ ہے کہ ایک تو کسی بچے کا لڑکا ہونا کلیئر ہے اور اس کو باقاعدہ لڑکی بنانے کی کوشش یا لڑکی ہے کلیئر، خلقی طور پر، اس کو لڑکا بنانے کی کوشش، ظاہر بات ہے یہ تغییر خلق اللہ ہے۔ اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے جن خصوصیات کے ساتھ، جن صفات کے ساتھ، ان صفات کو ختم کر کے آپ چاہتے ہیں، دوسری جنس بن جائے تو اس کی گنجائش شریعت میں، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتی ہے۔ ہاں جو چیز زیر بحث ہے اور جس پر ہم گفتگو کر سکتے ہیں اور آج کل یہ صورت حال پیش آتی ہے کہ پیدائشی طور پر بعض بچوں میں یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ ان میں دونوں طرح کی خصوصیات پائی جاتی ہیں، تو آپ نے خنثیٰ کی بحث پڑھی ہے تفصیل کے ساتھ، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ابوبکر جصاص رازیؒ نے احکام القرآن میں کہیں یہ بات لکھی ہے کہ فطری طور پر پیدا ہونے والا ہر بچہ یا تو لڑکی ہوتا ہے یا لڑکا ہوتا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے درمیان کوئی چیز ہو، ان میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکے اور شناخت نہیں کر پا رہے ہیں، خنثیٰ مشکل کا جو مسئلہ ہے تو خنثیٰ مشکل کا

مسئلہ وہی ہوتا ہے جہاں پر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میڈیکل سائنس کی جو ترقیات ہیں، ان ترقیات کے نتیجہ میں گویا بہت آسانی ہوتی ہے، مدد ملتی ہے، یہ طے کرنے میں کہ کس بچے میں کیا خصوصیات زیادہ ہیں، ذکورت ہے یا انوثت ہے، یہ جو صورت حال پیش آتی ہے، اس طرح کی، اس میں ہمارے ڈاکٹر صاحب نے جو بات فرمائی ہے کہ بعض دفعہ ڈاکٹر یہ طے کرتے ہیں کہ اس میں کونسی خصوصیات غالب ہیں، اس کا لحاظ کرتے ہوئے پھر جو دوسری خصوصیات آگئی ہیں، ان کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، چاہے وہ سرجری کے ذریعہ سے ہو یا علاج کے ذریعہ سے ہو اور بعض دفعہ صورت حال یہ ہوتی ہے اور ڈاکٹر اس میں خود بخود فیصلہ نہیں کرتے، ماں باپ کے سامنے صورت حال رکھ دیتے ہیں کہ بچے کی صورت حال یہ ہے، اس پر اپنی رائے بھی ظاہر کردیں گے کہ بھائی اس کو لڑکی بنانا کہ لڑکی ہو جائے، لڑکے کی طرف منتقل کرنا زیادہ آسان ہے، لیکن ان کی ایک رائے اپنی ہوتی ہے، لیکن فیصلہ والدین کو کرنا ہوتا ہے کہ مجموعی صورت حال میں وہ کیا چاہتے ہیں اور اس کے مطابق پھر وہ کارروائی کرتے ہیں جو بھی گویا پلاسٹک سرجری کرنی ہو، ادویہ استعمال کرانی ہو وہ کراتے ہیں، بہر حال یہ ایک اہم مسئلہ ہے آپ کے سامنے، اس پر آپ غور کریں اور بہت سے مسائل پلاسٹک سرجری کے ایسے ہو سکتے ہیں جو آپ کے سوالنامے میں نہ ہو تمام سوالوں کا احاطہ نہیں ہوتا ہے اس پر بھی آپ اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد عارف باللہ

بعض امریکی ڈاکٹروں کی رپورٹ سے یا بعض سعودی عرب کے ویب سائٹ وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ جو سوالات وہ کر رہے ہیں کہ بعض افراد ظاہری طور پر مکمل فطرت کے موافق ہوتے ہیں، لیکن ان کی اندرونی صلاحیت ہارمون وغیرہ کے اعتبار سے ظاہری کیفیت سے مختلف ہوتی ہے، ظاہر سے وہ لڑکی ہے لیکن وہ اپنے بارے میں دعویٰ کرتی ہے کہ میرا امیلان

لڑکیوں کی طرف ہی ہے لڑکوں کی طرف نہیں ہے اور ماہر ڈاکٹروں کی رپورٹ اور تصدیق اور چیک اپ وغیرہ کے ذریعہ بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کے اندر لڑکی کی صفت کے بجائے لڑکوں کی صفت غالب ہے اور اسی کے ہارمون موجود ہے، تو اب یہاں پر بعض علماء کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ان حالات میں تحویل جنس تبدیل جنس کی اجازت دیتے ہیں، اس کی اندرونی صفت کی رعایت کرتے ہوئے، تو کیا یہ اجازت بھی درست ہوگی یا نہیں؟

مولانا عتیق احمد بستوی

دو باتیں ہیں: ایک تو یہ کہ رجحان اور میلان کہ فلاں کا جس طرف میلان ہے اعضاء گویا وہ لڑکے والے اس نے مان لیے ہیں خلقتاً جسمی طور پر۔

مولانا عارف باللہ

اعضاء جو ہیں موافق ہیں ظاہر کے لیکن اس کے اندر جو ہارمون وغیرہ ہے جو انسان کی فطرت کی بنیاد ہے وہ مختلف ہے اس سے، لڑکی ہے ظاہر کے اعتبار سے، لیکن اس کے ہارمون لڑکوں کے ہارمون ہے.............. ڈاکٹروں کی رپورٹ یہ ہے کہ حقیقت میں اس کی فطرت اور اندرونی کیفیت میں اختلاف ہے ظاہر میں یہ لڑکی ہے لیکن اندرونی صلاحیتوں کے اعتبار سے وہ لڑکا ہے اور اس کا عکس بھی ہے۔

مولانا عتیق صاحب

میرا خیال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی تھوڑی وضاحت ہمارے ڈاکٹر صاحب کردیں ایسی صورت حال کیا ہوتی ہے، حکم شرعی تو آپ کو طے کرنا ہے یہ کام علماء کا ہے کہ صورت حال معلوم کرنے کے بعد حکم شرعی وہ طے کریں گے، لیکن صورت حال سمجھنے میں ہم کو ضرورت ہے ماہرین کی۔

ڈاکٹر افتخار الدین صاحب

جنیٹکلی جو آدمی کا بنیادی یونٹ اس کا سیل (Cell) ہوتا ہے اس کے اندر لڑکی کے اندر XX (جین) جنیز ہوتے ہیں اور لڑکے کے اندر XY جین ہوتا ہے اور وہ XY جین کی وجہ سے اس کے اندر لڑکے کے خصوصیات آتے ہیں۔ XX جین کی وجہ سے کسی میں لڑکی کے خصوصیات آتے ہیں، عام طور پر نارمل یہ ہوتا ہے۔ یہ جس چیز کی بحث ہو رہی ہے، اس سلسلہ میں جنیز تو اپنی جگہ صحیح ہوتے ہیں، وہی رہتے ہیں لیکن ہارمون کا Metabdic پرابلم ہوتا ہے، یہ ایک چیز ہوتی ہے جو کئی اسٹیجیز سے گزرتے ہوئے مردانہ ہارمون جس کو Testosterone کہتے ہیں وہ بنتا ہے لیکن یہ درجہ بدرجہ ایک ایک اسٹیج سے گزرتے ہوئے آگے Testosterone کی شکل میں آتا ہے اور جب یہ بن جاتا ہے تو وہ پوری طریقہ سے مردانہ ہارمون اور ساری مردانی جو خصوصیات ہیں اس کی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ جسم کے بالوں کا Distribution ہے آواز ہے جو مردانی ہیئت ہے اور مسلس کے اندر جو ایک قسم کی سختی اور مردانہ ہیئت جس کو آپ کہتے ہیں یہ ساری چیزیں اس کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جب یہ Testosterone کے بننے میں کئی رکاوٹ آجاتی ہے کئی مرحلوں سے جب یہ گزرتے ہوئے کسی جگہ پر جب اس میں بلاک آجاتا ہے تو پھر یہ اپنی اصل شکل میں بن نہیں پاتا تو پھر ایسی صورت میں یہ پرابلم پیدا ہوتا ہے اس کو Pseudo Hermophodite کہتے ہیں، یعنی نہ مرد نہ عورت یہ Hermophodite کی ایک شکل ہے، حقیقت میں جیسا کہ مولانا نے فرمایا کہ اللہ نے کسی کو یقینا مرد اور عورت بنایا ہے جنیز کے اعتبار سے، لیکن ہارمونل بلاک، ہارمونل خرابی کی وجہ سے کبھی یہ مشکل پیدا ہو جاتی ہے تو ایسی صورت حال میں یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، پھر ڈیسائڈ کرنا پڑتا ہے کہ اس لڑکے یا لڑکی کو کس طرح سے ٹریٹ کیا جائے اور پھر آپریشن کیا جائے۔

مولانا اقبال احمد

پلاسٹک سرجری کے تعلق سے یہ بات کہی گئی ہے کہ ازالۂ عیب یا دفع اذی یا تجمیل عارضی کے طور پر جو تصرف کیا جاتا ہے وہ جواز کے دائرہ میں آتا ہے اور جو تغییر خلق اللہ کے دائرہ میں آتا ہے، وہ ناجائز ہے، لیکن تغییر خلق اللہ کے بارے میں بھی یہ جو بات کہی گئی کہ عادت کے برخلاف تخلیق ہوگی تو اس کی تصحیح کی جاسکتی ہے، لیکن اللہ کی عادت اپنی تخلیق کے بارے میں خود مختلف ہے، مثلاً ایک چینی شخص ہے، اس کی ناک چپٹی ہوتی ہے وہ جب انڈیا میں آتا ہے تو انڈیا کے درمیان لوگوں کے رہنے میں عیب محسوس کرتا ہے، حالانکہ وہ اپنے ملک کے اعتبار سے عادت کے مطابق پیدا ہوا ہے تو کیا اس عادت کا بھی کوئی معیار متعین کیا جائے گا؟ اور اس کو اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کے رہنے کے سلسلہ میں تغییر کی اجازت ہوگی؟ یہ میرا سوال ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی

میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات جواب دینے کے لیے بیٹھے ہیں یعنی جو مسئلہ زیر بحث ہے، اس کے بارے میں کچھ وضاحت کریں کچھ مزید جواب دیں، یہ جو آپ نے سوال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس علاقے میں جو شکل وصورت بنائی ہے، جو رنگت ہے جو خاص کیفیت ہے جسم کی، اللہ کی بنائی ہوئی ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس کو چینج کرنے کی کوشش، ایک انڈین کوشش کرے کہ میرا جسم اس طرح کا ہو جائے کہ میں امریکن معلوم ہوں، یوروپین معلوم ہوں یا ایک چینی جو یہ کوشش کرے کہ میں اپنے ناک ونقشہ کے اعتبار سے گویا ایک عرب معلوم ہوں، چینی معلوم نہ ہوں تو ظاہر بات ہے اس کی اجازت نہیں ہوگی، یہ تغییر خلق اللہ ہی ہے۔ وہ جو بات فرمائی گئی کہ بھائی جو اللہ کی عادت ہے خلق کے تعلق سے، مان لیجئے عموماً پانچ انگلیاں ہوا کرتی ہیں، کسی کے چھٹی انگلی ہوگئی، زائد انگلی ہوگئی تو ظاہر بات ہے کہ اب وہ چھٹی انگلی کو ختم کرنے کا آپریشن اگر اس میں کوئی اور بڑی ضرر رسانی اور اذیت نہ ہو تو اس دائرہ میں وہ چیز

آتی ہے، باقی یہ کہ ایک چینی کا یہ خواہش کرنا کہ میں انڈین ہو جاؤں، انڈین نظر آؤں یا انڈین کی کوشش کہ میں عرب نظر آؤں، یہ ظاہر بات ہے کہ یہ غیر معقول کوشش ہے اور اس کو، اس کی اجازت دینے کی گنجائش نہیں ہوتی، میرا اپنا نقطۂ نظر یہی ہے اور آپ بھی شاید اس سے اتفاق کرتے ہوں گے۔

مولانا ظہیر صاحب، کانپور

میں ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی یہ جو بات چل رہی تھی کہ ہارمون جو ہیں اس کے خلاف ہوتے ہیں جو اس کے اعضاء ہیں، مان لیجئے کہ اس کے اعضاء جو ہیں وہ مذکر والے ہیں اور اس کے جو ہارمونز ہیں وہ انوثت والے ہیں، مؤنث والے ہیں، تو اس تضاد کی صورت میں علاج ہارمون کا بآسانی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر افتخار الدین صاحب

ہارمونز کا علاج بآسانی ہوسکتا ہے، کیونکہ ہارموز دونوں قسم کے موجود ہیں، اور دونوں قسم کے ہارمونز کسی کو دئے جاسکتے ہیں، اگر کسی ایسے پیشنٹ کو ایسے بچے کو، اگر مان لیجئے کہ اگر مرد کی شکل میں اس کی سرجری ہوگئی تو پھر teststron اس کو external طور پر دیا جاسکتا ہے، کوئی مشکل نہیں ہے اور ویسے اگر اس کی شکل لڑکی کی بنادی جائے تو جو فی میل ہارمونز ہیں وہ بھی دئے جاسکتے ہیں، ویسا ہی ہوتا ہے، جب یہ سرجری کرتے ہیں تو یقینی طور پر ہارمونز سپلیمنٹ کرنا ہی پڑتا ہے، یہ پوسیبل ہے۔

(ظہیر احمد صاحب اس لیے کہ اعضاء میں تبدیلی تو زیادہ مشکل ہے، بنسبت ہارمونز میں تبدیلی لانے کے، میں سمجھتا ہوں اعضاء میں تبدیلی ایک بڑا مشکل مرحلہ ہوگا)۔

اس میں تھوڑی سی یہ بات یہ ہے کہ اعضاء بھی اس کے مستقل طور پر بنے ہوئے نہیں ہوتے، اس میں بھی تھوڑا نقص رہتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اعضاء بالکل اس کے کسی ایک طرف

متعین ہیں۔ یہ ڈوٹ فل رہتے ہیں۔ (عتیق احمد صاحب! ڈاکٹر صاحب ان کا سوال دوسرا ہے، ان کا سوال یہ ہے کہ ایک بچہ لڑکا ہے تمام اعضاء کے اعتبار سے ظاہر بات ہے کہ اس کو لڑکی بنانے کی کوشش، ہارمونز ساتھ دیں گے اس کے ساتھ اعضاء کی تبدیلی بھی کرنی پڑے گی، اگر محض پرابلم جو ہے ہارمونز کا ہے کہ ہے لڑکا وہ، اس میں ہارمونز لڑکی والے زیادہ ہیں تو ہارمونز کو بدلنا آسان ہوگا، لیکن اعضاء کی تبدیلی مشکل ہوگی، ظاہر ہے فنی لحاظ سے) جب اعضاء مستقل طور پر اس کے بنے بھی نہیں ہیں، تو آپ کو ڈیسائڈ کرنا ہے کہ آپ کو اس کو کیا شکل اس کو دینا ہے ایسا بھی آج کل ہو رہا ہے کہ مستقل طور پر اعضاء بھی بنے ہیں، ہارمونز بھی صحیح ہیں، لڑکا ہے، اس کو لڑکی بننے کی خواہش ہے ویسٹ میں ایسا بھی ہو رہا ہے، ویسی صورت میں پہلے اس کا Castration کرنا پڑتا ہے جو اس کے testis ہیں، پہلے اس کو آپریٹ کر دیتے ہیں، نکالدیتے ہیں، جس کی وجہ سے جو میل ہارمونز ہیں وہ اس کے بالکل ختم ہو جاتے ہیں، پھر اس کے اعضاء کی یعنی سرجری کر کے اس کو فی میل بنایا جاتا ہے، پھر فی میل ہارمونز اس کو سپلیمنٹ کیا جاتا ہے یہ بھی شکل ہے۔ یہ تو ایک انتہائی غیر طبعی شکل ہے یعنی بالکل نارمل آدمی ہے، لیکن اس کی خواہش ہے لڑکی بننے کی تو بھی وہ بن سکتا ہے، کافی سرجری اور دواؤں کے بعد، یہ ایک الگ شکل ہے، لیکن ایک جو قدرتی طور پر اس کے ہارمونز میں خرابی ہے، جس کی وجہ سے اس کے اعضاء بھی صحیح طور پر پورے بنے نہیں ہیں، تو ایسی شکل بہت کافی عامی ہے، یہ کوئی بہت زیادہ غیر نہیں اور یہ ویسٹ میں بھی کافی کامن ہے، جس کی صورت میں یہ سرجری کی جاتی ہے، کسی ایک طرف۔

مولانا یوسف ندوی

سوال بالعربية لا أجيد اللغة الأردية، هناك حديث رواه الامام مسلم رضى الله عنه جاءت امرأة إلى النبى ﷺ فقالت: يا رسول الله ! إن لى ابنة عريساً أصابتها حسبة فتمزق شعرها أفأصله؟ فقال: "لعن الله الواصلة

والمستوصلة"، هل هذا الحديث يخالف العملية الجراحية الجمالية۔

مولانا عتیق بستوی:

يعنى الأحاديث الواردة في باب الواصلة والمستوصلة كثيرة، (الف) السؤال أن هذا الحديث الذي فيه لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الواصلة والمستوصلة، هذا الحديث يخالف العملية الجراحية التجملية، في الحقيقة الوصل في الأشعار كانت لأسباب مخصوصة في الجاهلية ومن هذه الأسباب التدليس أيضاً، التدليس لأمر النكاح۔

ولا شك أن الجراحات التجميلية التي تكون للتلويث والتدليس، لاتجوز هذه العملية الجراحية، والأحاديث الواردة في هذا الباب صحيحة ثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن هذا الموضوع الذي نناقشه في هذا الوقت العملية الجراحية، التجميلية كلمة جاء ت .... مستوعبة لكل صورها يعنى كما سمعتم أن هذه العملية الجراحية قدتكون أكبر مقصدها العلاج، الدواء ويكون من ضمنها تجميل الصورة وفي الاستلامات في السيارات وغيرها فهذه العمليات الجراحية يعنى في الحقيقة علاج، مقصدها الأصلي العلاج، الدواء والتداوي، وأما التجميل فمن مقاصدها الضمنية فكما أظن هذه الصور للجراحة التجميلية التي أهم هدفها العلاج والتداوي وان سمينا ها تجميلية ولكنها تجميلية ضمناً وتبعاً لاتدخل هذه الصورة في ضمن هذا الحديث النبوي، وأما الجراحات التي العمليات الجراحية التي مقصدها التجميل والتدليس مع التجميل، التدليس على الناس فهذه الصور تكون في ضمن هذا الحديث النبوي كما أظن۔

مولانا یوسف ندوی:

بنت هذه المرأة كانت .... أى ما كان في رأسها شعر أى تلك المرأة أرادت أن تزوج بنتها أى لايستعد أى رجل أن ينكح أن يتزوج بهذه البنت فلذا أرادت أن تعالج بوصول الشعر لبنتها ....انها أرادت العلاج بوصول الشعر .... من الممكن أن يدخل في هذه الباب أى في العملية الجراحية...)

مولانا عتیق احمد بستوی

كما أفهم أن هذا الشكل داخل في لعن الله الواصلة والمستوصلة يعنى ...... تريد أن تزوج بنتا مثلاً وبنتها وشعرها نا قصة كذا وكذا وتريد أن توصل الأشعار بأشعار خلقية حتىٰ تنكح هذه المرأة هذه البنت ولا ...... بهذا المرأةالرجل، الرجل الذى خطب هذه المرأة لايعرف كيفيتها وهذه المرأة في الحقيقة أرادت التدليس على الرجل، فلا شك أن هذه الصورة داخلة في "لعن الله الواصلة والمستوصلة" لأن هذه المرأة والبنت أرادت التدليس على الرجل الناكح۔

مولانا شاہ جہاں صاحب

امام نوویؒ نے اس حدیث کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ النهى مختص بالوصل بالشعر ولا بأس بوصله بصوف أو بخرق وغيرها، یعنی امام نوویؒ نے اس کو خاص کیا ہے کہ انسانی بال لگانے کی ممانعت ہے، دوسری چیز کے ذریعہ سے اگر اس کی اصلاح کی جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

مولانا عتیق احمد، بستوی

ہاں وہ آپ کی رائے ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر مقصد گویا یہ ہے کہ بھئی بچی کی جو صحیح کنڈیشن ہے، اگر معلوم ہو جائے تو نکاح نہیں ہوگا، اس کو چھپا کر کے گویا ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ وہ چیز درست نہیں ہوگی، ایک تو شادی شدہ عورت ہے، اس کے لیے اپنے تحسین کے لیے استعمال صوف الگ چیز ہوئی، لیکن جہاں مسئلہ شادی کا ہو کہ شادی کے لیے آپ یہ کام کر رہے ہیں اور دوسرے فریق کو اس سے بے خبر رکھ کر کے، تو ظاہر بات ہے کہ جب صورت حال معلوم ہوگی تو وہاں پر تعلقات میں خرابی بھی پیدا ہوگی اور مسائل پیدا ہوں گے۔ یہ تدلیس ایک طرح کی ہوئی، غش ہوا، جس کی گنجائش نہیں ہے۔

ایک آواز

مولانا ایک بات اور میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو بات آرہی ہے کہ تغییر خلق اللہ، مفسرین نے جو لکھا ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ نے جس خلقت پر پیدا کیا ہے، اس میں تغییر درست نہیں ہے، لیکن انہوں نے جواز کی کچھ شکلیں لکھی ہیں مثلاً کسی کے دانت زائد ہیں یا انگلی بڑھی ہوئی ہے، اس میں تکلیف ہے تو اس مقصد سے اس کی تغییر ہو سکتی ہے، تو انہوں نے عام طور سے مادی درد میں اس کو منحصر کیا ہے، مادی درد ہو اور تکلیف ہو تو تغییر کی جا سکتی ہے، لیکن اگر ذہنی اذیت ہو یا نفسیاتی تکلیف ہو تو اس کا حکم انہوں نے نہیں لکھا ہے، تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ہر وہ صورت جس پر اللہ تعالیٰ نے کسی فرد کو پیدا کیا ہے، اس کی تغییر، تغییر خلق اللہ میں داخل ہے، لیکن جواز کی استثنائی صورتیں یہ ہو سکتی ہیں اور اس میں نفسیاتی اذیت کا بھی دائرہ پیدا کیا جائے اور اذیت کو وسعت دی جائے، یہ بہتر ہوگا یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ عام عادت کسی بھی ملک یا کسی سماج میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی جو ہے اس کے خلاف اگر کسی کو

پیدا کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بظاہر کوئی حکمت ہوگی اس میں، تو یہ کہنا صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے کہ عام عادت کا اعتبار ہوگا، بلکہ ہر آدمی کو جس خلقت پر اللہ نے پیدا کیا ہے اس کا اعتبار کرنا زیادہ بہتر ہے اور اذیت کے دائرہ میں وسعت پیدا کی جائے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

مولانا عتیق احمد، بستوی

میرا خیال یہ ہے کہ تغییر خلق اللہ کا تعلق جہاں تک ہے اور جس شدت کے ساتھ قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے، تو تمام چیزوں کو ہم تغییر خلق اللہ میں ہم لے آئیں۔ اس کے بعد استثناء کرنے بیٹھیں کہ فلاں فلاں صورت مستثنیٰ ہیں، یہ شکل بہتر نہیں ہے، جب اس چیز کو آپ کو جائز قرار دینا ہے کہ فلاں شکل جائز ہے اس کے فلاں فلاں اسباب ہیں، تو پہلے کیا ضرورت ہے۔ آپ اس کو تغییر خلق اللہ کا دائرہ وسیع کر کے ان چیزوں کو اس میں لے آئیں، پھر استثناء کرنے کی کوشش کریں، جب کہ قرآن پاک میں جو تغییر خلق اللہ پر وعیدیں ہیں، احادیث کے اندر وعیدیں بڑی سنگین ہیں، تو ظاہر بات ہے کہ اللہ نے کسی کو پیدا کیا، ایک زائد انگلی اس کے ساتھ لگی ہے، دو انگلیاں جڑی ہوئی ہیں، اس میں اگر وہ کوشش کرتا ہے گویا آپریشن اور چھٹی زائد انگلی کو کٹوانے کی، تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پہلے اس کی ضرورت ہے کہ پہلے اس کو تغییر خلق اللہ کے وعید میں داخل ہم کریں اور پھر اس کی مجبوری یا ضرورت یا رفع اذیٰ کے لیے اس کی ہم استثنائی شکل پیدا کریں، میرا اپنا طرز فکر یہی ہے۔

قاضی کامل صاحب

یہ جو حدیث شریف ہے، جس میں حضور اقدس ﷺ نے بال کے جوڑنے والی اور بال کے جوڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے، اس کی تشریح کرتے ہوئے بذل المجہود میں یہ فرمایا ہے کہ اگر عورت اون یا ریشم ان کو اپنے بالوں میں جوڑتی ہے تو اس میں کوئی برائی کی بات نہیں ہے

اور وہ جو لعنت کی گئی ہے حدیث میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسری عورت کے جو بال ہیں، ان کو اپنے سر میں وہ جوڑ رہی ہو اور آدمی کا جو جز ہے، اس سے استفادہ کرنا چوں کہ حرام ہے، اس لیے وہ ممانعت ہے اور حدیث میں یہ تفصیل مذکور نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت میں عادت یہی تھی کہ اس طرح سے جو بال جوڑے جاتے تھے، وہ کسی دوسری عورت کے بالوں کو جوڑا جاتا تھا، تو اگر کسی عورت کے بالوں کو یا کسی آدمی کے بالوں کو نہیں جوڑا گیا ہے اور اپنے بالوں میں عورت ریشم یا اون کو جوڑتی ہے اور ان کے ذریعہ اپنے بالوں کو لمبا ظاہر کرتی ہے تو اس میں کوئی قباحت کی بات نہیں ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی

اس میں مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ جزء انسان سے انتفاع، انسانی بالوں سے انتفاع جو اس وقت شکل مروج تھی، عورتوں کے بال جوڑنے جڑانے کی تو ظاہر بات ہے کہ اسی پر محمول کیا ہے۔ حضرات! میں دوسری بات الگ سے کہہ رہا ہوں آپ سے کہ ایک تو یہ ہے کہ عورت اپنے بالوں کی آرائش کے لئے وصل کرتی ہے، وصل میں ٹھیک ہے انسانی بالوں کا استعمال نہ ہو، لیکن مصنوعی بالوں کا استعمال ہو، اون کا استعمال ہو، ریشم کا استعمال ہو، تو اپنے بال کو اچھا بنانے کے لیے، خوبصورتی کے لیے اس کا استعمال کر رہی ہے، اس کی گنجائش ہے، کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن جہاں مسئلہ شادی کے مرحلہ کا ہوتا ہے، ایک بچی میں ایک عیب اس طرح کا پایا جا رہا ہے اور وہاں پر گویا ظاہر بات ہے، یہ عیب چھپنے والا نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ اس طرح کر کے رشتہ طے کر دیں، سب کچھ ہو جائے اور اس کے بعد جب معلوم ہوگا اس لڑکے کو، اس کے گھر والوں کو کہ بھائی وہ تو یہ سب مصنوعی بال ہیں، یہ تو ریشم لگایا ہوا ہے، یہ تو اون لگایا ہوا ہے، تو گویا ایک تو بہر حال دھوکہ دہی تو ہوئی اور ساتھ ساتھ جو تعلقات کی خرابی پیدا ہوگی اور مسائل پیدا ہوں گے، جن لوگوں کو قضاء سے واسطہ ہے، دار القضاء کو دیکھتے ہیں، ان کو

اندازہ ہے کہ کتنی چھوٹی چھوٹی باتیں نزاع کا ذریعہ بن جایا کرتی ہیں، اس لیے اگر مسئلہ ہے شادی کے لیے کسی اس طرح کے عمل کی تو چاہے انسانی بالوں کا وصل نہ ہو اور کسی بال کا وصل ہو، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس کی گنجائش ہم دے سکتے ہیں یا آپ کی رائے ہوگی، تو آپ فرمائیں۔

مفتی زاہد صاحب

میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ تصحیح جنس کو اور تغییر جنس یا تبدیلیٔ جنس کو، دو الگ الگ چیزوں کو رکھنا چاہیے، یہ مناسب بات نہیں معلوم ہوتی کہ دونوں کو ایک ساتھ ملایا جائے، تصحیح جنس کے لیے جو ضروریات ہیں، جو ضروری اس کے مدد ہیں اور جو اس کے لئے گنجائش اس میں زیادہ سے زیادہ اس کی مدد کی جاسکتی ہے، وہ بالکل گویا فطرت کے مطابق ہے اور اس اعتبار سے اس کو چاہے وہ مردانہ یا زنانہ جو بھی اس کے مسائل ہوں مخصوص انداز کے، تو وہ تصحیح جنس بالکل ایک الگ چیز ہے اور تغییر جنس یا تبدیلیٔ جنس وہ بالکل ایک دوسری چیز ہے، دونوں کو یکساں نہ کیا جائے، اس سلسلہ میں جو فقہاء نے بہت سی تفصیلی باتیں لکھی ہیں اور اس کے بعد جو ہمارے یہاں جدید پلاسٹک سرجری کے حضرات ہیں اور جو اس سلسلہ میں الگ الگ باتیں فرماتے ہیں چاہے وہ خواتین سے متعلق ہوں یا مردوں سے متعلق ہوں تو ان کو یکساں قرار نہیں دینا چاہیے تو یہ میں اس وقت یہ بات عرض کر رہا تھا۔

مولانا عتیق احمد بستوی

یہ بات تو بہت معقول ہے اور اچھی تعبیر ہے کہ بھائی جنس کی تبدیلی الگ چیز ہے اور تصحیح الگ چیز ہے، جہاں پر جس میں صورت حال غیر واضح ہوتی ہے، اس غیر واضح صورت حال میں جو غالب رجحان اس کے جسم، اعضاء کے اعتبار سے ہے، اس کے لحاظ سے اس کو صحیح کرنے کی کوشش، تو ظاہر بات ہے کہ وہ الگ مسئلہ ہوا تو تبدیلی جنس جیسے آپ کہتے ہیں کہ بھئی یہ ایک مکمل

لڑکا ہے، اور اس کو خود یا اس کے گھر والوں کی خواہش ہے کہ لڑکی ہو جائے یا اس کے برعکس ہو جائے تو ظاہر بات ہے کہ اس کی گنجائش کا سوال نہیں پیدا ہوتا، جس کی گنجائش ہم دے سکتے ہیں اور ہے اس کی گنجائش وہی ہے تصحیح جنس کہ ایک بچے میں کچھ کمی ہے، ہے لڑکا وہ لیکن اس کے ہارمونز لڑکی جیسے کچھ آگئے ہیں، اس ہارمونز کی تبدیلی اور اس کا علاج، اس میں اگر ضرورت پیش آتی ہے کسی اور چیز کی، جراحی عمل کی، اس کا انجام دینا یہ الگ چیز ہوئی۔

مفتی زاہد

اس میں اگر ذرا سا اور اجازت دیں تو ایک منٹ اور اپنی بات کی وضاحت کروں کہ اس میں ایک واقعہ ہمارے علی گڈھ یونیورسٹی میں ایسا پیش آیا کہ ہمارے یہاں پلاسٹک سرجری کے جو چیئر مین ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک غیر مسلم دیہاتی کا انہوں نے کہا کہ بھائی اس کا نام میں کوڈ نہیں کرنا چاہتا اور نہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں، ایک غیر مسلم دیہاتی جو ہے وہ دونوں شادی شدہ آئے اور بچپن میں وہ بچہ پیدا ہوا تھا، اس پیدا ہونے کے موقع پر اس کا جو گویا عضو مخصوص مردانہ تھا وہ اتنا معمولی سا تھا کہ وہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا، لگتا تھا کوئی دانہ وغیرہ یا کوئی کھال بڑھی ہوئی ہے اور جو اس کے خصیتین تھے وہ کسی جگہ جسم میں دوسری جگہ پر تھے، اس کے علاوہ جسم میں ایک شگاف تھا، جس سے کہ وہ پیشاب اس کا خارج ہوتا تھا، گھر والے یہ سمجھے کہ یہ لڑکی ہے، لیکن حقیقتاً وہ میڈیکل سائنس کے اعتبار سے وہ لڑکا تھا۔ بالآخر اسے لڑکی کے طور پر پالا گیا اور لڑکی کے طور پر پالنے کے بعد اس میں یہ توجہ نہیں دی گئی جو لڑکیوں کی خصوصیات اور ان کی علامات ہوتی ہیں، آیا وہ پیدا ہوئیں یا نہیں ہوئیں؟ اس کے بعد پھر اس کی شادی ہوگئی، شادی ہونے کے بعد اب وہ راز میاں بیوی کے درمیان جب بات بنی تو کھلا، تو اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بھائی یہ تو لڑکا تھا اور میڈیکل سائنس کے اعتبار سے تمام تحقیقات کی گئیں ہارمونز ٹیسٹ کیے گئے اور تمام چیزیں ٹیسٹ کی گئیں تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا ہے۔ لڑکی تو ہے نہیں، اب وہ ڈاکٹر یہ کہتے

ہیں کہ ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو کبھی بھی .... حیض نہیں آیا، داڑھی بھی نہیں نکلی ایک دو بال ادھر ادھر نکل آئے، جو لڑکیوں کے بھی کبھی کبھی نکل آتے ہیں، تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم میڈیکل سائنس کے اعتبار سے تو ہم اس کو لڑکا تسلیم کرتے ہیں، لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چوں کہ اس کی شادی ہوگئی ہے۔ لہذا اس کی ٹوٹنے والی شادی کو بچانے کے لیے ہم نے یہ سمجھا کہ ہم اس کی انسانی اعتبار سے خدمت کریں اور ہم اس کو بطور لڑکی ڈیولپ کریں اور اس طرح سے انہوں نے اس کو خدمت سمجھ کے اس کی مدد اس سلسلہ میں کی، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ تو خیر اس کی اجازت نہیں دے سکتے، اس لیے کہ ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بہر حال یہ تغییر خلق اللہ میں آتا ہے اور خلق تکوینی جو ہمارے فقہاء نے اور صحابۂ کرام اور بعض اجل مفسرین نے لیا ہے۔ خاص کر حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؒ اور سعید بن المسیبؒ اور سفیان ثوریؒ، حضرت عکرمہؒ اور بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ سے مروی ہے، تو یہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے، جو ہم لوگوں کے غور و فکر کے لیے ہے، اس طرح کے مسئلہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی

ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، اخبارات میں یہ چیزیں آیا کرتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہاں بیوی کے درمیان بنی نہیں بگڑ گئی، مسائل پیدا ہو گئے، بنی نہیں، بہر حال وہ ایک الگ موضوع ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی آپ غور کریں گے اور ظاہر بات ہے کہ ایک بچہ بظاہر لڑکا محسوس ہوا، لیکن جب اس کے اعضاء کی تحقیق ہوئی، جانچ ہوئی، تو ڈاکٹروں کے اعتبار سے اس کے اندر خصیتین بھی ہیں اور جو لڑکے کے اعضاء ہوتے ہیں وہ موجود ہیں، اگر چہ چھوٹے ہوں۔ تو اس کا مسئلہ بالکل الگ مسئلہ ہے، جس پر ہم زیادہ گفتگو کریں گے۔

محمد عبید اللہ ہاوڑوی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "عسی أن تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم

وعسی أن تحبوا شیئا وھو شر لکم"، انسان عقلی طور پر سمجھتا ہے کہ ایک چیز جو ہے میرے لیے بہت مفید ہے، میرے لیے فائدہ مند ہے، لیکن وہ چیز اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہے، انسان اپنی سطحی عقل سے سوچتا ہے کہ اگر میرے اندر یہ خوبصورتی نہیں ہوگی تو میرا یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، میری شادی نہیں ہوگی، لیکن انسان جو ہے قدرت سے ٹکر لیتے ہوئے اس کی سرجری کرتا ہے، تو کبھی کبھار اس کا برعکس معاملہ پیش آتا ہے، کہ پہلے کسی طرح انسان معلوم ہوتا تھا لیکن بعد میں اس نے سرجری کا پتہ چلا اور بگاڑ پیدا ہوگیا، چاہے تصحیح جنس کا مسئلہ ہو یا تغیر جنس کا مسئلہ ہو، میں اپنے اعتبار سے یہ سمجھتا ہوں کہ دونوں کے اندر حرمت کا پہلو ہی موجود ہے، اس لیے کہ جو سرجری کی جاتی ہے، اگرچہ اس کے اندر کچھ فائدہ نجی طور پر ظاہر ہوتا ہے، لیکن مفتی شفیع صاحب دیوبندیؒ نے اپنی کتاب جواہر الفقہ کے اندر یہ بات لکھی ہے کہ جو سروے کیا گیا ہے، اس کے اندر اس بات کا پتہ چلا ہے کہ جو فائدہ ہوتا ہے، بہت کم ہی فائدہ ہوتا ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں نقصان بہت زیادہ ہے، اگر ہمارے ڈاکٹران جو اس فن میں لگے ہوئے ہیں، اگر وہ اس بات کے اندر غور کریں گے کہ ہم غیر انسانی جو جانور ہے جو انسان نہیں ہے، اس کے ہم اعضاء کو لے کر کسی طرح سائنسی جو ہے ریسرچ کر کے، ہم اس کے اندر غور وفکر کر کے مزید ترقی دیں، اسی سے سرجری کی جائے، لیکن انسانی اعضاء کے ذریعہ سے سرجری کی جائے تو اس کے جو نقصانات ہیں بہت زیادہ ہیں، آج کل اخبارات کے اندر یہ بات بار بار آرہی ہے کہ سرجری کی وجہ سے بہت سارے انسان کو بے دردانہ طور پر قتل کیا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو دوسرے کے استعمال کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کے حقوق کا جو مسئلہ آیا تھا۔ (مولانا عتیق احمد بستوی) بھائی موضوع اس وقت نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں، آپ کچھ موضوع سے اس وقت باہر جا رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اعضاء کی پیوندکاری کا موضوع باقاعدہ ہمارے اکیڈمی کا ایک موضوع تھا سمینار کا۔ گفتگو اس پر ہو چکی ہے اور اس پر فیصلے بھی ہوئے ہیں۔ اس وقت مسئلہ اعضاء کی پیوندکاری کا نہیں ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوندکاری، غیر انسانی اعضاء کی پیوندکاری، اس لئے جو نقطہ ہے آپ کا اس کے اوپر بحث مرکوز

کریں، اب مغرب کا وقت بھی ہونے والا ہے اور ابھی ہم کو صاحب صدر کی گفتگو سننی ہے، چند منٹ کے لیے، ہم درخواست کرتے ہیں اپنے بزرگ مولانا صادق محی الدین صاحب، جو اس نشست کے صدر ہیں، آپ کا تعلق حیدرآباد سے ہے، جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا معروف ادارہ ہے، اس کے شیخ الحدیث ہیں، اس کے ذمہ داروں میں ہیں، ان سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اپنے صدارتی کلمات سے ہم کو مستفیض فرمائیں۔